ہو کر اُتر جاؤ پھر میں نے تمام عورتوں اور مردوں کو اس پر سوار کیا اور میں بھی سوار ہوا اور کچھ اسباب ضروریات ساتھ لے کر روانہ ہوئے اُس روز ہوا بہت تیز تھی شدت ہوا سے موج کا یہ عالم تھا کہ پچاس پچاس سو سو قدم آگے جاتے تھے جب کنارے شہر کے پہونچے گھٹنوں گھٹنوں پانی میں کشتی کھڑی کی خلاصیوں نے کہا کہ پہلے عورتوں کو اُتار دیجئے، میں نے کہا کہ بھائیو پانی موجیں مار رہا ہے میں عورتوں کو کس طرح سے اُتاروں میں تو نہیں اُتارتا پھر چار خلاصی کشتی سے اُتر کر شہر میں گئے اور ایک سیڑھی لائے پھر عورتوں کو بٹھا کر پار اتار دیا پھر اسباب اُتارا اُس کے پیچھے ہم سب لوگ اُترے اور میدان میں اپنی پالکیں کھڑی کر کے اُس میں اُتر رہے اور مولانا محمد اسماعیل صاحب مکان کرایہ لے کر اُترے جب ہمارے ناخدا نے اپنے کاموں سے فراغت کر لی تب پندرھویں روز وہاں سے جہاز پر سوار ہو کر روانہ ہوئے اور مولانا صاحب کے جہاز کے ناخدا کے کئی کام باقی تھے اس سبب سے اُن کے جہاز کا لنگر نہ اُٹھا وہیں رہے پھر چلتے چلتے جب قریب یلملم کے پہونچے یکایک ہوا بند ہو گئی جہاز کھڑا ہو گیا ناخدا اور معلم گھبرائے کہ دیکھا چاہئے یہاں پر کتنے دن لگیں اس عرصہ میں ایک جھونکا ہوا کا آیا کہ جہاز یلملم پر پہنچ گیا مگر ہوا پھر بند ہو گئی جہاز کھڑا ہو گیا اس میں معلم نے کہا کہ

صاحبو ململم پر آگئے احرام باندہو اور دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ ہوا عنایت
کرے پھر میں نے لوگوں کو احرام تقسیم کر دئے بعض بعض لوگوں نے
غسل کیا اور بعضوں نے وضو کر کے احرام باندھے اور دعا میں مشغول
ہوئے دعا کر نہیں چکے تھے کہ ہوا چلنی شروع ہوئی اس طرح کی ہوا
تیز چلی کہ اُسی روز ظہر کے وقت کنارے جدہ کے جہاز جا پہونچا اور
لنگر ہوا اس وقت ناخدا حضرت علیہ الرحمۃ کے فضائل اور بزرگیاں بیان
کرنے لگا کہ حضرت امیر المومنین نے وقت رخصت کے دعا کی تھی اور فرمایا
تھا کہ اللہ تعالیٰ تم لوگوں کو ساتھ خیریت کے جدہ میں پہونچاویگا سو
آج حضرت میاں صاحب کی دعا کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے ساتھ خیر و عافیت
کے یہاں پر پہونچایا پھر مجھ سے کہنے لگا کہ اب یہاں پر جہاز میں ہمارا کچھ
اختیار نہ رہیگا سو تم اپنا درست رکھو اب جدہ سے لوگ سوداگری
اسباب کی تلاشی کے لئے آنے والے ہیں اور اُن کے ساتھ اور بہی ہوڑیاں
آوینگے اس میں ایک کو کرایہ کر کے سوار ہو جانا یہ کہہ کر ناخدا اور معلم
نو دلو سے کی چھت پر جا بیٹھے پھر میں نے اپنا اسباب ایک جگہ پر جمع کر رکھا
تھوڑی دیر گذری تھی کہ پانچ کشتیاں کنارے سے مانند تیر کے تیز آئیں
اور گرد جہاز کے کھڑی ہوئیں دو پر تو ترک لوگ سوار تھے اور انکے
ہاتھوں میں دو دو ہاتھ کے ڈنڈے موٹے اور تین کشتیاں خالی تھیں

خلاصیوں نے پہلے سے رسی زینہ کی لٹکا رکھی تھی اس کو پکڑ کر ترک
لوگ جہاز پر آئے اور ادہر ادہر باہر دیوسوں کے اسباب تجارت
کا دیکھتے پھرتے تھے یہ معلوم ہوتا تھا کہ گویا اُنہی کا جہاز اور مال ہے
پھر جاوے کے ملانے ایک ہوڑی انھیں تین ہوڑیوں میں سے چھ ریال
میں کرایہ کی میں نے اس ملانے سے کہا کہ ہوڑی تو بڑی ہے اور ہم تین آدمی
ہو ہم بھی اسی پر سوار ہو چلیں اُنہوں نے کہا اچھا پھر میں نے ان کو تین ریال
دئے اور اپنا تمام اسباب اس پر رکھا اور چار یا پانچ لستے دال چاول کے باقی
لستے جہاز پر چھوڑ دئے کہ ان کو پھر آ کر لیجا دینگے پھر عورتوں اور مردوں کو
اس پر سوار کیا اور میں بھی بیٹھا اور روانہ ہوئے اور کنارے پر پہونچے پھر
کشتی کو کنارے سے ملا کر کھڑی کی وہاں کے پانی کا حال معلوم نہیں کہ کس قدر
گہرا تھا پانی سے ملا ہوا لنبا ایک ندڑا سا بنا ہے کہ آدمی کشتی سے خشکی میں اُترتا
ہے اور وہیں پر کشتیاں کھڑی ہوتی ہیں پہلے ہم نے عورتوں کو اُتارا اور اُن کے
ساتھ بیس آدمی اُتار کر الگ کھڑا کر دیا اور وہاں پر لوگوں کا مجمع کثیر تھا
اور ہمیشہ اسی طرح سے وہاں پر لوگ رہتے تھے اُن میں مزدور بھی اور سوداگر وغیرہ
بھی اور تین آدمی محصولی اسباب کی تلاشی کے لئے آ کر کھڑے ہو گئے پھر سارا
اسباب اُترنا شروع ہوا جب تمام اسباب کشتی سے اُتر چکا تب محصول
والوں نے ہماری گٹھریاں کھولنی شروع کیں اور تلاشی لینے لگے اس میں کیا

ایک شخص نے ہندی زبان میں مجھ سے پوچھا کہ تم لوگ حاجی ہو میں
نے کہا کہ ہاں اُس نے کہا کہ تمہارے پاس کچھ اسباب جھول تو نہیں مگر
یہ لوگ تمہاری تمام گٹھریاں کھول کر اسباب بکھیر دینگے تم ان کو کچھ
دیدو، پھر میں نے اُن کو ایک ایک ریال دیدیا وہ لے کر چلے گئے اُسی جگہ
پر ایک برج سا بنا تھا اس پر ان کا سردار بیٹھا تھا اُس سے جا کر
کہا کہ یہ لوگ حاجی مسکین ہیں یہ سُن کر وہ چپ ہو رہا اور یہاں پر
مزدوروں نے ہمارے اسباب سے ایک ایک گٹھری باندھی اور اپنے پاس
رکھ بیٹھ رہے مالک اسباب کا جس جگہ اوترتا ہے مزدور اسباب کو وہاں
پہنچا دیتے ہیں اور ان میں ایک شیخ ہوتا ہے وہ اسباب کا تخمینہ کر کے
واجبی مزدوری مالک اسباب سے دلا دیتا ہے پھر ہم لوگ کشتی سے اُتر کر آپس
میں صلاح و مشورہ کرنے لگے کہ اب یہاں سے چل کر کہاں اُتریں اسی
تشویش میں تھے کہ میرے دل میں خیال آیا کہ مکی دروازے چل کر اُتریں
پھر میں نے امان اللہ اور مرزا ہمایوں بیگ اور میر وصل لکھنوی سے کہا کہ مکی
دروازے چل کر اترو پھر ہم وہاں سے چلے اور مزدور ہمارے ساتھ ہولئے
اثنائے راہ میں ایک شخص ملے اور ہم سے سلام علیک کی اور پوچھا کہ کہاں
سے آتے ہو میں نے کہا کہ کلکتہ سے، یہ سُن کر بولے کہ ایک سید پیرزادہ
ہندوستان کے آنے والے ہیں اور وہ بڑے صاحب کرامات ہیں اور

پہلے سے اُن کے آنے کی خبر ہو گئی ہے کیا تم ان کے ساتھی ہو میں نے کہا
ہاں پھر اُنھوں نے دوسرا کر ہم سے مصافحہ اور معانقہ کیا اور پوچھا کہ میاں تما صاحب
بھی تشریف لائے میں نے کہا نہیں ہم لوگوں کو آگے سوار کرکے روانہ کیا اور بھی
جہاز آگے پیچھے آتے ہیں مگر حضرت ہمارے سامنے اپنے جہاز پر سوار نہیں ہوئے
تھے میں نے پوچھا آپ کا نام کیا ہے کہا مجکو حسن صباغ کہتے ہیں اور میں رہنے
والا ملک اودھ کا ہوں مگر اب ایک مدت سے یہاں رہتا ہوں بعد اس کے
میں نے اُن سے کہا کہ جناب کوئی ایسی جگہ اُترنے کی تبلاؤ کہ جہاں لکڑی
پانے کا آرام ہو اُنھوں نے کہا بہت اچھا پھر اُنھوں نے ہم کو مکی دروازے
پر لیجا کے کھڑا کیا اور کہا یہاں سب طرح کا آرام ہوگا شہر پناہ کی دیوار
کے تلے اندر شہر میں خیمہ کھڑا کیا اور اُترے پھر مزدوروں کی مزدوری بھی
حسن صباغ نے ہم سے لیکر دیدی اس عرصہ میں سقہ گدہوں پر مشکیں پانی
کی بھری ہوئی باہر سے لائے اور اونٹوں پر لکڑیاں بھی آئیں پھر حسن صباغ
پانی اور لکڑیاں مول لے دیں اور ہم سے کہا کہ ہمیشہ اسی طرح لے لیا کرو
پھر وہ اپنے مکان کو گئے بعد دو تین روز کے پچھلے جہازوں کا آنا شروع
ہوا آگے پیچھے آٹھ دن میں سب جہاز آگئے مگر حضرت علیہ الرحمۃ کا جہاز
نہ آیا بعضے جہازوں کے لوگوں کو سیٹھ اپنے پاس اُتارا اور بعضے لوگ
مکانوں میں اُترے اور بعض جامع مسجد میں ان دنوں مجکو تپ لرزہ

آتا تھا مولانا محمد اسماعیل صاحب وغیرہ نے میرا یہ حال دیکھ کر مجھ
سے کہا کہ تم جا کر احرام اُتار آؤ اس واسطے کہ تم بیمار ہو تم کو کپڑا اوڑھنا
ضرور ہی پڑیگا ہر چند میں نے عذر کیا کہ میں ابھی نہیں جاتا مگر صلاح سب کی
یہی ٹھہری کہ ان کا احرام اُتار آنا اچھا ہے پھر دس آدمی میرے ساتھ
کئے اور شبری میں ڈال کر روانہ کیا اور معلم محمد یونس نے ایک شخص میرے ساتھ کر دیا
پھر مکہ شریف میں جا کر بعد طواف اور سعی و حلق سر کے احرام اُتارا اور جہاں
کہیں جگہ دعا درود پڑھنے کی تھی اُس شخص نے پڑھا دی کہ جس کو معلم محمد یونس
نے ساتھ کیا تھا پھر حرم شریف میں دن بھر رہ کر جدہ کو آئے بعد
دو چار روز کے مجھ کو کچھ صحت ہوئی ایک روز مولانا محمد اسماعیل صاحب
اور مولوی وحید الدین صاحب اور حکیم مغیث الدین صاحب اور حاجی یوسف
صاحب اور حافظ قطب الدین اور حاجی حمد اللہ اور حافظ جانی اور حافظ مانی
وغیرہم میرے پاس آئے اور میری بیماری کا حال پوچھا میں نے کہا الحمد للہ دو
ایک روز سے طبیعت اچھی ہے بعد اس کے اُنہوں نے ایک کاغذ نکالا اور
مجھ سے کہا کہ ہم کو جس قدر حضرت میاں صاحب نے روپیہ دیا تھا وہ تو سب
خرچ میں آیا اور سوا اس کے اکیس روپیہ تھوڑے تھوڑے سب جہازوں
پر خرچ ہوئے سو اس کاغذ میں لکھے ہیں جو کچھ تمہارے جہاز پر اٹھا ہو

تم بھی لکھا دو اور وہ کاغذ بھی مجھ کو سنایا، میں نے کہا کہ مجھ کو توقت
روانگی حضرت میاں صاحب نے سات روپئے عنایت فرمائے تھے اس میں
چار روپیہ تو خرچ ہوئے اور تین روپئے ابھی تک میرے پاس موجود ہیں
اور تین روپئے ابھی تک میرے پاس موجود ہیں میں کیا لکھاؤں اور تم نے
جو اس قدر خرچ کیا یہ روپیہ اللہ کا ہے کس کے حکم سے اُٹھایا گیا حضرت
میاں صاحب نے کہہ دیا تھا اگر بھائیو یہ روپیہ جو اچھی جگہ صرف ہوا ہے تو خیر
اور نہیں تو اللہ تعالیٰ کے یہاں تم سبھوں کا مواخذہ ہو گا پھر تھوڑی دیر ٹھہر کر
وہ سب چلے گئے بعد کئی دن کے حضرت علیہ الرحمۃ کا جہاز آیا اور لنگر ہوا سوان کے
جہاز کے آنے کی صورت یہ ہے کہ حضرت سید عبدالرحمٰن صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ
خواہر زادہ حضرت امیرالمومنین امام المجاہدین علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ جب
حضرت ممدوح پر فتوح نے شہر کلکتہ میں منشی امین الدین صاحب کے باغ سے
ارادہ کوچ کا کیا تو نو دس روز پہلے سے اپنے اہل وعیال اور عزیز واقربا اور
اکثر قافلے کے لوگوں کو دس جہازوں پر سوار کر کے رخصت فرمایا اور اپنے
ہمراہ فقط بی بی صاحبہ معظمہ مکرمہ والدۂ ماجدہ سید محمد اسماعیل صاحب کو اور
سید محمد صاحب مرحوم اور سید زین العابدین اور چند رفیق اور مجھ کو رکھ لیا ۔
تفصیل اُن جہازوں کی یہ ہے کہ ایک جہاز کا نام دریا بقی تھا ناخدا اس پر
سید عبدالرحمٰن حضر موتی تھے اور گھر ان کا مخہ میں بھی تھا اس جہاز پر حضرت

علیہ الرحمۃ نے اپنے اہل وعیال اور عزیز واقربا کو سوار کروایا کہ سب مرد
عورت ملاکر ڈیڑھ سو آدمی تھے اور سردار اُس جہاز کے حضرت علیہ الرحمۃ
آپ تھے اور دوسرے جہاز کا نام فتح الباری اور ناخدا اس پر عبداللہ بلال
عرب تھے اور اُس پر حضرت نے ستر آدمی سوار کرواکر مولوی عبدالحق صاحب
کو سردار کیا اور مولوی صاحب رہنے والے قصبہ نیوتنی کے تھے جو علاقہ لکھنؤ
میں ہے اور تیسرے جہاز کا نام عطیۃ الرحمٰن تھا اور یہ بڑا جہاز جنگی تھا کہ
مع میگزین ساٹھ ضرب توپ اس پر تھی اور اُس کا ناخدا چالیس جہازوں
کا کپتان تھا محمد حسین ترک رومی اس پر اپنے سرسٹھ آدمی سوار کرواکر قاضی
احمد اللہ صاحب میرٹھی کو سردار کیا اور چوتھے جہاز کا نام غراب احمدی تھا
اس پر حضرت نے پچاس آدمی سوار کرواکر مولوی وحید الدین صاحب اور حکیم
مغیث الدین صاحب سہارنپوری کو سردار کیا اور پانچویں جہاز کا نام
فتح الکریم تھا اور ناخدا اُس پر محمد حسن نام مسقطی تھا اس پر آپ نے
چھہ اوپر ستر آدمی سوار کرکے میاں دین محمد صاحب کو سردار کیا اور چھٹے
جہاز کا نام فیض ربانی تھا اس پر آپ نے پچھتر آدمی سوار کرواکر مولانا
محمد اسماعیل صاحب دہلوی کو سردار کیا اور ساتویں جہاز کا نام فیض الکریم
تھا اُس پر آپ نے پچاس آدمی سوار کرواکر قاضی عبدالستار صاحب گڈھ مکتیسری
کو سردار کیا اور آٹھویں جہاز کا نام عباسی تھا اُس پر آپ نے چالیس آدمی

سوار کرواکر حاجی پیر محمد صاحب بانس بریلی کو سردار کیا اور نویں جہاز کا نام تاج
تھا اُس پر آپ نے پینسٹھ آدمی سوار کرواکر قادر شاہ بریانوی کو سردار
کیا اور دسویں جہاز کا نام فتح الرحمٰن تھا اُس پر آپ نے پچاس آدمی
سوار کرواکر حاجی یوسف صاحب کشمیری کو سردار کیا اور ان پانچ جہازوں
کے ناخداؤں کے نام یاد نہیں ہیں اور تمام آدمی قافلہ کے سات کم سات سو تھے
اور سات اوپر پچاس مسکین سب ملاکر ساڑھے سات سو آدمی تھے اور مسکین
کسی جہاز پر تین تھے کسی پر چار کسی پر پانچ اسی طور سب پر تھے اور حضرت کے
یہاں نو خرید بائیس دیگیں اور لگنیں اور سینیاں وغیرہ تھیں سو چار دیگیں اور
چند لگنیں اپنے جہاز پر رکھوادیں اور باقی دو دو دیگیں اور لگنیں اور سینیاں ہر ایک
جہاز پر رکھوادیں اور غلہ اور کپڑا اور جو کچھ اسباب تھا گاڑیوں پر لدواکر لے
گئے اور جہازوں پر چڑھانا شروع کیا جب اسباب روانہ ہونے لگا بلا گیر
انگریز کہ وہ شہر کلکتہ کا کوتوال تھا اُس نے ساہر کے انگریز کو کہلا بھیجا
کہ سید صاحب کا اسباب جہازوں پر چڑھایا جاتا ہے چپراسیوں پر تاکید ہو جاوے
کہ کوئی اُن کے اسباب سے مزاحم نہ ہو اور کسی سے بازپرسی نہ کرے بلا تکلف
جانے دے جب اس بات کو اور سوداگروں نے سنا لاکھوں روپیوں کا
اپنا اسباب تجارت کا گاڑیوں پر لدواکر ہمارے اسباب کی گاڑیوں کے
ساتھ لے گئے اور اپنے جہازوں پر چڑھادیا اور جس نے اُن سے پوچھا

کہ یہ اسباب کس کا ہے جواب دیا کہ سید صاحب کا ہے یہ سُن کر کوئی اُن سے
مزاحم نہ ہوتا اور حضرت کے ہمراہ کی گٹھریوں کی علامت یہ تھی کہ ہر گٹھری
پر حضرت کے اسم مبارک کے عدد ایک سو ستائیس لکھے تھے جب تمام اسباب
چڑھ چکا پھر ان کو روانہ کیا اور حضرت علیہ الرحمۃ کے نو دس روز ٹھہرنے کا سبب
یہ تھا کہ شہر کے خیر شرفا نے آپ سے عرض کی کہ آپ کے جہاز کے ناخدا عبد الرحمن
بھی نو دس روز شہر میں اپنے حساب وکتاب کے لئے رہینگے اور جب تک وے جہاز
پر نہ جاویں گے تب تک جہاز روانہ نہ ہوگا اس سے تو آپ بھی ٹھہر جاویں تب تک
اور بھی خلق اللہ کو ہدایت ہوگی یہ بات سُن کر آپ ٹھہر گئے اور نو جہاز تو آگے
روانہ ہو گئے مگر آپ کا جہاز کلکتہ سے سو کوس پر گنگا ساگر میں ٹھہرا رہا پھر
جب ناخدا ممدوح اپنے کار ضروری سے فراغت کر چکے تب حضرت علیہ الرحمۃ
کو کہلا بھیجا کہ اب آپ بھی چلنے کی تیاری کریں پھر اُس کے اگلے روز سویرے
حضرت نے بی بی صاحبہ معظمہ مکرمہ کو اور سید محمد صاحب کو ایک ایک بجرے پر
سوار کروا کے روانہ کیا اور فرمایا کہ ہم بعد نماز ظہر کے سوار ہوں گے اور
اُس روز پہر سوا پہر دن چڑھے آپ کی ضیافت منشی امین الدین صاحب کے
یہاں تھی اور تمام شرفا اُمرا شہر کے اُس دعوت میں شریک تھے اس روز
کے انبوہ کا شمار قیاس سے باہر تھا خدا جانے کتنے لوگ تھے پھر بعد تناول
طعام ضیافت کے حضرت علیہ الرحمۃ ظہر کے وقت تک اُنہیں کے مکان پر

رہے اور وہیں نماز ظہر پڑھی اور بعد نماز ظہر کے کچھ دیر وعظ فرمایا اور
جو خلفا آپ کے وہاں حاضر تھے ان کو نصیحت کی کہ تم سب آپس میں ساتھ
اتفاق کے رہا کرنا اور ایک دوسرے کی خیر خواہی اور اعانت کیا کرنا اس
میں اللہ تعالیٰ تمہارے ہاتھوں سے لوگوں کو زیادہ ہدایت کرے گا اور
یہ فرمایا کہ میرے پیچھے اگر کوئی شخص کہے کہ سید احمد کی توجہ میں بڑی زبردست
تاثیر تھی جس کو وہ توجہ دیتے تھے بلا شک اُس کو فائدہ ہوتا تھا سو اس شخص
کو جانیو کہ بڑا ہی کاذب اور مفتری ہے اسلئے کہ یہ امر میرے اختیار سے باہر
بارہا اکثر لوگوں کے واسطے میں نے چاہا کہ میری توجہ سے ان کو کچھ فائدہ ہو مگر
خاک بھی نہ ہوا اور جن کی طرف سے مجکو اس بات کا خیال نہ تھا ان کا یہ
حال ہوا کہ ادھر سے کو اڑ کی آڑ میں ان کو لے گیا اور اُدھر سے ایک دم میں حلی
کرکے نکال لایا یہ بات محض من جانب اللہ ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ اگر
کوئی کہے کہ سید احمد کہتے تھے کہ مجھ سے اللہ تعالیٰ کلام کرتا ہے یہ بات وہ
غلط اور جھوٹ کہتے تھے کیونکہ جناب باری تعالیٰ کسی مخلوق سے کلام نہیں
کرتا ہے سو تم جانیو کہ وہ شخص بھی بڑا جھوٹا ہے کہ تکذیب کلام باری
تعالیٰ کی مخلوق سے کرتا ہے اور کلام اللہ سے ثابت ہے کہ وہ ذات
پاک تعالیٰ شانہ نے چیونٹی سے اور ہوا اور پانی وغیرہ سے کلام کیا ہے
اگر اپنے کسی ادنے بندے آدمی سے کلام کرے تو کون سا امر محال اور
عجیب ہے پھر بعد فراغ وعظ کے منشی امین الدین صاحب سے فرمایا کہ

ہم نے تم کو اپنا خلیفہ تو بس کیا مگر یہاں کے اپنے سب خلیفوں کا مجدد
کیا پھر اپنے سر مبارک سے پگڑی سرمئی اُتار کر منشی صاحب کے سر پر رکھ دی
اُس وقت منشی صاحب پر ایسی رقت ظاہر ہوئی کہ باآواز بلند رونے لگے اور
جس قدر لوگ وہاں حاضر تھے سب رقت میں آئے یہاں تک کہ جو ہندو
کھڑے تھے وہ بھی روتے تھے دیر تک یہی حالت سب پر ظاہر رہی عجب
ایک حالت تھی کہ کیفیت اُس کی بیان نہیں ہو سکتی جو وہاں حاضر ہوگا جانتا
ہوگا پھر وہاں سے آپ نے چلنے کی تیاری کی اور شیخ عبداللہ بیٹا غلام حسین
خاں فخر التجار کا صبح سے آپ کے پاس اپنے مکان پر لیجانے کو حاضر تھا بگھی
بھی لایا تھا اور ان روزوں شیخ غلام حسین خاں بہت بیمار تھے آپ نے
شیخ عبداللہ سے وعدہ کیا تھا کہ ہم تمہارے والد کی عیادت کو چلیں گے اور
پوری حکایت شیخ غلام حسین خاں کی یہ ہے کہ جب حضرت امیرالمومنین
علیہ الرحمۃ کلکتہ میں داخل ہوئے اور منشی امین الدین صاحب کے باغ میں اُترے
اور شہر کے ہزاروں شرفا اور غربا ہر روز واسطے ملاقات اور بیعت کے آنے
لگے مگر کسی روز غلام حسین خاں نہ آیا بلکہ بعض بعض اُس کے یاروں آشناؤں
نے اس سے کہا کہ جو سید صاحب ہندوستان سے قافلہ لے کر اس شہر میں
آئے ہیں اور منشی امین الدین خاں صاحب کے باغ میں فروکش ہیں کوئی

اس شہر کا وضیع و شریف ایسا کم ہوگا جو ان کی ملاقات کو نہ گیا ہوگا
سو مناسب ہے کہ کسی روز تم بھی جا کر اُن سے ملاقات کراؤ اور شیخ
غلام حسین خاں بڑا صاحب ثروت اور مغرور و تکبر تھا اور کسی امیر و کبیر اور
پیر و فقیر کو اپنے خیال میں نہ لاتا تھا اور سرکار انگریزی سے فخر التجار اس کا
خطاب تھا اور کارخانہ تجارت اُس کے کا یہ تھا کہ چار یا پنج جہاز تو اُس
کے اپنے گھر کے تھے ان کا کرایہ اُس کے یہاں آتا تھا اور گودام اُس کا ایسا
تھا کہ مہینہ میں فقط اُس کے کرایہ کے پانچ ہزار روپیہ آتے تھے اور جو
ملک ہندوستان اور ملک یمن اور ملک عرب اور ملک مصر اور ملک شام اور
ملک ایران اور ملک چین وغیرہ میں اُس کی کوٹھیاں تھیں اُن کی آمدنی کا کیا
شمار فی الحقیقت کروڑپتی سوداگر تھا اور تیرہ زبانوں میں خط و کتابت اور
کلام کرتا تھا اور تیرہوں ملک کے تاجروں کی ایک ایک کچہری جدی اُس کے
یہاں تھی چنانچہ ہندوستانی کچہری جدی اور انگریزی جدی اور فرانسیسی جدی
اور چینی جدی اور کوکنی جدی یمنی جدی عربی جدی اور مصری جدی اور شامی جدی
ترکی جدی فارسی جدی اور دو کے نام نہیں یاد اور اکثر جہازوں کی روانگی کی آمد و رفت
اُسی کی کچہریوں سے تھی سو بسبب اس مال و منال کے اور جاہ و جلال کے نخوت
اور تکبری سے اُس نے اپنے یاروں آشناؤں کو جواب دیا کہ وہ سید صاحب تو
قافلے کر حج کے ارادہ سے آئے ہیں اور جہازوں کی روانگی کا حال
تم سب جانتے ہو کہ بغیر میری صلاح کے دشوار ہے سو اس واسطے وہ سید صاحب

خود میرے پاس ملتجی ہوکر آوینگے مجکو وہاں جانے کی کیا ضرورت' القصہ
یہ بات رفتہ رفتہ سہر کے سب سوداگروں کو پہونچی اور بعض بعض نے
حضرت علیہ الرحمۃ سے بھی یہ خبر آکرکہی آپ تو سُن کر خاموش رہے کچھ
نہ بولے مگر وہ سوداگر لوگ اپنے دلوں میں کمال ناخوش ہوئے کیونکہ وے
سب حضرت کے مخلص اور مرید تھے اور سب نے آپس میں شورہ کرکے بغیر اطلاع
حضرت کے یہ بات ٹہرائی کہ ایسی تدبیر کرنی چاہیئے کہ شیخ غلام حسین کو خبر نہ
ہونے پاوے اور ہم سب اوپری اوپر جہاز کرایہ کرکے سید صاحب کو سوار کرواکر
روانہ کریں تاکہ شیخ غلام حسین کا تکبر اور غرور ٹوٹے پھر یہی شورہ
ٹہرا اور سب نے مل کر گیارہ جہاز جاکر جہاز والوں سے ٹہرائے مگر پیچھے کو
ایک جہاز موقوف کیا دس رکھے اس لئے کہ اُس کی کچھ حاجت نہ تھی اور
حضرت علیہ الرحمۃ کے ہمراہ مع ساکین ساڑھے سات سو آدمی تھے فی نفر سولہ
روپیہ نول جہاز کا ٹہرا اور آکر حضرت سے اطلاع کی کہ ہم سب نے مل کر آپ
کے واسطے دس جہاز ٹہرالئے ہیں آپ یہ بات سُن کر خوش ہوئے اس عرصہ میں
یہ خبر شیخ غلام حسین خاں کو پہونچی سنتے ہی اُس کے حواس جاتے رہے کہ
یہ کیا معاملہ اوپری اوپر لوگوں نے کرلیا اور میری تو بات ہی گئی اُس
کی تدبیر کرنی چاہیئے پھر اُس نے جہاز والوں کو بہکانا شروع کیا کہ
تم نے یہ کیا نادانی کی کہ فی نفر سولہ روپیہ نول قبول کئے وے سید صاحب تو
بڑے مالدار ہیں جو تم اُن سے نول جہاز کا مانگتے سو وے اپنی غرض کو

دیتے اور وے لوگوں کے کھانے کو غلہ بھی چڑھاوینگے اس کا تم
کرایہ اُن سے جدا مقرر کرلو یہ سُن کر وہ جہاز والے پھر گئے اور
ان سوداگروں سے جنھوں نے جہاز بھرائے تھے کہنے لگے کہ سولہ روپیہ
آدمی تول تو ہم نہ لیویں گے یہ تو فقط آدمیوں کا ہوا اور جو کچھ غلہ اُس
پر چڑھاوینگے اس کا کرایہ ہم جدا لیویں گے پھر یہ حال ان سوداگروں
نے آکر حضرت سے عرض کیا کہ جہاز والوں کو شیخ غلام حسین خاں نے
بہکا دیا سو اب وے اس طرح کہتے ہیں آپ نے فرمایا کہ خیر کیا مضائقہ ہے
فی نفر بیس روپیہ کردو اُنہوں نے بیس روپیہ آدمی کردیا اس میں وے راضی
ہوگئے شیخ غلام حسین خاں کو بڑی ندامت اور خجالت ہوئی کہ غلہ کے
چڑھانے کا بھی کرایہ اُنہوں نے قبول کرلیا اب کیا تدبیر کیا جائے پھر رفتہ
رفتہ تمام شہر میں شہرت ہوگئی کہ ہر ادنیٰ و اعلیٰ حضرت کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوئے
اور شرف بیعت سے مشرف ہوئے مگر غلام حسین خاں فخر التجار نے آج تک
حضرت سے ملاقات نہیں کی دیکھا چاہیے انجام کار اس کا کیا ہو اور کیا معاملہ
درپیش آئے یہ ذکر تمام شہر میں مشہور ہو رہا تھا اکثر سوداگروں کی عورتوں نے
ان کے یہاں جاکر شیخ مذکور کی بی بی سے یہ حقیقت بیان کی کہ تمام خلق الشہر
کی ادنی اور اعلی سید صاحب کے پاس گئے اور بیعت کی مگر غلام حسین خاں نہیں
گئے عنقریب ہے کہ کوئی صدمہ غیبی تمہارے مکان پر نازل ہو ہم کو انجام
کار اس کا بُرا معلوم ہوتا ہے چاہیے کہ تم جلد شیخ صاحب کو حضرت کی خدمت

بابرکت میں روانہ کرو چاہیں وہ بیعت کریں یا نہ کریں مگر جانا بہت مناسب
ہے پھر ان کی عورتوں نے شیخ صاحب سے کہا کہ تم کو حضرت کے پاس جانا
عین مصلحت ہے جس طرح ہو سکے جاؤ پھر غلام حسین خاں اور نواب
معتمد الدولہ کا وکیل اور دو غلام سیدی سرخ بنات کے چوغے پہنے ہوئے
ان کے ساتھ بگھی پر سوار ہو کر آئے اور پوچھا کہ سید صاحب کہاں ہیں
لوگوں نے کہا کہ اس مکان میں بیٹھے ہیں پھر وہ بگھی سے اُتر کر حضرت کے
پاس گئے اُس وقت تمام سوداگر امیر و غریب اور بہی صدہا لوگ شہر کے
حاضر تھے لوگوں نے غلام حسین خاں کو آتے دیکھ کر حضرت سے عرض کی
کہ غلام حسین خاں فخر التجار آتے ہیں آپ نے فرمایا کیا مضائقہ آنے دو پھر
وہ پاس آئے اور سلام علیک کیا آپ نے سلام کا جواب دیا اور مصافحہ
کیا پھر وہ بیٹھے اور حضرت کا مزاج پوچھا آپ نے فرمایا الحمد للہ پھر
آپ نے بھی اُن کا مزاج پوچھا اس میں ایک شخص نے حضرت سے عرض
کی کہ تمام اسباب قسم غلہ اور کپڑے وغیرہ تیار ہے فقط جہازوں پر
چڑھانا باقی ہے اس بات کو سُن کر غلام حسین خاں نے پوچھا کہ حضرت
آپ نے اپنی سواری کو کون سا جہاز مقرر کیا آپ نے فرمایا کہ جہاز دریائی
غلام حسین خاں نے کہا کہ جہاز عطیۃ الرحمن بادشاہی ہے اور اس پر ٹھٹھ

ضرب توپ چڑھی ہیں اور محمد حسین ترک رومی اس کا ناخدا ہے اور وہ
چالیس جہازوں کا کپتان ہے آپ اُس پر سوار ہوں جس وقت آپ ملک
عرب میں پہونچینگے تو بسبب سواری اس جہاز کے وہاں کے لوگ آپ
کی بہت بڑی عزت اور حرمت کرینگے اس بات کو سُن کر آپ کا چہرہ
مبارک غصہ سے متغیر ہو گیا اور فرمایا کہ غلام حسین خان یہ تم نے کیا کہا عزت
اور حرمت تو خدا کی طرف سے ہوتی ہے بندے کی طرف سے تو نہیں ہم
دنیا کی قدر و منزلت کو ایسا جانتے ہیں جیسا سڑا کتّا اور بھی بہت سی
اسی طرح کی باتیں فرمائیں اُس وقت تمام اہل مجلس ایک عالم سکوت
میں تھے اس وقت غلام حسین خاں کے چہرہ پر دہشت ایزدی سے زردی
چھا گئی سر نیچا کئے ہوئے بیٹھے رہے اس طرح کی ندامت حاصل ہوئی
کہ پھر اُدھر کو نہ دیکھا کہ سید صاحب کیا فرماتے ہیں جواب دینا تو درگذر
پھر بعد تھوڑی دیر کے حضرت سے رخصت چاہی کہ میں مکان کو جاتا
ہوں، آپ نے فرمایا کہ فی امان اللہ، پھر وہ سوار ہو کر چلے گئے بعد اس
کے اور بھی لوگ حضرت سے رخصت ہو کر اپنے اپنے مکان کو گئے اور یہ چرچا
کوچہ بکوچہ ہونے لگا کہ آج غلام حسین خاں حضرت کے پاس آئے تھے
اور اس طرح سے گفتگو ہوئی اور بہت ندامت زدہ ہو کر چلے گئے اور جو
مستورات ان کی اُن کے مکان میں جاتی تھیں اُنھوں نے اُن کی

عورتوں سے وہ سارا حال بیان کیا اور کہا آج کی بات بہت بُری ہوئی
خدا خیر کرے اگر سید صاحب راضی ہوئے تو بہتر اور نہیں تو بعد اس کے دیکھا جائیے
کہ کیا معاملہ درپیش آئے جس صورت سے ہو سکے سید صاحب کو راضی کیا جائیے
اس درمیان میں غلام حسین خاں بہت ہی بیمار ہوئے بلکہ لوگ کہتے تھے کہ اُن
کو جنون ہو گیا ہے پھر شیخ محمد منیف غلام حسین خاں کے چھوٹے بھائی اور عبد اللہ
حضرت علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بہت سی التجا کی کہ آپ اُن
کے دیکھنے کو ضرور چلیں، پھر حضرت اُن کے مکان پر تشریف لے گئے اور
اُن کے لئے دعا بھی کی پھر خدا کے فضل و کرم سے چند روز میں خاصے تندرست
ہو گئے بعد اس کے ایک روز شیخ عبد اللہ غلام حسین کا بیٹا حضرت کے پاس آیا
اور عرض کی کہ کل میرے یہاں آپ کی دعوت ہے اور جناب بی بی صاحبہ معظمہ
کی بھی، آپ نے فرمایا کہ کیوں یہ بکھیڑا کرتے ہو رہنے دو پھر اُس نے بہت
سا اصرار کیا تب آپ نے فرمایا کہ جس کا جی چاہے جائے پھر اُس نے کہا
کہ آپ قبول فرمائیں اور جناب بی بی صاحبہ کو جانے کی اجازت دیں آخر
کو آپ نے بی بی صاحبہ کو اُن کے یہاں جانے کی اجازت دی پھر جناب
دونوں بیبیاں حضرت علیہ الرحمۃ کی اور عورتیں برادری اور غیر اُن
کے یہاں گئیں اُس وقت میں کہیں چلا گیا تھا مگر یہ معلوم نہیں کہ غلام حسین
خاں نے عبد اللہ کو بھیجا تھا یا وہ خود ہی آیا تھا پھر بعد ظہر کے میں

آیا' حضرت نے مجھ سے فرمایا کہ دونوں والدہ سید محمد اسماعیل کی شیخ عبداللہ
کے یہاں گئیں ہیں تم جا کر اُن کو لے آؤ پھر میں عصر کے وقت شیخ عبداللہ کے
مکان پر گیا اور اندر کہلا بھیجا کہ سواریاں آئیں ہیں پھر ان سب کو سوار
کرا کے مکان پر لایا اور مجکو یاد نہیں کہ حضرت علیہ الرحمۃ دعوت میں گئے!
نہیں مگر عبدالقیوم کی زبانی معلوم ہوا کہ حضرت نے عشا کے وقت اُن کے
مکان پر جا کر کھانا تناول فرمایا مگر غلام حسین خاں دعوت میں نہیں تھے اور
اُن کے عزیز و قربا کھانا کھلاتے تھے انتہیٰ اب یہاں سے سید صاحب کے
رخصت ہونے کا بیان ہوتا ہے کہ پھر حضرت علیہ الرحمۃ باغ سے باہر تشریف
لائے اور بگھی پر سوار ہو گئے آپ کے ساتھ اندر بگھی کے ایک تو میں بیٹھا اور
دوسرے مولانا عبدالحئی صاحب اور تیسرے شیخ عبداللہ غلام حسین خاں
کے بیٹے اور چوتھے منشی امین الدین خاں صاحب اور پانچویں ایک صاحب
تھے نام اُن کا یاد نہیں اور پیچھے بگھی کے سید محمد یعقوب صاحب اور مولوی
محمد یوسف صاحب کھڑے تھے پھر وہاں سے روانہ ہوئے جب قریب ہرے
مدرسہ کے پہنچے تو دیکھا کہ مدرسہ سے لاٹ مہرا گرجا تک ایک مخلوق عورت
و مرد ہندو مسلمان یہودی و نصاری آپ کے دیدار فیض آثار کے
لئے جمع تھے اس کثرت سے کہ آدمی کا ادھر سے اُدھر گذر ہونا بہت دشوار
تھا صدہا آدمی پکارتے تھے کہ بچو بچو مگر کون کس کی سنتا تھا یہ

معلوم ہوتا تھا کہ اب کچھ دیر میں بگھی دبی جاتی ہے آخر کو بہزار دشواری
غلام حسین کے دروازے تک پہونچی شیخ عبداللہ خان کا بیٹا بگھی سے جلد اُتر
کر اندر مکان کے گیا اور خبر دی کہ سید صاحب تشریف لائے ہیں پھر حضرت
بگھی سے اُتر کر اندر تشریف لے گئے پھر ہم بھی اُتر کر آپ کے پیچھے اندر
گئے سامنے دروازے کے شیخ غلام حسین خاں چارپائی پر لیٹے تھے اور اُن
کے چند عزیز اقربا کے لوگ کھڑے ہو گئے پھر آپ جا کر اُن کے پاس چارپائی
پر پیر لٹکا کر بیٹھے کوئی دو چار کلام کئے ہونگے تب تک ہم جا پہونچے
پھر آپ اٹھ کھڑے ہوئے مگر معلوم نہیں کہ حضرت سے اور اُن سے
کیا کلام ہوا پھر اسی بگھی پر سوار ہو کر قلعہ کی طرف چاندنی گھاٹ
کو روانہ ہوئے اور لاٹ صاحب کے گرجا کے برابر یہودیوں کے محلہ میں
پہونچے وہاں سے آپ کے ہمراہی کلمہ باآواز بلند پڑھتے ہوئے گذرے
اور قلعہ کے میدان میں جا کر سواری ٹھہری اُس وقت ایک جم غفیر اور
مجمع کثیر یہودی اور نصرانی یہ سب چھتریں لگائے ہوئے کوٹھوں پر اور
رستے میں کھڑے تھے اور اُن کی عورتیں اُن کے ساتھ تھیں بلکہ تمام
اہل قلم وغیرہ اپنی کچہریں خالی چھوڑ کر اس وقت وہاں موجود تھے
اور لوگ یہ بھی کہتے تھے کہ لاٹ اپنی کوٹھی پر مع تمام عملہ کے کھڑا ہوا
دیکھ رہا ہے جب قلعہ کے میدان میں پہونچے وقت عصر کا ہوا لوگوں نے

دریا میں وضو کیا اور اذان کہی پھر صفیں آراستہ ہونے لگیں اُس وقت
ایک قدرت حق کی نمودار تھی کہ ہزاروں ہزار آدمی نمازی تعداد ان
کی گنتی سے باہر جب صفیں آراستہ ہو چکیں اور ایک صف دونوں جانب
سے مد نظر تک تھی پھر حضرت علیہ الرحمۃ امام ہوئے اور تحریمہ باندھا
اُس وقت صدہا لوگ باآواز بلند تکبیر کہتے تھے تس پر بھی آواز تکبیر کی سننے
میں نہ آتی تھی مگر حضرت علیہ الرحمۃ کی ایسی آواز بلند تھی کہ سب لوگ
سنتے تھے یہ بھی گویا آپ کی بڑی کرامت تھی پھر بعد فراغ نماز کے آپ نے
دعا کی پھر بگھی کے پاس آئے اور لوگوں سے رخصت ہونے لگے اول کلکتہ
کے قاضی عبدالحمید صاحب سے مصافحہ کیا اور رخصت ہوئے قاضی صاحب
ممدوح نے اپنے لڑکے کو حضرت کے سپرد کیا کہ آپ اس کو اپنے ساتھ
لیتے جاویں، بعد اس کے آپ نے اوروں سے مصافحہ کرنا شروع کیا ہر
شخص سے رخصت ہوتے تھے اور اکثر لوگوں کو ایک روپیہ برکت کا عنایت
فرماتے تھے میرے پاس کوئی چھ سات سو روپے تھے وہ تمام آپ نے
ایک ایک لوگوں کو عنایت فرمایا جب وہ سب چک گئے تب آپ نے
لوگوں سے لے کر دینا شروع کیا اس وقت اس طرح کی آپ کے گرد
کثرت لوگوں کی تھی کہ قدم رکھنے کو جگہ نہیں ملتی تھی پھر آپ لوگوں
سے رخصت ہوتے تھے یکایک اس جستی اور چالاکی سے بھیڑ کے نکل گئے
اور کشتی پر جا سوار ہوئے جب کشتیاں نے ناؤ کو روانہ کیا اُس

وقت لوگوں نے دیکھا کہ حضرت تو کشتی پر سوار ہیں سب لوگ متحیر تھے
کہ سید صاحب کس طرح سے وہاں پہونچے پھر اکثر لوگ جو دریا کے کنارے
کشتیاں لگی تھیں اُن پر سوار ہو کر حضرت کے پاس گئے اور ہم چند لوگ کنارے
پر اس مجمع میں کھڑے رہ گئے اور اس تردد میں تھے کہ ہم کس طرح سے
جاویں پھر بعضوں نے ہم لوگوں کو بھی سوار کر کے لے گئے اور وہاں ایک کشتی جس
کو بینس کہتے ہیں کھڑی تھی حضرت کشتی سے اُتر کر اُس پر سوار ہوئے اور
لوگوں کی طرف دیکھ کر بآواز بلند دونوں ہاتھ اُٹھا کر کہا السلام علیکم
سب نے جواب سلام کا دیا مگر اُس وقت عجب ایک حالت رقت کی نمودار
تھی کہ ہر شخص آپ کی مفارقت سے گریہ و زاری کر رہا تھا اس میں مغرب
کا وقت آیا اور وہیں بینس پر جو لوگ کہ موجود تھے نماز پڑھی اور جو
شخص اُس پر پہنچا گیا نماز میں شریک ہوا پھر بعد نماز کے لنگر بینس کا اُٹھا
اور اس قدر گرد پیش کی کشتیوں کا مجمع تھا کہ ہماری کشتی جس پر میں سوار تھا بہزار
دشوار بینس تک پہنچی جس وقت میں بینس پر سوار ہوا بہت اندھیرا ہو گیا تھا
بعد اس کے بینس وہاں سے چلی اور تیز ہوئی جب لوگ رخصت ہوئے اور
اپنی کشتیاں کنارے کی طرف پھیر لے گئے چنانچہ اُس میں سعدالدین ناخدا
کہ یہ ہمیشہ کسی وقت حضرت سے جدا نہیں ہوتے تھے اور بہت سے اسی طرح
کے ذی عزت لوگ تھے آپ سے رخصت ہو کر چلے گئے مگر مولوی نصیرالدین

صاحب داماد مولانا محمد اسحاق صاحب کے اور شیخ محمد بہان ڈہی دہما،
کے یہ دونوں صاحب بینس پر سوار آپ کے ساتھ جہاز تک گئے وہ وقت
بھاٹہ کا تھا اور بھاٹہ کہتے ہیں پانی سمٹنے کو اور سمندر میں ایک دن میں
دو حال ہوتے ہیں کہ پانی گھٹتا بھی ہے اور بڑہتا بھی ہے گھٹنے کو بنگالی زبان
میں بھاٹہ کہتے ہیں اور بڑہنے کو جوار پھر تمام رات چلے گئے پھر صبح کو پہر
دن چڑہے کہیلا گاچھی میں پہونچے اور کہیلا گاچھی نام ایک جگہ کا ہے پہر
بھاٹہ موقوف ہوا اور جوار کا وقت آیا تب وہیں کہیلا گاچھی میں بینس کا
لنگر کر دیا وہاں سے قریب دو کوس کے جہاز کھڑا تھا اور تمام رات سوا
پہر دن چڑہے تک مولانا عبد الحیٔ صاحب نے حضرت علیہ الرحمۃ کی طرف سے
صدہا خط ہندوستان وغیرہ کے لوگوں کو لکھے مگر معلوم نہیں کہ کس کس کو لکھے
جب جہاز والوں نے دیکھا کہ بینس آئی تب وہاں سے جھو یعنی چھوٹی کشتی لے
کر ایک شخص حضرت کے ہمراہیوں سے آیا اور ہم لوگ یہاں بینس پر دوربین لگائے
دیکھ رہے تھے کہ وہ جہاز سے کشتی آتی ہے پہر وہ شخص کشتی سے اتر کر بینس
پر آیا اور حضرت سے عرض کی کہ خلاصیوں اور ہمارے لوگوں سے اسباب
اٹھانے اور رکھنے پر بہت تکرار ہوئی اور خوب سے ڈنڈے اور جوتے
چلے محسن خاں اور امام خاں اور حاجی حمزہ علی خاں وغیرہم کے بہت چوٹ
آئی اور معلم جہاز کا بڑا ہی ناپاک مفسد ہے آپس میں رفع شر تو نہ کیا

بلکہ خلاصیوں کی طرفداری کرتا رہا اور ہمارا اسباب بھی ادہر اُدہر کر دیا اور
کچھ جوتے بھی دریا میں ڈالدئے اور سوائے بڑی بات کے ہم لوگوں سے سیدھا
کلام نہیں کرتا ہے جب آرکاٹی انگریز نے یہ حال ان سبھوں کا دیکھا تب
بہت گھبرایا اور کہا کہ یہ سب ڈاکو ہیں میں اس جہاز پر ہرگز سوار نہ ہونگا
پھر تو وہ اسی وقت ایک چھوے پر سوار ہوکر خدا جانے کہاں چلا گیا اور
ارکاٹی زبان انگریزی میں رہبر کو کہتے ہیں جب حضرت علیہ الرحمۃ نے
اس قصہ کو سنا مجکو بلاکر فرمایا کہ تم کشتی پر سوار ہوکر جہاز پر جاؤ اور
دریافت کرو کہ یہ قصہ کیونکر ہوا پہلے اپنے لوگوں سے دریافت کرنا اگر
زیادتی اپنے لوگوں کی ہو تو ان کو خوب سی فہمائش کرنا اور اگر خلاصیو
کا قصور ہو تو معلم سے تاکید تمام کہنا کہ یہ دغابازی کی باتیں ہیں کچھ ہم
للہ فی اللہ تمہارے جہاز پر سوار نہیں ہوئے کہ تم اس طرح سے دہمکاتے
دباتے ہو ہم نے تو روپے دئے ہیں تم کو اس طرح کی باتیں کرنا مناسب
نہیں اگر پھر کبھی ایسی بات کروگے تو تمہارے حق میں اچھا نہ ہوگا پھر میں
کشتی میں سوار ہوکر جہاز پر گیا اور لوگوں سے تحقیق کر رہا تھا کہ اس میں
سید عبدالرحمن ناخدا کشتی پر سوار شہر سے آئے اور قریب جہاز کے پہنچے
پھر ان کے لئے رسی کہ جس پر بانات منڈہی تھی خلاصیوں نے لٹکائی وہ
ان کو پکڑ کے جہاز پر چڑھے اس عرصہ میں سید صاحب کی پنس جہاز

کی طرف روانہ ہوئی جہاز کے لوگ دیکھنے لگے اور مجھ سے کہا کہ ابھی تم
لنگر کھلاؤ سید صاحب آتے ہیں خود آکر اس حال کو تحقیق کر لینگے پھر جب بینس
قریب آئی تب ناخدا نے کہا کہ ڈوری کہ جس ہم آئے ہیں حضرت کے لئے یہی
لٹکا دو معلم نے کہا کہ دوسری اور موجود ہیں اور وہ پرانی تھی ناخدا نے کہا
کہ وہی ہماری والی لٹکاؤ پھر وہی لٹکائی گئی حضرت اور حضرت کے ہمراہی ان
کو پکڑ کر جہاز میں داخل ہوئے پھر مولوی نصیرالدین صاحب اور شیخ محمد یمان
کو آپ نے رخصت کیا پھر وہ تمام خط ان کو دئے کہ ان خطوں کو جہاں جہاں
کے ہیں پہونچا دینا پھر وہ رخصت ہو کر اسی بینس پر سوار ہو کر کلکتہ کو روانہ
ہوئے پھر دوسرے کی چھت پر معلم نے ناخدا سے وہ تمام قصہ جو حضرت علیہ الرحمۃ
کے لوگوں سے ہوا تھا بیان کیا اور دلبوسہ کے دروازہ پر حضرت کے ہمراہیوں نے
حضرت سے وہ حال عرض کیا جب ناخدا اور حضرت علیہ الرحمۃ ایک جگہ
پر بیٹھے تب آپس میں اسی امر میں گفتگو ہونے لگی آخر کو زیادتی معلم کی ٹھہری
پھر حضرت علیہ الرحمۃ معلم پر بہت سے خفا ہوئے اور فرمایا کہ کچھ ہم للہ فی اللہ
جہاز پر سوار نہیں ہوئے ہم نے تو روپے دئے ہیں اور بہی اس کو بہت سا
سخت کہا اور فرمایا کہ اگر بار دیگر ایسی حرکت کروگے تو تمہارے حق میں
بہت برا ہوگا اور ہمارے لوگوں سے بے اعتنائی کے کلام ہرگز نہ کرنا

اگر اچھی طرح سے ملے ملے رہوگے تو ہمارے آدمی تمہاری بہت کچھ تابعداری کرینگے
اور اگر تم نے کسی پر دست اندازی کی تو تم کو خوب سی سزا دینگے اس
درمیان میں کسی نے دبوسہ کے اندر سے آکر حضرت سے عرض کی کہ حضرت
اس وقت صحن بوا پر حالت نزع کی ہے آپ چل کر دیکھیں اور صحن بوا حضرت
کی دائی تھیں پھر آپ اندر تشریف لے گئے کوئی ایک گھڑی پاس بیٹھے ہونگے
کہ ان کا انتقال ہوا پھر آپ باہر تشریف لائے اور ناخدا سے فرمایا کہ ان کو
کہاں دفن کریں ناخدا نے عرض کی کہ کفنا کر یہیں دریا میں دفن کرینگے
آپ نے فرمایا کہ ابھی ہم کو کنارا نظر آتا ہے وہیں لیجا کر دفن کرینگے اور فی الواقع
کنارا دھوئیں کی طرح سے نظر آتا تھا پھر ناخدا نے کہا بہت بہتر پھر جہاز
سے مچوا اُتارا اور اُن کو غسل اور کفن دے کر مچوے پر سوار کیا اور بیس
آدمیوں سے آپ بھی سوار ہوئے اور کدال پہاوڑہ بھی رکھ لیا اور طرف
کنارے کے روانہ ہوئے اُس وقت کوئی پہر دن باقی ہوگا جب کنارے
پر پہنچے تو وقت عصر کا آگیا پھر وہیں جنازے کی نماز پڑھی اور قبر کھودی
پھر بعد مغرب کے ان کو دفن کیا اور روانہ ہوئے ادہر ناخدا نے جہاز پر
کئی لالٹین روشن کر کے مستول پر لٹکا دی تھیں پھر حضرت علیہ الرحمۃ
اسی روشنی کے پتے پر کوئی پہر سوا پہر رات گئے جہاز پر داخل ہوئے پھر
جب کوئی پہر رات باقی ہوگی تب لنگر جہاز کا اُٹھا اور پردے چڑھائے

پھر جہاز وہاں سے روانہ ہوا جس وقت ہم لوگ سو کر اُٹھے اور وضو،
کیا اور نماز پڑھی اس وقت سوائے پانی کے اور کچھ نظر نہ آتا تھا جب
کوئی پہر دن چڑھا ہوگا اُس وقت تمام دریا کا پانی نیلا معلوم ہوتا
تھا جیسے کہ تیل کا ماٹھہ اُس وقت لوگوں کو ایک تعجب ہوا کہ یہ پانی
کیا سیاہ ہے پھر حضرت علیہ الرحمۃ نے مولوی محمد یوسف صاحب کو
بلا کر فرمایا کہ ہر روز صبح کو ہمارے پاس آیا کرو اور سورہ زخرف کا پہلا
رکوع پڑھا کرو اور اس وقت بھی پڑھو پھر آپس میں گفتگو ہونے لگی کہ نماز
جمع کرکے پڑھا کریں ظہر میں عصر ملا کر اور مغرب میں عشا موافق حدیث کے
پھر حضرت علیہ الرحمۃ نے مولانا عبدالحئی سے اس مقدمہ کو دریافت کیا مولانا
صاحب ممدوح نے کہا کہ نماز جمع کرکے پڑھنا تینوں مذہب میں سوائے
مذہب حنفی کے درست ہے تب حضرت نے فرمایا کہ ایسے مقام پر نماز جمع
کرنی چاہیئے اس واسطے کہ کسی کو قے ہوتی ہے اور کسی کا سر گھومتا ہے اگر
نماز جمع نہیں کرتے تو نماز جاتے رہنے کا اندیشہ ہے پھر اسی طرح سے
سب لوگ نماز پڑھنے لگے اور ایک شخص جہاز پر بادل خاں نام پٹھان
تھے اُنہوں نے حضرت سے عرض کی کہ میں سب لوگوں کو وضو کرایا کرونگا
ان سب کا وضو کرانا میرے ذمہ پر ہے ان کا معمول تھا کہ جہاز کے
کنارے پر کھڑے ہو کر ڈولچی سے پانی دریا سے نکال نکال کر

لگنوں بھر دیتے تھے پھر ان میں سے پانی لے کر لوگ وضو کیا کرتے تھے اور
اُن کی عادت تھی کہ ہر چھوکے ڈولچی کھینچنے میں اللہ ہو کہتے تھے اور ایک شخص
باقر علی ڈبہے ڈسہڈہی والے اُنہوں نے یہ ذمہ لیا کہ میں سب لوگوں کا کھانا
پکایا کرونگا مگر میرے ساتھ کچھ لوگ اور مقرر ہو جاویں کہ وہ میرے شریک
رہیں حضرت علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ یہاں پر خدمت کرنا عین عبادت
ہے جس بھائی کا جی چاہے وہ اس کام کو اختیار کرے پھر چند لوگ شیخ
ممدوح کے ساتھ کھانا پکانے میں شریک ہوئے پھر دیگیں دھوئی گئیں اور
کھانا پکانے کی تیاری ہونے لگی اور جہاز کے آگے کی طرف ایک بڑا دالان
تھا اس میں کھانا پکایا جاتا تھا آدھے میں تو ناخدا اور معلم اور خلاصیوں
کا اور آدھے میں حضرت علیہ الرحمۃ کا کھانا پکتا تھا اور وہ دالان نیچے اُوپر
دائیں بائیں تمام تانبے کی چادروں سے منڈھا ہوا تھا بسبب خوف آگ کے
پھر جب کھانا پک چکا تب شیخ ممدوح نے آکر عرض کی کہ کھانا تیار ہے
کس طرح سے تقسیم ہو اور کھانا دال چاول کا تھا پھر حضرت علیہ الرحمۃ نے
فرمایا کہ جن بھائیوں کے پاس برتن ہوں اُن کو اُن کے برتنوں میں دو
اور جن کے پاس برتن نہوں اُن کو لگنوں میں نکال کر کھلاؤ اور اندر سے
برتن منگا کر ان کو پہنچادو آج تخمینہ کھانے کا معلوم ہو جاویگا پھر
اتنا ہی روز پکایا کرنا پھر اس روز جتنا کھانا پکا تھا وہ سب خرچ

ہوا اور دو دیگیں اور ایک دیگ دال، پھر اُس دن سے ہر روز دو دیگیں
چاول کی اور ایک دیگ دال کی پکتی تھی اور جو کوئی شخص بسبب کچھ بیماری
کے یا سر گھومنے کے دال چاول نہ کھاتا تھا تو اُس کو ایک ناسنٹر لوٹ
بھر کر آٹا دیدیا کرتے پھر وہ اپنی روٹی پکا کر کھا لیتا اور حضرت علیہ الرحمۃ
کا معمول تھا کہ ہر روز بعد نماز صبح کے حزب البحر پڑھا کرتے تھے جب اس سے
فارغ ہوتے تھے تب لوگ آپ کے پاس بیٹھ جاتے کوئی کسی آیت کا مطلب
پوچھتا تھا اور کوئی کسی حدیث کا پھر سوا پہر دن چڑھے تک اسی طرح
سے مجلس رہتی بعد اس کے آپ اندر تشریف لیجاتے اور وہیں کھانا تناول
فرماتے بعد فراغت کھانے کے باہر تشریف لاتے اور دیوسہ کے دروازے
پر ایک کوٹھڑی تھی اس میں آپ دوپہر کو آرام فرماتے تھے اور اس کے
دروازے شمشیر خاں موزئیں والے کا پہرا رہتا تھا اور ان کی ایک
دری بچھی رہتی تھی جب وقت ظہر کا آتا آپ اُٹھتے اور نماز
پڑھتے بعد فراغ نماز کے اُسی دری پر آپ بیٹھتے اور اسی طرح سے
لوگ آپ کے پاس جمع ہوتے اور جس بات کا سوال کرتا اُس کا آپ
جواب دیتے پھر اسی طرح سے چلے گئے مگر الحمد للہ اس درمیان میں کبھی
کوئی خرخشے کی بات نہیں ہوئی کہ جس میں کسی کو کچھ رنج ہوتا کیونکہ بسبب
ملازمت فیض درجت حضرت علیہ الرحمۃ کے ہر کسی کو دن عید اور رات

شبرات بھی باوجودیکہ سر بھی گھومتا تھا اور قے بھی ہوتی تھی مگر سوائے
راحت اور خوشی کے رنج والم کا ذکر نہ تھا اور اکثر لوگ خواب بھی
دیکھتے تھے کہ ہمارا جہاز دریا میں نہیں ہے خشکی میں چلا جاتا ہے پھر چلتے
چلتے جب قریب سیلان قمری کے پہونچا ناخدا نے لوگوں سے کہا کہ
اب سیلان قمری نزدیک آیا اور وہاں پر ہوا بہت شدت سے
چلتی ہے کہ مارے موجوں کے جہاز زیروزبر ہو جاتا ہے اور وہ جگہ
خوف کی بھی ہے دس یا بارہ پہر وہاں جہاز رہتا ہے چاہئے کہ ایک دو
روز کا کھانا پکا لیا جاوے یہ سُن کر لوگوں کو کمال تردد ہوا اور
رفتہ رفتہ اس بات کا ذکر حضرت علیہ الرحمۃ تک پہونچا' آپ نے
فرمایا کہ ہوا اور دریا سب اللہ تعالیٰ کے قبضہ قدرت میں ہیں انشاء
اللہ تعالیٰ وہ ذات پاک ہم کو ساتھ آرام کے اس سے پار کر دیگا کچھ
اندیشہ نہیں جب جہاز سیلان میں پہونچا تب اسی طرح سے شدت
ہوا کی ہوئی کہ جہاز زیروزبر ہونے لگا اور موج اس طرح
سے جہاز میں لگتی تھی کہ گویا توپ کا گولہ' پھر خدا کے فضل وکرم سے
کوئی دس یا بارہ پہر میں اس کی حد سے پار ہو گئے لوگوں کی زبانی
ہم سنا کرتے تھے کہ سیلان قمری میں ہوا بہت شدت ہوتی ہے مگر

ہم پر بسبب برکت حضرت علیہ الرحمۃ کے اس جگہ پر وہ تکلیف نہ ہوئی
کہ جو اور جہازوں کو ہوا کرتی تھی اور جو ناخدا کہتا تھا کہ کھانا کوئی وقت
کا پکا لو سو آپ نے اس بات کا کچھ خیال نہ کیا اور اپنے لوگوں سے
فرمایا کہ جس طرح تم اپنے وقت پر پکاتے ہو پکایا کرو پھر یوں ہی ہوا
اور لوگوں نے کیا جب سیلان قمری سے جہاز باہر ہوا اور وہ شدت
ہوا کی موقوف ہوئی تب خلاصی گلے میں ڈھول ڈال کے اور ہاتھ
میں ایک تھالی لے کر گاتے بجاتے ہر کسی کے پاس آئے اور ان کا یہ
معمول قدیمی ہے کہ جب سیلان قمری عبور کر جاتے ہیں تب وہ بہت خوشی
کرتے ہیں پھر کچھ ناخدا نے بھی بطور انعام کے دیا اور حضرت علیہ الرحمۃ نے
کچھ عنایت فرمایا مگر یاد نہیں کہ کس قدر دیا تھا اور کچھ اور لوگوں نے
بھی دیا پھر اُنہوں نے جمع کر کے آپس میں تقسیم کر لیا پھر یہاں چند روز
کے بعد ناخدا نے کہا کہ اب کوئی دو تین دن میں قطب جنوبی اور قلعہ لنکا
بھی معلوم ہوگا اور قلعہ لنکا کو عرب لوگ قلعۃ العفاریت کہتے ہیں پھر
چار پانچ دن کے بعد معلم نے کہا کہ وہ قلعہ لنکا معلوم ہوتا ہے یہاں
سے کوئی چودہ کوس پر ہوگا پھر ہم لوگوں نے دیکھا تو واقع میں کچھ
تودے تودے پہاڑ کی طرح سے نظر آئے تھے پھر اس کے برابر ہو کر جہاز

نکلا اور اُس کے دوسرے روز مغرب کے وقت ناخدا نے اشارہ
کر کے کہا کہ وہ قطب جنوبی دکھائی دیتا ہے پھر ہم نے دیکھا تو ایک شعلہ
معلوم ہوا کہ درمیان آسمان اور دریا کے روشن ہے پھر اُس کے تیسرے
دن بسبب حدت دریا کے وہ نظر سے غائب ہو گیا پھر اس کے کئی روز
کے بعد ناخدا نے کہا کہ اب کوئی دو چار روز میں سراندیپ کا پہاڑ کہ جس
پر قدم مبارک حضرت آدم علیہ السلام کا ہے معلوم ہوگا اس بات کو سُن
کر ہم لوگ بہت خوش ہوئے پھر بعد دو تین روز کے وہ پہاڑ ہم لوگوں
کو دکھائی دیا پھر اس کے برابر ہو کر اس کو دیکھتے ہوئے نکل گئے لیکن
وہ دور تھا پھر اس کے چار پانچ روز کے بعد لوگوں نے دیکھا کہ ایک
ہوڑی یعنی کشتی چھوٹی بادبان چڑھا ہوا کھڑی ہے اور اُس پر چند
لوگ بھی بیٹھے ہیں پھر لوگوں نے حضرت علیہ الرحمۃ سے عرض کی کہ ایک کشتی
معلوم ہوتی ہے آپ نے فرمایا ہو گی تب جو اس میں لوگ تھے اُنھوں نے
جہاز کی طرف کشتی کو روانہ کی اور قریب آ کر آواز دی کہ رسا پھینکو
پھر جہاز سے رسا پھینکا گیا پھر وہ کشتی کو جہاز کے پاس لائے اور کشتی سے
اُتر کر جہاز پر آئے اور پوچھا کہ سید صاحب کہاں ہیں لوگوں نے کہا
کہ وہ بیٹھے ہیں پھر حضرت کے پاس آئے اور سلام علیک کیا آپ نے
سلام کا جواب دیا اور اُن سے مصافحہ کیا اور بٹھایا پھر انھوں نے

عرض کی کہ آپ کے اول چند جہاز اسی رستہ سے گئے ہیں ان لوگوں نے
کنارے بندر الفی کے لنگر کیا تھا ان لوگوں سے آپ کے اوصاف ہم نے سنے
تھے پھر دوسل ناخدا نے ہم لوگوں سے کہا کہ تم کشتی پر سوار ہو کر دریا میں
رستہ پر جا کھڑے ہو ایسا نہ ہو کہ سید صاحب کا جہاز آگے نکل جاوے جب
تم کو وہ جہاز ملے اور سید صاحب سے ملاقات ہو تب میری طرف سے عرض
کرنا کہ حضرت ہمارے ناخدا کو آپ کے دیدار فیض انوار کا کمال اشتیاق ہے
ضرور آپ وہاں تشریف لے چلیں اور اپنے قدوم میمنت لزوم سے سرفراز
اور سربلند فرماویں سو پانچ دن ہوئے کہ ہم لوگ یہاں پر آپ کے منتظر کھڑے ہیں
الحمد للہ کہ آج آپ کی ملازمت حاصل ہوئی آپ نے فرمایا کہ بہت اچھا ہم کل چلینگے
پھر ان لوگوں کے لئے آپ نے روٹیں پکوائیں اور کھلائیں پھر ان کو رخصت کیا
اور مجھ سے فرمایا کہ سید عبدالرحمن تم بھی ان کے ساتھ سوار ہو جاؤ اور ایک
پیپا خالی پانی کا بھی اپنے ساتھ لیجاؤ وہاں اس میں پانی بھروا رکھنا
پھر میں ان کے ساتھ کشتی پر سوار ہو کر روانہ ہوا پھر کچھ دیر کے بعد کنارہ دریا
کا معلوم ہونے لگا اس میں سکانی نے مجھ سے کہا کہ تم اندر کشتی کے بیٹھ جاؤ
نہیں تو دہشت معلوم ہوگی کہ اب موج آنے والی ہے میں نے کہا کچھ ضرورت
نہیں اگر کشتی غرق ہو جاویگی تم سب ڈوبو گے میں بھی تمہارے ساتھ ہوں
پھر وہ پانی دریا کا سیاہ معلوم ہوتا تھا کہ گویا سیدھی آسمان کی طرف

چلی جاتی ہے پھر کچھ دیر میں معلوم ہوا کہ زمین میں چلی جاتی ہے یکایک وہ
لوگ جو کشتی میں بیٹھے تھے کشتی سے کود کر خشکی میں کھڑے ہوئے اور مجھ سے کہا کہ
جلد اترو میں نے جو دیکھا تو کشتی خشکی میں کھڑی ہے پھر میں جلدی سے کشتی سے
اترا اور کشتی کو کھینچ کر کوئی پچاس ساٹھ قدم آگے لے گئے اس عرصہ میں دوسرا کر
ایک اور موج آئی مگر کشتی تک نہ پہونچی کچھ تھوڑا سا پانی ہی تک آیا اور وہ
موج پھر گئی اسی طرح تیسرا کر آئی اور اُسی طرح پلٹ گئی اور وہاں کے
لوگ کہتے تھے کہ ہر روز یہ موج تین بار آتی ہے پھر ہم لوگ الفین دوسل
ناخدا کے مکان پر گئے اور اُن سے ملاقات کی ناخدا ممدوح بہت اخلاق
سے پیش آئے اور اُس کی صبح کو حضرت علیہ الرحمۃ بھی مجھے پر سوار اور آپ کے
ہمراہی ساتھ تشریف لائے اور ناخدا کے یہاں اُترے اور وہاں کے لوگوں
کا دستور تھا کہ ہندوؤں کی عورتیں لے بیاہی تو محض ننگی رہتی تھیں فقط ایک
لنگوٹی باندھتی ہیں اور مسلمانوں کی عورتیں تہبند گھٹنوں تک باندھتی اور
لمبی آستینوں کے کرتے پہنتی ہیں اور ہم لوگوں کو یہ حال معلوم نہ تھا اس
عرصہ میں ایک بڈھی عورت ننگی فقط ایک لنگوٹی باندھے ہوئے دور سے
نظر آئی میں نے اپنے دل میں کہا کہ شاید یہ عورت دیوانی ہے پھر اس کے بعد
ایک عورت اُسی ہیئت کی جوان معلوم ہوئی میں نے اپنے دل میں کہا کہ
الہٰی یہ کیا معاملہ ہے اور سکانی سے میں نے پوچھا کہ یہ دونوں عورتیں
جو ننگی نظر آتی ہیں یہ کیا دیوانی ہیں اُس نے کہا کہ آپ یہاں سے آگے

تو چل کر دیکھیئے عورتوں کا لشکر کا لشکر اسی ہیئت مجموعی کا دیکھنے میں آویگا مگر
میں یہ حال بے حیائی کا سمجھ کر وہاں نہ گیا پھر یہ حال وہاں کا لوگوں نے حضرت
علیہ الرحمۃ سے عرض کیا آپ کو یہ بات بہت ناپسند ہوئی وہاں سے طبیعت گھبرائی
مگر ناخدا کی بڑی خوشامد سے دو روز آپ وہاں رہے اس دو روز کے اندر
بہت آدمیوں نے وہاں کے آپ کے دست مبارک پر بیعت کی اور اس ناخدا
نے بھی اپنے اہل وعیال سمیت بیعت کی اور ایک ٹانکا چوبیں روغنی پانی بھرنے
کا حضرت علیہ الرحمۃ کی نذر کیا اور ایک ٹانکا اُس سے دو چند بلکہ سہ چند آپ
نے وہیں خرید کیا پھر جب وہاں سے رخصت ہوئے لوگوں سے فرمایا کہ یہاں
کی عورتیں بے ستر ہیں تم سب ہمارے گرد ہو جاؤ پھر سب لوگ آپ کے گرد
ہو گئے پھر آپ وہاں سے روانہ ہوئے مگر وہاں کے مرد و عورت آپ کے دیدار
فیض انوار کے لئے جمع ہوئے اور بہت سا ہجوم کیا ہر چند لوگ ہٹاتے
تھے مگر وہ کچھ نہیں سنتے تھے آخر کو حضرت علیہ الرحمۃ وہاں سے دوڑے
اور کنارے دریا کے جو ا لگا تھا اس پر جا سوار ہوئے پھر تم لوگ بھی
جا کر اسی پر سوار ہوئے اور چلے تھوڑے عرصہ میں اپنے جہاز پر داخل ہوئے
بعد اس کے لنگر جہاز کا اٹھا پھر جہاز روانہ ہوا پھر دوسرے روز دوپہر
کو گلی کوٹ کہ ایک بندر ہے وہاں جا کر جہاز لگا اور لوگوں نے کہا کہ
یہاں دریا کی مچھلیاں بہت خوش مزہ اور بے کیا مزہ ہوتی ہیں یہ
سُن کر حضرت علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ دیگیں بھی لیتے چلو شاید مچھلی پکانی

ہوں پھر جہاز سے اُتر کر شہر میں گئے اُس شہر میں ایک پختہ تالاب تھا اور
اُس کے بیچ میں ایک مسجد بہت بڑی چار درجے کی تھی اس میں جا کر اُترے
اور ایک ریال کی کوئی تین مچھلی خریدیں اور موافق ارشاد حضرت علیہ الرحمۃ کے
صرف وہی پکیں اور وہی کھائی گئیں اور وہ مچھلیں مشابہت رو ہو مچھی کے کوئی
پانچ پانچ چھ چھ سیر کی تھیں پھر وہ ناریل کے تیل میں پکائی گئیں بہت مزہ
کی پکیں وہاں بھی پچیس تیس آدمیوں نے آپ کے دست مبارک پر بیعت کی پھر
اُس کے دوسرے روز وہاں سے جہاز پر آئے اور روانہ ہوئے پھر کئی روز
کے بعد چلتے چلتے ایک روز ناخدا نے کہا کہ اب کی لنگر امینے میں کرینگے اور وہیں
سے پانی بھی لینگے کس واسطے کہ اب سفر پندرہ بیس روز کا اور ہے عدن تک اور
پانی سوائے عدن کے بیچ میں کہیں نہ ملیگا اور وہاں کا پانی بہت شیریں ہے
پھر کچھ روز میں امینے کے کنارے پہنچے اور وہیں جہاز کا لنگر کیا پھر لنگر کے
دیکھنے کو غواص نے اتر کر دریا میں غوطہ لگایا پھر کچھ دیر میں وہ باہر آیا اور
ایک چیز نو دس سیر کے وزن کی اپنے ساتھ لیتا آیا پھر لوگوں نے ایک
رسی جہاز سے لٹکا دی پھر اُس نے اس کو رسی میں باندھ دیا پھر خلاصیوں
نے کھینچ لیا اور اس کو خوب سا دھویا تو اس میں سوراخ سے نظر آنے
لگے مولوی محمد علی صاحب مرحوم نے اس کو دیکھ کر کہا کہ یہ بیخ مرجان ہے
اور یہ بہت قیمتی چیز ہے غواص نے کہا کہ اس جگہ پر تمام اسی کی کھان ہے
پھر جہاز سے پچھوے پر سوار ہو کر امینے میں گئے اور وہ ایک مختصر سا

جزیرہ تھا صرف ایک کوس کے دورہ میں پھر ناخدا نے تمام پیپے اور
برتن خوب پانی سے بھر لئے اور سب لوگوں کے برتنوں میں بھی بھروالیا
حضرت نے بھی پانی سوائے پیپوں اور برتنوں کے ان دونوں ٹانکیوں میں
کہ الفی سے لائے تھے لبریز بھروالیا اور اس جزیرہ میں ایک چشمہ بہت شیریں
اور نہایت خوش قطعہ تھا اور اُس کے کنارے ایک مسجد بھی تھی اُسی چشمہ
سے پانی بھی بھرا گیا تھا اور ہزاروں درخت ناریل اور کھجور اور کیلے کے تھے
اُنہیں ناریل اور کھجور سے وہاں کے رہنے والوں کی گذر کھانے پینے کی ہوتی
تھی پھر جب پانی بھر لیا تب وہاں سے روانہ ہوئے اور ایک شخص اُس بستی
کا ہمارے جہاز پر سوار ہو لیا کہ میں بھی حج کو چلونگا اور وہ سب لوگ طریقہ سید
رفاعی کا رکھتے تھے اور اُنہیں لوگوں کا ایک چھوٹا سا وقت اور گزر رکھا ہوا
تھا اور وہ لوگ زبان ملیباری بولتے تھے پھر ہم نے ان لوگوں سے پوچھا
کہ سرحد ملیبار کی یہاں سے کتنی دور ہے اُنھوں نے کہا پانسو کوس پھر وہاں
سے بڑے دریا کی طرف جہاز کو روانہ کیا اور منبئی وہاں سے کئی ہزار کوس
پر واقع تھی پھر چلتے چلتے ایک جزیرہ عقیدی ملا اس کی برابر ہو کے
نکل گئے مگر وہاں پر لنگر نہ کیا اور بڑے دریا میں پہنچے پھر خدا کے فضل و کرم
سے ہوا موافق چلی اور جہاز بہت اچھی طرح سے روانہ ہوئے کوئی روز
چھ سو کوس چلتا تھا اور کسی روز سات سو کوس، تمام لوگ جناب باری
میں شکر گذاری کرنے لگے اور حضرت علیہ الرحمۃ بھی اکثر آیات

شکریہ قرآن مجید کی پڑھتے تھے **حکایت** عبدالقیوم بیان کرتے ہیں
کہ ایک روز کا ذکر ہے کہ جب جزیرہ امینے سے جہاز آگے بڑھا اور قریب
عدن کے پہنچا اُس وقت ہوا چلنی موقوف ہوئی اور سر دے جہاز کے سب
چڑھ گئے اور جہاز کھڑا ہو گیا اس عرصہ میں حضرت علیہ الرحمۃ کے نہانے کے
دو لوٹے تانبے کے سمندر میں گر پڑے اور میں اور ہاشم خاں کہ جو چھوٹے بھائی
محسن خاں کے ہیں جہاز پر ایک طرف بیٹھے تھے اس میں وہ دونوں لوٹے
ہمارے آگے آئے اور پانی کے اوپر تھوڑی دیر پڑے رہے تب ہم دونوں
آپس میں صلاح کر کے کہ ابھی ہوا نہیں ہے اور جہاز کھڑا ہے اور یہ دونوں
لوٹے مفت میں جاتے ہیں چل کر جلدی سے ان کو لے آویں پھر ہم دونوں
یہی صلاح کر کے جہاز سے سمندر میں کود پڑے اور جا کر وہ دونوں لوٹے
لئے ایک تو میں نے لیا اور ایک خان ممدوح نے اور ہم دونوں جہاز کی
طرف لوٹے لیکر پھرے اس عرصہ میں ہوا تیز ہو گئی اور جہاز چلدیا ہم
سے اور جہاز سے بہت دور کا فاصلہ ہو گیا جس وقت لہر سے اوپر پڑتے تو
جہاز کو دیکھ لیتے کہ وہ جاتا ہے اور جس وقت نیچے نشیب میں ہو جاتا؛
تب جہاز ہماری نظروں سے غائب ہو جاتا اس وقت ہم دونوں
کو یقین کامل ہوا کہ اب ہم ڈوبے اس درمیان میں جہاز پر سے لوگوں
نے جا کر ناخدا سے کہا کہ حضرت علیہ الرحمۃ کے یہاں کے دو لڑکے سمند

ہیں کو دے تھے وہ بہت دور رہ گئے اور جہاز تیز چلا جاتا ہے اس کی
کیا تدبیر کی جاوے ناخدا نے اُس وقت معلم کو حکم دیا کہ جلد جہاز کو پاکسی
کرلو اور پاکسی کہتے ہیں جہاز کے کھڑا کرنے کو اور رسی میں ایک بویہ باندہ
کر ان دونوں لڑکوں کی طرف بہادو اور بویہ ان کی زبان میں لکڑی
کے لٹھے کو کہتے ہیں پھر معلم نے بموجب حکم ناخدا کے جہاز کو پاکسی کر کے رسی
میں ایک بویہ باندہ کر ہماری طرف بہادیا اور ہم دونوں تیرتے ہوئے
جہاز کی طرف چلے جاتے تھے اور لوگ جہاز پر سے پکار کر کہتے تھے کہ اس
بویہ کو پکڑ لو مگر ہم وہ آواز نہ سنتے تھے کہ یہ کیا کہتے ہیں اس عرصہ میں ہم
نے دیکھا کہ ایک بھاری سی لکڑی ہماری طرف بہتی ہوئی چلی آتی ہے ہم
نے اس کو دیکھ کر جلد جلد تیرنا شروع کیا اور قریب اس کے پہنچے اور
دیکھا تو اس میں ایک رسا بندھا ہے پھر ہم نے اس کو پکڑا اور جہاز
پر سے لوگوں نے اسی رسے کو کھینچنا شروع کیا جب ہم قریب جہاز
کے گئے تب معلم نے دوسرا رسا نیل کی طرف سے پھکوایا پھر ہم وہ رسا
پکڑ کے جہاز کے پاس پہونچے پہلے تو ہم نے دونوں لوٹے رسی میں باندہ
دئے اور انھوں نے کھینچ لئے پھر ہم دونوں رسا جہاز کا پکڑ کر اوپر
گئے اور حضرت علیہ الرحمۃ کو خبر ہوئی کہ وہ دونوں جہاز پر آئے آپ
نے فرمایا ان کو ہمارے پاس لاؤ اور اُس وقت آپ بہت غصہ میں

تھے ہم دونوں مارے خوف کے بھاگ کر سید عبدالرحمٰن ناخدا کے پاس جا
چھپے پھر حضرت بھی چپ ہو رہے بعد فراغ نماز ظہر کے حضرت علیہ الرحمہ نے
ہم دونوں کو بلوایا اور ہم کو ناخدا موصوف لے کر گئے اور بہت خوشامد کے ساتھ
سعی کر کے قصور ہمارا معاف کرایا تس پر بھی آپ نے لوگوں سے فرمایا کہ ان
دونوں کے کان پکڑ کے بیس بیس دفعہ اٹھاؤ اور بٹھاؤ کہ بار دیگر یہ ایسی
حرکت پھر نہ کریں پھر لوگوں نے ہمارے دونوں کے کان پکڑ کے اٹھایا اور
بٹھایا پھر بعد تعلیم کے فرمایا کہ جہاں کہیں تم کو نہانا منظور ہو ناخدا اور معلم
سے پوچھ کر دریا میں کود کر نہا آیا کرو پھر ہم بموجب فرمانے حضرت کے کیا کرتے
تھے انتہیٰ، پھر ایک روز چلتے چلتے ناخدا نے کہا کہ یہ مچھلیوں کا کھیت ہے یہ سن
کر ہم سب لوگ جہاز پر سے دیکھنے لگے تو فی الحقیقت لاکھوں بلکہ کروڑوں
مچھلیاں آگے پیچھے قطار باندھے چلی جاتی ہیں اور ہر ایک مچھلی دس دس پندرہ
پندرہ من کی تھی پھر تین روز تک برابر اسی طرح ان مچھلیوں کو ہم لوگ
دیکھتے رہے بعد اس کے ایک روز یکایک معلوم ہوا کہ یکایک بڑا کالا بڑا
چڑیوں کا اڑا جاتا ہے دیکھنے والوں کو حیرت کمال ہوئی کہ الٰہی یہ چڑیاں
دریا میں کہاں سے آئیں کنارا تو منزلوں تک نہیں ہے ناخدا نے کہا یہ چڑیاں
نہیں ہیں یہ مچھلیاں ہیں اور یہ دو قسم کی ہوتی ہیں ایک تو کوئی آدھ سیر کی اور

دوسری کوئی آدھ پاؤ کی پھر وہ جہاز کے اوپر ہو کر نکلیں اور ایک مستول میں
اٹک کر جہاز میں گر پڑی پھر میں نے دوڑ کر پکڑ لیا اور دیکھا تو فی الحقیقت مچھلی
ہے پھر سب لوگ اس کو دیکھنے لگے اور وہ مچھلی چھوٹی کوئی آدھ پاؤ کی تھی اور
میرا معمول تھا کہ ہمیشہ دبوسے کی چھت پر بیٹھا کرتا تھا ایک روز دیکھتا کیا
ہوں کہ ایک مچھلی کوئی آٹھ نو من کی جہاز کے نیچے چلی آتی ہے پھر لوگوں نے بھی
اس کو دیکھا اور ناخدا سے کہا کہ ایک مچھلی بہت بڑی جہاز کے نیچے کئی روز
سے چلی آتی ہے ناخدا نے آکر اس کو دیکھا اور کہا کہ دیکھو ہم اس کو پکڑتے ہیں پھر اس نے
ایک مرغ ذبح کروایا اور اس کے پر دور کرکے اور ایک بھاری شست
میں لگا کر کہ اس میں ایک تین گز کی زنجیر بھی تھی اس میں پانی ناپنے کی رسی
باندھ کر مچھلی کی طرف دریا میں پھینکدیا دو روز تک تو وہ مرغ شست
میں لگا رہا اور مچھلی نے اس کو نہیں کھایا اور جس طرح جہاز تیز ہوتا تھا
اسی طرح وہ بھی تیز چلتی تھی پھر اس کے تیسرے دن اس نے مرغ کو
نگل لیا اور وہاں سے بھاگی اور وہ رسی چرخ پر لپٹی ہوئی تھی پھر کوئی
پچاس ساٹھ ہاتھ چلی گئی بعد اس کے اڑ گئی پھر خلاصیوں نے اس کو کھینچا
اور ڈھیل دینا شروع کیا جب وہ تھک گئی پھر اس کو کھینچا جب وہ پانی سے
باہر نکلی اور قریب جہاز کے پہونچی تب ایک خلاصی نے اتر کر رسی سے خوب
مضبوط اس کا منہ باندھ دیا اور لوگوں نے اوپر کھینچ لیا پھر اس کو دبوسے

کی چھت پر ڈال دیا اُس وقت وہ بڑے زور میں تھی پھر ناخدا نے تھوڑا
سا پانی میٹھا منگا کر اس کے منہ میں ڈال دیا جب پانی اُس کے پیٹ میں پہونچا
تب وہ تھرتھرا کر مرگئی پھر اس کو کاٹ کر ناخدا نے تقسیم کیا تیرہ تیرہ سیر
گوشت تو ہمارے یہاں دیا اور کچھ رکھ لیا اور خلاصیوں کو دیا غرضکہ جو لوگ
جہاز میں تھے سب نے کھایا اور جو بچ رہا اس کو سکھا لیا پھر کئی دن کے بعد ہوا
چلنی موقوف ہوئی اور جہاز کی چال کم ہوگئی کبھی چودہ کوس چلتا تھا اور کبھی
سترہ کوس، پھر چلتے چلتے عدن کا پہاڑ دکھلائی دیا اس کو دیکھ کر حضرت
علیہ الرحمۃ بہت خوش ہوئے اور جناب باری میں دعا کرنے لگے کہ اللہ تعالیٰ
نے ہم کو عرب کا ملک دکھلایا پھر عدن کے کنارے پہونچے اور جہاز کا لنگر
ہوا آپ نے مولانا عبدالحی صاحب سے فرمایا کہ جب ہم جہاز سے اُترینگے تب
دوگانہ شکر کا پڑھینگے پھر ناخدا کچھ اپنا اسباب بیچنے کے لئے جہاز سے اُتر کر
عدن میں گیا اور حضرت علیہ الرحمۃ بھی چند آدمی اپنے ساتھ لے کر اُترنے
لگے اُس وقت میں نے عرض کی کہ حضرت میں بھی چلونگا، آپ نے فرمایا کہ تم
آج نہ چلو کل آنا پھر آپ جہاز سے اُترے اور دو رکعت نماز پڑھ کر عدن
کو تشریف لے گئے اس وقت گرمی کا یہ عالم تھا کہ تپش دھوپ سے قدم
زمین پر نہ رکھا جاتا تھا اور دریا کے کنارے سے عدن تک نہ کہیں پانی

تھا نہ کہیں کوئی سایہ دار درخت مارے دھوپ اور پیاس کے لوگ بیتاب ہوئے جاتے تھے اور اُس وقت حضرت علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ اگر دو تین اونٹ ہوتے تو ان پر سوار ہو کر چلتے لوگوں نے عرض کی کہ حضرت اونٹ یہاں کہاں ہیں اور خدا جانے کہاں ملینگے آپ جناب باری میں دعا کریں کہ سوائے آپ کی دعا کے اس میدان میں ہمارے واسطے پناہ نہیں ہے آپ نے ارشاد کیا کہ تم سب مل کر سات سات سو بار سورۂ الحمد پڑھو اللہ تعالیٰ فضل کریگا پھر لوگوں نے پڑھنا شروع کیا ساتویں بار تک پہونچے تھے کہ ایک شخص نے کہا کہ وہ دیکھو چار اونٹ دامن کوہ میں معلوم ہوتے ہیں اور دو شتربان ان کو اس طرف لئے آتے تھے پھر تمام لوگ ان کی طرف دیکھنے لگے جب نزدیک آئے تب شتربانوں سے لوگوں نے کہا کہ اگر اونٹ کرایہ پر دو تو تمہارا احسان ہے پھر اُنہوں نے کرایہ لینے کا تو کچھ ذکر نہ کیا یوں ہی لوگوں کو سوار کر لیا اور عدن میں جا کر اُتار دیا پھر لوگ کھانے پینے کی تدبیر میں لگے پھر جب کھا پی کر فارغ ہوئے تب اُن اونٹوں اور اُونٹ والوں کو تلاش کیا کہ ان کو کچھ مزدوری دیویں ہر چند ان کو ڈھونڈھا مگر نہ پایا پھر وہاں کے لوگوں سے پوچھا کہ اس ہیئت اور لباس کے چار اونٹ ہیں اور اس صورت اور پوشاک کے ساربان اگر تم جانتے ہو ان کو بتا دو اُنہوں نے کہا کہ یہاں تو نہ اس طرح کے اونٹ ہیں نہ اونٹ والے یہاں تو بار برداری کے اونٹ ہیں پھر ہم نے یہ حال حضرت علیہ الرحمۃ سے عرض کیا آپ خاموش ہو رہے اور کچھ جواب نہ دیا اور شیخ ولی محمد صاحب

سلمہ اللہ تعالیٰ یوں بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت علیہ الرحمۃ مع چند ہمراہیوں
اپنے کے جہاز سے واسطے جانے عدن کے اُتر کر کشتی پر سوار ہوئے اور کشتی روانہ
ہوئی اُس وقت آپ نے فرمایا کہ شہر دور ہے اگر کوئی سواری ملتی تو اس پر سوار ہو کر
چلتے یہ کلام آپ نے ایک بار یا دو بار فرمایا مگر یاد نہیں کہ آپ کے پیر میں درد تھا
یا اور کوئی سبب تھا جب کنارے پر پہونچے اس وقت ایک شخص سفید ریش پاکیزہ
صورت سفید پوشاک پہنے ہوئے ایک اونٹ لئے ہوئے کھڑے تھے اُس اونٹ
پر بناتی سامان بہت عمدہ کھنچا ہوا تھا اُنہوں نے حضرت علیہ الرحمۃ سے کہا
کہ حضرت آپ اس پر سوار ہوں آپ ہی کے واسطے یہ اونٹ لایا ہوں پھر آپ اُس پر
سوار ہوئے مگر یہ یاد نہیں کہ حضرت علیہ الرحمۃ اول خانہ پر یا پچھلے پر بیٹھے جب
قریب عدن کے پہنچے بہت سے لوگ آپ کے استقبال کو آئے اُس وقت آپ
اونٹ سے نیچے اُترے اور پیادہ پا ہو کر ان کے ساتھ تشریف لے گئے اور
جامع مسجد میں جا کر بیٹھے اُس وقت مولوی محمد یوسف صاحب سے آپ نے فرمایا کہ
جو شخص کہ ہم کو لایا ہے اپنے ہمراہیوں میں سے بھیجا کہ ان کو بلاؤ وہ شخص جا کر تمام میں ڈھونڈھ
آیا کہیں نشان نہ پایا پھر مولوی صاحب ممدوح نے اور دو تین شخصوں کو
بھیجا کہ تلاش کر کے جہاں کہیں ہوں لاؤ وہ لوگ بھی سب جگہ ڈھونڈتے
پھرتے تھے تب وہاں کے لوگوں نے پوچھا کہ تم لوگ کس کی تلاش میں پھرتے
ہو اُنہوں نے کہا کہ اس ساز و سامان کا ایک اونٹ ہے اور ایک سفید

ریش اور سفید پوشاک اُس کے مالک ہیں اُن کو تلاش کرتے ہیں اُنھوں نے کہا
کہ اس ساز وسامان کا تو اونٹ اور اس شکل وصورت کا اونٹ والا کوئی نہیں
ہے پھر انھوں نے یہ سب حال حضرت علیہ الرحمۃ سے عرض کیا آپ سُن کر خاموش ہو
رہے اور کچھ جواب نہ دیا اور یہ حکایت اور بھی لوگوں سے سنی، اور یہ دونوں روایت
صحیح اور درست ہیں پھر اس کے اگلے روز میں بھی گیا اور دریا سے شہر کوئی دو کوس
پر واقع ہے پھر میں چلتے چلتے جب قریب شہر کے پہونچا وہاں ایک کنواں تھا اُسی
کوئیں کے پاس حضرت علیہ الرحمۃ مع اپنے سب ہمراہیوں کے شہر سے آتے ہوئے
ملے میں نے سلام علیک کیا، آپ نے سلام کا جواب دیا اور فرمایا کہ اب ہمارے
ساتھ لوٹ چلو میں نے عرض کی کہ حضرت میں بہت تھک گیا ہوں، آپ نے مولوی
محمد یوسف صاحب سے فرمایا کہ ان کو ایک اونٹ کرایہ کر دو پھر انھوں نے ایک اونٹ
کرایہ کر دیا پھر میں اُس پر سوار ہو کر حضرت سے پیشتر دریا پر آیا اور اونٹ سے
اُتر کر جہاز پر سوار ہوا بعد اس کے حضرت بھی تشریف لائے پھر آپ کے ہمراہیوں
سے سنا کہ حضرت علیہ الرحمۃ شہر میں ایک مسجد میں اُترے جو کسی سوداگر نے
نئی بنوائی ہے اور وہاں پر کئی دنبے منگوائے اور ذبح کر کے پکوائے گئے اور
روٹی بھی پکیں اور رات کو اُسی مسجد میں رہے پھر اُس کے دوسرے روز جہاز کا
لنگر اُٹھا اور روانہ ہوئے پھر کوئی چھ سات روز میں معلم نے کہا کہ آج
چھوٹے باب سکندر میں پہونچیں گے پھر کوئی پہر رات باقی ہوگی اور

چاند غروب ہوتا تھا اُس وقت ناخدا نے آکر حضرت علیہ الرحمۃ کو جگایا
اور عرض کی کہ حضرت اس باب سکندر میں چلتے ہیں یہ وقت دعا کا ہے
آپ دعا کیجئے پھر سب لوگوں کو جگایا اور تمام لوگ دعا میں مشغول ہوئے پھر
خدا کے فضل و کرم سے اُس سے پار ہو گئے اور گذرگاہ جہاز کے درمیان دونوں
پہاڑوں کے کوئی ساٹھ گز کی چوڑائی ہے اور ایک کوس کی لمبائی ہے پھر اس
کی صبح کو مخہ کے کنارے جہاز کا لنگر ہوا ناخدا نے کہا کہ یہاں میرا مکان ہے
میں ایک مہینہ اپنے مکان پر رہونگا پھر ناخدا جہاز سے اُتر کر اپنے مکان کو
گیا اور اُس کے دوسرے روز کچھ اسباب ضروریات قسم کھانے وغیرہ کا
لے کر حضرت علیہ الرحمۃ مع اپنے سب ہمراہیوں عورت و مرد کے جہاز سے
اُتر کر مخہ میں تشریف لے گئے اور ایک حویلی کرایہ لی اُس میں سب عورت
مرد آپ کی برادری کے اُترے اور اور لوگوں نے اپنی اپنی حویلی کرایہ لیں
اور اُترے اور پانچوں وقت کی نماز وہیں مخہ کی جامع مسجد میں پڑھا کرتے
تھے اس واسطے کہ وہ مسجد مکان سے قریب تھی اور حضرت علیہ الرحمۃ وضو
کرکے مسجد میں تشریف لیجاتے تھے اور ہم لوگ وہیں مسجد کے حوض میں وضو
کیا کرتے اور وہاں کے لوگوں کا یہ دستور ہے کہ ننگے ہو کر نہایا کرتے
ہیں اور اس حوض میں بھی ادہر اُدہر سے آکر ننگے نہایا کرتے اور ایک
عالم اس مسجد میں رہا کرتا تھا وہ بھی اُسی حوض میں ننگا نہایا کرتا جب

ان لوگوں کا یہ حال ہم نے دیکھا تب حضرت علیہ الرحمۃ سے عرض کی کہ حضرت
یہاں کے سب لوگ ننگے مادرزاد ہو کر علانیہ نہاتے ہیں اور ایک دوسرے کی حیا
و شرم نہیں کرتے، آپ کو یہ بات بہت ناپسند آئی اور فرمایا کہ اس کی کچھ تدبیر
کرنی چاہیئے اس درمیان میں ایک روز مولوی امام الدین صاحب بنگالوی کسی
باغ کے حوض میں تہبند باندھے نہا رہے تھے اس میں دو شخصوں نے آ کر ان کو
پکڑا اور قاضی کے پاس لے چلے، پھر مولوی صاحب بغل میں اپنے سب کپڑے لے کر
اور وہی تہبند بھیگا ہوا باندھے ان کے ساتھ قاضی کے مکان پر گئے ان
دونوں عربوں نے قاضی سے کہا کہ یہ شخص تہبند باندھ کر نہایا ہے اس نے
ہمارا حوض ناپاک کر ڈالا اس کو کچھ سزا ہو یہ سن کر قاضی ان دونوں شخصوں
پر بہت خفا ہوا اور اپنے مکان سے نکلوا دیا اور مولوی صاحب کو رخصت کیا
اور انہوں نے آ کر یہ سب ماجرا حضرت سے اور ہم سب لوگوں سے بیان کیا

حکایت سید زین العابدین صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ بیان کرتے ہیں کہ،
حضرت امیر المومنین علیہ الرحمۃ کی صحبت فیضِ رحمت میں جو ہمیشہ برکتیں اور تاثیریں
اور لذتیں ہر ایک ہمنشین کو حاصل ہوتی تھیں بیان اس کا تحریر اور تقریر
سے خارج ہے اس کی لذت انھیں لوگوں کو معلوم ہے جو آپ کے صحبت
برداشتہ تھے چنانچہ ایک روز کا یہ حال ہے کہ حضرت امیر المومنین علیہ الرحمۃ
ایک وقت جہاز کے اگلے مکان کی چھت پر رسا مستول کا پکڑے ہوئے

کھڑے تھے اور تماشا دریا کا دیکھ رہے تھے اور میں اُس وقت آپ کے
پیچھے کھڑا تھا اور دو تین شخص میرے سوا اور بھی تھے مگر ان کا نام مجھ کو یاد نہیں
کہ کون تھے اور اس وقت حضرت علیہ الرحمۃ سبحان الحمد و بحمدہ و سبحان اللہ العظیم
سمندر کو دیکھ کر بار بار پڑھتے تھے اور کچھ اشعار دیوان حافظ کے بھی پڑھتے تھے
مگر مجھ کو یاد نہیں رہے کہ وہ اشعار کس غزل کے تھے اور آپ کے چہرۂ مبارک
پر آنکھوں سے آنسو جاری تھے اور آواز میں بھی فرق ہو گیا تھا اور اللہ تعالیٰ
کی عظمت اور بزرگی کا بیان فرماتے جاتے تھے اس میں کئی گھڑی کا عرصہ ہو گیا
پھر وہاں سے آپ نیچے تشریف لائے مگر کچھ زبان مبارک سے نہیں فرمایا پھر بعد
تھوڑی دیر کے وقت ظہر کا ہوا اور اذان ہوئی آپ نماز کو تشریف لائے اور
نماز پڑھائی اس نماز میں ایسی برکت اور تاثیر تھی کہ ہر ایک کے اوپر ایک حال
سا واقع تھا کہ اُس کی لذت (بیان) زبان سے ادا نہیں ہو سکتا ہے کہ ہر ایک کی
طبیعت رجوع الی اللہ تھی چنانچہ اسی طرح تکیہ شریفہ پر بھی ایک روز حضرت
علیہ الرحمۃ نے چند لوگوں کو برتن دھونے کو دئے اور مجھ کو بھی ایک تاش
دھونے کو دیا اور فرمایا کہ تم بھی جا کر اس کو دھو لاؤ میں اس کو لیجا کر ایک جگہ
علیحدہ دھونے لگا اس وقت میری طبیعت پر ایک حال ایسا برکت اور
تاثیر کا واقع ہوا کہ میں نے اپنے دل میں جانا کہ اگر کسی ولی یا بزرگ کو

مکاشفہ اور مراقبہ میں جو لذت حاصل ہوتی ہے سو ایسی ہی ہو گی جیسی
اُس وقت مجھ پر تھی انتہی" ایک روز ایک شخص بزرگ باخدا سفید ریش
حضرت علیہ الرحمۃ کی خدمت بابرکت میں آئے اور سلام علیک کی آپ نے
سلام کا جواب دیا اور مصافحہ کیا اور ان کو بٹھایا پھر ان سے بہت دیر
تک باتیں حقانی کیں مگر یاد نہیں کہ کیا کلام ہوئے اور اُن بزرگ صاحب
نے حضرت کے دست مبارک پر بیعت کی اور کئی بار آپ کے پاس آئے
اور زبانی وہاں کے لوگوں کے معلوم ہوا کہ یہ بزرگ ولی اللہ کامل ہیں
اور صاحب خدمت باطن ہیں اور جس وقت وہ حضرت علیہ الرحمۃ کے پاس
آتے تھے تو آپ ان کی بہت تعظیم اور توقیر کرتے تھے اور خلوت میں کچھ ان
سے باتیں ہوا کرتی تھیں اور جو خط کہ آپ نے حضرت شاہ عبد العزیز قدس سرہ
العزیز کو وہاں سے ارسال کیا تھا اس میں ان بزرگ کا بھی بیان تھا چنانچہ
اس خط کا ذکر آویگا ایک روز مولوی عبد الحئی صاحب نے حضرت امیر المومنین علیہ الرحمۃ
کی خدمت بابرکت میں عرض کی کہ قاضی محمد شوکانی شہر صنعا کے بڑے
محدث ہیں اُنہوں نے ایک رسالہ حدیث موضوعات کا جمع کیا ہے اگر وہ
یہاں آجاوے تو اس سے لوگوں کو بہت فائدہ ہوگا' آپ نے فرمایا کہ تم
مولانا عبد الحئی صاحب سے جاکر کہو وہ کچھ اس کی تدبیر کرینگے پھر مولوی صاحب
مولانا صاحب ممدوح کے پاس گئے اور یہی کہا جو حضرت علیہ الرحمۃ سے
عرض کیا تھا پھر مولانا صاحب قاضی شہر کے پاس تشریف لے گئے

اور یہ سب گفتگو کی قاضی صاحب نے کہا کہ خط آپ اپنا لکھ کر مجکو دیں میں اس کو صنعا کو روانہ کروں جس وقت کتاب آویگی تو میں اپنے پاس رکھونگا جب آپ مع الخیر حج سے تشریف لاوینگے تب آپکے حوالہ کرونگا پھر مولانا صاحب ممدوح بر فتوح اپنے مکان پر تشریف لائے اور ایک خط عربی عبارت کا قاضی محمد شوکانی کو لکھا اور اس میں کمالات خاندان والا شان حضرت شاہ ولی اللہ صاحب قدس سرہ اور شاہ عبدالعزیز صاحب اور شاہ رفیع الدین صاحب اور شاہ عبدالقادر صاحب قدس اسرارہم کے فضائل اور کمالات اور تبحر علمیت کا بہت سا بیان کرکے اپنی خاکساری اور انکساری کا بیان کیا اور یہ لکھا کہ میں ایک ادنی شاگردوں شاہ عبدالعزیز صاحب کے سے ہوں اور بہت سی حضرت امیرالمومنین علیہ الرحمۃ کی کشف کرامات کا بیان لکھا اور عربی عبارت اس خط کی بہت مقفا اور مسجع کوئی تین چار ورق میں تھی قاضی شہر کے پاس لے چلے اس وقت مولانا صاحب سے حضرت نے فرمایا کہ مولانا قاضی سے ٹنگے ہانے والوں کا بندوبست کرواتے آنا پھر مولانا صاحب قاضی کے مکان پر گئے اور خط سنایا اس کو سنکر قاضی صاحب نہایت خوش ہوئے اور مولانا صاحب کی علمیت اور تبحر کی بہت تعریف اور تحسین کی اور کہا آپ بہت بڑے عالم و فاضل ہیں پھر اس خط کو قاضی صاحب ممدوح نے قاضی شوکانی کے پاس روانہ کیا

بعد اس کے مولانا صاحب نے قاضی سے کہا کہ قاضی صاحب تمہارے شہر میں عجب ایک رسم بے حیائی کی ہے کہ ہر شخص علانیہ ننگا ہو کر نہاتا ہے اور بڑے بڑے عالم وفاضل بھی ننگے نہاتے ہیں نعوذ باللہ عجب معاملہ ہے کہ دین تو عرب سے ہندوستان میں گیا ہے اور جس امر میں گفتگو ہوتی ہے تو ہم لوگ عرب کی سند پکڑتے ہیں کہ عرب میں رسم اس طرح کی ہے یہ بڑے تعجب کی جگہ ہے کہ یہاں لوگ اس طرح سے بیحیائی کے کام کرتے ہیں دیکھو تو اس امر میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا وعید شدید فرماتے ہیں اور آپ اس کا بندوبست نہیں کرتے ہیں اس کو سن کر قاضی صاحب نے کہا کہ مولانا صاحب میں کیا کروں یہ بڑے بیحیا اور بے شرم لوگ ہیں اُن سے جرمانہ بھی لیا گیا اور تعزیر بھی خوب سی دی گئی مگر یہ اپنی حرکت سے باز نہیں رہتے ہیں لاچار ہوں مولانا صاحب نے کہا کہ اگر تم سے اس کا تدارک ہو سکے تو ہم کو اجازت دو جب تک ہم یہاں رہینگے اس کا بندوبست کر لینگے۔ اُنہوں نے کہا کہ تم کو اجازت ہے پھر مولانا صاحب نے آکر حضرت علیہ الرحمۃ سے عرض کی پھر حضرت علیہ الرحمۃ نے مجھ سے فرمایا کہ تم آٹھ دس آدمی اچھے اچھے زبردست اپنے ساتھ لے کر مسجد میں جا کھڑے رہو جب کوئی ننگا نہاوے تو خوب اُن کو مارنا تا کہ کوئی ایسی حرکت پھر نہ کرے پھر ہم سات آدمی ظہر کے وقت مسجد میں حوض پر جا کر کھڑے ہوئے اور بآواز بلند کہہ دیا کہ اگر کوئی شخص ننگا

ہوکر حوض میں نہاویگا تو ہم اُس کو بہت سا مار ینگے پھر اُس روز سے ننگے
تو اس کو ہم بہت سا مار ینگے پھر اس روز سے ننگے ہوکر نہانا موقوف
ہو گیا اگر کوئی بارادہ نہانے کے حوض پر آیا اور چاہا کہ میں ننگا ہوکر نہاؤں
اس کا ہاتھ پکڑ کر ہم لوگ مسجد سے نکال دیتے پھر تو یہ حال ہوا کہ جہاں
کہیں ہندوستانیوں کو دیکھ لیتا تھا نہانے سے باز رہتا جب تلک ہم وہاں
رہے جبتک ننگے ہوکر موقوف ہو گیا **حکایت** مولوی یوسف لکھنوی مرید
مولوی عبدالرحمٰن وحدت وجودی کے تھے اور وہیں مکہ میں وہ بھی اُترے تھے
اور اکثر جہاں کہیں بیٹھتے مسائل وحدت وجود کے لوگوں کو تعلیم و تلقین کرتے تھے
اور سید عبدالرؤف شاہ بھیک ہلگی کے حضرت علیہ الرحمۃ کے مرید تھے اور
آپ کے ہمراہ رکاب بھی تھے اُنہوں نے اور چند لوگوں نے ایک حویلی حضرت
شاہ ذلی علیہ الرحمۃ کہ جن کی تصنیف حزب البحر ہے مزار پرانوار کے قریب
کرایہ لی تھی اور وہ مولوی یوسف اس حویلی میں اُن لوگوں کے پاس آیا
کرتے اور وہ بھی اپنی تقریر وحدت وجود کی بیان کرتے اُن سے اور سید عبداللہ
وغیرہ سے بہت مباحثہ رہتا تھا اور حضرت علیہ الرحمۃ بھی کبھی بعد نماز عصر کے
اس حویلی میں تشریف لے جاتے تھے ایک روز مولوی یوسف اور ان لوگوں
سے مباحثہ وحدت وجود کا ہو رہا تھا کہ حضرت علیہ الرحمۃ تشریف لے گئے
اور آپ کے ساتھ مولانا عبدالحئی صاحب بھی تھے ان کی تقریر سُن کر مولانا صاحب

نے ہر چند تقریر علمی سے ان کو سمجھایا مگر وہ کچھ نہ سمجھے اور اسی طرح حضرت علیہ الرحمۃ نے بھی اُن کو خوب معقول کیا مگر وہ اپنے ہی اصرار پر رہے پھر آپ کو بہت غصہ آیا اور چہرہ مبارک غصہ سے سرخ ہو گیا اور آپ گھٹنوں کے بل کھڑے ہو گئے اور اُن کی طرف طپانچہ اُٹھایا مگر یاد نہیں مارا یا نہیں پھر لوگوں نے جلدی سے مولوی یوسف کو وہاں سے اُٹھا کر باہر حویلی کے نکال دیا بعد اس کے آپ نے سب ہمراہیوں سے فرمایا کہ کوئی اس شخص سے ملاقات نہ کرے اور اُن کی بات نہ سنے اور ایک مہینہ مخہ میں مقام ہوا بعد اس کے جہاز پر سوار ہوئے اور لنگر اُٹھایا گیا پھر روانہ ہوئے اور کوئی پانچویں یا چھٹے روز کنارے حدیدہ کے پہونچے اور لنگر ہوا، حدیدہ میں ایک سید ہندوستانی چند مدت سے رہتے تھے اور حضرت علیہ الرحمۃ سے اُن کی ملاقات بھی تھی ان کو پہلے جہاز والوں سے معلوم ہو گیا تھا کہ سید صاحب بھی پچھلے جہاز پر تشریف لاتے ہیں جب حضرت کے جہاز کا لنگر وہاں ہوا اور شہر میں خبر ہوئی کہ ایک جہاز ہندوستان سے آیا ہے اس کو سن کر وہ سید موصوف کنارے دریا کے آئے اور ایک کشتی پر سوار ہو کر جہاز میں داخل ہوئے اور حضرت علیہ الرحمۃ سے ملاقات کی آپ بہت اخلاق سے ملے اور ایک تلوار ولایتی اور ایک بندوق دونالی ولایتی بہت عمدہ قیمتی اور ایک سپر ان کو عنایت فرمائی اُنہوں نے عرض کی کہ حضرت کل کو میرے یہاں آپ کی دعوت ہے، آپ نے فرمایا بہت اچھا

پھر اُس کے اگلا روز حضرت علیہ الرحمۃ پچاس ساٹھ آدمیوں سے شہر
میں ان کے مکان پر گئے اور کھانا تناول فرمایا اور شام کو بھی اُنھیں کے
یہاں ضیافت ہوئی اور صبح کو لوگوں نے اپنا کھانا پکایا اور کھایا پھر اُس
کے دوسرے روز وہاں سے جہاز پر سوار ہوئے پھر لنگر اُٹھایا اور روانہ
ہوئے پھر اس کے چوتھے روز فجر کو معلم نے کہا کہ آج یلملم پر عصر کے وقت
پہونچیں گے نہانے سے فراغت کرلو اور یلملم ایک پہاڑ کا نام ہے کہ وہاں پر
احرام باندھا جاتا ہے پھر سب لوگ اپنے نہانے دھونے میں مشغول ہوگئے اور
دوپہر کے بعد محسن خاں مصالحہ سر میں لگانے کا حضرت علیہ الرحمۃ کے لئے تیار
کرکے لائے پھر آپ آگے کی طرف جہاز کے تشریف لے گئے اور وہیں غسل فرمایا
جب غسل سے فارغ ہوئے اُس وقت کوئی پندرہ سولہ آدمی آپکے پاس حاضر
تھے جناب عزاسمہ سے آپ کو الہام ہوا کہ ہم نے اس وقت جتنے آدمی تیرے
پاس موجود ہیں ان کو بخش دیا پھر آپ نے یہ خوشخبری اُسی وقت سب کو
سنائی اور احرام باندھا پھر دو رکعت نماز پڑھی اور معمول ہے کہ جب احرام
باندھتے ہیں اُس وقت دو رکعت نماز پڑھتے ہیں اور بعد فراغ نماز کے
لبیک کہتے ہیں جب لوگ نماز پڑھ چکے تب سب سے ایک شخص نے لبیک
کہی پھر اُس وقت آپ کو الہام ہوا کہ جو کوئی تجھ سے پہلے لبیک کہے گا
لبیک اُس کی ہم قبول نہ کرینگے پھر آپ نے لبیک کہی اور کوئی دو گھڑی

تک ہیچ درگاہ باری تعالیٰ کے کمال عجز و انکساری کی دعا کی پھر اس کے تیسرے
دن جدہ کے قریب پہونچے اور وہاں جدہ سے جہاز پر آیا اور جہاز کو لیچلا
اور وہاں وہاں کے لوگ راہبر کو کہتے ہیں پھر جدہ کے کنارے لنگر ہوا اور
جو جہاز کہ پہلے ان میں کے لوگ کچھ تو مکہ معظمہ کو چلے گئے تھے اور کچھ لوگ وہیں
جدہ میں رہ گئے تھے محمود نواز خاں اور سلطان حسین خاں یہ دونوں بھائی
دکھن حیدرآباد کے بڑے امیر کبیر تھے اور ایک برس پہلے حیدرآباد سے بیت اللہ
شریف میں آکر رہے تھے جب آپ کے ہمراہی بیت اللہ شریف میں پہنچے
اُن کی زبانی آپ کے کمالات اور فضائل سُن کر دونو بھائیوں کو آپ
کی ملاقات کا کمال اشتیاق ہوا بلکہ محمود نواز خاں پہلے سے جدہ میں آپ کی
ملاقات کے لئے آئے تھے اور معلم محمد رئیس ہی آپ کی تشریف لانے کی خبر سُن
کر مکہ سے جدہ میں آئے تھے اور لوگوں نے اُنہیں معلم کی معرفت وہیں جدہ
میں حضرت علیہ الرحمۃ کے لئے مکان کرایہ لئے تھے پھر جب آپ کے آنے
کی خبر جدہ میں ہوئی تب سب لوگ کہ پہلے جہاز میں آئے تھے وہ سب
محمود نواز خاں اور معلم محمد رئیس کشتیوں پر سوار ہو کر جہاز پر آئے اور حضرت
علیہ الرحمۃ سے ملاقات کی اور معلم نے ایک کاغذ مہری حضرت شاہ ابوالليث
صاحب مرحوم کا کہ یہ سگے ماموں حضرت کے تھے دیا اور عرض کی کہ حضرت
تمام اہل تکیہ کا طواف میری معرفت ہوا کرتا ہے میں ہی آپ کا اور تمام

آپ کے ہمراہیوں کا طواف کراؤنگا' آپ نے فرمایا بہت اچھا پھر آپ
نے لوگوں سے پوچھا کہ دین محمد کیوں نہیں آئے اُنہوں نے عرض کی کہ وہ بیمار
ہیں اس سبب سے نہیں آئے پھر اس کے دوسرے روز لوگ شہر سے سواریاں
اور اُونٹ وغیرہ اسباب کی بار برداری کے لئے لائے اور جہاز سے اسباب اُتار
اُتار کر روانہ کرنے لگے جب تمام اسباب شہر میں پہنچ گیا تب حضرت علیہ الرحمۃ
مع سب اپنے ہمراہیوں کے جہاز سے اُترے اور شہر میں داخل ہوئے اور ہر
کسی سے آپ نے پوچھا سب نے عرض کی کہ جو کچھ روپیہ آپ نے عنایت فرمایا
تھا وہ صرف میں آیا اور سوا اس کے اکیس سو روپیہ اور خرچ ہوئے اور
جو اس کی فرد تھی سو حضرت کی خدمت میں پیش کی حضرت نے اُس کو دیکھ
کر مولوی یوسف صاحب سے فرمایا کہ یہ مال اللہ تعالیٰ کا ہے الحمد للہ کہ اسی کے
بندوں کے صرف میں آیا آپ اکیس سو روپیہ ان کو دیویں پھر حضرت میرے
پوچھنے کو تشریف لائے اور وہ فرد بھی اپنے ساتھ لیتے آئے اول میرا حال
پوچھا بعد اس کے فرمایا کہ تم نے اپنا نام اس فرد میں کیوں نہیں لکھایا میں
نے عرض کی کہ حضرت آپ نے وقت روانگی کے کلکتہ میں سات روپے
عنایت فرمائے تھے اس میں سے تین روپے ابھی تک باقی ہیں اُنھیں میں
اللہ تعالیٰ نے برکت کی. میں اپنا نام کیوں لکھاتا بعد اس کے حضرت نے میرے
بدن پر اپنا دست مبارک پھیرا اور فرمایا کہ انشاء اللہ تعالیٰ اب تو جلد

اچھا ہو جائیگا یہ کہہ کر آپ اُٹھے اور فرمایا کہ مجھکو لوگوں سے ملنا ہے انشاء
اللہ تعالیٰ کل پھر آؤنگا اور جدہ میں حضرت حوا رضی اللہ عنہا کی قبر مشہور ہے
اس کے اگلے روز حضرت علیہ الرحمۃ واسطے زیارت اُس مزار پر انوار کے تشریف
لے گئے اور آپ کے ہمراہ معلم محمد رئیس اور مولانا محمد اسماعیل صاحب اور مولانا عبد الحئی
صاحب اور حسن صباغ اور چند لوگ اور مگر نام اُن کے یاد نہیں اور کچھ لوگ خادم
مزار پر انوار کے گئے اور آپ نے قبر پر تین جگہ پر کھڑے ہو کر کچھ پڑھا سرہانے
اور بیچ میں اور پائنتی اور کچھ دعا اور درود معلم محمد رئیس نے پڑھائی وہ بھی
اُن کی خاطر سے آپ نے پڑھی پھر آپ نے حسن صباغ سے پوچھا کہ یہ شہر کے
لوگ جو ہمارے ساتھ ہیں کیوں آئے ہیں اُنہوں نے عرض کی کہ حضرت یہ اس
مزار پر انوار کے خادم ہیں جو کوئی یہاں پر آتا ہے ان کو کچھ دیتا ہے آپ سے
بھی اُمیدوار ہیں جو کچھ ہو آپ ان کو عنایت فرمائیں آپ نے فرمایا کہ تم اور حسن
میاں (جو) جدے کے بڑے سیٹھ نامی تھے آپس میں صلاح کر کے ہم سے کہو ہم ان کو
دیدینگے پھر حضرت علیہ الرحمۃ وہاں سے اپنی جائے اقامت پر تشریف لائے
پھر ان دونوں صاحبوں نے آپس میں مشورہ کر کے عرض کی کہ اس قدر ان کو دینا
چاہئے پھر آپ نے اتنا ہی دیا اور وہ آدمی سو زیادہ تھے پھر آپ نے
میرے جہاز کے لوگوں سے راہ حال کا دریافت کیا کہ کہو تم لوگوں کو جہاز
پر کسی طرح کی تکلیف تو نہیں ہوئی انہوں نے عرض کی کہ حضرت آپ کی دعا

کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے ساتھ آرام تمام کے یہاں پر پہونچایا کسی طرح
کی ہم پر تکلیف نہیں ہوئی اس وقت آپ کے پاس مولانا محمد اسماعیل صاحب
اور مولانا محمد عبدالحئی صاحب اور بہت لوگ قافلہ کے تھے آپ انہیں سب صاحبوں
سمیت میرے پاس تشریف لائے اور اس وقت میں لیٹا تھا آپ نے لوگوں سے
فرمایا کہ رضائی کا تکیہ بنا کے اس چوب سے ملا کر رکھ دو اور دین محمد کو اس تکیہ
کی آڑ سے بٹھا دو پھر لوگ اسی طرح سے عمل میں لائے پھر آپ راستے
کی باتیں کرنے لگے اس میں آپ نے پینے کو پانی مانگا میرے پاس ایک صراحی
رکھی تھی اس میں سے آپ کو پانی دیا کچھ تو آپ نے پیا اور باقی مجھ کو عنایت
فرمایا کہ اس کو پی لے انشاء اللہ تعالیٰ اب تو اچھا ہوا بعد اس کے آپ نے فرمایا
ہم نے تمہارے جہاز کے لوگوں سے پوچھا تھا کہ رستے میں تم کو کسی بات کی
تکلیف تو نہیں ہوئی انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ساتھ خیرت
و آرام کے یہاں پر پہونچے اور کسی کے منہ سے حرف شکایت کا نہ نکلا اس کو
سن کر میں نے عرض کی کہ حضرت آپ نے کلکتہ میں مجھ سے فرمایا تھا کہ لوگوں کی
خدمتگذاری میں کسی طرح کی کوتاہی نہ کرنا اور اپنی جان پر تکلیف لینا اور ان
کو تکلیف نہ دینا اور آپس میں صلاح و مشورت سے کام کرنا سو میں موافق ارشاد
آپ کے بغیر صلاح و مشورے کے کوئی کام نہ کرتا تھا اگر مردوں کے کرنے
کا ہوتا تو ان سے صلاح لیتا اور اگر عورتوں کا ہوتا ان سے پوچھ لیتا

اور یہ بھی کہہ دیا تھا کہ یہ کام میں اللہ تعالیٰ کے بھروسہ پر کرتا ہوں سو اللہ تعالیٰ
موافق مرضی ہماری کے اس کام کو بنا دیتا تھا اور یہ سب آپ ہی کی دعا کی برکت
تھی کہ آپس میں سینہ ملے رہے کسی طرح کا جھگڑا بکھیڑا نہ ہوا بعد اس کے آپ نے
مولانا صاحب کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ کل تو ہم دین محمد کو مکہ شریف کو
روانہ کرینگے اور پرسوں کو ہم جائینگے اور تم دو ایک روز ٹھہر و محصول کا فیصلہ کر
آنا مولانا صاحب نے عرض کی کہ حضرت میرا ارادہ تھا کہ آپ کے ساتھ چل کر
احرام اُتاروں مگر آپ نے فرمایا مجھ کو بسر و چشم قبول ہے مگر ایک بڑی
قباحت ہے کہ محصول والے اسباب کا بھگ مانگتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم
کو یہ بھگ نہیں دیتے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ اسباب بہت ہے
اور یہ کم بتاتے ہیں اگر یہ ہم کو بھگ نہ دینگے تو جتنا ہمارا جی چاہیگا لگا لینگے
اس کی کیا تجویز کی جائے، آپ نے فرمایا کہ مولانا صاحب یہ مال خدا کا ہے خیر
جس قدر اُن کا جی چاہے لے لیں کہ یہاں کسی چیز کی کمی نہیں انشاء اللہ تعالیٰ اس
کا عوض اللہ تعالیٰ ہم کو اور دیویگا اور مولانا صاحب آپ خاطر جمع رکھیں کچھ
بھی نہ ہوگا اگر ان میں سے کوئی میرے پاس آتا خوب تھا مگر انشاء اللہ تعالیٰ ان
میں سے کوئی ضرور آئیگا پھر آپ اُٹھے، میں نے عرض کی کہ حضرت میں بھی
آپ کے ساتھ چلتا ہوں آپ نے دو شخص میرے ساتھ کر دئے کہ ان کا
ہاتھ پکڑ کر لیتے آؤ پھر جا کر مکان اقامت پر تشریف لے گئے اور میں بھی
گیا اور بیٹھا تھوڑی دیر کے بعد حسن صباغ آئے اور حضرت سے عرض کی

کہ محصول کے مقدمہ میں دو شخص آئے ہیں اور بہت غضبناک ہیں اور کہتے ہیں
اگر بیگ نہ دینگے تو اپنی ان کا یہ تمام اسباب ضبط کرا دینگے، آپ نے فرمایا
کہ ان کو یہاں بلالو پھر وہ دونوں شخص آئے اور سلام علیک کیا آپ نے سلام
کا جواب دیا اور اُن کو آپ نے چپ و راست بٹھایا اور دونوں کے شانوں پر
ہاتھ رکھکر مزاج پوچھا ہاتھوں کے رکھتے ہی ان کا حال بدل گیا اور آپ
سر جھکاکر خاموش ہو گئے بعد اس کے ایک ساعت کے آپ نے سر اٹھاکر بیٹھے
میاں حسن صباغ اور اور صاحبوں کی طرف مخاطب ہوکر فرمایا کہ ان دونوں
صاحبوں سے پوچھو کہ یہ کیا فرماتے ہیں پھر انھوں نے ان دونوں صاحبوں سے کہا
کہ میاں صاحب فرماتے ہیں کہ آپ کس کام کے لئے تشریف لائے ہیں اُنھوں نے کہا
کہ جس گمان سے ہم یہاں آئے تھے وہ گمان ہمارا غلط تھا آپ مکہ شریف کو
تشریف لیجائیں مگر ایک معتمد اپنا یہاں چھوڑ جاویں اس کی معرفت ہم اسباب
کی تلاشی لے لیں گے اور آپ اُسی کو معتمد فرما دیں کہ اس اسباب میں سے کچھ کچھ
بطور تبرک کے ہم کو دیدیوے اسلئے کہ آئندہ قانون میں فرق نہ پڑے انشاء
اللہ تعالیٰ آپ کا اسباب بجنسہ مکہ شریف میں پہونچیگا آپ خاطر جمع رکھیں آپ نے
فرمایا کہ ہم نے تو پہلے ہی کہدیا ہے کہ جس قدر تم کو لینا ہو لے لو پھر وہ دونوں صاحب
آپ سے رخصت ہوکر چلے گئے باقی حال یہاں کا اپنے موقع پر بیان ہوگا انشاء
اللہ تعالیٰ اس کے اگلے روز آپ نے مجھ سے فرمایا کہ تم مکہ شریف کو جاؤ میں نے
عذر کیا کہ حضرت میں آپ ہی کے ساتھ چلونگا اور طواف بھی کرونگا آپ نے
فرمایا کہ تم جس بات کے لئے جانے کا عذر کرتے ہو وہ ہم کو معلوم ہے تم خاطر

جمع رکھو انشاءاللہ تعالیٰ جو ہمارے پیش آویگا تم شریک ہوگے میں نے عرض
کی کہ مجکو انکار کرنے سے یہی غرض تھی اب جو کچھ ارشاد ہو بجا لاؤں گا میرے ساتھ
اکثر مرد اور عورتوں کردیا اور پچاس اونٹ چاول کے لدے ہوئے بھی اور معلم
محمد رئیس نے چار معلم میرے ساتھ کردئے اور کہہ دیا کہ جس طرح سے یہ معلم
تم کو دعا اور درود پڑھاتے جاویں ویسے ہی پڑھتے جانا اور سوا اس کے جو کچھ
کہیں وہ کرنا پھر میں وہاں سے مکہ شریف کو روانہ ہوا جس روز بیت اللہ شریف
کے دروازے پر پہونچا اُس وقت کوئی چھ سات گھڑی دن چڑھا ہوگا پھر
ان معلموں نے دو چار اپنے رفیقوں کو بلایا اور جو عورت و مرد میرے ساتھ کے
سوار تھے ان کو پیدل کرلیا اور سب اونٹ اور خچر اسباب کے جو میرے ہمراہ تھے
اُنھیں اپنے رفیقوں کے ہمراہ برکے کو روانہ کئے اور وہ ایک تالاب ہے اور
وہاں تین چار کوئیں بھی ہیں ان سب میں پانی نہر کا آتا ہے اور اس اسباب کے
ساتھ میں نے کوئی پانچ چھ آدمی معتبر اپنے میں سے بھی کردئے اور اُن سے
کہہ دیا کہ تم ڈیرا بھی کھڑا کر رکھنا پھر ان معلموں نے ہم لوگوں کے تین
گروہ کئے ایک عورتوں کا اور دو مردوں کے پھر وہاں سے حرم شریف
کو لیجاکر طواف کرایا اور دو رکعت نماز پڑھائی اور جہاں کہیں کہ جگہ دعا پڑھنے
کی آتی وہاں وہ دعا درود پڑھاتے آئے پھر اس کے بعد ان معلموں
نے صفا اور مروہ پر لیجاکر ہم لوگوں سے سعی کروائی اور سعی کہتے ہیں دوڑنے
کو اُس وقت دھوپ بہت تیز تھی شدت گرمی سے سب لوگ گھبراکر باب الصفا

کے دالان میں جا بیٹھے اُس وقت لوگوں کو تشنگی سے کمال حیرانی ہی تھی
میں نے معلموں سے کہا کہ یہ لوگ مارے پیاس کے بہت حیران ہیں ان
کو آب زمزم منگا کر پلواؤ پھر انھوں نے آب زمزم کے پانچ مشکیزہ
جن کو وہاں قربہ کہتے ہیں منگائے اور ہم لوگوں کو پلانا شروع کیا جب
ہم لوگ خوب پی چکے اور آسودہ ہو گئے تب اُنھوں نے اور پانچ قربہ منگا کر
سب عورتوں اور مردوں پر آب پاشی کی پھر ہم لوگ تھوڑی دیر وہاں
پر بیٹھے رہے بعد اس کے میں نے اور معلموں سے کہا کہ جس مکان میں حضرت
علیہ الرحمۃ فروکش ہونگے وہ ہم کو دکھلادو کہ وہ کون سا مکان ہے
اور ایک معلم کو ہمارے آدمیوں کے ساتھ کر دو کہ وہ ان چند آدمیوں کو
اپنے ساتھ پھر کے کو لے جاویں اور ان آدمیوں کو جو حفاظت سامان پر ہیں
ان کو لا کر طواف کراویں پھر ان میں سے ایک معلم پندرہ بیس آدمی اپنے ساتھ
لے کر حرم کے کو گیا اور ایک معلم نے مجھ کو اور دو تین آدمی اور کو کہ نام ان
کا یاد نہیں ہے بیر زمزم پر لا کر کھڑا کیا اور خوب سا پانی تازہ پلوایا اور
خوب سا نہلوایا پھر باب العمرہ کے پاس ایک مکان تھا اس میں لے گیا
اور کہا کہ حضرت علیہ الرحمۃ اسی مکان میں اُترینگے میں نے پوچھا کہ یہ مکان
کس کا ہے اُس نے کہا کہ میاں زین العابدین کا پھر وہاں سے میں باب الصفا
پر گیا اور اپنے سب ہمراہیوں کو لے کر مکان اقامت پر آیا اور پانچ سات

حجام بھی لیتا آیا اور عورتوں کے خیمہ میں داخل کر دیا اور کوئی دس بارہ دیگیں
اور کچھ دیگچے اور مشکیں پانی سے بھروالیں پھر ہر کسی نے اپنے اپنے درجہ سے
حجامت بنوائی اور ہر کرمیں نہا کر کپڑے اُتارے اور احرام کھولے پھر وہی
اپنی اپنی ٹاٹ کی پالیں جو ہمراہ تھیں کھڑی کیں اور اپنی عورتوں کو اُن میں داخل
کیا اور جو عورتیں بیوہ اور بوڑھی تھیں وہ اسی خیمہ میں رہیں اس عرصہ میں
نماز ظہر کا وقت آیا اور اذان ہوئی جو کوئی حرم شریف میں گیا اُس نے تو وہیں
نماز پڑھی اور باقی سب لوگوں نے وہیں ہر کہ پر نماز پڑھی وہ لوگ حرم شریف
سے نماز پڑھ کر آئے تب آپس میں مشورت کرنے لگے کہ ان معلموں کو کچھ دینا چاہیئے
اور وہ بھی منتظر تھے کہ یہ ہم کو کچھ دیں اور طواف کرنے میں بھی اکثر لوگوں نے چاہا
تھا کہ ان معلموں کو کچھ دیتے جاویں مگر میں نے منع کیا تھا کہ جب یہاں
سے فارغ ہو کر مکان پر چلیں گے وہیں دیدینگے پھر اس وقت کسی نے ایک
ریال اور کسی نے دو کسی نے تین اسی طرح سے جمع کئے تو قریب بیس ریال
کے ہو گئے پھر میں نے ان معلموں سے پوچھا کہ الگ الگ تم کو دیں یا اکٹھا انہوں
نے کہا کہ ہم سب آپس میں ایک ہیں اکٹھا ہی دیدو پھر میں نے وہ ریال اُن کے
حوالہ کئے اور کہا کہ بھائی ہم لوگ مسکین ہیں ہم سے تو یہی ہو سکا اور جو کچھ کہ
میاں صاحب نے فرمادیا ہے وہ آوینگے تب ملیگا پھر وہ لے کر چلے گئے بعد اس
کے میں نے کھانے کی تدبیر کرنی شروع کی اور دال چاول پکائے پھر موافق
دستور کے سب نے کھایا اور اُس ہر کہ میں ایک پیپے کے اندر پانی بھر آیا کرتا تھا

اور کوؤں میں ہر روز دن کو تین پہر بجے اور رات کو کوئی چار گھڑی رات رہے
پانی آتا تھا جب ان میں پانی آتا تب لوگ ان سے نکال کر برتن بھر رکھتے
اور اُس روز عصر اور مغرب اور عشا کو اکثر مرد بعضی عورتوں کو ہمراہ لے کر
حرم شریف میں واسطے نماز کے گئے تھے اور بعد عشا کے میں نے بیس آدمی پہرے کے
لئے مقرر کئے اور کہہ دیا کہ تمام لوگ عورت و مرد فجر کو نماز کو حرم شریف
میں جاویں اور مستعد کھڑے رہیں کس واسطے کہ یہاں تقروری وغیرہ
زبردستی ڈیروں میں چلے جاتے ہیں سوان کو جانے نہ دینا مگر ان سے لڑائی جھگڑائی
نہ کرنا پھر لوگ صبح کی نماز پڑھ کر آئے انتہیٰ، اب یہاں سے بیان حضرت
امیر المومنین علیہ الرحمۃ کے جدہ سے تشریف لانے کا زبانی حضرت سید عبد الرحمن
سلمہ اللہ تعالیٰ کے یوں ہے کہ بعد جانے تمہارے کے تین دن وہاں مقام
رہا پھر وہاں سے اُنہیں معلم کی معرفت اونٹ وغیرہ بار برداری اور سواری
کے لئے کرایہ کئے اور شبریاں اور شقدف بھی خرید کی گئیں شبری مانند گہوارہ
کے ہوتی ہے اور شقدف بہت کشادہ دو طرفہ شبری کے برابر ہوتا ہے
چاہے آدمی با خوبی پیر پھیلا کر سو رہے اور عصر کے بعد یہ سب سامان درست
کر کے اسباب لادا گیا اور روانہ ہوئے رات بھر چلے گئے صبح کو حدہ میں گئے
اور تمام دن وہاں مقام رہا پھر عصر کی نماز پڑھ کے روانہ ہوئے اور تمام

رات چلے گئے پھر صبح کو کوئی پہر دن چڑھے چار کوس مکہ معظمہ سے چند لوگ
کہ وہ آپ سے پیشتر مکہ شریف میں داخل ہوئے تھے آپ کے استقبال کو آئے
اور اپنے ساتھ دو ورقیں اور ابریقیں آب زمزم سے بھر کر لائے اور ایک
شخص ایک مشک لایا تھا یہاں آکر حضرت سے ملے اور تھوڑا تھوڑا پانی سب
کو پلایا اور بعض شخص بسبب حدت گرمی کے کوس دو کوس آکر لوٹ گئے پھر
ذی طوار پر پہونچے اور وہاں سب لوگ نہائے اور حضرت علیہ الرحمۃ نے بھی غسل
کیا پھر آپ نے سید زین العابدین اور اور لوگوں کو زنانی سواری کے ساتھ
روانہ کیا اس میں معلم محمد رئیس نے کہا کہ مکہ میں جانے کے دو رستے ہیں ایک تو
اسفل مکہ اور دوسرا اعلا مکہ اس کو سن کر حضرت علیہ الرحمۃ نے مولانا
عبدالحئی صاحب سے پوچھا کہ مولانا صاحب اب ہم کون سے رستے جاویں مولانا
صاحب نے عرض کی کہ حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم تو اعلا مکہ کی راہ سے
تشریف لے گئے ہیں آپ نے فرمایا کہ ہم بھی اسی طرف ہو کر چلیں گے پھر بعد
تھوڑی دیر کے آپ روانہ ہوئے اور ایک گھاٹی بہت بڑی کہ نام اس
کا حجون ہے اس راستہ میں پڑتی ہے اور اس کے اوپر بی بی خدیجۃ الکبریٰ رضی
کا مزار پر انوار ہے جب آپ وہاں پہنچے تب آپ نے بہت دیر تک دعا کی
اور چلے پھر آگے اس کے ایک چھوٹا سا تالاب تھا وہاں پہونچے اور دعا
کی تھوڑی دیر تو معلم محمد رئیس جیسا دعا و درود پڑھاتے گئے ویسا

ہی سب لوگ پڑہتے گئے بعد اس کے حضرت علیہ الرحمۃ نے اپنے طرز پر دیر تک دعا
کی اور دہوپ کی تیزی اُس وقت کمال شدت سے تھی لوگوں نے احرام اپنے
اپنے کھول کر پیروں تلے رکھ لئے تھے اور وہاں سے منارہ کعبہ شریف کا دکھلائی
دیتا تھا اُس کو دیکھ کر ہر کوئی زار زار روتا تھا پھر جب آپ دعا کر چکے تب
وہاں سے چلے اور حرم شریف میں دروازہ باب السلام سے داخل ہوئے اور طواف
کیا اور مقام ابراہیم پر طواف کر کے دو رکعت نماز پڑہی اور مقام ابراہیم کو آگے
کر کے دیر تک دعا کی پھر بعد دعا کے زمزم کے کوئیں پر تشریف فرما ہوئے وہاں
بہت سے سقے مشکیں اور ڈول بھرے کھڑے تھے اُنھوں نے ہم پر آب زمزم
ڈالنا شروع کیا اور خوب سا نہلایا اور حضرت علیہ الرحمۃ نے ایک کیس لپیٹ
لیا اور اُس وقت مارے گرمی کے میری طبیعت بہت بیقرار اور مضطر تھی
سو میں تو وہیں حرم میں رہا اور حضرت آپ ساتھ تمام ہمراہیوں اپنے کے
وہاں سے واسطے سعی صفا اور مروہ کے تشریف لے گئے بعد فراغ سعی حلق سر
کے آپ نے احرام کھولا بعد اس کے جو حویلی باب عمرہ میاں زین کی کرایہ لی
تھی اس میں فروکش ہوئے اور شیخ عبد اللطیف سوداگر مرزاپوری کہ وہ بھی
حضرت علیہ الرحمۃ کے ساتھ تھے مگر دوسرے جہاز پر پہلے آئے تھے اُس روز
اُنھوں نے تمام مرد و عورت کی دعوت کی اور اس کے دوسرے روز رمضان
شریف کا چاند دیکھا گیا اور جو چاول کہ کلکتہ سے لائے تھے سو وہ فقط

بیماروں کے لئے رکھے تھے اور حضرت نے فرمایا کہ آنے کی تجویز کرو پھر صلاح
یہ ٹھہری کہ آدمیوں کی گنتی سے آٹا خرید کیا جاوے تو کفایت سے ملیگا پھر آٹا،
گوشت وغیرہ کا تخمینہ کیا تو یہ ٹھہرا کہ بیس ریال کا روز آٹا گوشت وغیرہ
خرید کیا جاوے پھر آٹے کی خرید کے لئے تو قاضی احمداللہ صاحب اور میاں دین محمد
قرار ہوئے اور گوشت کی خرید کے لئے عبداللہ نومسلم، تین روز تو چودہ چودہ
دنبے ذبح ہوئے اور گوشت پکا اور جو تھے روز سے کبھی دس اور کبھی گیارہ اور
کبھی نو خریدے جاتے تھے پھر چند روز تو گوشت بر کے پر پکا اور بعد اس کے
ایک مکان باب العمرہ کے پاس چھتیس ریال میں کرایہ لیا پھر اس میں کھانا
پکنے لگا اور تفصیل خرید سامان کی یہ ہے چھ ریال کی کبھی دس اور کبھی گیارہ
اور کبھی نو دنبے مول لیتے اور کم و بیش تین ریال کی لکڑی اور ایک ریال میں
نمک مصالحہ اور بیس ریال کا آٹا ایک گیارہ کیل اور کیل پیمانہ کو کہتے ہیں
کہ اس میں پونے دو سیر آٹا آتا ہے چھ سات روز تک انہیں بیس ریال میں
آٹا وغیرہ خرید اگیا بعد اس کے ایک روز حضرت نے فرمایا کہ پچیس ریال کا
اسباب خرید کیا کرو اس میں سب کو جس طرح کہ اب ملتا ہے ویسا ہی ملے اور کم
کسی کو نہ پہونچے اس کو سن کر سب لوگ حیران رہے آخر الامر انہی پچیس
ریال میں آٹا گوشت وغیرہ خرید کرتے اور پکاتے موافق معمول کے سب کو
تقسیم کر دیتے پہونچ جاتا کسی نے اس بات میں حضرت سے شکایت نہ کی

اور سریئں اور کلیجیں اور اوجھڑیں الگ پکتیں اور سحر گہی کے وقت
آپ کے سامنے لاکر رکھ دیتے جن کو آپ دلاتے ان کو ملتا اور ان کو
خدابخش باورچی بنارسی اور مرزا محمد بیگ غازی پوری پکایا کرتے تھے

حکایت سید عقیل نام ایک شخص بہت بڑے بزرگ تھے اور عمر اُن کی
کوئی نوّے برس کی تھی اور اُن کا مکان باب ابراہیم پر تھا اور حضرت علیہ الرحمۃ
ان کی ملاقات کے واسطے کوئی چار پانچ گھڑی دن چڑھے باب عمرہ سے چلے اس
وقت کچھ کم زیادہ کوئی سو آدمی آپ کے ہمراہ تھے اور باقی ہزاروں آدمی وہاں
کے آپ سے مصافحہ کرنے کو آئے اس نیت سے کہ یہ ہندوستان کے بڑے مقتدا
اور پیشوا اور صاحب کرامت ہیں اور وہاں جو مسکین تھے اُنہوں نے جانا کہ یہاں
کچھ خیرات ہوتی ہے وہ بھی اسی مجمع میں جمع ہوئے جب یہ سارے لوگوں کا مجمع ہوا
تب حضرت علیہ الرحمۃ کو راستہ باب ابراہیم جانے کا نہ ملا اور وہاں کے خواجہ سراؤں نے
دیکھا کہ حضرت امیر المومنین آتے ہیں اور بسبب ازدحام لوگوں کے یہاں نہیں آسکتے
تب وہ بیس پچیس خواجہ سرا دوڑ کر آئے اور لوگوں کو دھکا کر ہٹایا تب کوئی پہر
سوا پہر دن چڑھے آپ باب ابراہیم پر پہونچے اور اُن سید صاحب سے بخوشی ملاقات کی
اور بعد اس کے دیر تک آپ سے باتیں کیا کئے اس وقت سید عقیل صاحب نے حضرت
علیہ الرحمۃ نے یہ کہا کہ اس جگہ پر آپ کے ماموں شاہ ابو اللیث صاحب سے
بھی ملاقات ہوئی تھی اور قریب دو گھڑی کے آپ وہاں بیٹھے ہونگے پھر وہاں

سے آپ اپنے مکان اقامت پر تشریف لائے اور ہر روز وہاں دن کو وقت
عصر تک یہ رہتا تھا کہ تمام اہل مکہ بڑے بڑے عالم اور فاضل اور بزرگ اور
مشائخ لوگ آپ کے پاس جمع رہتے اور بعد اذان عصر کے آپ نماز پڑھنے کو حرم
شریف میں تشریف لے جاتے اس وقت سے مغرب تک آپ حرم محترم میں رہتے
وہاں بھی آپ کے پاس لوگوں کا مجمع رہتا تھا وہیں آپ روزہ افطار کرتے اور نماز
پڑھتے پھر طواف کرکے اپنے مکان اقامت پر تشریف لاتے اور وہاں تراویح
پڑھتے پڑھنے والوں کی بہ کثرت تھی کہ جابجا حافظ لوگ اپنی اپنی جماعت سے تراویح
پڑھتے تھے اور ان کی تسبیح اور تہلیل سے ایک شور عظیم معلوم ہوتا تھا اور اسی طرح سے
قرارت حافظوں کی ملتبس ہو جاتی تھی کہ صلا سمجھ میں نہیں پڑتا تھا کہ یہ کون سی
سورت پڑھتے ہیں اور وہ کون سی سورت وہاں کا یہ حال دیکھ کر حضرت امیرالمومنین
علیہ الرحمۃ نے مولانا عبدالحئی صاحب اور مولانا محمد اسماعیل صاحب وغیرہم سے
فرمایا کہ یہاں سب کے ساتھ تراویح پڑھنے کا اس وقت کچھ لطف نہیں معلوم
ہوتا ہے کیونکہ مدعا تو قرآن شریف سننے سے ہے اور یہاں مارے شور و غل کے یہ
حال ہے اس کی کوئی تدبیر بتلاؤ کہ قرآن شریف ساتھ تسلی اور دلجمعی کے
سننے میں آوے پھر انھوں نے آپس میں مشورہ کرکے آپ سے عرض کی کہ ہمارے
خیال میں یہ آتا ہے جب تک یہاں لوگ تراویح پڑھیں تب تک آپ یہاں
کے لوگوں کا قرآن سنیں پھر جس وقت یہ تمام لوگ نماز تراویح سے فارغ
ہو کر اپنے اپنے مکانوں کو جاویں اس وقت آپ اپنی جماعت قائم کریں

اور قرآن سنیں یہ صلاح اُن کی آپ کو بہت پسند آئی پھر اسی طرح سے ہر شب
کو حرم شریف میں ہر حافظ کے پیچھے کھڑے ہو کر سنتے جب وہ لوگ پڑھ چکتے تب
مطاف میں جماعت کر کے سید محمد صاحب مرحوم کا قرآن شریف نماز میں سنتے
ہر روز دو پارہ پڑھے جاتے تھے بعد فراغ نماز عمرے کو جاتے اور حضرت علیہ الرحمۃ
کے لئے ایک مرکب یعنی حمار پانچ قرش روزانہ دے کر کرایہ کر لیتے تھے اور وہ
مرکب بہت تند رفتار اور چالاک تھا اُس پر حضرت سوار ہوتے اور ہم لوگ آپ
کے ہمراہ رکاب ہوتے اور تنعیم کی مسجد میں دو رکعت نماز نفل پڑھتے، پھر صفا اور
مروا دوڑتے اور صبح کی نماز حرم شریف میں پڑھتے اور اگر رات کم ہوتی تب
طواف کر کے کھانا سحر کا کھا کر صفا اور مروا دوڑتے اور اگر رات زیادہ ہوتی
تب طواف کر کے اور صفا اور مروا دوڑ کے سحر کا کھانا کھاتے اور بعد نماز فجر
پھر طواف کرتے اور نماز اشراق کی پڑھ کر اپنے مکان کو جاتے اور سو رہتے
پھر قریب زوال کے مذکر واسطے تذکیر کے مناروں پر چڑھتے اور اُن کی تذکیر
سن کر محلہ محلہ جو مذکر مقرر رہتے وہ سب تذکیر کہتے اور حرم شریف سات منارے
میں چنانچہ ایک منارہ جس مکان میں ہم رہتے تھے اُس کے اندر تھا بلکہ جس جگہ
حضرت علیہ الرحمۃ کی آرامگاہ تھی اس سے ملا ہوا تھا ایک مذکر اس پر چڑھ کر تذکیر
شروع کرتا جب تذکیر شروع ہوتی پھر تمام لوگ سونے سے بیدار ہوتے
اور حاجت ضروری سے فراغت کر کے وضو کرتے اور چاروں طرف سے حرم
شریف میں داخل ہوتے اور نفلیں پڑھتے جب اذان ہوتی امام حنفی مصلی کا

اٹھا اور سنتیں پڑھنی شروع کیں پھر سب لوگ اپنی اپنی سنتیں پڑھنے لگے جب
امام سنتوں سے فارغ ہوا تب موذن نے اقامت کہی اور امام نے تحریمہ
باندھا اور نماز پڑھائی اور اُس کے نماز پڑھانے کی صورت یہ ہے کہ جہاں
وہ امام کھڑا ہوتا ہے وہاں دوسرا دالان مثال بارہ دری کے ہے اُس کی چھت
میں جالی لگی ہے اس کے نیچے امام کھڑا ہوتا ہے اور دو مکبر قریب جالی کے کھڑے ہوئے امام
کو دیکھتے رہتے ہیں جب امام نے تحریمہ باندھا ان دونوں مکبروں نے باآواز
بلند ساتھ خوش الحانی کے اللہ اکبر کہا جب امام رکوع کو گیا اور اللہ اکبر کہا
اُنہوں نے بھی اُسی طرح خوش الحانی سے اللہ اکبر کہا اور رکوع کیا جب امام نے
سمع اللہ لمن حمدہ کہا پھر اُنہوں نے ساتھ خوش الحانی اور آواز بلند کے ربنا
لک الحمد کہا بس اسی طرح سے امام کے ساتھ تکبیر کہتے ہیں اور نماز پڑھتے ہیں اور
حرم شریف کی جماعت کا یہ حال ہے کہ نماز فجر کی تو پہلے شافعی مصلی پر ہوتی
ہے اور سب کے پیچھے حنفی مصلی پر اور باقی چار وقت چار جماعت اول امام حنفی
کے پیچھے ہوتی ہے اور ہمیشہ رات کو قبل تین پہر بجنے کے ساتوں مناروں پر حرم
شریف کے موذن چڑھتے ہیں اور کچھ آیتیں اور حدیثیں فضائل تہجد میں باآواز بلند
ساتھ خوش الحانی کے پڑھتے ہیں چنانچہ اُن میں کی ایک آیت یہ ہے تسبیح
له السمٰوات السبع والارض ومن فيهن وان من شيء الا يسبح
بحمده ولكن لا تفقهون تسبيحهم انه كان حليما غفورا ان
کی آواز سُن کر جبل ابو قبیس کا مذکر وہی آیتیں اور حدیثیں بلند آواز سے

پڑھتاہے اس کو سن کر ہر محلہ کے گلی کوچہ میں مذکر وہی آیتیں اور حدیثیں
باآواز بلند پڑھتے پھرتے ہیں جب تین پہر بجتے ہیں تب اذان تہجد کی کہہ کر مناروں
سے اُترتے ہیں پھر لوگ اپنے اپنے گھر سے آکر نماز تہجد پڑھتے ہیں اور شیخ المؤذن
بیر زمزم کے بنگلہ میں رہتاہے اور اس کے پاس گھڑیاں اور آلات وقت پہچاننے
کے رکھے رہتے ہیں اور ایک سیڑہی پہیہ دار کعبہ شریف کے داخلہ کی کہ وہ بیر زمزم
کے بنگلہ کے تلے رکھی رہتی ہے جب داخلہ کا دن آتاہے اُس روز اُس کو کھینچ کر
کعبہ شریف کے دروازے پر لگا دیتے ہیں اس پرسے لوگ داخلہ کو کعبہ شریف
کے اندر جاتے ہیں پھر بعد داخلہ کے اس کو وہیں رکھ دیتے ہیں اس پر ایک مکبر
شافعی مصلی کا بیٹھا رہتاہے جب تین پہر یا ایک دو بجتے ہیں تب شیخ المؤذن
اپنے بنگلہ سے منہ نکال کر اس مکبر کی طرف آہستہ سے کہتاہے یاارحم الرحمین
ارحمنا برحمتک یااللہ جب یہ کہہ چکا تب وہ سیڑہی والا مکبر انھیں الفاظوں کو
ساتھ آواز بلند کے ادا کرتاہے بعد اس کے جبل بوقبیس والا مذکر وہی الفاظ
اُسی آواز سے کہتاہے پھر تمام محلہ کے مذکر کوچہ بکوچہ وہی الفاظ پکارتے
پھرتے ہیں بعد اس کے وہ سب مذکر چار چار رکعت نفل پڑھنی شروع کرتے
ہیں جب نماز سے فارغ ہوئے پھر وہی شیخ المؤذن کچھ الفاظ نعت حضرت
نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں ترجیم سمیت سیڑہی والے مکبر کی طرف مخاطب ہو کر
ساتھ آواز کے کہتاہے پھر وہ انھیں الفاظوں کو باآواز بلند موافق دستور کے

کہتا ہے اور انھیں الفاظوں کو جبل ابو قبیس کا مذکر اسی طرح سے کہتا ہے
اور بعد اس کے ہر گلی کوچہ کے مذکر انھیں الفاظوں کو کہتے ہیں بعد اس کے
سب مذکر نفلوں میں مشغول ہوتے ہیں پھر شیخ المؤذن نے سیڑھی والے
مکبر کی طرف مخاطب ہوکر آہستہ سے کہا کہ حضرت امیر المومنین ابوبکر صدیق
رضی اللہ تعالیٰ عنہ پھر اس کو سُن کر سیڑھی والا مکبر بلند آواز سے کہتا ہے پھر
انھیں الفاظوں کو جبل ابو قبیس کا مذکر زور سے کہتا ہے پھر اس کو سُن کر
ہر گلی کوچہ کے مذکر کہتے ہیں پھر شیخ المؤذن نے اپنے منگلہ سے منہ نکال
کر آہستہ سے کہا امیر المومنین حضرت عمر فاروق ابن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ پھر
اس کو سُن کر ترتیب کے ساتھ تمام مکبریں مذکورین اپنی اپنی جگہ پر اسی طرح
الفاظوں کو کہتے ہیں اور اگر رمضان شریف کا مہینہ ہے تب جس وقت حضرت
عمر رضی اللہ عنہ کا نام سنتے ہیں اس وقت لوگ اپنے کھانے پینے سے فراغت
کر لیتے ہیں اور سبیل بھی موقوف ہو جاتی ہے اور دوکاندار چراغ بجھا دیتے ہیں
اور دوکانوں کو بند کر کے حرم شریف میں آتے ہیں بالکل بازار میں اندھیرا ہو جاتا
ہے پھر شیخ المؤذن منگلہ سے منہ نکال کر کہتا ہے حضرت امیر المومنین عثمان
ذی النورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ پھر انھیں الفاظوں کو سب مذکر اپنے اپنے درجہ
سے ادا کرتے ہیں اور حرم شریف کے میدان میں دو گنبد ہیں اور وہ دونوں
حنبلی مصلی کی پشت پر ہیں ایک تو کتبخانہ ہے اور دوسرے میں سامان روشنی
کا ہے جب حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام سنا اس وقت خواجہ سرا

اسی حجرہ میں سے شمعیں جلتی ہوئی دو دو چاروں مصلوں پر اور ایک ایک
کعبہ شریف کے کونوں میں اور دو حطیم میں لاکر رکھ دیتے ہیں اور بتیاں شمع کی
بہت موٹی اور لانبی کوئی ڈیڑہ ہاتھ کی ہوتی ہیں بعد اس کے پھر شیخ المؤذن
نے کہا حضرت امیر المومنین علی ابن طالب رضی اللہ تعالی عنہ پھر اسی طرح سے سب
مذکروں نے اپنے اپنے درجہ سے باواز بلند کہنا شروع کیا اور اسی کے نام کے بعد
الفاظ ترحیم کے جیسا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام شریف کے
بعد مذکور ہوئے ہیں شیخ المؤذن کہتا ہے پھر سب مذکرین کہتے ہیں اور ایک مؤذن
منارے پر بیٹھا رہتا ہے جب وہ سب مذاکر ان الفاظوں کو کہہ چکتے ہیں تب
وہ مؤذن جو منارے پر بیٹھا ہے ہر روز اذان سے پہلے ان آیتوں کو باواز بلند
خوش الحانی سے پڑھتا ہے اور وہ آیتیں یہ ہیں ان اللہ فالق الحب والنوی
تخرج الحی من المیت و تخرج المیت من الحی ذلکم اللہ فانی تو فکون
فالق الاصباح و جعل اللیل ساکنا والشمس والقمر حسبانا و ذلک تقدیر
العزیز العلیم و قل الحمد للہ الذی لم یتخذ ولدا و لم یکن لہ شریک
فی الملک و لم یکن لہ ولی من الذل و کبرہ تکبیرا بعد اس کے اذان کہتا
ہے و من احسن قولا ممن دعا الی اللہ و عمل صالحا و قال اننی من
من المسلمین اور بعد اس کے وہ تینوں آیت مذکورہ پڑہ کر اذان کہتا ہے
پھر سب لوگ سنتے پڑھنے لگتے ہیں اور مؤذن بھی منارے سے نیچے اتر کر اپنی

سنتیں پڑھتا ہے پھر بعد فراغ سنت کے اُسی جگہ کھڑا ہو کر ایک درود شریف
بلند آواز سے پڑھتا ہے اُس کو سُن کر امام شافعی مصلی کا باب السلام سے
چلتا ہے جب امام قریب مصلے کے پہونچا تب موذن نے اقامت کہنی شروع کی
اور امام مصلی پر تحریمہ باندھ کر کھڑا ہوا اور نماز پڑھائی اور ہر روز نماز میں چھوٹی چھوٹی
سورتیں جیسے سورۃ القدر اور سورۃ قریش اور سورۃ الکافرون اور سورۃ الکوثر پڑھتا
ہے اور جمعہ کو سورہ سجدہ اور سورہ دہر پڑھتا ہے انتہی پھر حضرت علیہ الرحمۃ کے آنے
سے ایک ہفتہ کے بعد مولانا محمد اسماعیل صاحب مھول کا فیصلہ کر کے تشریف لائے
اور بعد طواف اور سعی وغیرہ کے حضرت سے ملاقات کی اور احرام اُتارا اور اُن
کے ہمراہ حسن صباغ اور چند لوگ اور بھی آئے مگر ان کے نام یاد نہیں اور جو اسباب
کہ سوائے غلہ کے تھا وہ سب اپنے ساتھ لیتے آئے اور پچاس اونٹ چاول اور
دال کے بھی لائے اور حضرت کے سپرد کئے حضرت نے پوچھا کہ میاں صاحب کہو
وہاں مھول کا کیا حال گذرا اُنہوں نے عرض کی کہ حضرت اُن لوگوں نے دو
کیس اور دو کیس کے رومال رام پوری اور پانچ تھان بنت سکھ اور پانچ
تھان مشروع اور گلبدن کے اور چند تسبیح پتھر وغیرہ کی اور ایک شیشی عطر
کی یہ سب اسباب بطور تبرک کے اس میں سے اُنہوں نے نکال لیا اور باقی دیگر
ہم کو رخصت کیا اور عرض کی ہے کہ حضرت میاں صاحب سے ہمارے لئے دعا
کروانا اور دو ہزار لستے چاول کہ جس کا بیعانہ معرفت پہلے میاں کے لیا تھا
سو فی لسبتہ ساڑھے پانچ ریال کہ جس کے ساڑھے پانچ ہزار ریال ہوئے

اُن کے حوالہ کئے اور وہ ریال اُن کی دوکان میں جمع کر دئے اور باقی لستے
دال چاول کے اُن کی تحویل میں چھوڑ آیا ہوں جس وقت آپ کو حاجت ہونگا؛
لیویں انتہیٰ جب مہینہ رمضان المبارک کا آخر ہوا تب بعد دو چار روز کے آپ نے
قاضی احمد اللہ صاحب اور مجھ سے اور میاں عبد اللہ سے فرمایا کہ آج سے آٹھویں
روز تو گوشت پکایا کرو اور باقی ہر روز دال روٹی اور بیس ریال ہر روز اس
دن سے آپ نے واسطے کھانے کے مقرر کئے اور فرمایا کہ اس میں اپنا سب خرچ
کرو اور کھانا سب کو موافق معمول ہمیشہ کے پہونچے پھر اسی روز سے ہم اُسی
بیس ریال میں دال آٹا وغیرہ خرید کرتے تھے اور پکا کر سب کو پہونچا دیتے تھے
آپ کی دعا سے اللہ تعالیٰ نے اُس میں ایسی برکت کی کہ سب کو با خوبی پہنچ جاتا
تھا اور کوئی بھوکا نہیں رہتا تھا **حکایت** عید کے روز بعد نماز صبح کے
لوگ حرم شریف میں جمع ہوئے اور مذکر مناروں پر چڑھے اور تذکیر کہنی شروع
کی جب وقت نماز اشراق کا ہوا اُس وقت امام نے نماز عید پڑھائی پھر بعد
فراغ نماز کے لوگ اپنے اپنے مکان کو گئے اور پہر دن چڑھے اکثر لوگ نامی
شہر کے حضرت کی ملاقات کے لئے آئے شیخ عبد اللطیف سوداگر مرزا پوری
نے پانچ ریال حضرت علیہ الرحمۃ کی نذر کئے اور شیخ عمر ابن عبد الرسول بھی
تشریف لائے اور بیٹھے اور بہت بڑے بزرگ عارف عالم اور فاضل حنفی مذہب
کے تھے کہ ان کی برابر اس مذہب کا مکہ شریف میں عالم نہ تھا کہ سلطان روم
کے یہاں اُن کی بڑی قدر و منزلت تھی لوگ ان کو بطور نذر کے کچھ پیشکش

کرتے مگر کبھی کسی سے کچھ نہ لیتے چنانچہ وہاں کے لوگوں کی زبانی سنا گیا کہ ایک
بار سلطان روم نے اُن سے کہلا بھیجا تھا کہ ایک حج ہماری طرف سے کرنا اور
ایک خچر اشرفیوں کا بھر کر بھیجا تھا سو انہوں نے اشرفیاں تو للتد فی اللہ
غریبوں محتاجوں کو تقسیم کیں اور کہا کہ پہلے لے کہے بادشاہ کے . . . .
مگر پڑھاتے پڑھاتے یاد ہو گئی اور اس کی سرح قسطلانی اسی طرح سے مجکو یاد ہے
یہ سُن کر لوگوں کو کمال تعجب ہوا حضرت علیہ الرحمۃ نے ان کو خلافت نامہ دیا اور
اپنا خلیفہ بنایا اور ایک کرتا اور ایک عمامہ ان کو عنایت فرمایا انتہیٰ ایک روز حضرت
سید عبدالرحمٰن صاحب اور سید محمد یعقوب صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ اور قاضی عبدالستار سیر
کرتے ہوئے مغربی قافلہ میں باب الصفا کی طرف چلے گئے اس قافلہ کا ایک شخص بڑی
کتاب فقہ کی یاد کر رہا تھا قاضی صاحب نے اس سے کہا کہ اگر تم اس قدر محنت قرآن
شریف کے یاد کرنے میں کرتے تو کیا اچھا تھا اُس نے خفا ہو کر کہا کہ کیا میں سلمان نہیں
ہوں مجکو قرآن مجید یاد نہیں اور ایسا ہی کوئی مسلمان ہوگا کہ جس کو قرآن مجید
حفظ نہ ہوگا قاضی صاحب نے کہا کہ کیا تمہارے اس قافلہ میں سب کو قرآن مجید
یاد ہے اُس نے کہا کہ پوچھ لو اور اس قافلہ میں قریب چھ سو کے عورت مرد
تھے پھر قاضی صاحب نے قافلہ میں دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ سب لوگ حافظ قرآن
ہیں بلکہ دس دس برس کے لڑکے اور لڑکیوں کو بھی یاد تھا انتہیٰ **حکایت**
بعد رمضان المبارک کے حضرت علیہ الرحمۃ نے جناب شیخ ولی محمد صاحب سے
فرمایا کہ دو تھان تینوں بن سکھ کے اور ایک تھان مشروع کا لاؤ اُنہوں

نے بموجب ارشاد فیض بنیاد حضرت علیہ الرحمۃ کے لاکر جاکر حاضر کیے پھر
آپ نے وہ تینوں تھان اور پچیس ریال حسن صباغ کو عنایت فرمایا اور
اُن سے کہا کہ ان محصول والوں سے کہہ دینا کہ ہم نے تمہارے واسطے دعا کی ہے
سو انشاء اللہ تعالیٰ اس کا اثر تم کو معلوم ہو جاویگا اس کو سن کر حسن صباغ
نے عرض کی کہ حضرت آپ میرے لئے بھی دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ میرا انجام بخیر کرے
پھر آپ نے ان کے لئے بھی دعا کی اور اُن کو رخصت فرمایا پھر وہ آپ سے مصافحہ
کرکے اپنے مکان کو روانہ ہوئے انتہیٰ۔ ایک مہینہ سے کچھ کم لوگوں کو آٹا دال
تقسیم ہوا بعد اس کے پھر حضرت علیہ الرحمۃ نے مجھ سے ایک روز فرمایا کہ چاول بہت
ہیں آج سے دال چاول تقسیم کیا کرو پھر اُس دن سے میں نے دال چاول تقسیم کرنے
شروع کئے پندرہ دن تک تو برابر بانٹے سولویں روز حضرت نے مجھ سے
فرمایا کہ ہر روز چاول کس قدر تقسیم کرتے ہو میں نے عرض کی کہ چار لیستے روز فرمایا
کہ ان پندرہ روز میں کتنے لیستے خرچ ہوئے ہونگے، میں نے عرض کی ساٹھ لیستے، فرمایا
کہ پھر گنو، میں نے عرض کی کہ حضرت میری ذانست میں تو آتا ہے کہ اسی قدر خرچ
ہوئے اس کو سن کر فرمایا کہ قاضی صاحب اور میاں عبداللہ کو بلاؤ پھر میں نے
میاں عنایت اللہ ہنڈیانی کو بھیج کر بلایا پھر آپ نے اُن سے بھی پوچھا کہ
ہر روز کتنے لیستے چاول خرچ ہوتے ہیں اُنہوں نے بھی عرض کی کہ چار لیستے روز
آپ نے فرمایا کہ کل لیستے کتنے تھے، میں نے عرض کی کہ جتنے لیستے چاول کے رمضان

شریف میں اور قبل رمضان شریف کے خرچ ہوئے وہ تو ہوئے باقی تین سو ساٹھ لیتے باورچی خانہ میں جمع تھے اب انہیں میں سے خرچ ہوتے ہیں پھر آپ نے قاضی صاحب سے فرمایا کہ تم نے لیتے شمار کر لئے تھے انہوں نے عرض کی کہ میں نے تفصیل وار جس طرح سے آتے گئے لکھے ہیں اور کاغذ بھی جیب سے نکال کر حضرت کو دکھایا اس میں لکھا تھا کہ سو لیتے تو میاں دین محمد کے ساتھ آئے اور سو لیتے مولانا محمد اسماعیل صاحب لائے تھے اور ایک سو لیتے تو حسن صباغ نے کئی مرتبہ کرکے بھیجے تھے ان میں سے بیس لیتے تو رمضان شریف میں خرچ ہوئے اور تین سو ساٹھ جمع ہیں اب انہیں میں سے خرچ ہوتے ہیں اور پانچ اوپر نبے ریال ان سب لیتوں کے کرایہ میں دئے پھر آپ نے ہم تینوں سے فرمایا کہ اب جا کر گنو پھر ہم باورچیخانہ میں گئے اور ان سب لیتوں کو گنا تو تین سو ساٹھ ہوئے اس میں ہم کو بڑی حیرانی ہوئی کہ ساٹھ لیتے تو ہم خرچ کر چکے پھر یہ تین سو ساٹھ کیسے ہیں شاید ہم گنتی میں بھول گئے ہوں پھر دوبارہ ان کو گنا تو پھر وہی تین سو ساٹھ ہوئے پھر جو لیتے کہ ان کے چاول خرچ میں آگئے تھے ان کو گنا تو ساٹھ تھے تب تو ہم اور زیادہ متحیر ہوئے کہ الٰہی یہ کیا معاملہ ہے ہم نے تو تین سو ساٹھ لیتے رکھے تھے اتنے ہی اب موجود ہیں یہ ساٹھ لیتے کہاں سے آئے اس بات کی حضرت علیہ الرحمۃ کو اطلاع کرنا ضرور ہے پھر اس وقت ہم تو نہ گئے مگر دوسرے وقت جا کر عرض کی کہ ہم نے تین سو ساٹھ لیتے گن کر رکھے تھے اور ان میں سے پندرہ روز میں ساٹھ لیتے خرچ کئے اب پھر جا کر جو گنا تو وہی تین سو لیتے بجنسہ موجود ہیں آپ نے اس کو سن کر فرمایا کہ ہم لوگ غریب محتاج ہیں کہیں کے حاکم اور رئیس نہیں

اگر اس طرح سے اللہ تعالیٰ کی پرورش اور انعام ہمارے حال پر نہ
ہو تو ہم سے ضعیف اور مفلسوں کا کیونکر گذارا ہو اور دیر تک اپنی عاجزی
اور انکساری اور اللہ تعالیٰ کی ستاری اور غفاری بیان کرتے رہے اس وقت
تمام حضار مجلس پر عجب ایک حالت رقت کی طاری وساری تھی کہ ہر شخص
زار زار روتا تھا پھر اسی روز یا اس کے دوسرے روز آپ نے میرے
شانوں پر دست مبارک رکھ کر فرمایا کہ آج سے تم پونے چار لسّے
چاول روز تقسیم کیا کرو اور بسم اللہ کر کے لسّے میں سے چاول نکالا
کرو اور ان پونے چار لسّوں سے نہ کم نہ زیادہ خرچ ہوں اور حصہ ہر
کسی کا موافق معمول کے پہونچے اور بعد تین دن کے ہم سے آکر پھر اطلاع
کرنا پھر میں نے تین دن تک پونے چار لسّے روز تقسیم کئے خدا کے
فضل سے سب کو پورا پہونچتا تھا کوئی باقی نہیں رہتا تھا پھر چوتھے
روز میں نے آکر عرض کی کہ بموجب ارشاد فیض بنیاد آپ کے پونے چار
لسّے روز میں نے تقسیم کئے سب کو پورا پہنچ گیا اس کو سُن کر آپ نے
فرمایا کہ آج سے ساڑھے تین لسّے تین دن تک بانٹو اور پھر چوتھے
روز ہم سے آکر کہنا پھر میں بموجب فرمانے آپ کے عمل میں لایا
اور چوتھے دن آکر پھر عرض کی آپ نے فرمایا کہ آج سے تین لسّے

روز بانٹا کرو پھر ہم نے تین دن تک تین تین لسنے روز تقسیم کئے
خدا کے فضل و کرم سے اس میں سب کو پورا ہو گیا چوتھے دن
میں نے آکر پھر عرض کی کہ حضرت آپ کی دعا کی برکت سے جب کہ چار
لسنوں میں سب کو ہو پہنچا تھا ویسا ہی اب تین لسنوں میں پورا ہو جاتا
ہے کسی طرح کی کمی بیشی نہیں ہوتی' آپ نے فرمایا کہ اب تم ہمیشہ تین
لسنے چاول تقسیم کیا کرو اور لسنے میں چاول دو من ہوتے ہیں پھر بعد
چار یا پانچ دن کے لوگوں میں مشہور ہوا کہ پہلے تو چار لسنے چاول تقسیم
ہوتے تھے اور اب تین لسنے مگر کسی نے اپنے حصہ کے چاول ناپے تولے نہیں
مگر اکثر لوگ اپنے دل میں رنجیدہ ہوگئے اس میں ایک روز مولوی وجیہ الدین
صاحب اور ایک ان کے ساتھ اور شخص کہ ان دونوں صاحبوں نے اپنے
اپنے حصہ کے چاول کپڑے میں باندھ کر رکھ لئے اور بیٹھے رہے جب ہم
سب کو تقسیم کر چکے تب مولوی صاحب نے مجھ سے کہا کہ پہلے تو چار لسنے
بٹتے تھے اور اب تین لسنے تو چار لسنے کے حساب سے اب ان تین لسنوں
میں سیر کا تین پاؤ آدمی پیچھے پڑتا ہے اور یہی پانچ چار آدمی ان کے
ساتھ تھے مگر انہوں نے مقدم مولوی صاحب کو رکھا تھا انہوں
نے کہا کہ کیا حضرت نے تم سے فرمایا ہے کہ سیر کا تین پاؤ دو میں نے
کہا کیا آپ نے اپنے حصہ کے چاول تولے ہیں جو کہتے ہیں کہ سیر کا

تین پاؤ ملتا ہے اُنہوں نے کہا کہ تولنے کی کیا حاجت انداز سے
معلوم ہوتا ہے کہ پہلے چار لیتے تھے اور اب تین، میں نے کہا کہ مولوی
صاحب حضرت کی دعا کی برکت سے ایک رتی کا بھی فرق نہ ہوگا اس وقت
لوگ اور بھی بہت سے جمع ہو گئے پھر مولوی صاحب میرا ہاتھ پکڑ کر حضرت
علیہ الرحمۃ کے پاس لے گئے اس وقت مولوی عبدالحئی صاحب اور مولوی امام الدین
صاحب اور بھی چند لوگ حضرت کی خدمت میں حاضر تھے اور مولوی صاحب
سے ایک مسئلہ میں اس سے پہلے ایک شخص سے بحث ہوئی تھی اس کو بھی اپنے
اپنے ساتھ لیتے گئے تھے پھر جا کر سلام علیک کی اور بیٹھے اور حضرت سے
مسئلہ پوچھا کہ حضرت ایک گھڑے پیندے میں سوراخ ہو گیا ہے اور اس
میں کپڑا لگا دیا اور اس سوراخ سے تھوڑا تھوڑا پانی نکلتا ہے میں
تو کہتا ہوں کہ ناپاک ہے اور یہ کہتے ہیں کہ پاک ہے اس میں آپ کیا
فرماتے ہیں، حضرت نے فرمایا کہ مولوی صاحب یہ وہم ہے اس کو دل سے
دور کرو پانی اوپر سے نیچے کو آتا ہے اوپر کو نہیں آتا پھر مولوی صاحب
نے اپنی تقریر پر دوبارہ اصرار کیا اور کہا کہ حضرت نیچے سے رطوبت
اوپر کو جاتی ہے، حضرت علیہ الرحمۃ نے کہا مولوی صاحب یہ وسوسے
شیطانی ہیں اس میں اصرار نہ کرو اور خیال خام کو دل سے دور کرو
اور اس سے بچو پھر مولوی صاحب خاموش ہو رہے انتہی، بعد اس کے

وہ چاول نکال کر حضرت کے سامنے رکھے حضرت نے اول چاولوں کو
دیکھ کر پوچھا کہ مولانا صاحب یہ چاول کیوں لائے ہو انہوں نے عرض کی
کہ حضرت اول چار لپتے چاول لوگوں میں تقسیم ہوتے تھے اور اب تین لپتے
بٹتے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ سیر کا تین پاؤ ہو گیا ہے اس کو سن کر حضرت
علیہ الرحمۃ نے میری طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ یہ کیا کہتے ہیں میں نے عرض
کی کہ حضرت یہ میرا ہاتھ پکڑ لے آئے ہیں کہ تم نے کس کے حکم سے تین لپتے
بانٹنا شروع کئے ہیں ان سے کہتا ہوں کہ تم اپنے حصہ کے چاولوں کو
تول لو اگر کم ہوں تو میں پورا کر دونگا اور جس کسی کو شک ہو وہ بھی
تول لے انشاء اللہ تعالیٰ حضرت کی دعا کی برکت سے رتی بھر کم نہ ہونگے
پھر حضرت نے فرمایا کہ مولوی صاحب یہ تو بہت آسان بات ہے کہ جیسا
یہ تولنے کو کہتے تھے اسی وقت تول لیتے اور جس کسی کو شک تھا وہ بھی
تول لیتا اگر کم ہوتے تو یہ خطاوار تھے اور اس طرح سے بے تولے ناپے
کسی کو الزام دینا بہت برا ہے پھر مولوی صاحب نے عرض کی کہ حضرت
آپ بھی تو موجود ہیں ان کو اپنے سامنے تلوا دیں پھر ترازو اور رتل
منگوا کر تولا تو کم ہوئے میں نے کہا کہ ریال اور رتل پر میرا اعتبار نہیں
ہے میں تو روپیوں سے تولونگا اور رد لے بھی تسا ہی لکھنؤ کے
پھر حضرت نے فرمایا کہ یہ تو کہتے ہیں پھر ایک شخص کو شیخ عبداللطیف

سوداگر کے یہاں بھیج کر تین سو ساٹھ روپے اور کانٹا تولنے کا منگایا
پھر ان روپیوں سے چاولوں کو تولا تو پورے ہوئے نہ تو کم نہ زیادہ
پھر حضرت نے فرمایا کہ اب حسن بہائی کا دل چاہے وہ ہی اپنے حصہ کے چاول
تول لے بعد حکایت اس کے حضرت نے فرمایا کہ مولوی صاحب کسی پر بغیر
جانچے بدگمانی کرنا مناسب نہیں ہے پھر حضرت نے مجھ سے فرمایا کہ جس
طرح پر تم اپنا کام کرتے ہو اسی طرح پر کئے جاؤ کسی کے کہنے سننے کا
خیال نہ کیا کرو پھر میں اپنے کام پر موافق فرمانے آپ کے مستعد ہوا انتہیٰ

حکایت مکہ معظمہ میں باب العمرہ پر ایک رباط ہے اس میں سید قدرت اللہ
دکھنی رہتے تھے اور اس کے متصل ایک حویلی حضرت کے رہنے کے واسطے کرایہ
لی تھی اور یہ خبر پہلے سے مشہور ہو رہی تھی کہ ایک پیرزادے صاحب ہندوستان
سے آتے ہیں اور اُن کے ساتھ ایک بڑا قافلہ ہے یہ خبر سید قدرت اللہ
صاحب ممدوح نے بھی سنی اور یہ بھی سنا کہ حویلی بھی انہیں کے واسطے
کرایہ لی گئی ہے یہ سُن کر سید قدرت اللہ صاحب واسطے دریافت کرنے
حال حضرت علیہ الرحمۃ کے نزدیک اخون محمد خاں کے جو خلیفہ شاہ
غلام علی صاحب دہلوی کے تھے گئے اور ان سے احوال دریافت کرنا
شروع کیا اور کہا کہ میں نے سنا ہے جو یہ پیرزادہ صاحب ہندوستان
سے آتے ہیں وہ شاہ علیم اللہ صاحب کی اولاد میں سے ہیں اور

بڑے صاحب کرامات ہیں اور اُن کے ساتھ بڑے عالم اور فاضل
دہلی کے ہیں اور وہ شاہ ولی اللہ صاحب کی اولاد سے ہیں سو میں آپ سے
پوچھتا ہوں کہ ان کا کیا حال ہے اور کس وضع پر ہیں آپ کو دہلی کا حال
خوب معلوم ہے مجھکو بخوبی بتلادو انہوں نے ایسی برائیاں حضرت کی اور
حضرت کے ساتھ جو عالم تھے ان کی بیان کیں کہ حضرت کی طرف سے اُن
کا اعتقاد بالکل جاتا رہا اور یہ برائیاں صرف اس واسطے کی تھیں کہ اُن کے
مرید و معتقد وہاں بہت تھے تاکہ وہ لوگ اور اور مخلوق خدا کی حضرت
علیہ الرحمۃ کی طرف مائل نہ ہوں اور ہمارے معتقد اور فرماں بردار رہیں پھر
بعد چند روز کے حضرت علیہ الرحمۃ بھی تشریف لائے اور وہ لوگ کہ جو مخالف
حضرت کے تھے کھڑے دیکھتے تھے اور حیرت میں تھے کہ الٰہی یہ کیا معاملہ ہے
اور ہم نے اپنے دل میں کیا سوچا تھا پھر قدرت الٰہی سے جتنے مخالف اور
موافق حضرت کے تھے وہ سب واسطے معانقہ اور مصافحہ کے بیچ خدمت
بابرکت حضرت علیہ الرحمۃ کے حاضر ہوئے اور اس قدر ہجوم آدمیوں کا تھا
کہ لوگوں کو حضرت سے مصافحہ کا وار بھی نہیں ملتا تھا اور مکہ معظمہ میں جتنے
لوگ تھے سب کو ایک تعجب تھا کہ خدایا لاکھوں آدمی آتے ہیں اس میں ولی
اور فقیر اور بادشاہ اور امیر اور سوا ان کے غریب اور غربا ہزاروں ،
لاکھوں آدمی اُن کے معتقد اور جاں نثار اور گرویدہ خاطر ہیں ،
معلوم یہ ہوتا ہے کہ یہ حضرت بڑے ولی کامل اور صاحب کرامات ہیں

اور تائید الٰہی ان کے شامل حال ہے آپس میں یہ گفتگو کیا کرتے اور
خصوصاً سید قدرت اللہ کہ جس وقت حرم شریف میں ہم لوگوں سے ملاقات
ہوتی اور ہم اُن سے سلام علیک کرتے سلام کا جواب دیتے لیکن کشیدہ
خاطر ہو کر اور جب ہم حنفی پر وضو کرنے جاتے اور صورت اس حنفی کی
یہ ہے کہ ایک برج سا بنا ہوا ہے اور اندر اُس کے نہر جاری ہے اور گرد
اُس کے ٹونٹیاں لگی ہیں اور ایک نالی بھی گرد اس کے بہتی ہے اُس نالی
پر بیٹھ کر لوگ وضو کرتے ہیں جس وقت ہم لوگوں سے کوئی وضو کرتا اور
سید قدرت اللہ صاحب دیکھتے کہتے کہ جلد وضو کرو کیا تمہی وضو کرنے والے
ہو اور کوئی نہیں ہے اسی طرح جب ہم اس رباط میں واسطے حاجت ضروری
کے جاتے اور اس رباط میں دو تین پاخانہ اور تین چار حجرے اور دو تین
حجرے اس کے اوپر بھی بنے تھے اور اس اوپر کے حجرے میں اُنھیں سید صاحب
کا قبضہ رہا کرتا تھا جب ہم لوگوں کو وہ دیکھتے کہ یہ پاخانہ کو گئے ہیں
آتے اور کہتے جلد نکلو اور لوگ کھڑے ہیں کیا تمہارے اکیلے کے لئے پاخانہ
بنا ہے ہم لوگ نکل آتے اور چپ رہتے کچھ جواب نہ دیتے اور اُس پاخا
نہ کی بھی یہی صورت ہے کہ نہر کا پانی آیا کرتا ہے جتنا پاخانہ ہوتا ہے
سب کو صاف کرتا ہوا چلا جاتا ہے کچھ حاجت بھنگی کے کمانے کی نہیں
ہوتی اور وہ نہر پاخانہ اور شہر کی جو پاک ناپاک نہریں ہیں وہ سب

جاکے ایک بڑی نہر میں ملی ہیں اور اُس بڑی نہر کا منہ شہر سے کوس
دو کوس کے فرق سے جنگل میں جانکلا ہے پھر سید قدرت اللہ صاحب جو
ہر وقت ہم لوگوں سے چھیڑ چھاڑ کیا کرتے تھے یہ سب خبریں حضرت علیہ الرحمۃ
کو پہنچتی تھیں پھر حضرت سُن کر ہم لوگوں کو فرماتے تھے کہ بھائیو تم چپ
رہو اللہ تعالیٰ اس کام کو سنبھال لیگا اس عرصہ میں مولوی امام الدین صاحب
لکھنوی اور مولوی بشیر الدین صاحب دہلوی اور سوا ان کے حضرت کے ہمراہیوں
میں سے اُنہی سید صاحب سے ملاقات کرنی شروع کی پھر تھوڑے دن کے
بعد کبھی ان کو عقائد کی باتیں بھی سناتے اور کہتے تھے کہ آپ بھی دیکھتے جائیے
ہمارے کہنے پر نہ رہیے کہ کس طرح کا ہمارا عقیدہ ہے اور کس وضع کی
ہماری چال ڈھال ہے موافق شرع کے ہے یا مخالف، اور جو گفتگو کہ ہر روز
مولوی صاحب سے اور اُن سے ہوتی تھی وہ حضرت علیہ الرحمۃ سے آکے عرض
کردیا کرتے تھے کہ حضرت آج یہ گفتگو ہم سے ہوئی آپ فرماتے کہ مولوی
صاحب آپ ان کو سمجھائے جاویں انشاء اللہ تعالیٰ اب چند روز میں ان کو
ہدایت ہوتی ہے اسی طرح پر ہر روز مولوی صاحب ان کو سمجھاتے تھے بعد
چند روز کے سید قدرت اللہ صاحب نے آکر حضرت علیہ الرحمۃ سے مصافحہ
کیا اور عرض کی کہ حضرت مجھ سے جو خطائیں ہوئیں ہوں آپ للہ تعالیٰ
معاف کیجئے میں آپ کا بڑا خطاوار ہوں مولوی اسلمی صاحب کا خط مدینہ منورہ
سے میرے نام آیا کرتا تھا کہ تم ان لوگوں کے کہنے میں نہ آنا اور ان

لوگوں سے نہ ملنا ان کا عقیدہ بہت بُرا ہے سوا ان کے اور لوگوں نے
یہاں مجھکو بہکایا میں ان کے کہنے میں آگیا اب آپ میرا قصور معاف کریں
میں آپ کے ہاتھ پر توبہ کرتا ہوں اور آپ مجھسے بیعت لیں حضرت
نے فرمایا کہ تم نے اچھی بات کی دین کے معاملہ تحقیقات ضرور چاہئے اور
تمہارا تو کچھ قصور نہیں ہے آؤ بسم اللہ بیعت کرو پھر انھوں نے بیعت کی اور
عرض کی کہ آپ میرے واسطے دعا کریں پھر حضرت نے اُن کے واسطے دعا
کی یہاں تک آپنے دعا کی کہ سید قدرت اللہ رونے لگے اور لوگوں کو بھی
رقت تھی بعد اس کے سید قدرت اللہ صاحب نے اپنی بڑنے میں ہاتھ ڈالا
اور اس میں سے کچھ نکالا مگر یہ مجکو نہیں معلوم کہ کیا نکالا اور حضرت علیہ الرحمۃ
کو نذر دئے حضرت تو نہ لیتے تھے اور فرماتے تھے کہ تم متوکل آدمی ہو ہم
کو چاہئے کہ ہم تمہاری خدمت کریں اور ہم کو تو نذر کی حاجت نہیں ہے
پھر جب دوبارہ اُنہوں نے تکرار کیا تو وہ لے لیا اور اس کو ہاتھ میں آپ
نے واپ رکھا پھر بعد اس کے مولوی یوسف صاحب کو دیا اور کہا اس کو
علیحدہ رکھنا پھر سید قدرت اللہ صاحب تو سلام علیک کرکے رخصت ہوئے
اور اپنے مکان کو گئے انتہی، اور وہ جو جاوے کے ایک عالم ہمارے جہاز
ہمارے جہاز پر تھے اور اُن کے ساتھ دو طالب علم بھی تھے ان کا
قصہ اوپر مذکور ہو چکا ہے اور تھوڑا سا جو باقی تھا وہ یہ ہے کہ جب

ہم لوگوں کے ساتھ وہ مکہ معظمہ میں پہونچے بعد رمضان شریف
کے حضرت علیہ الرحمۃ سے ان کی ملاقات کروائی انھوں نے حضرت سے
عرض کی جو آپ کے خلیفہ جاوے کو گئے تھے میں نے ان کے ہاتھ پر بیعت
کی اور اب جو اللہ تعالیٰ نے آپ کی ملاقات سے مشرف کیا میرا ارادہ یہ
ہے کہ میں آپ کے دست مبارک پر بیعت کروں اور کچھ فائدہ کو پہونچوں
آپ نے فرمایا کہ بہت خوب اچھا بیعت کرو اللہ تعالیٰ فائدہ کو پہنچاویگا
پھر ان تینوں آدمیوں نے آپ کے دست مبارک پر بیعت کی بعد اس کے
حضرت علیہ الرحمۃ نے اُن سے پوچھا کہ آپ کو یہاں کتنے دن آئے ہوئے آپ
کھانا کہاں کھایا کرتے ہیں ہمارے یہاں کیوں نہیں کھایا کرتے، انہوں نے
عرض کی کہ وہاں بھی کھانا آپ کا ہے اور ہمارے پاس خرچ بخوبی ہے
اور یہاں جب ہم لوگ مکہ شریف میں آتے ہیں بہت آسودہ آتے ہیں پھر
اُنہوں نے اپنی اپنی جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک ایک سلاخ کچے سونے کی
قریب چار چار انگل کے لمبی اور وزن میں چار چار یا پانچ پانچ اشرفی بھر
معلوم ہوتی تھی نکالیں اور آپ کی نذر کیں آپ نے فرمایا کہ ہم نے نذر
تمہاری معاف کی تم یہاں آئے ہو اپنے خرچ کے واسطے رہنے دو اور
کھانا آج سے ہمارے یہاں کھایا کرو اس میں کئی مرتبہ اُنہوں نے تکرار
کیا اور کہا حضرت ہمارے پاس پندرہ پندرہ بیس بیس سلاخیں ہیں
آپ ان کو قبول فرماویں اور ہم کو کچھ تکلیف خرچ کی نہیں ہے پھر

آپ نے فرمایا کہ الحمد للہ تعالیٰ تم لوگوں کو اور زیادہ روزی حلال
سے پہنچاوے پھر وہ سلاخیں تینوں آپ نے لیں بعد اس کے انہوں نے
عرض کی کہ ہمارے ملک جاوے میں سونے کی کان ہے ہر روز آدمی جایا
کرتے ہیں اُس میں جو لوگ غریب ہیں وہ تو اسی وقت بازار میں بیچ کر ما
اسباب ضروری خرید لاتے ہیں اور جو مالدار ہیں وہ مزدوروں کو لیجا کر
اسی کان میں سونا کھدوالاتے ہیں اور ان کو مزدوری اپنے پاس سے دیتے
ہیں پھر حضرت نے اُن سے فرمایا کہ تین روز تک ہمارے یہاں تم تینوں
صاحبوں کی دعوت ہے اور پھر ہماری طرف سے اجازت عام ہے ہر روز
کھانا نہیں کھایا کرو اُنہوں نے عرض کی کہ حضرت یہ تین روز تو تبرکاً ہم کو
کھانا ضرور ہے اور بعد اس کے ہمارے پاس خرچ بہت ہے آپ کو تکلیف
کھانے کی نہ دینگے اس واسطے کہ ہمارے پاس خرچ بخوبی ہے پھر حضرت
علیہ الرحمۃ نے مولوی امام الدین صاحب نگالوی اور حاجی عبدالرحیم صاحب
کو واسطے تعلیم اور توجہ دینے کے ان تینوں صاحبوں کو سپرد کیا اور درمیان
میں حضرت بھی کبھی کبھی ان کو تعلیم کرتے اور توجہ دیتے یہاں تک کہ وہ
تینوں صاحب اپنے مقصود دلی کو پہنچے اور ہر روز اپنا حال طرح طرح
کا حضرت علیہ الرحمۃ سے آکر بیان کیا کرتے تھے بعد چند روز کے
اُنہوں نے حضرت علیہ الرحمۃ سے رخصت طلب کی، آپ نے فرمایا کہ بہت
اچھا کل ہم کو آپ رخصت کرینگے اس کے دوسرے روز حضرت نے

ایک ٹوپی اور ایک کرتا مولوی صاحب کو عنایت فرمایا اور ایک ایک ٹوپی
اور ایک ایک عمامہ ان دونوں طالب علموں کو عنایت فرمایا اور خلافت نامہ
دے کر ان کو رخصت کیا اور وقت رخصت کے آپ نے ان کے واسطے دعا
کی اور فرمایا کہ جہاں کہیں تم کو مسلمان بھائی ملیں ان کو خوب تعلیم اور
تلقین کرنا پھر وہ کہنے لگے کہ جس طرح حضرت نے ہمارے واسطے دعا کی
ہے ہم نے اس طرح دعا کرتے ہوئے نہ کسی کو دیکھا اور نہ سنا اور نہ ایسے
الفاظ ہم نے کبھی پڑھے کیا اچھی دعا حضرت نے ہمارے واسطے اور مخلوق
کے واسطے کی پھر وہ مصافحہ کرکے رخصت ہوئے **حکایت** جس جہاز
پر کہ ہم سوار تھے اس جہاز کے ناخدا نے تین دن تک ہماری دعوت کی
اس کا ذکر اول بھی ہو چکا ہے اور اس دعوت میں ایک لنگی اور پانچ ریال
بھی ہم کو دیا تھا جس وقت ہم مکہ میں پہونچے اور حضرت علیہ الرحمۃ بھی تشریف
لائے بعد رمضان شریف کے ہم نے وہ لنگی اور ریال حضرت کے سامنے حاضر
کیا اور عرض کی کہ حضرت ہمارے جہاز کے ناخدا نے ہماری دعوت کی تھی
اور یہ لنگی اور یہ ریال بھی ہم کو دعوت میں دیا تھا اور جو خرچ کہ ہم کو حضرت
نے کلکتہ میں دیا تھا اور اس میں سے رستہ میں ہم نے خرچ بھی کیا تھا
باقی کچھ روپے تھیلی میں ہمارے پاس تھے وہ بھی ہم نے اسی وقت حضرت
کے سامنے لاکر حاضر کیا اور عرض کیا کہ حضرت جو آپ نے کلکتہ میں ہم کو خرچ
دیا تھا اس میں کچھ تو ہم نے خرچ کیا اور باقی یہ حاضر ہے جو ارشاد

ہو بجالاؤں، آپ نے فرمایا کہ یہ تم اپنے پاس رکھو اور
اپنے معمول کے خرچ کیا کرو پھر ہم کلکتہ تک پہنچ کر کہتا پھر
وہ تھیلی ہم نے اٹھالی اور موافق معمول کے خرچ کیا کرتے
تھے اور اس ریال اور لنگی کو بھی حضرت نے فرمایا کہ اس کو بھی
اپنے پاس رکھو پھر کسی وقت ہم کو یاد دلانا پھر اس دن سے ہم نے
اس تھیلی میں سے خرچ کرنا شروع کیا چار آنے تک تو بے اطلاع
حضرت کے ہم اس میں سے لے کر خرچ میں لاتے اور چار آنے
سے زیادہ خرچ کرنے کا اتفاق ہوتا تو دو روپے تک حضرت
سے پوچھ کر خرچ کرتے اور یہی حکم آپ کا ہم کو تھا اسی طرح،
کلکتہ تک اُس تھیلی میں سے خرچ کیا جب کلکتہ مع الخیر داخل
ہوئے تب وہ تھیلی حضرت علیہ الرحمۃ کے پاس لاکر رکھی اور عرض
کی کہ حضرت یہ وہی تھیلی ہے جو ارشاد ہو بجالاویں پھر حضرت نے
فرمایا اس کو تم اپنے پاس رکھو اور موافق اپنے معمول کے خرچ کیا
کرو میں نے پھر اس میں سے اپنا خرچ کرنا شروع کیا اور
کلکتہ میں دس بیس روپے کا اسباب بھی میں نے اُسی میں سے
خرید کیا اور جو کچھ خرچ کبھی مجکو اللہ تعالیٰ دیتا وہ حضرت
علیہ الرحمۃ کے پاس لیجاتا اگر آپ کو مجھ کو دینا منظور ہوتا

تو کہہ دیتے کہ تم اس کو لیجاؤ خرچ کرو پھر میں اس کو اسی
تھیلی میں ڈال دیا کرتا اور آپ کو فقط میرے پاس رکھوانا منظور
ہوتا تو فرماتے کہ اس کو تم اپنے پاس رکھو میں اس کو علیحدہ رکھتا
پھر جس وقت آپ طلب کرتے میں حاضر کرتا اور جو کچھ خرچ اور
آپ مجھہ کو دیتے وہ بھی اسی میں ملا کر رکھتا اور جس جگہ آپ فرماتے
وہاں ہم خرچ کرتے اسی طرح سے اگر تکیہ شریف پر داخل
ہوئے اور راہ میں بھی اسی تھیلی سے خرچ کرتا آیا اور تکیہ پر کوئی
پونے دو برس تک رہے اور حضرت علیہ الرحمۃ اس درمیان میں مجھکو
لکھنؤ اور الہ آباد اور بنارس اور دہلی وغیرہ کو واسطے کسی کام کے کئی مرتبہ
بھیجا تھا میں گیا اور آیا مگر اسی تھیلی سے خرچ کرتا تھا اور جو کچھ
مجکو ان شہروں میں لوگوں نے دیا تھا وہ سب لا کر حضرت علیہ الرحمۃ
کے سامنے رکھدئے اُن میں کچھ روپے تو آپ نے مجکو عنایت
فرمائے کہ یہ اپنے پاس رکھلو اور باقی کو ارشاد کیا کہ ان کو
خرچ کرو پھر میں نے اسی تھیلی میں وہ روپے رکھدئے اس
عرصہ میں حضرت علیہ الرحمۃ تکیہ شریف سے ہجرت کر کے
ولایت افغانستان کو روانہ ہوئے جب مع الخیر

حکایت یہ خاکسار بیمقدار سراپا انکسار اُمید وار لطف پرور دگار فتح علی عظیم آبادی کہتا ہے کہتا ہے کہ جس ایام مبارک فرجام میں حضرت امیرالمومنین امام المجاہدین رحمۃ اللہ علیہ موضع چکنی سے ہشت نگر کو کوچ فرماکر اور دریائے لنڈی اُتر کر جب قریب موضع ہشت نگر کے مع تمام مجاہدین بعزت قرین تشریف فرما ہوئے آپ کے قدوم میمنت لزوم کی خبر میمنت اثر ساکنان اس موضع کو پہنچی تمام مردوں نے مانند مور و ملخ کے واسطے دیدار فیض آثار حضرت علیہ الرحمۃ کے ہجوم کیا اُس وقت آپ نے جس کی طرف نظر ہدایت اثر سے دیکھا فوراً جیئوں لطیفے اُس کے اور سلطان الذکر جاری ہوگئے اور اس ملک میں اکثر شرفا اور غربا لوگوں کی عورتیں پردہ نہیں کرتی ہیں آپ کی خبر فرحت اثر سُن کر ہر جوانب و اطراف سے وہ بھی آئیں اور آپ اُس وقت اونٹ پر سوار تھے اور اُس اونٹ کی زین پوش میں جو جھالر لگی تھی اُس کو ترک جان کر اُن عورتوں نے توڑ لیا بلکہ اُس اونٹ کی دم کے بال تک نوچ لیے اور اُس اونٹ کے پیروں کے نیچے کی خاک پاک تبرک بوجھ کر کوئی عورت اپنی آنکھ میں لگاتی تھی اور کوئی اپنے چہرے پر ملتی تھی اور کسی نے گھر لیجانے کو وہ خاک اپنے کپڑے میں باندھی آخرش ان سب لوگوں نے حضرت علیہ الرحمۃ کو لیجا کر اس بستی کے

کنارے ڈیرہ کروایا سب قافلہ وہیں اُترا اور لشکر میں اہتمام تقسیم
غلہ اور آٹے اور اخراجات وغیرہ کا مولوی محمد یوسف صاحب پھلتی
کے ذمہ تھا سو انھوں نے اپنی طرف سے دو شخص معین کئے تھے واسطے
تقسیم غلہ اور آٹے وغیرہ کے شیخ باقر علی صاحب کو اور واسطے خرید
غلہ اور آٹے وغیرہ کے میاں عبداللہ صاحب کو جو وہاں لشکر ظفر پیکر میں
عبداللہ دالیا کر کے مشہور رہتے اس روز مولوی صاحب ممدوح سے
معلوم ہوا کہ واسطے کھانے لشکر فیروزی اثر کے خرچ نہیں ہے میاں
عبداللہ صاحب نے جا کر حضرت علیہ الرحمۃ کی خدمت سراپا برکت میں
عرض کی کہ آج کچھ خرچ نہیں ہے یہ حال سُن کر آپ دیر تک سکوت
میں رہے بعد اس کے فرمایا کہ میاں عبداللہ تم بہت اس میں فکر و تشویش
نہ کیا کرو یہ سب لوگ جس کے بندے ہیں وہ آپ ان کی پرورش ،
بخوبی کریگا اور فرمایا کہ کچھ ظروف مسی یا دیگ خانے کے دیگچی طشت وغیرہ
برائے تسلی کسی بقال کے یہاں رکھ کر آج کے واسطے جنس طعام لے لو پھر جیسا
ہوگا دیکھا جاویگا پھر یہی اُنھوں نے کیا اور جنس لا کر حضرت سے پوچھا کہ
اس کو کیونکر تقسیم کریں آپ نے فرمایا کہ جس قدر سب کو پہنچے بانٹ دو
اور حضرت علیہ الرحمۃ کے لشکر ظفر پیکر میں تقسیم غلہ کا ایک تا ملوث تھا اس
میں تین پاؤ آٹا آتا تھا وہی ہر ایک کو ایک تا ملوث غلہ یا آٹا ملتا تھا سو اس روز
بسبب قلت غلہ کے تین تین آدمیوں میں ایک ایک تا ملوث آٹا تقسیم سب نے لے کھانے
پینے کی تیاری کی پھر کھا پی کر اپنی اپنی خدمت پر مستعد ہوئے چوکیدار اپنے پہرے چوکی
پر قائم ہوئے اور شبینہ والے گشت کو گئے اور حکم پلول کا تمام لشکر میں پہنچا دیا پلول
لشکر والوں میں ایک اصطلاح ہوتی ہے کہ آج تمام لشکر والوں کا ملانا نام ہے اور کوئی نام ہر خواہ کسی دو کا

خواہ کسی درخت کا خواہ کسی اور چیز کا کہ جب لشکر سے کوئی نکلا
یا لشکر میں آیا اور روند والے نے یا چوکیدار نے ٹوکا کہ کون ہے اگر اُس
نے وہی نام بتایا جو نام اُس روز لشکر میں سب کو پہنچایا گیا ہے تو معلوم
ہوا کہ یہ اپنے لشکر کا آدمی ہے اور جو اُس نے اور کچھ بتایا تو جانا گیا کہ
یہ غیر شخص ہے اور ہر شب کو ایک جدا نام بدلتا رہتا ہے فقط یہیں تمام لوگ
آرام سے سونے لگے اور حضرت علیہ الرحمۃ کے پلنگ کے گرد اکثر شوقین
آپ کی باتیں سننے کو رہا کرتے تھے اور اس کثرت سے لوگ رہتے تھے کہ کسی
کا سر کسی کے پیر کسی کا پیٹ کسی کی پیٹھ کسی کو کسی بات کا کچھ تکلف نہ تھا
جس نے جہاں کہیں جگہ پائی وہیں بے تکلف سو رہا سو اس رات کو بھی یہی
حال تھا پھر جب پچھلی رات کو حضرت علیہ الرحمۃ اُٹھے اور وضو کر کے تہجد
کی نماز ادا کی اور لوگوں نے بھی نماز پڑھی پھر اپنے لوگوں سے فرمایا کہ یہ وقت
اجابت دعا کا ہے میں جناب الٰہی میں دعا کرتا ہوں تم سب مل کر آمین کہو پھر
آپ سر برہنہ جناب باری میں ساتھ گریۂ وزاری اور عجز وانکساری کے
دعا کرنے لگے کہ اے پروردگار تو بڑا قادر و بے نیاز ہے ہم سب تیرے
بندے محتاج و ناچار ہیں سوا تیرے کوئی ہمارا حامی و مددگار نہیں ہے
ہم سب تیری ہی رضامندی کے واسطے اپنے شہر و دیار چھوڑ کر یہاں
آئے ہیں تو ہم سب پر اپنی رحمت کی نظر کر اسی طرح کے الفاظ بار بار

تبکرار زبان الہام بیان سے نکالتے تھے اُس وقت دریائے رحمت
الٰہی نے ایسا جوش مارا کہ ہر شخص کا کچھ اور ہی حال ہو گیا گویا کہ سب پر
ایک حالت فنا کی ساری وطاری تھی کہ بیان اُس کا لکھنے میں نہیں
آسکتا پھر بعد فراغ دعا کے کچھ کچھ حاضرین لوگوں کو موافق عادت شریف
کے وعظ ونصیحت فرمایا پھر سو رہے پھر بعد اذان صبح کے اُٹھے استنجے
سے فراغت کر کے وضو کیا سنتیں پڑھیں اس عرصہ میں اپنے لشکر کے لوگ
تو تھے ہی اُس بستی کے تمام لوگ واسطے نماز کے حاضر ہوئے پھر آپ نے
نماز پڑھائی بعد فراغ نماز پھر بڑی دیر تک دعا کی پھر بعد طلوع
کرنے آفتاب عالمتاب کے سردار سید محمد خاں جو سردار دوست محمد خاں
کے سب بھائیوں میں چھوٹا تھا اُس بستی کے قلعہ سے کہ اُس کا بالاحصار
نام تھا واسطے ملاقات مسرت آیات حضرت امیرالمومنین علیہ الرحمۃ کے
آیا اور بہت لوگ اُس کے ہمراہ تھے اور وہیں اُسی ملاقات میں شرف
بیعت سے بھی مشرف ہوا اُس وقت حضرت علیہ الرحمۃ نے مولوی امام الدین
صاحب مرحوم سے جو بنگالے کے رہنے والے تھے فرمایا کہ ان کو لیجا کر
توجہ دو پھر انھوں نے ایک جگہ بٹھا کر ان کو توجہ دی یہ معاملہ دیکھ کر
خان ممدوح کے ہمراہی لوگوں نے اور بستی والوں نے واسطے بیعت کے
حضرت علیہ الرحمۃ کے گرد ہجوم کیا اُس وقت بیعت کرنے والوں کی اس
قدر کثرت تھی کہ ہاتھ پکڑنے کی نوبت نہ ملی تب حضرت علیہ الرحمۃ

نے اپنا دوپٹہ پھیلادیا اور فرمایا کہ اس کو پکڑ و' پھر آپ نے اُن
سب سے بیعت لی اور اپنے حاضرین لوگوں کو دس دس پندرہ آدمی
جنہوں نے اُس وقت بیعت کی تھی سپرد کئے کہ تم ان صاحبوں کو
لیجاکر توجہ دو باوجودیکہ بہت لوگ آپ کے لشکر ظفر پیکر ایسے تھے کہ توجہ
دینے اور توجہ لینے واقف نہ تھے اُن سے بھی فرمایا کہ اتنے آدمیوں کو
تم بھی جاکر توجہ دو میں اسی حال سے اصلاً اُس وقت تک واقف نہ
تھا مگر بپاس ادب میں کچھ عذر نہ کر سکا ان کو ساتھ لے کر مولانا
ولایت علی صاحب مرحوم و مغفور کے پاس گیا اور اپنی ناواقفی کا حال
بیان کیا کہ مجکو تو کچھ معلوم نہیں میں ان کو توجہ کیونکر دوں اُنہوں نے
کہا کہ حضرت امیر المومنین علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ مجکو جناب الٰہی سے اجازت
ملی ہے کہ تو واسطے توجہ دینے کے اپنی طرف سے جس کو حکم کریگا اگرچہ وہ
بھی نہ جانتا ہو اس کو فیض حاصل ہوگا یہ تو میری طرف سے ہے سو میاں
فتح علی تم ان کو لیجا کر بٹھاؤ اور خدائے تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کر کے اپنے
دل کی طرف متوجہ ہو اور ان بھائیوں سے بھی کہو کہ تم بھی سب دنیا کے
کاروبار کا خیال اور اندیشہ ترک کر کے اپنے اپنے دل کی طرف متوجہ
ہو یہ بات سن کر میں اُن لوگوں کو لے گیا اور وہی بات تعلیم کر کے ان
کو بٹھایا اور میں بھی بیٹھا اور توجہ دینے میں مشغول ہوا بعد کچھ دیر کے زمین
پر لوٹنے لگے ان کا شور و غل سن کر باقی لوگ اُس حالت استغراق

سے ہوشیار ہو گئے اور اُن تینوں شخصوں کو پکڑا وہ ہوش میں آئے
پھر میں نے اُن آٹھوں شخصوں سے پوچھا کہ جو کچھ حال تم نے دیکھا ہو
بیان کرو سو ہر ایک صاحب نے اپنا اپنا جدا جدا ایک ایک معاملہ عجیب و
غریب بیان کیا کسی نے کہا میں نے ایسا دریا دیکھا کسی نے کہا میں نے ایسا باغ
دیکھا غرض ہر ایک نے ایسا حال بیان کیا کہ میں نے کبھی نہ دیکھا تھا اور نہ
کسی سے سنا تھا پھر میں ان کو حضرت امیر المومنین علیہ الرحمۃ کے پاس لے
گیا آپ نے مجھ سے فرمایا کہ حال ان کا بیان کرو میں نے عرض کی کہ
آپ اُنہیں سے پوچھیں یہ آپ بیان کرینگے پھر آپ نے اُن سے پوچھا
ہر ایک نے جدا جدا حال جیسے مجھ سے بیان کیا تھا اُسی طرح حضرت علیہ الرحمۃ
کے سامنے بے کم و کاست و بے زیاد عرض کیا اور اسی طور سب لوگ توجہ لے
کر آپ کے پاس آئے اور بیان کیا پھر بعد فراغ توجہ کے اُنہیں لوگوں نے
عرض کی کہ اے حضرت اپنے لوگوں کو لے کر واسطے تناول طعام کے ہمارے
مکانوں پر تشریف فرما ہوں اُس وقت حضرت علیہ الرحمۃ سردار محمد خان اور
اپنے لوگوں کو ہمراہ لے کر پا پیادہ اُن کے ساتھ روانہ ہوئے اور جا کر ایک
صاحب دعوت کے دروازے پر کھڑے ہوئے اور پوچھا کہ تم کو کتنے آدمی چاہئے
اُس نے چالیس پچاس جتنے کہے آپ نے اُتنے آدمی گن کر اس کے یہاں داخل
کئے اور باقی سب لوگ بدستور باہر کھڑے رہے پھر آپ اس کے یہاں تشریف لیگئے
اور اُن کو کھلا پلا کر باہر آئے پھر دوسرے صاحب کے دروازے پر لیئے لوگ
لے کر گئے اور اُس سے پوچھا کہ تم کو کس قدر آدمی چاہئے اُس نے بھی جتنے درخواست
کئے اتنے اُس کے یہاں شمار کر کے داخل کئے اور باقی سب لوگ باہر رہے پھر اندر گئے

اور سب کو کھلا پلا کر باہر آئے اسی طرح ہر شخص کے یہاں گئے سب کی
خاطر کی اور اُس بستی میں آپ چودہ روز رہے ہر روز دعوت کھلانے کا
یہی طور تھا جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے **حکایت** اکبر خاں لشکر تحاندن
میں ایک بہیلہ دار تھے اور ایک شخص رسول خاں نام رہنے والے ملیح آباد علاقہ
لکھنؤ کے بکتوں میں تھے اور وہ بڑے بہادر اور بڑے بانکوں میں نامی تھے اور
دس گیارہ برس کا ایک اُن کا بھتیجا تھا اُس کو اُنہوں نے واسطے تعلیم ادب
کے اکبر خاں کے بہیلے میں رکھ دیا تھا اور ہنت نگر میں جو لوگوں نے بیعت کی تھی اُنہوں
میں کچھ لوگ مٹھائی لائے تھے وہ حضرت نے اکبر خاں کے بہیلے میں سپرد کردی
تھی کہیں اپنے پہرے میں وہ لڑکا اُس میں سے ایک یا دو لڈو کھا گیا اکبر خاں کو
خبر ہوئی اُنہوں نے تعلیماً ایک دہول اس کو ماری کہ پھر کبھی ایسی حرکت نہ کرے
کسی نے یہ حال رسول خاں سے کہا کہ تمہارے بھتیجے کو اکبر خاں نے دہول ماری
ان کو کمال رنج ہوا اور مارے غصہ کے کچھ سخت و سست بے اختیاری میں کلام
بھی منہ سے نکل گیا پھر سمجھ کر چپ رہے نور خاں نام ایک غازی تھا اُس نے رسول
خاں کی خفگی کا حال حضرت سے جا کر کہا اور رسول خاں حضرت کے بڑے معتزروں
میں تھے آپ نے ان کو بلایا اور بڑی خاطر داری سے بٹھایا اور بعد عافیت مزاج
کے پوچھا کہ ہم نے سنا ہے کہ اکبر خاں نے تمہارے بھتیجے کو دہول ماری سو
تم کو اس کا بڑا رنج ہوا یہ بات تم کو نہ چاہیئے اُنہوں نے اپنا سا لڑکا سمجھ کر

تعلیماً مارا ہوگا رسول خاں نے کہا حضرت جیسا میرا مزاج ہے آپ ہی جانتے
ہیں اور اکثر لوگ واقف ہیں کہ مجکو کسی سخت بات کی برداشت نہ تھی جب سے
میں نے آپ کے ہاتھ پر توبہ کی تب سے وہ جہالت اور شورہ پشتی میری اللہ
تعالیٰ نے دور کردی والا وہ جہالت اور شیطنت نعوذ باللہ منہا جو مجھ میں ہوتی
تو باوجود اس کے کہ آپ کے لشکر میں اتنے لوگ ہندوستانی اور قندہاری وغیرہ
بہادری اور شجاعت میں یکتائے زمانہ ہیں مگر میں کسی کو خیال میں نہ لاتا اور
سخت بات کا جواب تلوار ہی سے دیتا سو میں نے تو سچے دل سے آپ کے ہاتھ
پر توبہ کی ہے اور اکبر خاں تو میرے ہیں مارا تو خوب کیا یہ بات سُن کر آپ اُن
سے بہت خوش ہوئے اور اُن کے لئے دعا کی پھر وہ اپنے ڈیرے پر آئے **حکایت**
حضرت امیر المومنین علیہ الرحمۃ کے لشکر ظفر پیکر میں کچھ اوپر دو سو قندہاری لوگ
تھے اتفاقاً گشت نگر میں ایک اجنبی آدمی اُنہوں نے پکڑا اس گمان سے کہ یہ
بدھ سنگھ سکھ کا جاسوس ہے وہ بدھ سنگھ ایک سرداروں سرداران سپاہ رنجیت سنگھ
کا تھا اور حقیقت میں وہ جاسوس بھی تھا بعضے بعضے قندھاریوں نے چاہا کہ
اس کو مار ڈالیں کسی نے یہ خبر حضرت امیر المومنین علیہ الرحمۃ کو پہنچائی آپ نے
اُسی وقت اپنا ایک آدمی بھیجا کہ خبردار اس پر کوئی شخص ہاتھ نہ ڈالے اس کو
سلامت ہمارے پاس لے آؤ یہ حکم سُن کر چند قندھاری اس کو لے کر آپ کے
پاس گئے آپ کو اُسی وقت اللہ تعالیٰ نے آگاہ کر دیا کہ بیشک یہ بدھ سنگھ
کا جاسوس ہے آپ نے اس کو بلا کر اپنے خیمہ میں بٹھایا اور قندہاری جو اُس کو

لائے تھے ان کو رخصت کر دیا پھر بعد فراغ نماز عشا کے آپ نے اُس آدمی کو اپنے پاس بلایا اور پوچھا کہ تو سچ اپنا حال ہم سے بیان کر کسی بات سے مت ڈر اس میں جو تیرا مطلب ہوگا وہ بھی پورا ہوگا تجکو کسی نے بھیجا ہے اُس نے کہا کہ حضرت سچ تو یہ بات ہے کہ بدہ سنگہ سکھ لشکر دریا اٹک اتر کر خیرآباد میں داخل ہوا ہے اس کو آپ کی خبر پہنچی ہے کہ کوئی سید صاحب ہندوستان سے بارادہ ملک گیری ساتھ لشکر جرار کے ہشت نگر میں آئے ہیں سو تجکو جاسوس کرکے اُس نے بھیجا ہے کہ تو ان کے لشکر میں جا اور وہاں کا حال مفصل دریافت کرکے ہم کو خبر دے سو میں اسی واسطے آیا تھا تجکو لوگوں نے گرفتار کر لیا آپ نے اُس کی یہ تقریر سن کر فرمایا کہ ہماری طرف سے بدہ سنگہ سے کہنا کہ تو جیسے رنجیت سنگہ کا مطیع اور فرماں بردار ہے وہ تجکو جہاں کہیں بھیجتا ہے تو وہاں جاتا ہے چنانچہ ان دنوں تو اس طرف واسطے ملک گیری کے آیا ہے اسی طرح ہم بھی اپنے میاں کے غلام فرماں بردار ہیں وہ جو ہم کو فرماتا ہے وہی ہم بجالاتے ہیں اور حقیقت میں جو کہ بدہ سنگہ نے ہم پر گمان کیا ہے ہم اُسی ارادہ سے اپنے خاوند کے بھیجے ہوئے ہندوستان سے یہاں آئے ہیں اور اب عنقریب ہمارے اور تجھ سے مقابلہ ہوگا تو خوب ہوشیار رہنا پھر آپ نے اُسی وقت اللہ بخش خان صاحب رسالدار کو بلایا اور فرمایا کہ اس آدمی کو ہمارے تمام لشکر میں دھیرے دھیرے سیر کرا کر جب رات باقی رہی تب اس کو حفاظت سے دو ڈیڑھ کوس باہر لشکر سے پہنچا دینا پھر یہ وہاں سے چلا جاویگا پھر خان ممدوح نے اس کو لیجا کر ویسا ہی کیا جو حضرت

علیہ الرحمۃ نے فرمایا تھا وہ جاسوس بدھ سنگھ کا تو کچھ رات رہے وہاں سے روانہ ہوا پھر صبح کو امیر خاں کھٹک رئیس اکوڑی کا واسطے ملاقات حضرت امیر المومنین علیہ الرحمۃ کے آیا اور شرف بیعت سے مشرف ہوا اور حضرت سے عرض کی کہ حواس خاں میرا بھتیجا فیروز خاں کا بیٹا مجھ سے مخالف ہو گیا ہے اور بدھ سنگھ سکھ کو اُس نے اکوڑی میں بلایا ہے مبادا وہ سکھ مردود اگر اکوڑی میں آکر دریائے لنڈی کے ورے اُترا تو تمام ملک یوسفزئی کو تاراج کریگا سو مناسب یہ ہے کہ آپ یہاں سے کوچ کریں اور اُس کو وہیں روکیں پھر دوسرے روز آپ وہاں سے کوچ کر کے موضع خویشگی میں رونق افزا ہوئے بعد نماز مغرب کے میاں عبداللہ صاحب آکر حضرت علیہ الرحمۃ سے عرض کی کہ یہ بستی چھوٹی ہے یہاں کھانے کی جنس کم ملتی ہے اور لشکر میں لوگ بہت ہیں، آپ نے اُس وقت تمام حاضرین لوگوں سے فرمایا کہ ہم دعا کرتے ہیں تم سب مل کر آمین کہو پھر آپ سر برہنہ دعا میں مشغول ہوئے اور سب لوگ آمین کہنے لگے جب دعا سے فارغ ہوئے تب فرمایا کہ بھائیو ہر شخص اس وقت سے عشاء کی اذان تک لا الہ الا اللہ پڑھے سب نے ویسا ہی کیا پھر بعد اذان عشاء کے ایک شخص آپ کے پاس آیا اور عرض کی کہ کشتی آٹے کی کنارے دریا کے موجود ہے آپ نے لوگوں کو بھیج کر منگوالیں حضرت علیہ الرحمۃ نے یہ سُن کر میاں عبداللہ صاحب سے کہا کہ تم کچھ لوگ وہاں سے آٹا لاؤ اور یہاں لا کر جاجم پر جمع کرو تو میاں عبداللہ صاحب تو اُس طرف آٹا لینے کو گئے اور یہاں حضرت علیہ الرحمۃ نے وضو کر کے لوگوں کو نماز عشاء پڑھائی پھر

جب لوگ وہاں سے آٹا لائے یہاں لشکر میں ایک جاجم پر جمع کر دیا تب
میاں عبداللہ صاحب نے آکر حضرت امیر المومنین رحمت اللہ علیہ سے عرض
کی کہ سب آٹا وہاں سے آگیا، آپ نے پوچھا کس قدر ہو گا کہا قریب پندرہ
من کے ہو گا، آپ نے فرمایا کہ جب تک ہم وہاں نہ آویں آٹا تقسیم نہ ہو
آپ تشریف شریف وہاں لے گئے اور اُس میں سے قدرے آٹا اُٹھا لیا اور
اللہ تعالیٰ کی قدرت اور رزاقی اور اپنی مفلسی اور محتاجی کا دیر تک بیان کیا گئے
پھیر وہ آٹا بسم اللہ کر کے اُسی انبار میں ڈال دیا اور جاجم کے دونوں کونے
لوٹا دئے اور فرمایا کہ دور وزہ سب کو تقسیم کر دو اُس وقت لشکر ظفر پیکر
میں قریب پندرہ سو کی لوگوں کی جمعیت تھی کچھ کم پانسو لوگ ہندوستانی
اور کچھ اوپر دو سو قندھاری اور کوئی آٹھ سو کے قریب ملکی لوگ ہونگے
پھیر شیخ باقر علی صاحب آٹا تقسیم کرنے لگے جو لوگ ہندوستانی اور قندھاری
تھے ان سب کو دور وزہ دیا اور ملکی لوگ تو وہیں نزدیک کے رہنے والے تھے
اپنے اپنے گھروں سے اکثر لوگ کھا کر آئے تھے اور جو اپنے گھر سے کھا کر نہیں
آئے تھے اُن میں سے جس نے مانگا اُس کو ہی دیا جب سب کو تقسیم کر چکے
کچھ آٹا بچ رہا تب جا کر حضرت علیہ الرحمۃ سے کہا کہ سب کو دے کر اس قدر
آٹا بچا ہے آپ نے فرمایا کہ وہ آٹا ہمارے باورچیخانہ کے جو شیخ قادر بخش
صاحب ہیں اُن کو حوالہ کر دو پھر اُسی وقت لوگوں نے روٹیاں اپنی اپنی جماعت

میں لگائیں اور کھائی کر اپنے اپنے عہدے پر قائم ہوئے چوکیدار اپنے
پہروں پر اور روندوالے اپنے روند پہرنے پر ایک بڑے انتظام اور بندوبست
کے ساتھ جیسا کہ چاہیے آخر الامر اس رات کو ساتھ بیداری اور ہوشیاری
کے تمام کیا اس میں فجر کی اذان ہوئی سب نے حضرت علیہ الرحمۃ کے ساتھ
نماز پڑھی پھر اپنا اپنا اسباب لاد کر کوچ کی تیاری کرنے لگے اور آپ کے
لشکر فیروزی اثر میں یہ اول سے قاعدہ تھا کہ تمام لشکر میں چار جماعتیں تھیں اور
چارہی اُن میں جماعت وار تھے ایک جماعت جو خاص مشہور تھی جس میں حضرت
امیر المومنین علیہ الرحمۃ تھے وہ جماعت مولوی محمد یوسف صاحب مرحوم کی تھی اور
وہ ہمیشہ کوچ اور مقام میں داہنی جانب کو ہوتے تھے اور دوسری جماعت حضرت مولانا
محمد اسماعیل صاحب مغفور کی تھی وہ ہر کوچ و مقام میں آگے ہوتے تھے اور تیسری
جماعت حضرت سید محمد یعقوب صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ کی تھی مگر اس جماعت میں سید
صاحب ممدوح پر فتوح کے نائب شیخ بڈھن صاحب رہتے تھے اس واسطے کہ
حضرت سید محمد یعقوب صاحب بلدۂ اسلام ٹونک میں اُن روزوں میں تھے سو یہ
جماعت وقت کوچ اور مقام کے بائیں طرف رہتی تھی اور چوتھی جماعت اللہ بخش
خاں صاحب کی تھی وہ پیچھے رہتے تھے اور جو لوگ متفرقات تھے وہ بیچ میں
ہوتے تھے اور حضرت امیر المومنین کا خیمہ خاص جماعت کے قریب نصب کیا جاتا
تھا پھر ساتھ انتظام خیریت التیام کے موضع خوشگی سے کوچ فرمایا کوئی

ڈیڑھ پہر دن چڑھا ہوگا کہ تو تھرے میں آکر ڈیرہ کیا اُسی مثل اور انتظام کے ساتھ کچھ دیر کے بعد ایک مخبر نے آکر خبر دی کہ بدہ سنگہ سکھ مع لشکر اکوڑی میں داخل ہو گیا اُس وقت حضرت امیر المومنین علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ خبردار کوئی شخص کمر نہ کھولے ہوشیاری سے تیار رہے اور جس کو کھانا پکانا دن ہی کو پکا کر کھالے پھر بعد فراغ نماز ظہر کے آپ نے اپنے خاص خاص لوگوں سے کچھ مشورہ کیا اور چاروں جماعت والوں کو حکم دیا کہ اپنی اپنی جماعت سے اچھے اچھے چیت و چالاک جوانوں کے نام کی ایک فرد پر لکھ لادیں اور اُن میں سے جس کے درست ہتھیار نہ ہوں دوسرے بھائیوں سے بدلا دیں پھر وہ چاروں جماعت دار ناموں کی فرد لے کر آئے اور آپ کو حوالہ کی آپ نے اُس فرد کا ملاحظہ فرما کر چند نام اُس میں سے موقوف کئے اور اُن کی جگہ دوسروں کو قائم کیا اور وہ لوگ اکثر اکوں میں تھے چنانچہ اکوں میں عبدالمجید خان صاحب رائے بریلی والے تھے مگر ان کو بخار آتا تھا حضرت علیہ الرحمۃ نے اسی سبب سے اس فرد میں ان کا نام نہیں لکھایا یہ خبر سُن کر وہ اُسی بخار کی حالت میں بستر سے اٹھ کر آئے اور حضرت امیر المومنین علیہ الرحمۃ سے پوچھا کہ آپ نے میرا نام فرد میں کیوں نہیں داخل کیا آپ نے اُن کی تسلی کی اور فرمایا کہ تم کو بخار آتا ہے اس سبب سے ہم نے تمہارا نام نہیں لکھایا اُنھوں نے کہا کہ حضرت آج پہلا مقابلہ کافروں سے ہے گویا آج بنائے جہاد فی سبیل اللہ کی قائم ہوتی ہے اور میں ایسا سخت بیمار نہیں ہوں میں جو نہ جاسکوں میرا نام آپ ضرور فرد مجاہدین میں داخل فرمادیں پھر آپ نے

ان کا نام بھی فرد میں لکھایا اور کہا بارک اللہ وخیراک اللہ دین کی کوشش
تم کو اللہ تعالی زیادہ توفیق عنایت کرے پھر جب آپ نے نماز مغرب
ادا کی تب اللہ بخش خاں صاحب جماعت دار کو بلایا اور چند قانون لڑائی کے جو
اس وقت مناسب جانے تعلیم فرمائے اور کہا کہ ہم نے اس چھاپے کی جماعت کا
تم کو امیر کیا اور تم اس وقت کچھ لوگ لے کر دریا کے پار اس کنارے پر ٹھہرو جب
اور لوگ یہاں سے جا کر تمہارے پاس جمع ہوں تب یہ سب صاحبوں سے کہہ دینا کہ
ہر کوئی گیارہ گیارہ بار سورۂ لایلاف پڑھ لے پھر وہاں سے کوچ کرنا اللہ تعالی مدد
کریگا پھر خاں ممدوح چند آدمی ساتھ لے کر کشتی پر سوار ہو کر دریا کے پار
گئے اور وہاں ٹھہر کر باقی لوگوں کا انتظار کرنے لگے اور یہاں لشکر ظفر پیکر میں
حضرت علیہ الرحمۃ نے بعد نماز عشا کے جن جن کے نام فرد میں تھے ان کو بلایا اور
فرمایا کہ بھائیو یہاں سے وہ مکان جہاں جانا ہو گا چھ سات کوس ہے جس کو
اتنی دور جانے اور پھر آنے کی بخوبی طاقت ہو وہ تو جاوے اور نہیں تو نہ جاوے
اور جس کو کچھ اور عذر بیماری وغیرہ کا ہو وہ بھی بیان کر دے ہم اُس کے عوض اور
کوئی بھیجیں سو وہاں جو حاضر تھے وہ تو سب جانے ہی کی نیت سے آئے تھے اور
ہر کسی کو یہی اشتیاق تھا کہ ہم جاویں اگرچہ کچھ عذر بھی تھا مگر جب حضرت علیہ الرحمۃ
نے اپنی زبان ہدایت بیان سے یوں فرمایا تب دو چار آدمیوں نے اُن میں
سے اپنی ناطاقتی وغیرہ کا عذر معقول بیان کیا آپ نے اُن کے عوض دوسروں
کو کر دیا اور یہ بات آپ نے اس لئے فرمائی تھی کہ لشکر میں سب طرح کے

آدمی میں بیمار بھی ہیں تندرست بھی ایسا نہ ہو کہ وہ قابل جانے کے
نہیں اور ہمارے کہنے سے جاوے اور اس کو اذیت ہو یا آپ ہی سے کوئی
عذر کرے کہ میں نہ جاؤنگا اس میں وہ گنہگار ہو جاوے کہ ماننا حکم امام
کا فرض ہے پھر آپ نے ہندوستانی اور قندھاری اور ملکی لوگوں میں سے
قریب نو سو آدمیوں کو لے کر دریا کے کنارے تشریف لے گئے تفصیل آدمیوں کی
یوں ہے کہ ایک سو چھتیس یا کچھ کم زیادہ ہندوستانی تھے اور قریب اسی
کے قندھاری تھے اور باقی ملکی لوگ تھے اور اُس طرف بدھ سنگھ کے ہمراہ
کوئی نو ہزار آدمی کے قریب ہونگے اور آٹھ ضرب توپ پھر اس عرصہ میں
اللہ بخش خاں صاحب بھی چند آدمیوں سے کشتی پر سوار ہو کر حضرت سے ملنے
اور رخصت ہونے کو اُس پار اُتر آئے حضرت علیہ الرحمۃ نے لوگوں سے
فرمایا کہ ہم جناب الٰہی میں دعا کرتے ہیں تم سب مل کر آمین کہو پھر آپ سر
کھول کر دعا میں مشغول ہوئے کہ اے پروردگار قادر بے نیاز ولے کریم
کارساز بندہ نواز یہ تیرے بندے محض عاجز وخاکسار ضعیف وناچار
ہیں تیری ہی مدد کے اُمیدوار ہیں تیرے سوا کوئی اُن کا حامی ومددگار نہیں
ہے یہ صرف تیری ہی رضامندی اور خوشنودی کو جاتے ہیں تو ہی ان کی مدد
کرنا اسی طرح کے الفاظ اپنی زبان ہدایت بیان سے دیر تک فرمایا کئے پھر
بعد فراغ دعا کے سب لوگ آپس میں ملے اور ایک دوسرے سے اپنا کہا سنا
معاف کرایا اور کہا کہ اگر اللہ تعالی زندہ جان لادیگا تو پھر ہم تم

ملیں گے اور جو وہاں شہید ہوئے تو پھر انشاء اللہ تعالیٰ ہماری جنت
میں ملاقات ہوگی پھر ہر شخص حضرت علیہ الرحمۃ سے دست بوس ہو کر کشتی
پر سوار ہونے لگا اُس وقت وہاں تین کشتیاں تھیں سو تین پھیرے میں
سوار ہو کر سب لوگ پار اُتر گئے اور سورہ لایلاف گیارہ گیارہ بار پڑھ
کر طرف اکوڑی کے روانہ ہوئے اُس وقت پہر رات پر چھ گھڑیاں گئی
تھیں آخر الامر یہ سب مجاہدین نصرت قرین جاتے جاتے فوج مخالفین
کے ورے پاؤ کوس ایک نالہ تھا اُس میں ٹھہرے وہاں اللہ بخش خاں صاحب
سے جن کو حضرت علیہ الرحمۃ نے امیر کیا تھا مولوی امیر الدین صاحب نے جو لاتی
تھے صلاحاً کہا کہ یہ جو لوگ ملکی ہمارے ساتھ ہیں اگر ان کو آگے کریں تو
ان کا بھروسا ہم کو نہیں ہے شاید کہ وقت پر طرح دے جاویں اور اگر
اپنے لوگوں کو آگے کریں تو یہ راہ گھاٹ سے یہاں کے ناواقف ہیں کیا
تدبیر کیا چاہیے پھر آخر کو یہ صلاح ٹھہری کہ خدا پر توکل کر کے اپنے ہی لوگوں
کو آگے کیا مگر ملکی لوگوں میں سے ایک شخص کو جو وہاں کے حال سے واقف کار
تھا اُس کو آگے بھیجا کہ جا کر لشکر مخالف کی خبر لا وے کہ کس طرف لشکر
میں لوگ غافل ہیں اور کس طرف کے ہوشیار اور سکھوں کے لشکر کا معمول
تھا کہ جہاں کہیں اُترتے تو گرد لشکر کے خار دار درخت کاٹ کر سنگر بنا لیتے
تھے کہ یکایک کسی غنیم کی فوج نہ آ پڑے پھر کچھ دیر میں وہ آدمی وہاں
کی خبر لایا اور کہا کہ فلانی طرف لوگ غافل ہیں اور لوگوں کو لیجا کر ان

کے سنگر کے قریب کھڑا کر دیا اُس وقت لشکر کفار میں گھڑیالوں نے تین پہر تین گھڑیاں بجائیں اور اِدھر سے باواز بلند اللہ اکبر اللہ اکبر کہہ کر سب مجاہدین بقرت قرین فوج ہزیمت موج میں کفار نا ہنجار کے گھس پڑے اس عرصہ میں ادھر کے ایک پہرے والے نے بندوق ماری قضائے الٰہی سے وہ گولی شیخ باقر علی صاحب کے لگی وہ اُسی جگہ بیٹھ گئے اور کہا کہ کوئی میرے پاس ہتھیار لے لیوے یہ اللہ کا مال ہے اور میرا تو کام ہوگیا مگر ارمان دل میں باقی رہا اور اپنے ساتھ کے جو لوگ دلاور وجرار واقعہ دیدہ اور کار آزمودہ تھے وہ دس دس پانچ پانچ سکھوں کے ہر خیمے کی طرف جھکے اور اُن کی طنابیں کاٹ کاٹ کر گرانے لگے اور تو تعلیم مجاہدین سے کہا کہ تم ان خیموں کے سکھوں کی خبر لیتے جاؤ بس یہ لوگ تو اُن کی مار کوٹ میں مصروف ہوئے اور ملکی لوگ لوٹنے پر جھکے کسی نے گھوڑے لئے کسی نے ہتیار لئے کسی نے کپڑے وغیرہ لئے اور لے کر اپنے اپنے گھروں کو چلنے لگے اور یہاں ہم لوگوں میں سے کسی نے چار سکھ مارے کسی نے دس کسی نے زیادہ چنانچہ عبد المجید خاں بریلوی نے قریب چودہ پندرہ سکھوں کے مارے اس عرصہ میں تلوار ٹوٹ گئی مولوی امیر الدین صاحب دو تلواریں باندھے تھے ایک اپنی تلوار خاں صاحب ممدوح کو دی اُس تلوار سے بھی کئی سکھ مارے اور عبد اللہ بسم اللہ نام ایک تخت تھا اُس کے پاس برچھی تھی اُس نے سات یا آٹھ سکھ برچھی سے مارے اسی طرح اللہ بخش خاں اور شمشیر خاں جمعدار اور غلام رسول خاں اور

غلام حیدر خاں اور شیخ ہمدانی اور علی حسن اور شیخ بڈھن اور شیخ رمضانی
اور مرزا ہمایوں بیگ اور بہت صاحبوں نے مارے اور داد شجاعت اور جانبازی
کی دی اور بقیۃ السیف نا ہنجار شکست فاحش پاکر بھاگنے لگے جس نے جس طرف
سیدھا پایا اپنی تلوار بندوق لے کر فرار کر گیا اور مجاہدین نصرت قرین دس
دس پانچ پانچ ان کے ڈیروں خیموں کی طرف متفرق ہو گئے اس عرصہ میں
چند مجاہدوں نے اُن کا توپخانہ جا کر لیا اس میں ایک توپخانے کے خلاصی
باگو لندا نے رن مہتاب کو آگ دی اور اُس کی ڈور کھینچ کر بلندی کی
اور آپ ایک طرف وہاں سے بھاگ گیا اُس وقت روشنی سے گویا تمام
لشکر میں دن ہو گیا اُس وقت تک اپنے مجاہدین میں گنتی کے کوئی دس پندرہ
آدمی زخمی اور شہید ہوئے ہونگے اور اُس رات کو بدھ سنگھ سکھ اس فوج
ہزیمت موج کا سردار کوڑی میں تھا لشکر میں اُس کا فقط خیمہ کھڑا تھا اُس کے
ایک طرف باہر لشکر کے اُن بھاگے ہوئے سکھوں نے ایک چھوٹا سا نقارہ
بجایا اور اُس روشنی میں دیکھا کہ مجاہدین لوگ تھوڑے ہیں کہیں کہیں دس
دس پانچ پانچ نظر آتے ہیں یکبارگی بندوقیں لے کر حملہ آور ہوئے اور مجاہدین
بھی جابجا سے سمٹ کر ایک جانب ہو گئے اور جانبین سے بندوقیں چلنے لگیں
اس میں ایک طرف ایک جانب سے کسی نے آواز دی کہ اب یہاں سے نکل
چلو پھر لوگوں نے ارادہ نکلنے کا کیا اُس وقت میں نے دیکھا کہ اللہ بخش
خاں جو ہم لوگوں کے امیر تھے چند آدمیوں کو ہمراہ لئے ہوئے باہر نکلنے کے
ارادہ سے چلے آتے ہیں اور پیچھے اُن کے سکھ ہلہ کرتے آتے ہیں اُس وقت

شیخ ہمدانی اور علی حسن ساتھ قواعد بھرباری کے بندوقیں چلا رہے
تھے اُس وقت ایک ایک دو دو ہماری طرف شہید اور زخمی ہونے لگے چنانچہ
سید رستم علی صاحب بھی اسی جگہ زخمی ہوئے اس میں اللہ بخش خاں امیر شیخ
ہمدانی اور علی حسن کے برابر پہنچے کہ باہر لشکر کے نکلیں تب اُنھوں نے آواز
دی کہ اللہ بخش خاں صاحب تم کو تو حضرت امیرالمومنین نے سردار کرکے بھیجا تھا
اور اب تم اس وقت کفار کے مقابلہ سے نکلے جاتے ہو یہ بات سُن کر اللہ بخش
خاں صاحب اپنے ہمراہیوں کو لے کر کافروں کے مقابلہ کو چلے ان کو دیکھ کر
اور لوگ بھی پھرے اور اُن میں شریک ہوئے سب ملا کر کوئی پچاس ساٹھ
غازی ہوں گے اور بندوقیں مارنے لگے اس میں جب کہ سکھ اور نزدیک
آگئے تب قرابین اور شیر بچے سر کرنے لگے پھر آخر کو تلواروں کی نوبت
آئی یہاں تک کہ مارے تلواروں کے اُن کا ہلہ ہٹا دیا اللہ بخش خاں صاحب
اور اکثر ہمراہی اُن کے اُسی ہلہ میں شہید ہوئے اور بہت غازی زخمی ہوئے
یہ حال دیکھ کر پھر اکثر باقی لوگوں نے قصد کیا کہ ہم بھی جا کر اُنھیں میں
شامل ہوں تب اکبر خاں صاحب نے کہ وہ بڑے دلاور اور جہاندیدہ
آدمی تھے لوگوں کو روکا اور کہا کہ بھائیو کیا آج ہی لڑنا ہے اب یہاں
سے چلو انشاء اللہ تعالیٰ پھر کافروں کو مارینگے اور سب کو سمجھا کر پھیر
لائے اُس وقت صبح صادق نمودار ہو گئی تھی وہاں سے دریا
بہت ہی نزدیک تھا جو ہم لوگوں سے پہلے کوئی کوئی لوگ آگے

نکلے تھے اُن میں سے کسی نے جاکر دریا پر اذان کہی ہم لوگوں کو معلوم ہوا کہ ہمارے کچھ لوگ آگے پہنچ گئے پھر ہم لوگوں نے لشکر سے نکل کر ساتھ انتظام اور بندوبست کے رستہ لیا پھر کسی سکھ نے اُس وقت ہم لوگوں کا پیچھا نہیں کیا بلکہ وہ اپنی جان کے خوف سے لشکر کے باہر نکلے پھر وہاں سے ہم نے کوس بھر پر تیمم کرکے نماز فجر پڑھی پھر وہاں سے چلے پھر دو بجے اُسی گھاٹ پر آئے جہاں سے اُترے تھے اُس وقت حضرت امیرالمومنین علیہ الرحمۃ بہت لوگ لئے ہوئے اُس پار کھڑے تھے ہم لوگوں کو دیکھ کر کچھ لوگ ہماری تقویت کے لئے بھیجے کہ ایسا نہ ہو سکھوں نے تعاقب کیا ہو اور ہم لوگ باقی ہمراہیوں کے انتظار کے واسطے عصر تک اُسی پار رہے جب دو دو چار چار کرکے اکثر پیچھے کے لوگ آئے تب ہم سب کشتی پر سوار ہوکر اُترنے لگے پھر رات گئے تک اکثر لوگ دریا اُتر کر لشکر میں داخل ہوئے اور حضرت علیہ الرحمۃ سے مصافحہ کیا اور ملے اور جو لوگ وہاں فی سبیل اللہ شہید ہوئے اُن کے لئے آپ نے دعائے مغفرت کی اور مفصل حال اُس کا تک معلوم نہ تھا کہ کون کون غازی شہید ہوئے اور کون کون رہی مگر ہاں جن کو بچشم خود دیکھا تھا اُن کو تو جانتے تھے اور لوگ ایک ایک دو دو صبح تک آیا کئے اور پھر زخمیوں کا معالجہ مرہم پٹی ہونے لگا پھر صبح کو بعض بعض آنے والوں سے معلوم ہوا کہ بدھ سنگھ نے بھی آج بھی وہاں سے تین کوس پیچھے ہٹ کر

موضع سیدو میں جا کر ڈیرہ کیا ہر ڈیرہ ڈیرہ جہاں جہاں سے لوگ
گئے تھے اُن کا شمار کیا گیا معلوم ہوا کہ اپنے ہندوستانیوں سے کوئی
پینتیس چھتیس آدمی شہید ہوئے اور قندھاریوں وغیرہ سے کوئی چالیس پینتالیس
اور سب ہندوستانیوں سے اور قندھاریوں سے کوئی تیس چالیس آدمی
زخمی ہوئے اور تفصیل شہیدوں کی جو اُن میں نامی تھے یہ ہے اللہ بخش خاں
امیر شیخ باقر علی صاحب قاسم علی اور عبدالمجید خاں رائے بریلی والے اور
شمشیر خاں صاحب اور شیخ بڈھن صاحب شیخ رمضان صاحب شیخ ہمدانی صاحب
علی حسن غلام حیدر خاں غلام رسول خاں خدابخش منی والے اور مرزا
ہمایوں بیگ صاحب اور بعضے صاحبوں کے نام اب یاد نہیں کیونکہ وہ
لوگ سب کے سب نووارد تھے بعد اس کے پھر وہاں حضرت امیرالمومنین
علیہ الرحمۃ نے دو یا تین مقام کئے ایک دن حضرت مولانا محمد اسماعیل
صاحب نے حضرت علیہ الرحمۃ سے عرض کی کہ یہاں جو واقعہ گزرا ہے
اس کا حال ہندوستان میں لکھ کر بھیجنا ضروری ہے اس میں کیا ارشاد
ہے، آپ نے فرمایا بہتر ہے پھر مولانا صاحب نے پوچھا کہ جو لوگ شہید
ہوئے ہیں ان سب کے نام بھی خط میں لکھے جاویں یا یوں ہی مجمل آپ
نے کچھ دیر سکوت کیا پھر فرمایا یوں لکھ دو کہ ہم سب لوگ یہاں عنایت الٰہی
سے خوشحال ہیں مولانا صاحب ممدوح نے کہا کہ حضرت میں آپ کے
کلام کو خوب نہیں سمجھا مفصل فرماویں، آپ نے کہا مفصل یہ ہے

کہ جو لوگ یہاں زندہ ہیں یہ بھی خوشحال ہیں اور جو شہید ہوئے اور اپنی
مراد دلی کو پہنچے وہ ہم سب سے زیادہ خوشحال ہیں پھر وہ خط لکھ کر روانہ
کیا گیا اس عرصہ میں امیر خاں کٹنک نے حضرت علیہ الرحمۃ کے پاس آکر
بیان کیا ایسا مجھ سے مخبر نے کہا ہے کہ بدھ سنگھ کے آدمی اس چھاپے میں
قریب سات سو کے مارے گئے اور اس سے زیادہ زخمی ہوئے سو یہ صدمہ عظیم
خیال کر کے بدھ سنگھ سکھ نے موضع سیدو سے پیچھے ہٹ جانے کا ارادہ کیا تھا
سو اٹک کے قلعہ دار یہ خبر سن کر اُس کو مانع ہوا کہ مناسب نہیں ہے اس
وقت تیرا جانا اگر تو یہاں سے جاویگا تو خلیفہ کا لشکر خیر آباد اور اٹک کو
لوٹ مار کر تباہ کر دیگا سو بدھ سنگھ نے یہ سن کر موضع سیدو میں گرد لشکر
کے سنگر باندھنے کا سامان جمع کیا ہے یہ خبر سن کر حضرت امیر المومنین علیہ الرحمۃ
نے صبح کو نوشہرہ سے کوچ فرمایا اور جو لوگ وہاں زخمی تھے اُن کی خدمت
اور خبر گیری کے واسطے عبد القیوم اور سید امانت علی کو چھوڑا پھر اس روز
حضرت علیہ الرحمۃ نے مع تمام لشکر جاکر مصری بھانڈے میں مقام کیا
پھر دوسری منزل جاکر دو ڈھیریں کی صبح کو پھر وہیں مقام کیا کچھ
دن چڑھے خادے خاں سردار قلعہ ہنڈ کا واسطے ملاقات حضرت
امیر المومنین علیہ الرحمۃ کے کوئی چالیس پچاس سواروں سے آیا اور خلوت
میں حضرت سے کچھ مشورہ کیا اور وہیں حضرت کے دست مبارک پر بیعت
کی پھر یہ کہا کہ آپ کو یہاں اس بستی میں رہنا مناسب نہیں ہے آپ
یہاں سے چل کر میرے قلعہ میں ٹھہریں وہاں ہر ایک چیز کا آرام ہے

اور حضرت اُس بستی میں دو رات رہے دونوں راتوں کو ایک عجیب
معاملہ گذرا کہ جس وقت روند والے ہمارے لشکر کے گرد گشت کرتے تھے
تو چند آدمی اجنبی دور سے لوگوں کو نظر آئے اُنہوں نے آواز دی کہ
تم کون ہو اُنہوں نے جواب دیا کہ ہم تمہارے اس لشکر کے محافظ اور
نگہبان ہیں تم کسی بات کا خطرہ نہ مانو یہ سُن کر ہمارے لوگ چپ رہے
اور وہ رفتہ رفتہ چلے گئے جب وہ غائب ہوگئے تب روندوالے آپس
میں اس بات کا چرچا کرنے لگے کہ یہ کون لوگ تھے کسی نے کہا کہ شاید جو
ہمارے لوگ شہید ہوئے ہیں اُن لوگوں کی روحیں ہیں بعضوں نے کہا
لاحول ولاقوۃ یہ کیا بات ہے اُن کی روحیں علیین میں ہونگی اُن کو یہاں
آنے سے کیا غرض ہم نے کئی بار حضرت علیہ الرحمۃ کی زبان ہدایت ترجمان
سے سنا ہے کہ اکثر جنات لوگ جنہوں نے ہمارے ہاتھ پر بیعت کی ہے
وہ ہمارے لشکر کی محافظت اور پاسبانی کیا کرتے ہیں پھر یہ حال جاکر
حضرت سے عرض کیا آپ نے کہا وہ جن ہونگے اُنہوں نے ہم سے
بیعت کی ہے اور اکثر وقت وہ ہمارے لشکر کی حفاظت کو رہا کرتے
ہیں جب کبھی تم کو اس طرح کے لوگ ملا کریں تو ان کو بہت چھیڑا
نہ کرو پھر صبح کو غادے خاں سردار حضرت کو مع تمام لشکر لے گیا
اور موضع بازار میں دریائے اباسین کے کنارے ڈیرہ کرایا وہاں

ے قلعہ ہنڈ جانب مشرق قریب آدہ کوس کے ہے سو وہاں موضع بازار میں ہم لوگ کوئی ڈیڑہ پہر دن چڑہے داخل ہوئے حضرت علیہ الرحمۃ کے قدوم میمنت لزوم کی خبر فرحت اثر سُن کر اُس نواح کے اور اطراف کے سردار اور خوانین واسطے ملاقات حضرت علیہ الرحمۃ کے حاضر ہوئے اُس وقت کچھ کم زیادہ پانچ ہزار آدمی کی جمعیت ہو گی پھر اُنہوں نے حضرت سے مشورہ کیا کہ یہاں سے ڈہائی تین کوس دریاء اباسین کے پار ایک بستی حضرو سکھوں کے عمل میں ہے اور وہ بڑی منڈی ہے لاکھوں روپیوں کا مال واسباب وہاں ہے اور اُس بستی کے کنارے ایک چھوٹی سی گڑھی بھی ہے اور اُس میں ایک ضرب توپ بھی ہے اگر آپ وہاں چہاپا بھیجیں تو بہت مال غنیمت ہاتھ لگے گا حضرت علیہ الرحمۃ نے آخوند ظہور اللہ صاحب سے فرمایا کہ ان کی زبان پشتو ہے تم ہماری طرف سے کہو کہ سید صاحب کہتے ہیں ہمارے بہت غازی اکوڑی میں شہید ہوئے اور کچھ زخمی ہوئے باقی یہاں تمہارے پاس تھوڑے لوگ ہیں اور یہ تمہارے ملک کی راہ و رسم سے واقف بھی نہیں ہیں اور تمہارے ہمراہ لوگ بہت ہیں اور یہاں کے ہر کار و بار سے ماہر اگر تم اس بات کا ارادہ کرو تو ہو سکتا ہے تمام تقریر آخوند صاحب نے حضرت کی طرف سے اُن سرداروں سے کی یہ سُن کر اُنہوں نے کہا اب ہماری طرف سے حضرت کی خدمت بابرکت میں عرض کرو کہ ہم فقط آپ کی اجازت ہی کے منتظر تھے اب آپ ہمارے حق میں دعا کریں

ہم یہ معاملہ سمجھ لینگے یہ گفتگو سن کر ہندوستانی لوگ خاموش رہے کہ ہم
کو بھیجنے کی حضرت کے دل میں صلاح نہیں ہے مگر قندھاریوں سے تیس چالیس
شخصوں نے حضرت سے اجازت چاہی کہ ہم کو حکم ہو تو ہم جاویں آپ نے فرمایا
کہ خیر بہتر تم کو اجازت ہے مگر ساتھ اس شرط کے کہ جو لوگ وہاں مسلمان
ہوں ان کو کسی طور کا صدمہ نہ پہنچے کس واسطے کہ اُن کو ابھی دعوت جہاد
نہیں پہنچی ہے لیکن جو اُن میں ہتھیار لے کر تمہارا سامنا کرے اُس کو مارنا تم کو
اختیار ہے پھر کوئی رات گئے لوگ کشتیوں اور جالوں اور شناجوں پر سوار
ہو کر اباسین کے پار اُترنے لگے اور قریب آدھی رات کے سب اُتر کر روانہ
ہوئے اور جا کر اپنا کام کیا صبح کو یہاں حضرت امیرالمومنین علیہ الرحمۃ نماز
فجر کا سلام پھیر کر بیٹھے تھے کہ ایک شخص اُن چھاپے والوں سے ایک بہت
عمدہ گھوڑا لے کر سب سے پیشتر آیا اور حضرت علیہ الرحمۃ سے کہا کہ مبارک
ہو غازیوں نے حضرو کو لے لیا اور آپ کے قندھاریوں نے جا کر گڑھی میں
قبضہ کیا یہ گھوڑا آپ کی نذر ہے وہ یہی باتیں کر رہا تھا اور آپ خاموش
بیٹھے سنتے تھے اس میں کسی نے کہا کہ وہ دیکھو دریا کے پار تمام غازی چھاپے
والے چلے آتے ہیں یہ بات سن کر ہم تمام اپنے لشکر کے لوگ اور جو وہاں
تھے اُن کی طرف دیکھنے لگے اور اب تک سورج نہیں نکلا تھا پھر جب وہ
لوگ اور قریب آئے اور خوب اجالا ہو گیا تو دیکھا کہ تمام مُلکی لوگ

گٹھریاں مال و اسباب کی اپنے سروں پر دہرے ہوئے سب کے آگے آگے چلے آتے ہیں اور اُن کے پیچھے قندھاری لوگ چودہ پندرہ سکھوں کے سواروں نے وہاں سے ان سب کا تعاقب کیا تھا ان کو بند و قتل مارتے چلے آتے ہیں یہاں تک ایک نالے کو آ پکڑا اور اُن سواروں کو گولیاں مار مار کر وہیں روکا اور یہ ملکی لوگ مال غنیمت لئے ہوئے کنارے اباسین کے پہنچ کوئی تو تناچوں پر اُترنے لگے اور کوئی گھاس کے گٹھوں پر اور باوجودیکہ یہ ملکی لوگ سب سلاح بند تھے مگر ان میں سے کسی نے ان قندھاریوں کے سوا سکھوں کا مقابلہ نہ کیا اور بہتیرے بسبب بدحواسی کے دریا اُترتے اُترتے مع مال و اسباب ڈوب گئے یہ حال پر ملال دیکھ کر حضرت علیہ الرحمۃ نے سردار خادے خاں سے کہا کہ جلد اپنے کچھ لوگ ہمارے سید انور شاہ کے ہمراہ کر کے قندھاریوں کی مدد کو بھیجو اور اپنے سب ہندوستانیوں سے فرمایا کہ اس وقت تم مسلح ہو کر ہمارے پاس تیار رہو مگر یہ حکم ہندوستانیوں میں سے حیات خاں اور شیخ برکت اللہ بنگالے والے اور شیخ فیض الدین بنگالے والے اور محمد سلاح سندی اور نظام الدین اولیا کو نہیں پہنچا تھا ناوانستہ خادے خاں کے لوگوں کے ساتھ ہمراہ سید انور شاہ کے یہ بھی چلے گئے اور اس عرصہ میں سکھوں کی بھی مدد کو جابجا سے چار پانسو آدمی آ گئے آخر الامر سید انور شاہ پچاس ساٹھ آدمیوں سے جا کر قندھاریوں میں شریک ہوئے اور اُن سکھوں کے مقابلہ میں مگر وہ پانچوں آدمی جن کا آگے بیان ہو چکا ہے

سب کے آگے بڑھ کر قواعد بھر باری سے بندوقیں مارنے لگے یہاں تک
داد شجاعت اور جوانمردی کی دی کہ وہ چار پانسو کفار بالکل ہزیمت فاحش
پا کر کوئی پاؤ کوس فرار کر گئے اور ہم لوگ تمام دریا کے پار سے یہ حال دیکھ
رہے تھے جب سکھوں کے پیادہ و سوار مقابلہ سے مجاہدین جرار کے بھاگ گئے تب
حضرت سید المجاہدین علیہ الرحمۃ نے سردار خادے خاں سے کہا کہ اب جلد کشتیوں
پر لوگوں کو اُتارنا شروع کرا دو گھاٹ پر تین کشتیاں تھیں خادے خاں
نے اُن پر اپنے نوکروں چاکروں کا بند و بست کر کے اُتروانا شروع کیا ایک
ناؤ پر بہت لوگ سوار ہو گئے وہ تو وہیں کنارے ہی بیٹھ گئی چند آدمی بھی
ڈوب گئے دو ناویں اس پار سلامت آئیں اُن میں چند زخمی اور باقی ملکی مال
غنیمت لئے ہوئے تھے خادے خاں کے لوگوں سے اُن سے مال غنیمت لے لے
کر ایک جگہ جمع کیا اور سید انور شاہ اپنے لوگ لئے ہوئے ابھی اُسی پار
ہیں اور وہ پانچوں ہندوستانی جو سید انور شاہ کے ہمراہ گئے تھے اُن میں
سے شیخ برکت اللہ بنگالی اور حیات خاں شہید ہوئے اُن کی لاشیں آئیں
اور شیخ فضل الدین بنگالی اور محمد صلاح سندی اور نظام الدین اولیا زخمی
ہو کر آئے پھر جب دوسرا پھیرا کشتیوں کا آیا اور خادے خاں کے آدمی اُن
کا اسباب لینے لگے اُنہوں نے نہ دیا اور لڑنے کو مستعد ہوئے اور
یہ معاملہ خادے خاں نے اپنی ہی رائے سے کیا تھا حضرت علیہ الرحمۃ کو اطلاع
نہ تھی پھر جب اُن کے قصہ قضیہ کی خبر حضرت کو پہنچی کہ ملکی لوگ

اسباب غنیمت کا نہیں دیتے ہیں اور لڑنے کو مستعد ہیں آپ نے حاجی عبداللہ
رامپوری اور آخوند ظہور اللہ ولایتی کو بھیجا کہ کسی سے مال و اسباب کا تعرض
نہ کرو اور جس کا لیا ہو اس کو حوالہ کرو و آپس میں فساد کرنا مناسب نہیں
جب ان دونوں صاحبوں نے خادے خاں کو حضرت کا پیغام پہنچایا
تب خاں مذکور نے مال اُن کا دے دیا مگر بہت مال و اسباب دبا بھی
رکھا پھر عصر کے وقت سید انور شاہ بھی اپنے لوگوں سے اس پار اُتر
آئے یہ نصف حضرو کے چھاپے کا تو تمام ہوا پھر حضرت علیہ الرحمۃ نے وہاں
کے ملکیوں کا حال اپنے دل میں خیال کیا کہ یہ لوگ خود رائے اپنی اپنی طبیعت
کے موافق کام کرتے ہیں نہ کسی کے تابع نہ فرماں بردار اکوڑی کے چھاپے
کو گئے اور وہاں کا مال و اسباب لوٹ کر بھاگ کھڑے ہوئے ہمارے ہی لوگ
لڑے اور مارے بھی گئے اور وہی معاملہ اُنہوں نے یہاں بھی کیا اب یہاں
رہنا اچھا نہیں معلوم ہوتا پھر یہی حال آپ نے خادے خاں سے بھی
بیان کیا اور فرمایا کہ اب ہمارا ارادہ یہاں سے پنجتار کے جانے کا ہے یہ سُن
کر خاں موصوف نے بہت عذر و معذرت کیا کہ ہم سب لوگ آپ کے فرمانبردار
ہیں جو کچھ آپ فرماویں گے ہم سب بجا لاویں گے اسی جگہ رہنا آپ کا بہت خوب
ہے آپ یہاں سے ہرگز کہیں نہ جاویں جس خان اور رئیس کو بلانا منظور
ہو ہم اس کو اسی جگہ بلا دیویں یہ تقریر سُن کر آپ راضی ہوئے پھر آپ نے
موضع بازار سے خیمہ اکھڑوا کر قلعہ ہنڈ کے اُتر کنارے تالاب کے
کھڑا کیا اور قریب تین مہینے کے وہیں مقام فرمایا ان روزوں خادے خاں

اور اشرف خاں زی والے اور فتح خاں پنجار والے سے مخالفت تھی حضرت
نے ان دونوں سرداروں کو بلا کر خادے خاں سے ملا دیا اور اشرف خاں اور
فتح خاں نے حضرت کے ہاتھ پر بیعت بھی کی اور کہا کہ ہم اپنی جان و مال سے آپ
کے شریک ہیں جب یہ تینوں سردار آپس میں مل گئے تو دُور دُور سے اُس
نواح و اطراف کے عالم اور مولوی دو دو چار چار یہاں آکر جمع ہونے لگے بعد
چند روز کے جناب مولانا محمد اسماعیل صاحب سے اور وہاں کے علماسے
حضرت علیہ الرحمۃ کی امامت کے مابین گفتگو ہونے لگی آخر الامر سب عالموں
نے متفق ہو کر حضرت علیہ الرحمۃ کو اپنا امام گردانا اور جمعہ کے خطبہ میں آپ کا
اسم مبارک درج کیا اور نماز جمعہ وہاں ہونے لگی اس عرصہ میں آپ کی
امامت کی خبر اُس ملک میں جا بجا مشہور ہوئی وہاں کے چھوٹے بڑے جتنے خان
اور رئیس تھے سب نے آکر بیعت الامامت کی یہاں تک کہ پشاور سے ایک بڑے
جلیل القدر پیر زادے گذری شاہزادے کر کے مشہور تھے تشریف لائے اور
بیعت کی اور کہا میں خالصاً لوجہ اللہ آپ کی خدمت فیضدرجت میں حاضر
ہوا ہوں اور بعد اس کے انشاء اللہ تعالیٰ آپ کو چھوڑ کر کہیں نہ جاؤنگا
اور سردار یار محمد خاں اور سلطان محمد خاں اور پیر محمد خاں کی عرضیاں
آئیں کہ ہم بھی آپ کی اطاعت میں جان و مال سے حاضر ہیں جو کچھ
امر عالی ہم پر صادر ہو بجا لاویں ان عرضیوں کا مضمون سُن کر
وہاں کے خوانین اور رئیسوں نے کہا کہ حضرت یہ جو یار محمد خاں نے

آپ کو دنیاسازی کی راہ سے لکھاہے کہ ہم آپ کے اپنی جان ومال سے
شریک ہیں محض فریب اور دغابازی ہے یہ بڑاہی مفسد اور مکار دغاباز
ہے آپ اُس کے فریب سے ہوشیار رہیں جبکہ اس موذی نے اپنے حقیقی بھائی
فتح خاں اور عظیم خاں کو دغا دیا تو اوروں سے یہ کب درگذر کریگا حضرت علیہ الرحمۃ
نے فرمایا کہ تم سچ کہتے ہو اس میں کچھ شک نہیں مگر اللہ تعالیٰ ہادی مطلق ہے
ایک دم میں فاسق کو متقی اور متقی کو فاسق کر دیتا ہے اب تو یہ شخص بظاہر
ہماری شراکت کا دم مارتا ہے دل کا حال خدا جانے اور ہم کو ظاہر شریعت
کا حکم ہے اگر وہ کچھ دغا فریب کریگا اپنے واسطے کریگا ہمارا کیا نقصان
پھر بعد چند روز کے وہ تینوں سردار مذکور مع توپخانہ دشتگر تو شہرے
سے پانچ کوس موضع پیر پائے میں آکر داخل ہوئے اور وہاں سے حضرت
امیر المومنین علیہ الرحمۃ کو خبر بھیجی کہ ہم یہاں اس سامان اور جمعیت سے
حاضر ہیں جو ارشاد ہو بجا لاویں یہ خبر سُن کر ایک روز حضرت علیہ الرحمۃ
مع خادے خاں اور اشرف خاں اور فتح خاں چار پانسو آدمیوں سے
تو شہرے میں اُن کی ملاقات کو گئے یہاں اُن تینوں سرداروں نے
بھی ادہر سے آکر امامت کی بیعت کی اور آپ نے دو یا تین مقام کئے
گذری شاہزادہ تو وہیں یار محمد خاں کے ساتھ رہا حضرت علیہ الرحمۃ
خادے خاں اور اشرف خاں اور فتح خاں اور باقی سب لوگوں کو
لے کر پنجتار کو روانہ ہوئے اور اُن دنوں ہمارے لشکر میں بیماری بہت
تھی اکثر لوگ بیمار تھے اور غلہ کی بھی کمال گرانی تھی کبھی ہم لوگوں

کو پیٹ بھر روٹی ملتی تھی اور اکثر نہیں ملتی تھی یوں ہی ساگ پات وغیرہ
کھا کر رہ جاتے تھے آپ نے سب بیمار اور زخمی لوگ پنجتار کو روانہ
کر دئے اور جو زخمی اور بیمار نوشہرے میں تھے وہ سب وہیں رہے اور
جو اچھے ہوتے گئے وہ حضرت کے پاس چلتے گئے اور خادے خاں اور
اشرف خاں اور فتح خاں نے واسطے غزا کے ہر اطراف و جوانب سے ملکی
لوگ بلا کر جمع کئے وہ تمام لوگ موافق دستور اپنے ملک کے اپنا اپنا
کھانے پینے کا سامان اپنے ساتھ لائے تھے کسی خان وغیرہ کے محتاج اور
دست نگر نہ تھے جب ہنڈ سے کوچ کی تیاری ٹھہری تب حضرت امیر المومنین
علیہ الرحمۃ نے کچھ اسباب ضروری سفر کا تو ساتھ لیا اور باقی وہیں ہنڈ
میں چھوڑ دیا اور چند آدمی اس کی محافظت کو مقرر کر دئے اور باقی لوگ
اپنے ہمراہ لئے اور وہ تینوں سردار ملکیوں کو لے کر آپ کے ہمراہ رکاب
ہوئے پہلے روز ہنڈ سے کوچ کر کے موضع جلیسی میں ڈیرہ کیا اور ایک یا
دو مقام بھی کئے پھر دوسری منزل وہاں سے چل کر مصری بھانڈے میں
کی صبح کو وہاں سے کوچ کیا نوشہرے میں آئے عبد القیوم صاحب زخمیوں
بیماروں کی خدمت کو وہیں پہلے سے تھے جو حضرت کی ملاقات کو آئے اور
ملے آپ نے زخمیوں بیماروں کا حال پوچھا انہوں نے عرض کی کہ سب
اچھے ہیں مگر یہاں کے لوگوں نے بیماری میں غازیوں کی کمال خدمت
کی اگر اپنے عزیز و اقربا یہاں ہوتے تو یوں ہی خدمت کرتے ہم لوگ

اُن کے بڑے احسانمند ہیں آپ اُن کے لئے دعا کریں آپ نے فرمایا بہت
بہتر پھر آپ نے دعا کی اور دریائے لنڈی کے پار درانیوں کا ڈیرہ تھا وہ
پیادہ و سوار ہمیڑ وغیرہ ملاکر کوئی بیس ہزار آدمی کی جمعیت رکھتے تھے اور
آٹھ ضرب توپ اور اس طرف نوشہرے میں حضرت کا اور حضرت کے
ہمراہیوں کا ڈیرہ تھا یہ ملکی بھی خادے خاں اور اشرف خاں اور فتح خاں کے
ہمراہ اسی ہزار سے زیادہ تو ہوں گے مگر کم نہ تھے پھر حضرت نے نوشہرے میں
دو تین مقام کئے اور جو کچھ لوگ اس عرصہ میں آپ کے ساتھیوں سے بیمار ہو گئے تھے
ان کو عبدالقیوم کے پاس نوشہرہ میں چھوڑا عبدالقیوم وہاں پیشتر کی ہی سے
سے جو لوگ اکوڑی میں زخمی ہوئے تھے اُن کی خدمت میں تھے اور عبدالقیوم کو
فرمایا کہ اب ہم تو لوگ لے کر دریا کے پار جاوینگے جب خدا لاویگا تب آوینگے تم
یہاں یا ان چار اونٹوں کے کجاوے جلد بنوا کر تیار رکھنا دیکھا چاہئے کیا اتفاق
ہو شاید کہ نہیں لوگوں کے یکا مرآمد ہوں اس عرصہ میں شیخ امجد علی
ولد شیخ فرزند علی غازی پوری بیمار ہو گئے اُن کی خدمت کے واسطے
آپ نے مجھکو چھوڑا پھر آپ نے اپنے لوگوں اور ملکیوں کو دریا کے پار اُتار کر
درانیوں کے شامل ڈیرہ کرایا اور اپنا بھی ڈیرہ وہیں کیا اس میں
جبتک آپ اُس پار رہے بلاناغہ ہر روز یار محمد خاں درانی اپنے
یہاں سے خوان میں لگا کر کچھ کھانا میوہ وغیرہ آپ کے لئے بھیجا کرتا

تھا یہ خبر زبانی لوگوں کے جو اس پار سے آتی تھی ہم سنتے تھے ایک روز
حاجی عبد اللہ صاحب جو مولانا محمد اسمٰعیل صاحب کی جماعت میں تھے اُس
پار لشکر میں حضرت کے پاس گئے پھر جب وہاں سے اس پار تو شہرے میں
آئے میں نے پوچھا کہ بھائی صاحب کہو لشکر کا کیا حال ہے کہا سب طرح
سے خدا کا فضل ہے مگر حضرت علیہ الرحمۃ کی طبیعت فیض طویت قدرے علیل
سی ہے اور یار محمد خاں کی طرف سے جو کچھ کھانا میوہ وغیرہ آتا ہے سو نذر محمد اور
اُس کے بھائی ولی محمد کے ہاتھوں آتا ہے اور وہی دونوں یار محمد خاں کی
طرف سے حضرت کے پاس وکالت بھی کرتے ہیں اور حضرت کی جانب سے خان
موصوف کے پاس اور کل صبح کو لشکر کا کوچ ہے فقط اور وہاں موضع
نوشہرہ زمین بلند پر واقع ہے اور جس طرف لشکر پڑا تھا وہ زمین نشیب
ہے پھر جب صبح کو لشکر نے وہاں سے طرف موضع سیدو کے کوچ کیا ہم لوگ
اس پار سے اچھی طرح دیکھتے تھے اور لشکر میں قریب لاکھ آدمی کی جمعیت
تھی اور کوئی آٹھ دس ہزار فقط نشان تھے کیونکہ اس ملک کا دستور ہے
کہ اگر دس بارہ آدمی کی جماعت ہے تو اس میں بھی ایک نشان ضرور ہوتا
ہے اور اگر پانچ سات آدمی کی جمعیت ہے تو اس میں ایک نشان ہوتا ہے اور
بڑی جماعتوں میں تو کئی کئی نشان ہوتے ہیں الغرض ملکی لوگ دف بجاتے اور
چار بیت گاتے اور ننگی تلواریں ہلاتے اور اچھلتے کودتے چلے جاتے تھے جب
چلتے جاتے موضع اکوڑا کوس یا ڈیڑھ کوس رہا تو وہاں تمام لشکر نے

ڈیرہ کیا اور وہ تمام ڈیرے خیمے اپنے لشکر کے ہم لوگ نوشہرے سے دیکھتے
تھے پھر صبح کو بعد نماز فجر کے لشکر نے وہاں سے کوچ کیا اور اُدہر نوشہرے
میں ہم لوگ دعا میں مشغول تھے کچھ دن چڑھے شیخ احمد بنارسی اور عبدالمنان
دو چار آدمیوں سے آئے ہم لوگوں نے پوچھا کہ کہو حضرت امیرالمومنین علیہ الرحمۃ
کا کیا حال ہے اُنہوں نے کہا کہ رات کو سردار یار محمد خاں نے کھچڑی اور
گنے کی گنڈیریاں ولی محمد اور نذر محمد کی معرفت بھیجی تھیں سو وہی حضرت
نے کھچڑی کھائی اور چند گنڈیریاں چوسیں بعد کچھ دیر کے آپ کی طبیعت بگڑ
گئی کبھی تو غشی آتی تھی اور کسی وقت افاقہ ہوتا تھا اور مشورہ آج کی
لڑائی کا رات ہی کو مقرر ہو گیا تھا کہ صبح کو چڑھائی ہے اور ہم لوگوں میں یہ بھی
چرچا تھا کہ یار محمد خاں نے آپ کو زہر دلوایا ہے اور سب علامتیں زہر ہی کی
معلوم ہوتی ہیں اس میں پچھلے پہر دو تین گھڑی رات رہے کوچ کا نقارہ ہوا
یار محمد خاں نے حضرت کی سواری کے لئے اپنا ہاتھی بھیجا اور یہاں حضرت کسی وقت
بیہوش ہو جاتے تھے کسی وقت ہوشیار اور استفراغ جاری تھا اور خان مذکور
کی طرف سے لحظہ بلحظہ تاکید آتی تھی کہ جلد حضرت کو سوار کر کے لاؤ لشکر روانہ
ہو گیا اس عرصہ میں آپ کو قدرے ہوش آیا مولانا محمد اسمٰعیل صاحب نے عرض
کی کہ سردار یار محمد خاں کی طرف سے کئی آدمی آپ کے سوار کرانے کو آئے ہیں
کیا ارشاد ہے آپ نے فرمایا خیر بہتر ہے اور ہمارا اسفید گھوڑا انہے ہم کو
دیا ہے شادل خاں گنج پوری والے سے کہو کہ اس پر سوار ہو کر فتح
خاں کے ہمراہ جاویں اور باقی ہندوستانی سب کے سب ہمارے ساتھ

ہمارے ساتھ رہیں اور جو ہاتھی یار محمد خاں نے آپ کی سواری کو
بھیجا تھا ایک پیر اس کا کچھ لنگ بھی کرتا تھا پھر اُس پر حضرت امیر المومنین
علیہ الرحمۃ کو سوار کیا اور مولانا محمد اسمٰعیل صاحب خوامے میں بیٹھے اور
ہم کو مولانا صاحب نے واسطے رسد کے اس طرف روانہ کیا اور آپ نے
اُس طرف کوچ فرمایا یہاں تک تو حال ہم کو معلوم ہے اس عرصہ میں
دن قریب پہر کے چڑھا ہو گا کہ آواز توپوں اور شاہینوں کی آنی
شروع ہوئی ڈیڑھ پہر دن چڑھے تک یہ حال رہا پھر آواز آنی موقوف
ہوئی پھر کچھ دیر میں دوپہر ڈھلے ہم لوگوں نے نماز پڑھی نماز سے فارغ
ہو کر بیٹھے تھے کہ کسی نے کہا کہ وہ دیکھو سواروں کا غول دریا کے پار لڑائی
فتح کئے ہوئے آتا ہے یہ سن کر جلد ہم لوگ کوٹھوں پر چڑھ کر دیکھنے لگے
تو دور سے معلوم ہوا کہ پانچ چھ سو سواروں کا پرہ اکوڑے کی طرف سے چلا
آتا ہے اور اُس کے پیچھے پیادے وغیرہ متفرق دس پندرہ پندرہ بیس بیس
آگے پیچھے چلے آتے ہیں ان کو دیکھ کر ہم لوگوں نے کہا کہ خدا خیر کرے کچھ طور
بے طور معلوم ہوتا ہے پھر اور بھی لوگ ایک ایک دو دو آتے گئے اور خبریں
مختلف بیان کرتے گئے مگر حال مفصل اُس لڑائی کا زبانی عبداللہ شاہ
کے جن کا حضرت امیر المومنین نے عبداللہ خاں نام رکھا تھا معلوم ہوا
وہ خاص اس معرکہ میں تھے وہ کہتے تھے کہ جب اکوڑے کے ورے
سے صبح کو لشکر نے واسطے لڑائی کے کوچ کیا تو چند آدمی ہم بھی سردار

فتح خاں کے ہمراہ گئے جب جا کر سیدو میں سکھوں کے مقابل پر پہنچے تو
وہاں دیکھا کہ لشکر ساتھ اس شکل کے جا ہوا کھڑا تھا کہ جانب دکھن
لشکر سردار یار محمد خاں کا متصل پہاڑ کے پہرہ باندھے کھڑا تھا
اور اس کے بائیں طرف لشکر سلطان محمد خاں کا تھا اور اُس کے
بائیں طرف سردار پیر محمد خاں کا لشکر تھا اور اُس کے بائیں اور تمام خوانین
یوسف زئی فتح خاں اور اشرف خاں اور خادے خاں وغیرہم اپنے
اپنے لوگ لئے ہوئے کھڑے تھے اور اُس طرف سکھوں نے اپنے لشکر سے آگے
بڑھ کر ایک نالے میں چار مورچے چار جگہ لگائے تھے جب لشکر ہمارا اُن
کے قریب پہنچا تب وہ نالے سے بندوقیں مارنے لگے اور باقی سکھ لشکر
سے آٹھ ضرب توپ سر کرنے لگے اور ہماری طرف سے بھی توپیں چلنے
لگیں اس عرصہ میں سردار سلطان محمد خاں اور پیر محمد خاں اور فتح خاں
نے اپنے اپنے سوار لے کر گھوڑوں کی باگیں اٹھائیں اور جا کر وہ نالہ لیا
اُس نالے کے چاروں مورچوں کے سکھ بھاگ کر اپنے لشکر میں جا گھسے
اور موضع سیدو کی طرف سے شاہزادہ مع اپنی جماعت اور باقی اور
غازی لے کر لشکر میں جا کودا اور سردار یار محمد خاں اپنے سوار لئے ہوئے
جہاں کھڑا تھا وہیں کھڑا رہا جگہ سے نہ ہلا اس عرصہ میں کئی حملہ غازیوں نے
کئے سکھوں پر اور سکھوں نے غازیوں پر ناگہاں ایک گولہ توپ کا سکھوں
کی طرف سے سردار یار محمد خاں کے قریب آیا اُس میں کئی سوار اڑ گئے
یہ واقعہ دیکھ کر یار محمد خاں نے پیچھے کو باگ پھیری اور بھاگا اُس کے

بھاگتے ہی تمام سوار اُس کے بھاگے اس طرف میدان خالی دیکھ کر
دو تین ہزار سوار سکھوں کے اپنے سنگر سے نکلے یہ حال دیکھ کر کہ
سکھ آپہنچے نالے والے سواروں نے حملہ کیا اور اُن میں جا کر گڈمڈ
ہو گئے اور کئی بار اُنھوں نے ان کا حملہ پھیرا اور اُنھوں نے اس عرصہ
میں ایک سوار نے پکار کر کہا کہ یار محمد خاں تو اپنے سوار لے کر بھاگ گیا یہ
خبر تو اپنے سوار لے کر بھاگ گیا یہ خبر وحشت اثر سُن کر سکھوں کے مقابلہ
سے یہ تمام سوار پیچھے ہٹے اور بھاگے اور سکھوں نے ان کا تعاقب کیا اور ادہر
یہ حال دیکھ کر گدڑی شاہزادہ مع جماعت موضع سید وں میں مورچہ پکڑ کے
بیٹھ گیا پھر میں بھی اپنے لوگوں کے ہمراہ وہاں سے روانہ ہوا اور کوئی پانچھ
سو سوار سکھوں نے ہمارا تعاقب کیا جس طرح وہ ہم لوگوں کو بندوقیں مارتے
چلے آتے تھے اُسی طور ہم لوگ بھی اُن کو بندوقیں مارتے ہوئے پیچھے ہٹتے اکوڑے
کی طرف چلے جاتے تھے جب ہم لوگ اپنے ڈیروں خیموں کے نزدیک آئے اور
حضرت امیر المومنین علیہ الرحمۃ کو وہاں نہ پایا اور وہاں یہ حال دیکھا کہ
لوٹ سی پڑی ہے کہ جو اسباب اُٹھانے کے قابل ہے ہر ایک لئے ہوئے
چلا جاتا ہے یہ حال خیال کر کے میری طبیعت بہت پر ملال ہوئی پھر
جب میں وہاں سے آگے چلا تو دس بندرہ اپنے ہندوستانی لوگ ملے
اُن سے میں نے پوچھا کہ حضرت کہاں گئے اُن میں سے شیخ کریم بخش
بنارسی نے کہا کہ جب یار محمد خاں وہاں سے بھاگا اور اس کے سوار اس

طرف آنے لگے تب لوگوں نے مولانا محمد اسمٰعیل صاحب سے عرض
کیا کہ لڑائی بگڑ گئی درانیوں نے دغا کیا اور حضرت کو ہوش نہیں ہے
جلد یہاں سے چلنے کی تیاری کیجئے یہ سن کر مولانا صاحب حضرت امیر المومنین
علیہ الرحمۃ کو ہاتھی پر لئے ہوئے چلے اور ہم لوگ ہندوستانی آپ
کے ہمراہ رکاب ہوئے کچھ تھوڑی دیر گئے ہونگے کہ فیلبان نے اپنے
پیچھے دیکھا کہ سکھوں کے سوار بندوقیں مارتے ہوئے چلے آتے ہیں مولانا
صاحب سے کہا کہ میں آپ کی خیرخواہی کے واسطے عرض کرتا ہوں کہ اس وقت
حضرت کو تو گھوڑے پر سوار کر کے چند آدمیوں کے ہمراہ پہاڑ کی طرف جو
ایک گاؤں ہے اُدھر کو روانہ کر دو اور تم سب جمعیت کے ہمراہ اسی ہاتھی
پر سوار ہو کیونکہ سکھوں کے سوار جو آتے ہیں عجب نہیں کہ اسی ہاتھی کے اوپر
حضرت کا خیال کر کے آویں یہ سن کر جلد مولانا صاحب نے ایک گھوڑے
پر حضرت کو سوار کرانا چاہا اس میں حضرت کو قدرے ہوش آیا پوچھا
کہ مولانا صاحب لڑائی کا کیا طور ہے اُنہوں نے عرض کیا کہ یار محمد خاں نے
دغا کیا لڑائی بگڑ گئی سو اس وقت یہ صلاح ہے کہ آپ گھوڑے پر سوار ہو کر
پہاڑ کی طرف تشریف لے چلیں اور میں اسی ہاتھی پر لوگوں کو لئے ہوئے
اور طرف سے آپ کے پاس آتا ہوں پھر حضرت گھوڑے پر سوار ہو کر چند
ہندوستانیوں سے پہاڑ کی طرف روانہ ہوئے اور ہم لوگ مولانا صاحب کے
ہاتھی کے ہمراہ رہے پھر تھوڑی دور تک ہم ساتھ گئے پھر مولانا صاحب
بھی ہم سے آگے نکل گئے ہم کو اب نہیں معلوم کہ وہ کہاں پہنچے فقط اتنا

حال شیخ کریم بخش بنارسی کی زبانی معلوم ہوا قدرے مجکو
تسلی ہوئی کہ الحمد للہ دونوں صاحب سلامت تو ہیں اور اُس وقت
تک ہمارے پیچھے موضع سیدو میں توپ اور شاہیں چلتی رہیں مینے
جو گڈڑی شاہزادے کو مع جماعت سیدو میں چھوڑا تھا اُنہیں سے
لڑائی ہوتی ہوگی سوان کے اور تو ہمارے لشکر سے وہاں کوئی نہ تھا اور
جو سکھوں کے سواروں نے ہمارا تعاقب کیا تھا وہ بھی تھوڑی دور ہم
لوگوں کے پیچھے آئے پھر وہ بھی ہمارے ہی لشکر کے ڈیرے خیمے لوٹنے میں مشغول
ہوئے میں اس طرف چلا آیا سو یہاں تک اُس لڑائی کا حال زبانی
عبد اللہ خاں کے معلوم ہوا پھر اس عرصہ میں کچھ دن باقی تھا کہ دریائے لنڈے
کے پار سے ایک ملکی نے آواز دی کہ گانوں والو جلد بھاگو لڑائی شکست
ہو گئی درانیوں نے سید پادشاہ کے ساتھ دغا کی سکھوں کے سوار آتے
ہیں یہ خبر وحشت اثر سنتے ہی نوشہرے والے اپنا اپنا اسباب زنانے بچے لادنے میں
مصروف ہوئے اور ہم لوگوں سے کہا کہ غازیو تم بھی ہمارے ساتھ چلو جو ہمارا
حال وہ تمہارا ہمارے لوگوں نے کہا کہ ہم تو پنجتار کو جاوینگے وہاں
اور بھی ہمارے ہندوستانی ہیں اور تم لوگ خدا جانے کہاں جاؤ گے ہمارا
تمہارا ساتھ کیونکر ہو پھر وہ تو اپنا اپنا اسباب لے کر جدہر سینگ سمایا روانہ
ہونے لگے اور ہمارے لوگ بھی اپنے چلنے کی تیاری کرنے لگے اور دو چار پانچ
کجاوے جو حضرت امیر المومنین علیہ الرحمہ نے نوشہرے میں بروقت رخصت

کے عبدالقیوم سے فرمایا تھا کہ ہم تو جاتے ہیں جب خدا ملاویگا تب ملیں گے
تم چار پانچ کجاوے جلد بنوا کر تیار رکھو شاید کہ تمہارے ہی کام آویں سو
اُس وقت جب یہ واقعہ پیش آیا تب معلوم ہوا کہ شاید آپ نے الہام الٰہی
سے فرمایا تھا پھر رات بھر تو جیسے تیسے ہم لوگ وہیں رہے صبح کو وہی کجاوے
اونٹوں پر کسے اور باقی جو خچر ٹٹو تھے وہ تیار کئے اور جو لوگ وہاں زخمی
اور بیمار تھے ان کو سوار کیا ان میں سے جو چند صاحب نامی تھے وہ ہیں،
شیخ ولی محمد صاحب پھلتی اور شیخ امجد علی ولد شیخ فرزند علی غازی پوری
اور قاضی حمایت اللہ اور قاضی برہان الدین اور ابراہیم خاں خیرابادی
اور خدا بخش پنجابی اور عبدالوہاب اور حاجی حمزہ علی خاں اور سید
رستم علی اور خدا بخش بنارسی چبار نالی بندوق والے اور حاجی عبداللہ
مولانا اسمٰعیل کی جماعت والے اور باقی صاحبوں کے نام یاد نہیں پھر ان
سب صاحبوں کو ہم کئی آدمی موضع تور میں پہنچانے کو لے گئے اور جو جو
قدرے تندرست تھے ان کو وہیں چھوڑا کہ دوسری بار لیجاویں گے
پھر دوپہر کے درے ورے ہم ان کو لے کر تور میں مع الخیر داخل ہوئے
اور موضع مذکور کا رئیس بہادر خاں نام وہ بھی اُس لڑائی میں گیا تھا
مگر وہ ہم سے پیشتر اُسی روز وہاں آیا تھا ہم کو دیکھ کر نہایت خوش ہوا اور
جلد اپنی گڑھی کے اندر کا مکان خالی کرا کر ہمارے بیماروں کو بآرام تمام
اُتارا پھر ہم نے کہا کہ سردار جانور ہمارے بھوکے ہیں ان کے چارے دانے

کی کیا تدبیر کریں اُس نے اپنے لوگوں سے کہا کہ ہمارے گیہوں کے کھیتوں
میں اُن کے سب جانور چھوڑ دو پھر وہ جانور کھیتوں میں چرنے لگے اور
تمام عورتیں اُس بستی کی آئیں اور ہم لوگوں سے پوچھنے لگیں کہ کہو سید
بادشاہ کہاں ہیں باوجودیکہ تمام عزیز واقربا بھی ان کے اس لڑائی
میں گئے تھے مگر ان کو کوئی عورت نہیں پوچھتی تھی اس طرح جان و
دل سے ہر ایک حضرت پر فدا تھی اور وہ تمام دعائیں دیتی تھیں کہ
الٰہی سید بادشاہ کو صحیح وسلامت رکھ پھر سوا پہر دن رہے ہم اپنے
اونٹ خچر ٹٹو کھیتوں سے لائے اور پھر باقی لوگوں کو لینے نو شہرے
کو چلے جاتے جاتے شام کو پہنچے گاؤں کے اکثر لوگ نکل گئے تھے اور جو
تھے وہ بھی جانے کی تیاری کر رہے تھے ہم سے اُنہوں نے کہا کہ بھائیو جلد
اپنے لوگ یہاں سے لیجاؤ یہاں گرم خبر ہے کہ کل سکھ اس طرف
اُترینگے پھر پہر رات رہے سے ہم سب اپنے آدمی لے کر روانہ ہوئے کوئی
پہر دن چڑھے تو رو میں داخل ہوئے اور دلوں پر ہمارے نہایت بےچینی
اور بیقراری تھی نہ حضرت امیرالمومنین کا مفصل حال معلوم تھا نہ مولانا
محمد اسماعیل صاحب کا اور نہ اپنے ہندوستانیوں کا جو اس لڑائی میں گئے
تھے اور جو لوگ ساتھ تھے ان کا غم جُدا کہ خدانخواستہ اگر سکھ آئے تو
اُن سے نہ تو مقابلہ کیا جاویگا اور نہ بھاگا جاویگا مگر جس وقت یہ بات
یاد کرتے تو دل کو قدرے تسکین ہوتی کہ کئی بار ہم لوگوں کے روبرو

مولوی یوسف صاحب اور میاں جی محی الدین پھلتی اور میاں جی چشتی
اور مولوی امام الدین صاحب بنگالی نے بعضے وقت بے تکلفانہ حضرت
امیرالمومنین علیہ الرحمۃ سے پوچھا تھا کہ اس ملک ہندوستان میں ادنیٰ
ادنیٰ پیر و شہید جن کی ولایت اور کرامت سے چنداں کوئی واقف بھی نہیں
مگر ان کی قبروں کو جہلا لوگ کس طرح سے پوجتے ہیں کہ کچھ بیان کی حاجت
نہیں اور آپ تو اس وقت میں حقیقۃً پیران پیر ہیں اور آپ کی کرامتیں اور
خرق عادات دیکھنے والے ہزاروں بلکہ لاکھوں موجود ہیں سو آپ کے مزار
پر انوار کو تو خوب ہی لوگ پوجینگے اور اس پر نذر و نیاز چڑھاویں گے
اس بات کو سن کر آپ نے ہر بار یہی فرمایا کہ تم اس بات سے بے فکر رہو
اس واسطے کہ مجھکو جناب الہی سے الہام ہوا ہے کہ اگر کوئی مجھ پر جادو کریگا
یا کوئی مجھکو زہر دیگا سو تو ان صدموں سے نہ مریگا اور جس دن تیری
موت کا وقت آویگا تو تیری لاش کوئی نہ پاویگا جب میری لاش
ہی کسی کو نہ ملے گی کوئی قبر کیونکر بناویگا اور کس طرح پوجیگا اور
بعضے وقت یہ حال خیال کر کے دل کو ملال ہوتا کہ کئی بار الہام غیبی سے ہم
لوگوں کے سامنے آپ نے یہ بھی فرمایا کہ ایک وقت مجھ پر ضرور آنے والا
ہے کہ میں تم لوگوں سے جدا ہو جاؤنگا اور تم لوگ بعد میرے اس طور پراگندہ
ہو جاؤ گے جیسے تسبیح کا ڈورا ٹوٹ جاتا ہے دانے جابجا منتشر ہو جاتے ہیں
نہ مجھکو تمہاری خبر معلوم ہوگی نہ تم کو میری ہم خیال کرتے کہ الٰہی وہ جدائی

کا دن یہی تو نہیں الغرض ہم اسی تشویش اور تردد میں تھے کہ سردار بہادر
خاں نے ہم لوگوں کو اپنے پاس بلایا اور کہا کہ بھائیو میں تمہارا خادم اور
خیر خواہ ہوں پر کیا کروں عاجز اور ناچار ہوں سکھوں کے آنے کی اس طرف
خبر ہے اور میں اُن کے مقابلہ کے لائق نہیں مناسب یہ ہے کہ تم اپنے ان
بیماروں کو یہاں سے جلد نکال کر اور کہیں امن کی جگہ میں لیجاؤ خان ممدوح
یہی گفتگو کر رہے تھے کہ اُسی بستی کے دو آدمی لڑائی سے بھاگے ہوئے آئے
خان موصوف نے اُن سے پوچھا کہ تم کس طرف سے آتے ہو کچھ تم کو سید بادشاہ
کا بھی پتہ معلوم ہے اُنھوں نے کہا کل سید بادشاہ اور مولانا محمد اسمٰعیل
صاحب اور ہم ایک ہی گھاٹ اور ایک کشتی پر اُترے تھے حال یہ تھا کہ چند
لوگ ہندوستانی سید بادشاہ کو چارپائی پر لئے ہوئے آئے اُس وقت گھاٹ
پر بکثرت ملکی بھی تھے اور درانیوں کے لوگ بھی تھے ملکی کہتے تھے کہ ہم پہلے اُتریں
اور درانی کہتے تھے ہم اُتریں اس رد و بدل میں سید بادشاہ کی چارپائی
درانی کشتی پر نہیں رکھنے دیتے تھے وہ بیچارے ہندوستانی شش و پنج میں متردد
تھے اور پیچھے سے سکھوں کی آمد کی خبر گرم تھی اس عرصہ میں مولانا محمد اسمعیل صاحب
اپنی جماعت کے ساتھ مسلح گھاٹ پر آپہنچے اور سب کو دور دبک کر کے کشتی
سے اُتار کر وہ شور و غل کرتے ہی رہے جلد سید بادشاہ کی چارپائی کشتی پر
دھری اور اپنے سب لوگ لے کر کشتی پر سوار ہوئے اُنھیں کے ساتھ چند ملکی
ہم بھی سوار ہوئے کشتی اس پار کو روانہ ہوئی اس عرصہ میں ہمارے پیچھے تین

چار کوس موضع پنج پیر میں سکھوں نے آگ لگائی یہ حال دیکھ کر تمام
اس پار والے گھبرائے کہ سکھ آپہنچے مگر ہماری کشتی مع الخیر اس پار آ لگی
ہشت نگر کے سادات سید بادشاہ اور سب ہندوستانیوں کو اپنے مکان پر
لے گئے اور ہم لوگ بھی اُنھیں کے ساتھ چلے گئے اُس وقت کچھ تھوڑا سا دن
باقی تھا کوئی دو تین گھڑی اور سید بادشاہ بعضے وقت قدرے ہوش میں آتے
مولانا محمد اسمعیل صاحب سے پوچھتے کہ آپ کی طبیعت کیسی ہے آپ ان کو تسلی
دیتے کہ فضل الٰہی ہے آپ کچھ اندیشہ نہ کریں اللہ تعالیٰ اس صدمہ سے تجکو زندہ
رکھے گا پھر ہشت نگر کے سیدوں نے یہ مشورہ کیا کہ سید بادشاہ کو یہاں سے
موضع جلالہ اور موضع تحیٰی اور موضع یلیٔ کی طرف لیجاویں اور موضع باغ
میں ہو کر موضع خیدلئی کو پہنچاویں پھر پہر رات رہے سیدوں نے اپنا ایک آدمی
ہمراہ کر کے اُسی طرف کو روانہ کیا مگر دو آدمی سید بادشاہ کے کچھ مریض سے
تھے وہ نہ گئے کہا ہم دو چار دن ہشت نگر میں رہینگے جب صبح ہوئی تو سکھوں
کے سوار گھاٹ پر آپہنچے اُس وقت خیدلئی ہم اور وہ دونوں ہندوستانی)
ہشت نگر سے چلے کچھ دور تو وہ دو ہندوستانی ہمارے ساتھ آئے پھر
ان سے زیادہ چلا نہ گیا پیچھے رہگئے باقی ہمارے لوگ راہ سے پھوٹ پھوٹ
کر اپنی اپنی بستیوں کو گئے ہم دونوں ادھر اپنی بستی کو چلے آئے یہ خبر فرحت اثر
سُن کر ہم لوگ بشاش ہو گئے کہ الحمد للہ اتنا تو حال معلوم ہوا کہ حضرت
امیر المومنین اور مولانا محمد اسمعیل صاحب دریا کے ادھر سے بعافیت تمام اُتر
آئے اور جہاں جانے کا ہم نے ارادہ کیا ہے وہیں کو وہ بھی تشریف لے گئے

پھر صبح کو ہم سب لوگ موضع تورد سے پنجتار کی طرف روانہ ہوئے
جو لوگ زیادہ بیمار تھے اُن کو تو سوار کیا اور باقی پیدل چلے کوئی تین
چار کوس چلے ہوں گے کہ وہاں مظہر علی غازی پوری اور شیخ خیر اللہ احمد آبادی
ملے ان کو دیکھ کر اور زیادہ ہم کو تسکین ہوئی کہ ان سے اب حال مفصل معلوم
ہوگا پھر ہم نے میاں مظہر علی صاحب سے حضرت کا حال پوچھا تو انھوں نے
وہی تمام واقعہ بعینہ بیان کیا جو موضع تورد میں سردار بہادر خاں اور
ہمارے سامنے ان دونوں ملکیوں نے بیان کیا تھا اس وقت ہم نے
جانا کہ وہ ہندوستانی دونوں جن کا وہ دونوں ملکی بیان کرتے تھے کہ
ہشت نگر سے تھوڑی دیر تک ہمارے ساتھ آئے پھر نہ چلا گیا پیچھے رہ گئے
وہ یہی دونوں صاحب ہیں مگر ان کے بیان سے زیادہ مظہر علی نے ایک بات
یہ کہی کہ ہم نے ہشتنگر والوں سے سنا تھا کہ گھاٹ پر جو وقت اُترنے
حضرت امیر المومنین کے درانیوں نے لوگوں میں شر و فساد مچایا تھا اور حضرت
کو اُترنے نہیں دیتے تھے سبب یہ تھا کہ ان کو یار محمد خاں نے بھیجا تھا کہ تم
گھاٹ پر ایسا شور و فساد مچانا کہ پہر ڈیڑھ پہر کا اُن کے اُترنے توقف ہو جاوے
تب تک سکھوں کے سوار جا پہنچیں گے تم الگ کے الگ رہ گے وہ آپ
سید صاحب سے جیسا چاہیں گے سمجھ لیویں گے پھر اس بات سے ہم کو اور بھی
زیادہ یقین ہوا کہ وہ لوگ یار محمد خاں کے بھیجے تھے اس واسطے کہ جب
حضرت اس پار اُترے تب وہ سب اُسی پار رہے ادھر کوئی نہ اُترا
پھر ہم نے پوچھا کہ بعضے بعضے کی زبانی سننے میں آیا ہے کہ یار محمد خاں نے

نے حضرت امیرالمومنین کو زہر دیا تھا یہ بات سچ ہے اسی سے آپ کو
یہ عارضہ ہو گیا یا کوئی اور بیماری ہے اُنھوں نے کہا یہ تو بات مشہور ہے
کہ یار محمد خاں نے کچھ گنڈیریاں اور کھچڑی زہر آلودہ بھیجی تھی اُس کے کھاتے
ہی حضرت کی طبیعت بگڑ گئی سب معلوم کر گئے کہ اس کھانے میں کوئی زہر
تھا مگر درانی لوگ بہت تھے اور ہم ہندوستانی تھوڑے اس جہت سے
کچھ قصہ قضیہ کرنا ہم لوگوں نے مناسب نہ جانا سب معاملہ خدا پر چھوڑا
اور مصلحتاً اُنہیں کے ساتھ رلے ملے رہے پھر ہم نے پوچھا کہ گذری
شاہزادے کا مفصل حال معلوم ہے کہا ہاں اتنا حال تو بیشک معلوم ہے
کہ اُس دن موضع سیدو میں شام تک توپ چلتی رہی اور وہاں سوا گدڑی
شاہزادے کے لوگوں کے سکھوں کے مقابلہ میں کوئی نہ تھا مگر یہ حال
معلوم نہ ہوا کہ وہ سب لڑ بھڑ کے کس طرف چلے گئے یا وہیں کرتے رہے
ہم لوگ چلے جاتے تھے شام کو موضع ڈاگئی میں پہنچے اور موسم گندہ بہار
کا تھا اُس وقت قطرہ افشانی بھی ہو رہی تھی اور اکثر ملکی لوگ مصری
بانڈی اور دو ڈہرا اور لاہور اور جلسئی اور کنڈہ وغیرہ کے جو اباسین
کے کنارے گاؤں تھے سکھوں کے خوف سے بھاگ آئے تھے اور ہم بھی
وہیں پہنچے وہاں کے رئیس نے اپنی بستی کی بربادی کا خیال کر کے کہ ان
کے سبب سے کہیں سکھوں کے سوار یہاں نہ آویں ہم لوگوں سے کہا کہ صاحب
تم یہاں سے کوچ کر جاؤ تم کو رہنا یہاں مناسب نہیں یہ سُن کر ہم لوگوں
کو بڑی تشویش ہوئی کہ رات کا وقت اور تھوڑا تھوڑا پانی بھی برستا

ہے نہ کہیں جانے کا وقت ہے نہ رہنے کا ٹھکانا مگر جیسے تیسے رات بھر ہم
لوگ وہیں رہے اور اس ملک کا دستور ہے جو کسی طرف سے قافلہ مسافروں کا
آتا ہے تو بقدر مقدور بستی والے اُن کی مہمانداری کرتے ہیں سو ہم لوگوں کو بھی
کھانا کھلایا اور پانی پلایا ہم نے جانا کہ یہ بھی حضرت امیر المومنین علیہ الرحمۃ کا
طفیل ہے اور اللہ تعالیٰ کو اپنے بندوں کی پرورش ہر نوع منظور رہے ہیں
تو اس گھڑے وقت ہم لوگوں کو کون پوچھتا پھر صبح کو پانی برستے ہی ہیں
ہم لوگ وہاں سے چلے دو ڈھائی کوس گئے ہونگے کہ ابر کھل گیا پانی برسنا
موقوف ہوا پھر اُس دن شام کو ہم سب موضع نئی کیلے میں رہے پھر صبح
کو وہاں سے موضع سنج جانی میں جا کر ڈیرا کیا وہاں کے لوگوں سے معلوم ہوا
کہ حضرت امیر المومنین علیہ الرحمۃ اور مولانا محمد اسمٰعیل صاحب مع جماعت موضع
باغ میں داخل ہوئے اور وہاں سے موضع باغ رات بسے کا رستہ تھا پھر
صبح کو ہم وہاں سے روانہ ہوئے دامن کوہ میں ایک بستی تھی شام کو وہاں رہے
پھر صبح کو چلے موضع باغ میں داخل ہوئے اور حضرت امیر المومنین علیہ الرحمۃ سے
ملے مگر آپ کا وہی حال دیکھا جیسا رستہ میں مظہر علی غازی پوری سے سنا تھا
کہ آپ کسی وقت ہوش میں ہوتے تھے اور کسی وقت بے ہوش پھر اس روز ہم
سب وہیں رہے صبح کو فتح خاں سردار مولانا محمد اسمٰعیل صاحب سے مشورہ
کر کے حضرت کو مع تمام مجاہدین موضع جیدئی میں کہ وہاں سے ڈھائی
تین کوس تھا لے گیا اور ایک مکان خالی کرایا اس میں حضرت امیر المومنین

علیہ الرحمۃ کو رکھا اور باقی مجاہدین کو مسجد اور حجروں میں اُتارا جس دن
ہم سب پنڈائی میں گئے اُس کے آٹھویں روز حضرت علیہ الرحمۃ کو باخوبی
ہوش آگیا اور ہم لوگوں کو غمگین اور اُداس دیکھ کر مولانا محمد اسمعیل صاحب
کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ میاں صاحب کیا حال ہے اور یہ تمام ہمارے
بھائی مجاہدین کیوں اُداس اور غمگین سے ہیں مولانا صاحب نے جس روز سے آپ
کو بسبب زہر کے بیہوشی ہوئی تھی اور اس وقت تک جب آپ کو ہوش آیا اب
حال جو لائق کہنے کا تھا بیان کیا کہ ان صاحبوں کی اُداسی کا یہ سبب ہے پھر آپ
نے پوچھا کہ ہمارے اور مجاہدین بھائی کہاں ہیں مولانا صاحب نے کہا کہ پنجتار میں
اور تورو میں ہیں آپ نے فرمایا اُن سب کو یہاں بلوالو اور فرمایا کہ مولانا صاحب
ہمارے سب مجاہدین بھائیوں کی تسلی اور دلجمعی کردو کہ یہ جو کچھ حال ہم پر اور
سب بھائیوں پر گذرا کچھ جناب الٰہی میں ہم لوگوں سے خطا اور بے ادبی ہوئی ہے
اُسی کا یہ بدلہ ہے اور یہ بھی ایک امتحان الٰہی تھا ایسی ایسی آزمائشوں پر ہم لوگوں
کو اور ہمارے مجاہدین بھائیوں کو ثابت قدم رکھے اور ہماری تکلیف کو ساتھ رحمت
کے بدل کرے اور اُن لوگوں نے جو ہم کو زہر دیا سو یہ بھی حکمت الٰہی سے خالی
نہیں یہ بھی ایک سنت حضرت خیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہم سے ادا ہوئی پھر
آپ ننگے سر ہو کر جناب باری میں ساتھ کمال الحاح وزاری کے دعا کرنے لگے
کہ الٰہی یہ ہم سب تیرے بندے ذلیل وخاکسار عاجز و ناچار ہیں اور سوا تیرے
ہمارا نہ کوئی حامی و مددگار ہے محض تیرے ہی فضل و کرم کے اُمیدوار ہیں اور

ہم قابل امتحان اور آزمائش تیری کے نہیں ہیں ہماری خطاؤں کو
نہ پکڑ اپنی رحمت سے معاف کر اور ہم کو اپنی راہ مستقیم پر ثابت قدم رکھ
اور جو لوگ تیری اس راہ کے مخالف ہیں ان کو ہدایت کر اسی طرح کے الفاظ
باربار بتکرار زبان الہام بیان سے نکالتے تھے اور ہم سب لوگ آمین آمین
کرتے تھے پھر بعد فراغ دعا کے سب کو تسلی اور دلاسا دیا کہ بھائیو مت گھبراؤ
اللہ تعالیٰ تم پر اپنا فضل و کرم کریگا پھر پنجتار کے سب غازی بلائے گئے
اور تمام اُسی بستی میں آکر جمع ہوئے اور بیس پچیس آدمی موضع تورو میں میاں
عبدالقیوم صاحب بہادر خان کے پاس جو وہاں کے خان تھے چھوڑ آئے
تھے سواریاں بھیج کر ان کو بھی حضرت علیہ الرحمۃ نے بلوالیا وہ بیار لوگ تھے
ان میں سے جن صاحبوں کے نام یاد ہیں یہاں پر لکھے جاتے ہیں جیسے سید
عبدالرحمٰن صاحب اور سید موسیٰ صاحب اور سید ابوالقاسم اور سید ابو محمد
اور سید دا ابوالحسن اور سید اسمٰعیل اور شیخ عبدالرحمٰن اور احمد اللہ
ان کے بھائی اور عبدالرحمٰن خاں اور محمد سعید خان یہ سب بریلی اور
نصیرآباد کے تھے مولانا محمد اسمٰعیل صاحب دہلوی اور شیخ ولی محمد اور میاں
جی محی الدین اور سعدالدین اور عمادالدین اور ضیاءالدین اور صلاح الدین اور
ناصرالدین اور عبدالحکیم اور عبدالواحد اور مولوی محمد یوسف اور محمد حسن اور
عبدالرؤف اور عبدالرحمٰن یہ سب پھلت کے تھے اور مولانا ولایت علی اور
میر امام علی اور واحد علی اور محمدی اور سید کرامت اللہ اور حاجی ولی اللہ اور

عبدالواحد اور نبی حسین اور طالب حسین اور مظہر علی اور عبدالقادر اور عبدالرحیم
یہ سب عظیم آباد کے تھے اور مولوی امام الدین صاحب اور ظہور اللہ اور لطف اللہ
اور طالب اللہ اور فیض الدین اور قاضی مدنی یہ سب بنگالے کے تھے اور شکر اللہ
اور امان اللہ خاں اور قادر بخش اور دوسرے قادر بخش اور عبدالکریم اور
محمود یہ سب لکھنؤ کے تھے اور عبدالخالق اور کریم اللہ اور خدابخش اور
غازی خاں اور مظہر علی اور میاں گدڑی اور میاں لاہوری یہ سب غازی پور
کے تھے اور حاجی زین العابدین اور نعیم خاں اور حاجی عبداللہ اور پیر خاں
اور میاں خدابخش اور میاں الٰہی بخش یہ سب رام پور کے تھے اور شیخ رمضان
اور پیر خاں اور عمر خاں اور منگل خاں اور عبدالجبار خاں اور خیریت خاں اور
خدابخش اور رمضان خاں اور عبدالسبحان خاں اور فقیر اللہ یہ سب مور کے
تھے اور کریم بخش اور احمد اور عبدالمنان اور خدابخش یہ چاروں بنارسی
تھے اور حافظ جانی اور حافظ آنی اور حافظ محب اللہ خاں اور دنیا شاہ اور
حافظ امام الدین اور پیر محمد یہ پانی پتی تھے اور قاضی حمایت اللہ اور برہان الدین
اور شیخ عبدالوہاب اور خدابخش یہ سنجاروں کے تھے اور منشے اور محمد ملاح
دونو سندی اور نور محمد اور احمد اور عبدالرحمن یہ تینوں فتحپوری کے اور عبدالحکیم
خاں لہاری کے اور کریم بخش گھاٹم پوری اور کریم بخش اور دوسرے
کریم بخش سہارنپوری اور حاجی یوسف صاحب کشمیری پیر خاں دہنی
شیخ منور قدوائی مولوی امیر الدین ولایتی ہدایت اللہ بانس بریلی کے

عبدالبدا اور فقیر اللہ احمد آبادی شادل خاں گنج پوری کے شیخ عبدالرحمن
خیرابادی امام الدین اور محمدی تبئی والے عبداللہ گجراتی محمدی بردوانی
حاجی عبدالرحیم ہندوستانی اور سید رستم علی جلیکا نیوالے اور کریم بخش
خیاط اور عبداللہ بخش خیاط فیض ابادی اور نور بخش اور رحیم بخش اور
حاجی جانی یہ تینوں جراح اور خدا بخش خنگی اور مہربان خاں اور دین محمد
پلٹنی اکبر خاں نور داد خاں بکیہ نور خاں حافظ الہی بخش عنایت اللہ
شیخ عبدالرحمن رائے بریلی کے حافظ عبدالکریم پانی پتی حافظ ولی محمد حافظ
واقف علی حافظ اللہ یار حافظ میر خاں مولوی سعد اللہ مولوی عباد اللہ
عبدالرحمن مدراسی بادل خاں واصل خاں ارادت خاں اور اُن کے بھائی
ابراہیم خاں نہال خاں اور ستیم ہمراہی عبدالمجید خاں کے اور غازی الدین
اور شیخ امام علی اور محمد حسن حنفی اور عبداللہ بسم اللہ اور لعل محمد ہمراہی مولوی
امام الدین صاحب اور لکھیر اور منصب خاں اور شیخ رحم علی اور
مرزا امانت علی اور عبداللہ والیا اور عبدالرزاق اور ان کے بھائی
نور احمد جو حضرت امیرالمومنین علیہ الرحمۃ کے حالات روزمرہ کے کاتب تھے
اور ابراہیم خاں اور شادل خاں اور میاں جی چشتی اور ظہور اللہ چشتی
اور حاجی رحیم بخش اور شیخ حسن علی صاحب اور اُن کے بھتیجے عبدالقادر
اور دین محمد صاحب اور عبدالقیوم اور شیخ امیر اللہ اور شیخ کرامت اللہ
اور منیر اور نصیر الدین اور بخش اللہ خرد اور سید جمعیت علی اور فرحام

م صاحب کے عزیزوں میں تھے اور حاجی حمزہ علی خاں اور نظام الدین اولیا

خادم حضرت امیر المومنین علیہ الرحمۃ کے اور فیض اللہ شیدی اور عبد الرحیم
حجام اور مرزا امیر بیگ اور نظام الدین خاں اور سید صادق علی اور
شیخ بلند بخت دیبن کے اور مراد خاں اور بخش اللہ خاں اور شیخ نصر اللہ یہ
تینوں خرجہ کی اور عبد الرحیم اور مخدوم بخش یہ دونوں فیچوری کے اور
نور سندی اور رحمت خاں رامپوری اور شیخ درگاہی غازی پوری
اور میر اولاد علی عظیم آبادی اور امجد خاں گنتی کے اور محمد حسین سہانپوری
اور پیر محمد قاصد اور لعل محمد اور ملا عزت اور قطب الدین اور ملا بازار اور
ملا جمعہ اور خان بہادر اور خیر اللہ خاں غزنوی اور ملا گلزار اور اللہ بخش
اور جعفر خاں اور قلندر اور نور محمد اور محمد اور ملا نور خاں اور احمد کشمیری
اور ملا علی خاں اور مومن خاں اور سید دین محمد یہ اٹھارہ لعل محمد سے یہاں
تک ولایتی قندہاری اور یہ خاکسار فتح علی عظیم آبادی یہ تمام نام دو سو اور
تین ہوئے اور باقی صاحبوں کے نام فراموش ہو گئے اور وہاں ان دنوں
بیماری کا یہ حال تھا کہ ان تمام لوگوں میں گنتی کے چھ سات آدمی تندرست
تھے اور باقی سب بیماروں کی خدمت کرتے تھے اسی طور کم و بیش اور دن
کو بھی خیال کیا چاہیے اور کھانے کی تنگی کا یہ حال تھا کہ ایک ایک مٹھی
مکئی ہر آدمی کو ملتی تھی اُسی کو ہم لوگ تندرست چکی میں پیس لاتے اور
لپٹی پکا کر ان مریضوں کو کھلاتے اور ہم کھاتے اور ایک گھاس ترش

مزہ تیتا ہوتی تھی جس کو فارسی میں سہ برگہ کہتے ہیں اس کو پیس کر
اور چھان کر اور قدرے نمک ملا کر ان مریضوں کو پلاتے تھے وہاں یہ
دوا تھی اور جس دن وہ ایک مٹھی مٹی بھی نہ ملتی تو اُس دن گھاسوں کی
پتیاں جو بے مزہ نہ ہوتیں اور پکانے میں گل جاتیں جنگل سے توڑ لاتے اور
بڑی بڑی ہانڈیوں میں نمک ڈال کر اُبالتے اور اُن مریضوں کو کھلاتے
اور ہم بھی کھاتے اور کسی روز ایک بیمار مرتا کسی روز دو کسی روز تین بھی
تا رتھا اور اُس موضع جیندلی میں حضرت امیر المومنین علیہ الرحمۃ قریب ایک
مہینہ کے رہے تھے پھر وہاں سے ضلع چیلہ کے جانے کی تیاری کی وہ ضلع
جیندلی سے دو ڈیڑھ پہر کا رستہ ہے فقط ایک پہاڑ جیندلی اور اُس کے
درمیان میں ہے اور وہاں کے بیماروں کی خدمت کے لئے شیخ ولی محمد صاحب
سلمہ اللہ کو چھوڑا اور فرمایا کہ جو جو صاحب چنگے ہوتے جاویں ان کو ہمارے
پاس بھیجتے رہنا پھر جو لوگ تندرست وہاں تک چلنے کے لائق تھے اُن
کو ساتھ لے کر ضلع چیلہ کو روانہ ہوئے جب اُس پہاڑ کی چوٹی پر پہنچے
تب وہاں ننگے سر ہو کر دیر تک بہت گریہ وزاری اور عجز وانکساری کے
ساتھ دعا کی پھر بعد فراغ دعا کے فرمایا کہ جناب باری میں دعا قبول
اور سبحانہ تعالیٰ نے ہماری تکلیف دور کی اور اپنا فضل ارزانی فرمایا اور
وہیں یہ بھی فرمایا کہ جب میں اس ولایت میں آیا تھا اللہ تعالیٰ نے مجکو اول
سے اس ملک کو دکھلا دیا ہے پھر آپ وہاں سے چلے اُس ضلع میں کو گا

نام ایک بستی ہے ظہر کے وقت اُس میں تشریف فرما ہوئے اور وہاں
سے تھوڑی دور ایک بستی نواگئی سیدوں کی تھی وہاں کے رئیس سید
رسول صاحب بہت لوگوں سے حضرت کی ملاقات کو آئے اور یہ حال آپ
کے سامنے بیان کیا کہ ہماری بستی نواگئی میں محب اللہ خاں نام ایک مجذوب
ہیں اور وہ ہمیشہ برہنہ اور نزاد رہا کرتے ہیں سو آج بعد نماز صبح کے ،
اُنھوں نے مسجد کا ایک بوریا بغور تہبند کے رسّی سے اپنی کمر میں باندھا لوگوں
نے پوچھا کہ شاہ صاحب آج آپ نے یہ بوریا کمر میں کیوں لپیٹا کہا آج
اس ضلع میں ایک آدمی آویگا اُس کی شرم سے یہ بوریا میں نے لپیٹا ہے
کہ ایسا نہ ہو وہ اچانک آجاوے اور مجکو بے ستر برہنہ دیکھ لے تو بڑی
ندامت حاصل ہو لوگوں نے کہا کیا آپ ہم کو آدمی نہیں جانتے ہیں کہا تم یا
ولیا کوئی آدمی نہیں پھر جب ہم نے لوگوں سے آپ کے آنے کی خبر سُنی
کہ حضرت امیرالمومنین موضع کوگا میں تشریف فرما ہوئے تب اُس وقت ہم
سب کو یقین کامل ہوا کہ وہ آدمی آپ ہی ہیں پھر ہم لوگوں کو لے کر آپ
کی ملاقات کو آئے یہ حکایت حضرت نے سنی اور سید رسول صاحب
کی طرف متوجہ ہوئے اور اپنی نسبت باطنی کا پرتو ڈالا اُنھوں نے اُسی
وقت معتقد ہو کر آپ کے دست مبارک پر بیعت کی پھر باقی جو اُن کے ہمراہ
ملا اور طالب العلم اور معزز لوگ تھے سب نے بیعت کی پھر آپ نے اپنے لوگوں
سے فرمایا کہ ان بھائیوں کو بٹھا کر توجہ دو پھر وہ ہر ایک کو توجہ دے
کر حضرت کے سامنے لائے آپ نے ہر ایک سے پوچھا کہ تم نے توجہ

میں جو دیکھا ہو بیان کر دے پھر ہر ایک عجیب و غریب اپنے اپنے مکاشفات
بیان کرنے لگے کہ وہاں کے اور لوگ سننے والے عالم حیرت میں تھے
کہ یہ لوگ کیا بیان کر رہے ہیں پھر اس روز سید رسول صاحب وہیں
حضرت کی خدمت میں رہے صبح کو اپنی بستی کو تشریف لے گئے پھر اور
اور خان اور سردار اس اطراف و نواح کی بستیوں کے حضرت کی
ملاقات کو ہر روز آنے لگے اور شرف بیعت سے مشرف ہونے لگے اور
ہم لوگوں کو واسطے مہمانی کے لیجانے لگے اور وہاں کی دعوت کا یہ طور تھا
کہ جس کے یہاں حضرت کی دعوت ہوتی وہ آکر حضرت سے اطلاع کر جاتا
کہ آپ کے ہمراہ اتنے لوگوں کی دعوت ہے پھر اتنے لوگ آپ کے ساتھ جاتے
اور باقی لوگوں سے بستی والے موافق مقدور کے چار چار یا پانچ پانچ تقسیم کر لیتے
اور اپنے اپنے یہاں لے جاکر بہتر سے بہتر کھانا کھلاتے اور بعد اس کے جتنے
مہمان ہوتے اتنی چارپائیاں اور رضائیاں اور تکیے بچھونے اپنے آدمیوں
کے سروں پر دھر اکر اس کے مکان پر پہنچا دیتے جتنے روزوں اس کے
یہاں دعوت کھاتے اتنے روزوں اس کی چارپائیوں اور بچھونوں پر
رہتے پھر وہ اپنا سب سامان اٹھالے جاتے اور جو کوئی دعوت کرتا وہ یہی
سامان دیتا جب ہم لوگوں نے وہاں کھانے پینے کی فراوانی دیکھی تب
ہمارے خیال میں آیا کہ حضرت علیہ الرحمۃ نے موضع چندلئی میں اور وہاں
سے اس طرف آتے ہوئے پہاڑ کی چوٹی پر دعا کی تھی اور فرمایا تھا

کہ اللہ تعالیٰ نے ہم لوگوں کی تکلیف ساتھ راحت کے بدل کی اور اللہ تعالیٰ
اپنا فضل کریگا سو اُس کا اثر بیان ظہور میں آیا اور آپ کی دعا اکثر جناب
الٰہی میں قبول ہوتی تھی آپ تو امام زماں اور مہدی وقت تھے تمام غوث
وقطب وابدال واوتاد کے رتبے سے یہ رتبہ زیادہ ہے اسلئے کہ یہ تمام بزرگوار
امام وقت کے مقتدی اور پیرو اور مطیع فرماں ہوتے ہیں الغرض حضرت نے
موضع کوگا میں چار مقام کئے پھر وہاں سے طرف ضلع بنیر کے روانہ ہوئے شام
کو دامن کوہ میں ایک بستی ہے اُس کا نام یاد نہیں وہاں ڈیرہ کیا وہاں کے
لوگوں نے موافق دستور اپنے ملک کے جیسا کہ آگے بیان ہو چکا ہے ہم لوگوں
کی خدمت کی اور اُسی بستی میں حضرت کی خبر سُن کر موضع تختہ بند سے جو ضلع
بنیر میں ہی وہاں کے رئیس سید میاں نام آپ کے لینے کو آئے اور اپنا عذر
بیان کیا کہ اس ملک میں اکثر آپس میں بستی بستی بتینہ داری رہتی ہے نہ اُس
بستی کا بتینہ دار اس بستی میں جا سکتا اور نہ اُس بستی کا بتینہ دار اس میں آسکتا
میرے آنے کا یہ سبب تھا نہیں تو میں وہیں موضع کوگا میں آکر آپ کی قدمبوسی
حاصل کرتا پھر رات بھر سید میاں وہیں رہے صبح کو حضرت کو لے کر اپنی بستی میں
گئے اور اپنے مکان میں اُتار کر پھر آپ کے قدوم سعادت لزوم کی خبر رایت
اثر سُن کر بہت خان اور سردار اُس نواح کے اُسی دن ملاقات کو آئے اپنے
مجاہدین اور دو ہ لوگ ملا کر یہاں چھ سو آدمیوں کی جمعیت ہو گئی اور اُس
ملک کا یہ بھی دستور ہے کہ جو بستی سادات کی ہوتی ہے تو اس میں سوا سادات
کوئی خان سردار نہیں رہتا اور اگر بطور مہمان کے صد ہا آویں تو وہی سادات

ان کو اپنے یہاں سے کھلاویں جبتک وہ رہیں پھر سید میاں اور اُن کے
برادری والوں نے اُسی جم غفیر میں سب کے سامنے حضرت کے دست مبارک
پر بیعت کی بعد ان کے اور جو اس نواح کے خوانین اور رئیس حاضر تھے اُن
میں سے دو ڈھائی سو آدمیوں نے بیعت کی اور سب نے کہا کہ ہم سب اپنی جان
و مال سے آپ کے فرماں بردار ہیں جو آپ فرماویں ہم بلا انکار بسر و چشم بجا
لاویں پھر اس وقت حضرت علیہ الرحمۃ نے سید میاں سے فرمایا کہ جو آپ نے
کل اپنے لوگوں کی سینہ داری اور عداوت کا شکوہ کیا تھا انشاء اللہ اب تو
ہم ضلع سوات کو جاویں گے ادہر سے جب آویں گے تب درمیان تمہارے
اور تمہارے سینہ داروں کے مصالحہ کر دویں گے آپ نے تختہ بند میں سات
مقام کئے تھے اُسی عرصہ میں مولانا محمد اسمٰعیل صاحب اور شیخ سعد الدین پھلتی
جو زخمی تھے بیمار ہو گئے اُن دونوں صاحبوں کو آپ نے تختہ بند میں چھوڑا باقی
لوگ لے کر ضلع سوات کے روانہ ہوئے موضع الئی میں جا کر رہے وہاں کے
لوگوں نے بیعت کی اور ہم سب لوگوں کی مہمانی کی پھر صبح کو موضع تورسک
لوگ لے گئے ایک رات وہاں رہے وہاں سے موضع جو بڑ کے لوگ آکر آپ
کو لے گئے وہاں بھی ایک رات رہے پھر وہاں سے آگے کو ڈاکر پہاڑ کی چڑہائی
کوس سوا کوس کی چڑہنی پڑی جب ہم لوگ اس کی چوٹی پر گئے تو ادہر ضلع
بنیر کا موضع صاف نظر آتا تھا اور ادہر ضلع سوات کی بستی بستی دکھلائی
دیتی تھی پھر پہاڑ اتر کر سوات کے ضلع میں داخل ہوئے پہلا موضع اس
ضلع سوات میں شابغیوں کا پہاڑ سے اُترتے ہی ملا اُس میں ہوتے ہوئے

موضع بری کوٹ کو گئے وہاں ہم لوگوں میں سے حاجی ولی اللہ اور حاجی
رحیم بخش بیمار ہو گئے اُن کو وہاں کے خان کو سپرد کیا کہ تم ان دونوں صاحبوں
کی خدمت کرنا اور اُسی روز اُس نواح و اطراف کے بہت لوگ آپ کی
ملاقات کو آئے اور بیعت بھی کی اور توجہ بھی لیا اور یہی معاملہ ہر بستی میں
جہاں آپ کو لیجاتے ہوتا پھر وہاں سے تہانے والے آپ کو لے گئے اور
موضع تہانا دریائے لنڈی کے کنارے واقع ہے اس طرف تہانہ اس کے
مقابل اس پار موضع چک درازہے اور اُس کے قریب موضع اُچ ؛
سیدوں کا، تہانے میں آپ نے دو مقام کئے آپ کے قدوم میمنت لزوم
کی خبر موضع اُچ کے سادات کو ہوئی بہت لوگوں نے آپ کے ملنے کو تہانے
میں آئے اور وہاں سے اپنی بستی کو لے گئے اور اپنے خویش و اقربا نے حضرت
کے ہاتھ پر بیعت کی اُسی روز جو سید گل بادشاہ پشوری نے آپ کی نذر
ایک جھپان کشمیری کہاروں کے ہاتھ بھیجا تھا آیا اور مولوی قلندر صاحب کے
قافلہ کی خبر بھی اُنھیں کہاروں کی زبانی مفصل معلوم ہوئی کہ ایک قافلہ ہندوستان
سے آیا ہے وہ ہم کو شاہ کوٹ میں ملا تھا اور آپ نے موضع اُچ میں
تین مقام کئے اس عرصہ میں مولوی یوسف صاحب بیمار ہو گئے اور موضع
کوٹ گرام کے سادات آپ کے لینے کو آئے پھر آپ مولوی یوسف کو اُسی جھپان
پر سوار کرا کر سیدوں کے ساتھ کوٹ گرام میں لے گئے وہاں کے جانے کے
بعد چوتھے یا پانچویں وہ قافلہ مولوی قلندر کا ستر اسی آدمیوں سے
وہیں آپہنچا حضرت اُن کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور مصافحہ و

معانقہ کیا اور حال ہندوستان کا پوچھا پھر آپ نے سر کھول کر
بطور معمول کے دیر تک وہاں دعا کی اور اُس قافلہ کے اکثر لوگ آپ
سے بیعت رکھتے تھے اور جنہوں نے بیعت نہیں کی تھی اُنہوں نے اُس وقت بعد
ملاقات کے بیعت کی پھر آپ نے اپنے ہمراہیوں سے فرمایا کہ یہاں لوگوں
کی کثرت بہت ہے کچھ لوگ تم میں سے ان اطراف کی بستیوں میں جا کر رہیں
ایک شخص پر سب کا بار ڈالنا مناسب نہیں پھر پچاس ساٹھ آدمی ہم میں
سے جا بجا اور بستیوں میں چلے گئے اور کوٹ گرام سے قریب ایک موضع تھا انہیں
سیدوں کے عزیزوں کا وہ چالیس پچاس آدمیوں سے حضرت کو تمنّا اپنی بستی
کو دو پہر کے واسطے لے گیا اور وہاں اپنے اہل و عیال سمیت آپ کے ہاتھ پر
بیعت کی اور اُسی بستی میں اس شام کو ہم لوگوں نے عید الفطر کا چاند دیکھا
تھا پھر بعد فراغ نماز مغرب کے ہم لوگوں کو کھانا کھلانے کی تیاری کی اور
سب کے آگے کھانا رکھا اور حضرت کے واسطے جدا کھانا بہت مکلف پکایا تھا
وہ لاکر آپ کے آگے رکھا آپ نے اُس میں سے تھوڑا تھوڑا سب کو
تقسیم کر دیا اور اُسی قدر اپنے واسطے اور سب کے ساتھ تناول فرمایا
اور یہ عادت شریفہ اکثر اوقات آپ کی تھی کہ جو کوئی کچھ کھانا مکلف
آپ کے واسطے خاص کر کے لاتا آپ اُس میں سے تھوڑا تھوڑا بانٹ
دیتے تھے سب کو جو وہاں موجود ہوتے اور اُس دعوت میں اکثر لوگ
نئے قافلہ کے تھے یہ اخلاق حمیدہ دیکھ کر بہت راضی ہوئے اور ہم لوگ
تو ہمیشہ سے جانتے تھے پھر جب کھانا کھا کر وہاں سے آپ رخصت ہونے

لگے تب صاحب دعوت نے کچھ روپے نقد آپ کی نذر کئے اور ایک بھینسا
دیا اور وہ بھینسا ایسا فربہ تھا کہ گویا ہاتھی کا بچہ تھا ہم نے آج تک ویسا
کہیں نہیں دیکھا اور اُس صاحب دعوت کے یہاں اُس بھینسے کا کئی سیر پختہ
گھی ہر روز مقرر تھا پھر آپ وہاں سے عشا کے وقت کوٹ گرام میں داخل
ہوئے اور وہ صاحب دعوت بھی وہاں سے آپ کے ہمراہ آئے اور نام اُن
کا سید عبدالقیوم تھا پھر صبح کو کوٹ گرام میں نماز عید پڑھی اور دیر تک
دعا کی اور آپ جبتک اُس بستی میں رہے تب تک صدہا لوگوں نے ہدایت
ہوئی اور وہاں بر سوات کے ضلع کے لوگ حاضر تھے سو اُنہوں نے اپنے
یہاں حضرت کو لیجانے کی درخواست کی پھر عید کے تیسرے دن آپ نے کوٹ گرام
سے کوچ فرمایا اور بر سوات کی طرف روانہ ہوئے جا کر موضع اُتچ میں تین مقام
کئے وہاں کے جو رئیس تھے ان کا نام سید مرید احمد تھا اور وہیں لوگوں سے سنا کہ
قاضی احمداللہ صاحب کا قافلہ جو ہندوستان سے آیا ہے سو موضع چارش داخل
ہوا پھر موضع اُتچ سے آپ نے کوچ فرمایا ایک بستی میں جا کر وارد ہوئے وہیں
وہ قافلہ بھی آ کر آپ کے شریک ہوا اُس قافلہ میں کوئی ساٹھ ستر آدمی ہونگے
آپ ان کو دیکھ کر کمال خوش ہوئے اور ہر ایک سے مصافحہ اور معانقہ کیا اور
عافیت مزاج کی پوچھی پھر رات بھر اُس بستی میں رہے صبح کو وہاں سے کوچ
مقام کرتے ہوئے بر سوات کی طرف چلے جاتے تھے تیسرے دن ایک بستی سے
آپ نے کوچ کیا اور بہت لوگ آپ سے آگے بڑھ کر ایک بڑی بستی میں جا
ٹھہرے اور مولوی محمد یوسف صاحب نہایت بیمار تھے وہ بھی سب کے

ساتھ وہیں گئے اور اُس بستی کے ورے ایک چھوٹی بستی تھی وہاں
کے لوگوں نے حضرت کو ہٹالیا اس واسطے کہ جہاں سے اُس دن کوچ
کرکے آئے تھے اُس بستی والوں اور اُس بستی والوں سے بینہ داری تھی
پھر حضرت سے اپنا حال بیان کیا تاکہ آپ اُن کے درمیان صلح کرادیں حضرت
نے اخوند ظہور اللہ کو کئی آدمیوں سے بھیج کر وہاں کے بینہ داروں کو بلوایا اور
دونوں طرف والوں کو ملادیا اور مولانا محمد اسمٰعیل صاحب جو بیمار ہو کر تختہ بند
میں رہ گئے تھے چنگے ہوکر وہ بھی کئی آدمیوں سے اُس بستی میں آکر آپ سے ملے
اور اُسی روز جمعدار عبدالحمید خاں جو بڑے حضور پر نور کے نوکر تھے چند آدمیوں
سے جاکر حضرت کے پاس حاضر ہوئے جمعدار موصوف کے ہمراہیوں میں سے کئی
صاحبوں کے نام یاد ہیں ایک شیر خاں دوسرے رستم خاں تیسرے سلیم خاں
چوتھے شیخ رمضان پانچویں شیخ بکھو پھر اس بستی سے جب تیسرے دن آپ نے
کوچ کی تیاری کی اس عرصہ میں سید رستم علی صاحب مولوی محمد یوسف صاحب
کے انتقال کی خبر لائے یہ سن کر حضرت نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا اور
آپ کو کمال رنج و غم ہوا اور دیر تک ان کی خوبیاں اور بزرگیاں بیان کیا کئے
پھر واسطے اُن کے دعائے مغفرت کی اور اُن کی لاش لانے کو پھلت والوں
سے شیخ ضیاء الدین اور شیخ صلاح الدین اور شیخ عبدالحکیم اور شیخ حافظ
عبدالرحمٰن اور شیخ ناصر الدین کو بھیجا سید رستم علی صاحب نے عرض کی کہ،
وہاں کے لوگ کہتے ہیں کہ ہماری بستی میں ایک بڑے ولی کا مزار پر انوار

ہے وہیں میر مولوی صاحب کو دفن کرو اُن کے ہمسائے میں اُن کو بہت فائدہ
ہوگا حضرت نے فرمایا کہ ہمارے مولوی صاحب آپ اللہ کے ولی ہیں ہم ان
کو اسی بستی میں دفن کرینگے اُن کی برکت سے یہاں کے مُردوں کو فائدہ ہوگا
پھر وہ صاحب وہاں سے لاش اُٹھالائے اور کفن دے کر اور نماز پڑھ کر اُس
بستی کے گورستان میں دفن کیا اور مولوی محمد یوسف صاحب کے انتقال کرنے
کا ہر شخص کو بڑا غم والم ہوا اور خصوصاً اہلبیت والوں پر بڑا ایک صدمہ عظیم واقع
ہوا اس لئے کہ وہ اُن کے باپ سے زیادہ اُن پر شفقت اور محبت کرتے تھے پھر
اُس کی صبح کو حضرت نے وہاں سے کوچ کیا ایک بستی بھانڈا ہے اُس میں آئے
ایک رات آپ وہاں رہے وہیں مولوی رمضان صاحب رڑکی والے کوئی سو
آدمیوں کا قافلہ لے کر آئے اور حضرت سے ملے صبح کو موضع مگوری کا آخوند
میر حضرت کو اپنے گاؤں میں دریائے لنڈی کے پار لے گیا آپ مگوری میں
تین روز رہے مگر میں تین روز موضع بھانڈے میں رہا وہاں مگوری میں جو کچھ
واقعہ گذرا مجکو نہیں معلوم مگر میاں دین محمد صاحب کی زبانی معلوم ہوا وہ
حضرت کے ہمراہ تھے کہتے ہیں کہ آخوند میر حضرت امیر المومنین علیہ الرحمۃ کو مگوری
میں لے گیا اور اپنے مکان میں اُتارا اور مجاہدین لوگ جا بجا اُسی بستی میں اُترے
اور حضرت نے وہیں تین مقام کئے میں قدرے بیمار تھا چارپائی پر لیٹا تھا اس
عرصہ میں تذر محمد کابلی جس نے یار محمد کی سازش سے حضرت کو زہر دیا تھا
تلوار تمنچہ باندھے ہوئے آیا اور میری چارپائی پر بیٹھ گیا اور موضع سیدو کی
لڑائی کا مذکور کرنے لگا اور کہا کہ وہاں کسی مردود منافق نے حضرت کو زہر

دیا اور اپنے ہی لوگوں میں کسی نے یہ حرکت بیجا کی میں نے کہا ہاں سچ
ہے مگر اپنے لوگوں کے دو گروہ ہیں ایک ہندوستانی دوسرا ولایتی سو ہندوستانیوں
میں سے تو کسی نے ایسی حرکت نہیں کی ولایتوں میں سے کسی نے یہ کام کیا اور ہم
اکثر لوگ اس مردود کو جانتے ہیں کہ ملا ہے مگر کیا کریں حضرت کو منظور نہیں
کہ کوئی اُس کا نام لے اور اُس کا پردہ فاش کرے پھر اُس نے کہا کہ
بھائی دین محمد تم مجکو خوب جانتے ہو مجھ سے تم سے یاری ہے کابل سے ہم دونوں بھائی
کابل سے حضرت کے ہمراہ ہیں جو کچھ خدمت حضرت کی ہم سے ہو سکتی ہے
قصور نہیں کرتے ہیں بعضے بعضے نادان اس لشکر میں زہر دینے کا گمان مجھ پر کرتے
ہیں کہ یہ حرکت نذر محمد نے کی میں نے کہا جس نے یہ کام کیا ہوگا اُسی پر
لوگ گمان کرتے ہوں گے اُس نے کہا کہ تم بھی اُنھیں لوگوں کی سی مجھ
پر بدگمانی کرتے ہو میں نے کہا کہ میں کیا اُن سے الگ ہوں وہ میرے بھائی
ہیں اُن کا بھائی پھر تو وہ کڑی کڑی باتیں کرنے لگا کہ تم جلتے ہو کہ
میں نے زہر دیا تھا میں نے کہا ہاں میں جانتا ہوں نامعقول تو ہی نے
زہر دیا اس پر وہ اور زیادہ گرم ہوا تلوار تیغہ میرے پاس بھی تھا جلد تیغہ میں
نے اُس کے پیٹ پر لگا دیا کہ مردک ابھی اوجھڑی نکال ڈالونگا اس میں وہاں سے بھاگا
میں نے جانا کہ اس کی دغابازی کھل گئی یہ حضرت کے وہاں گیا ایسا نہ ہو حضرت
پر چوٹ کرے پھر میں جلد اور طرف سے آخوند میر کے دروازے پر جا کر کھڑا
ہوا پیچھے سے وہ بھی آیا اور اندر نکلنے حضرت کے پاس جانے لگا میں نے دھکا دیا
کہ کہاں جاتا ہے اُس نے مجکو دھکا دیا کہ میں جاؤنگا آخوند کے یہاں میری

دعوت ہے میں نے کہا کچھ ہو میں تجکو نہ جانے دونگا جب حضرت کھانا
کھا کر باہر آویں تب تو جانا اس میں جانبین سے گفت و شست کلام ہونے لگے
بہت لوگ وہاں جمع ہوگئے کہ یہ کیا معاملہ ہے اور یہی شور و غل اندر حضرت
نے سنا شیخ ناصر الدین سیلتی کو بھیجا کہ دیکھو تو کیا غل ہو رہا ہے وہ آکر مجھ سے
پوچھنے لگے کہ حضرت فرماتے ہیں کہ یہ کیا شور و غل ہے میں نے اول سے تمام
قصہ اُن کے آگے بیان کیا اور کہا کہ یہ نذر محمد اندر حضرت کے پاس جاتا
ہے میں نہیں جانے دیتا ہوں اُنھوں نے جا کر یہ قصہ حضرت سے بیان کیا
آپ کو بڑا تردد ہو کہ ہم نے تو یہ بات چھپائی تھی مگر ہمارے لوگوں میں کھل گئی
اور میں نے اُس بیوقوف سے پہلے کہہ دیا تھا کہ خبردار تو کبھی ہمارے
لوگوں سے نہ بگاڑ کرنا والا رہنا تیرا ہمارے یہاں دشوار ہو جاوئیگا
مگر اُس نے نہ مانا پھر آپ نے عبدالکریم لکھنوی کو جو مولوی مخدوم صاحب
کے سالے کے بیٹے تھے بھیجا کہ تم دین محمد کو سمجھا کر نذر محمد کو یہاں لے آؤ وہ
آکر مجکو سمجھانے لگے میں نے کہا تم ابھی لڑکے ہو تم کو کیا خبر میں اس مردک
کو ہرگز نہ جانے دونگا اُنھوں نے جا کر حضرت سے کہا کہ دین محمد تو کسی
صورت نہیں مانتا پھر آپ نے قاضی مدنی بنگالی اور حافظ یا جوڑی کو
بھیجا اُنھوں نے مجھ سے کہا کہ نذر محمد کو جانے دو حضرت بلاتے ہیں میں
نے کہا کہ میں اس کا سر کاٹ کر وہاں بھیجونگا زندہ تو نہ جانے دونگا
اس عرصہ میں آخوند منیر صاحب دعوت آئے اور کہا ان کو کیوں نہیں
اندر جانے دیتے ہو ان کی تو ہمارے یہاں دعوت ہے میں نے کہا آخوند

صاحب یہ وہی ہے جس نے حضرت کو زہر دیا تھا اُنہوں نے کہا لڑائی
کے سبب سے کہتے ہو یا یہ بات سچ ہے میں نے کہا میں سچ کہتا ہوں اگر
آپ کو کچھ شک ہو تو خود حضرت سے دریافت کریں پھر آخوند میر نے
جا کر حضرت سے پوچھا کہ دین محمد یوں کہتے ہیں آپ نے فرمایا دین محمد اور
نذر محمد دونوں کو ہمارے پاس لے آؤ پھر وہ آخوند صاحب مجکو اور
نذر محمد کو آپ کے پاس لے گئے اور مجھ سے کہا کہ اب حضرت کے سامنے
جو کچھ کہتے تھے کہو میں نے کہا تم حضرت سے خود پوچھو کہ اس نذر محمد نے
آپ کو زہر دیا تھا یا نہیں اگر آپ اقرار کریں تو میں سچا اور اگر آپ خاموش
رہیں تو بھی جانو کہ اس نے زہر دیا تھا اور جو آپ انکار کریں تو میں خطاوار
ہوں پھر آخوند صاحب نے حضرت سے کہا کہ دین محمد جو کہتے ہیں یہ کیسی بات
ہے آپ نے فرمایا کہ اس بکھیڑے کو دور کرو اب سب مل کر دعوت کھالیویں
تو ہم نذر محمد کو اپنے یہاں سے رخصت کر دیویں گے یہاں یہ نہ رہیگا حضرت
کی تقریر سُن کر آخوند صاحب کو یقین ہوا کہ دین محمد سچ کہتے ہیں پھر حضرت
سے کہا کہ آپ تو دعوت کھا کر باہر تشریف لے جاویں اور میں اس سے سمجھ
لونگا اور اپنے آدمی سے کہا کہ لا تو میرا چھرا حضرت نے فرمایا کہ پہلے سب کو
کھانا کھلا دو پھر جو ہوگا وہ ہو رہیگا آخوند میر نے کہا کہ ہم تو نذر محمد
کو کھانے نہ دینگے حضرت کھانا کھالیویں اُسی رکابی میں نذر محمد کا سر ہوگا
حافظ باجوڑی نے کہا یہ کیا بات ہے آدمی جس کی گردن مارتا ہے اُس
کو بھی کھانا کھانے دیتا ہے پھر آخوند صاحب خاموش ہو رہے پھر

نے مل کر دعوت کھائی بعد اس کے حضرت اٹھے اور نذر محمد کا ہاتھ پکڑا
اور ایک ہاتھ اُس کا آخوند میر نے پکڑا اور حضرت سے کہا کہ آپ تشریف
لے جاویں ہم اس کو نہ جانے دینگے حافظ باجوڑی نے کہا کہ آخوند صاحب
اب اس کا ہاتھ حضرت نے پکڑا تم اس کا ہاتھ چھوڑ دو۲ پھر حضرت نذر محمد
کو ساتھ لئے ہوئے باہر آئے آخوند میر نے دو لنگیاں سیاہ ریشمی دامن کی
نذر کیں اور ایک سبزہ گھوڑا اور کچھ نقد دیا آپ نے اُسی وقت ایک لنگی اور
وہ گھوڑا قاضی مدنی صاحب کو دیا اور ڈیرے پر آئے اور نذر محمد سے کہا کہ
اب تک تو تم ہمارے پاس رہے اور جو باتیں فتنہ و فساد کی ادہر اُدہر
تم کہتے رہے وہ سب ہم کو معلوم ہیں اب تمہارا حال ہمارے لوگوں میں
کھل گیا تم یہاں سے بھاگو جہاں تک تم سے بھاگا جاوے والا جان سے
مارے جاؤگے پھر وہ اور اُس کا بھائی ولی محمد دونوں اپنے اپنے گھوڑے
پر سوار ہو کر وہاں سے روانہ ہوئے پھر اُسی دن کوچ حضرت نے بھی کیا
کوئی ڈیڑھ دو کوس گئے ہونگے اور میں آپ کے ہمراہ رکاب تھا ایک جگہ
رستہ کے بائیں طرف چند درخت چنار اور توت کے لگے تھے اور وہیں کسی
کا جھوپڑا تھا اور ایک آدمی بیٹھا ہوا اور دو گھوڑے کھڑے تھے میں نے
دور سے پہچانا کہ یہ گھوڑے نذر محمد کے ہیں اور داہنی جانب ایک پہاڑ تھا
حضرت کا خیال اُس طرف تھا مجھ سے فرمایا کہ یہ پہاڑ ملک دکھن کا سا
ہے اور وہاں کے پہاڑوں میں لوہا نکلتا ہے عجب نہیں کہ اس میں بھی لوہا
ہو یہی باتیں کرتے جاتے تھے کہیں آپ کی نظر گھوڑوں کی طرف گئی فرمایا کہ

۲ حضرت چاہیں اس کو ماریں چاہیں چھوڑ دیں پھر آخوند صاحب نے اُس کا ہاتھ چھوڑ دیا

یہ نذر محمد کے سے گھوڑے معلوم ہوتے ہیں آؤ چل کر دیکھیں تو آپ
جہپان میں سوار تھے کہاروں سے فرمایا کہ اس طرف ہو کر چلو وہاں
گئے تو دیکھا کہ نذر محمد اور ولی محمد جھونپڑے کے اندر لیٹے ہیں اور ایک
آدمی نگہبانی کو بیٹھا ہے آپ نے کہا نذر محمد تم گئے نہیں یہاں آ کر
لیٹ رہے اُٹھو سوار ہو ہمارے ساتھ چلو اس نگہبان نے کہا کہ سید
بادشاہ اس نے آپ کو زہر دیا تھا اور آپ نے اس کو اپنے لشکر سے نکال
دیا اب ہم نے اس کو پکڑا ہے آپ سے کچھ کام نہیں آپ یہاں سے تشریف
لیجاویں ہمارے آدمی بستی میں خان کو بلانے گئے ہیں وہ آویں تو اُس کی
تدبیر کریں اس عرصہ میں پندرہ بیس آدمیوں سے وہ خان بھی آپہنچا اور کہا
حضرت یہ وہی ہے جس نے آپ کو زہر دیا تھا آپ نے لشکر سے نکال دیا ہم نے
اس کو پکڑا اب آپ تشریف لیجاویں ہم اس کو قتل کرینگے آپ نے خان کو سمجھایا
اور فرمایا کہ تم کو ہماری خوشی منظور ہے یا اپنی اُس نے کہا ہم آپ کے تابعدار
ہیں ہم کو آپ کی خوشی منظور ہے آپ نے کہا تو اس کو ہمارے ساتھ
کردو وہ خان چپ رہا آپ نذر محمد اور ولی محمد کو اُن گھوڑوں پر سوار
کر کے اپنے ہمراہ لے چلے اور اُن سے کہا اگر اس وقت کسی طرف تم کو
بھگا دیویں تو عجب نہیں کہ تم کو کوئی مار ڈالے کیونکہ تمہارا حال دور دور لوگوں
میں ظاہر ہو گیا ہے اب جس وقت ہم تم کو رخصت کریں تب جانا پھر آپ
شام کو ایک بستی میں کہ اس کا نام ننگلورا تھا اُترے عشا کے بعد پہر
رات گئے کے ڈیرے نذر محمد اور ولی محمد کو رخصت کر دیا کہ جدہر بستیا دیکھو

ادہر بھاگ جاؤ پھر اُس دن سے آج تک اُنہوں نے اپنی صورت
نہ دکھائی خدا جانے جیتے ہیں یا مر گئے انتہیٰ پھر صبح کو آپ نے وہاں
سے کوچ فرمایا پہر سوا پہر دن چڑھے مع الخیر چار باغ میں آئے اور چار باغ
اُس ملک میں بہ نسبت اور بستیوں کے شہر ہے اور نہایت آباد اور بارونق
مسجدیں اور اس کی نفیس سایہ دار نہریں اُن میں جاری حجرے خوش اسلوب
مکانات خوش قطع اور خوب ان میں مسجدوں اور حجروں میں ہم لوگ تمام
اُترے بستی میں نقارہ ہوا کہ سب کو خبر ہو جاوے کہ حضرت امیر المومنین علیہ الرحمہ
داخل ہوئے پھر وہاں کے ملک اور خوانین آئے دس دس پندرہ بیس بیس
مجاہدین دعوت کھلانے کو اپنے یہاں لے گئے جب وہاں تین وقت ہمارے
غازی دعوت کھا چکے تب حضرت نے وہاں سے کوچ کا ارادہ کیا وہاں
کے سرداروں نے عرض کی کہ ہم نے آپ کے واسطے ایک مہینہ کی دعوت
کا سامان تیار کیا ہے ہم تو ابھی ہرگز آپ کو جانے نہ دینگے حضرت نے
فرمایا کہ بہت رہنا ہمارا نہ ہوگا خیر تمہاری خاطر سے ہم تین روز پورے
کر دینگے تم کو یہی منظور ہے کہ سب کے یہاں ہم چلیں اور دعوت کھاویں
اس تین روز کے اندر جس صاحب کو خواہش ہو ہم کو اپنے یہاں لے چلے
دعوت کرے ہم حاضر ہیں پھر ایک وقت میں کئی کئی جگہ سے دعوت ہونے لگی
آپ نے سب غازیوں سے کہا کہ ایک جگہ پیٹ بھر کے دعوت نہ کھانا تھوڑا
تھوڑا سب کے یہاں کھانا ہوگا پھر تین روز پورے کرنے میں دعوت
کھانے کا یہی طور رہا کہ جس کے یہاں جاتے تھوڑا تھوڑا کھاتے

پھر دوسرے صاحب کے یہاں جاتے اور اس تین روز میں صدہا لوگوں نے وہاں کے اور اس نواح کے دیہات کے رہنے والوں نے بیعت کی ایک وہاں پہاڑ کی طرف بستی تھی اُس کے لوگ آپ کو لینے آئے تھے مگر آپ نے گلی باغ کے لوگوں سے پہلے فرمایا تھا کہ جب ہم چار باغ سے کوچ کرینگے تب تمہارے یہاں آویں گے اس سبب سے وہاں سے چلنے کی تیاری ہوئی تب سید حمید الدین کو اور شیخ جلال الدین کو جو مولانا عبدالحئی صاحب کے سالے تھے اور مولوی عبدالقیوم صاحب کو جو مولانا ممدوح کے بیٹے ہیں اور کئی آدمی اور کو اس گاؤں والوں کے ہمراہ بھیجا کہ ہمارا تو ادہر جانا نہ ہوگا ہماری جگہ ان صاحبوں کو لے جاؤ پھر آپ گلی باغ کی طرف روانہ ہوئے اُس میں عید غازی دو چار گھڑی پیشتر گلی باغ میں جا کر داخل ہوئے ان کی زبانی وہاں کے سرداروں نے جانا کہ آج حضرت امیر المومنین اس طرف تشریف لاتے ہیں وہ کہنے لگے کہ ہم نے تو چار باغ والوں سے سُنا تھا کہ ہم اپنے یہاں حضرت کو مہینہ بھر رکھینگے اگر ہم جانتے تو ہم وہاں سے حضرت کو اپنے ہمراہ لاتے الغرض پھر ان سرداروں نے گلی باغ سے نکل کر کوس سوا کوس پر حضرت سے ملاقات کی اور ان لوگوں میں سے جنہوں نے چار باغ میں حضرت کے دست مبارک پر بیعت کی تھی اُس وقت ہر ایک کا لطیفۂ سلطان الذکر جاری ہو گیا اور کئی ملا اپنی زبان پشتو میں کچھ فضائل حضرت امیر المومنین علیہ الرحمۃ کے کڑکیتوں کی طرح بیان

کرتے ہوئے آگے آگے آپ کی سواری کے چلے اور اسی حال سے اپنی
بستی کو لے گئے اور حضرت کو ایک علیحدہ مکان میں اُتارا اور مجاہدین
لوگ مسجدوں اور حجروں میں اُترے کوئی ڈیڑھ پہر دن چڑھے ہم لوگ
گلی باغ میں داخل ہوئے تھے پھر وہاں کے ملک اور خوانین وغیرہم حضرت
سے بیعت کرنے لگے اس عرصہ میں ایک خان آکر حاضر ہوا اور عرض کی
کہ طعام دعوت تیار رہے اور ستر آدمیوں کی درخواست کی آپ اُتنے ہی آدمی
لے کر اُس کے یہاں تشریف لے گئے اور باقی غازی دس دس پانچ پانچ
موافق حوصلہ کے اور لوگ بستی والے لے گئے پھر جب دعوت کھانے سے فراغت
ہوئی سب غازی اپنے اپنے ٹھکانوں پر آئے دوپہر کو آپ قیلولہ فرمانے لگے
پھر جب ظہر کے وقت اُٹھے استنجے اور وضو سے فارغ ہو کر نماز ظہر ادا کی
تب فرمایا کہ جن بھائیوں نے آج بیعت کی ہے اُن کو توجہ دو پھر ہمارے
لوگ اُن کو توجہ دے کر حضرت کے پاس لائے آپ نے اُن سے حال پوچھا
ہر ایک نے جو کچھ دیکھا تھا بیان کیا اور وہاں آپ دو رات دن رہے دوسری
شب کو آپ بعد فراغ نماز عشا کے چارپائی پر لیٹے ہوئے وہاں سے قریب
ایک پہاڑ تھا اُس کی طرف دیکھ رہے تھے اور مولوی محمد حسن منہاروں
کے رام پور والے اور مولوی امام الدین صاحب اور مولانا محمد اسماعیل صاحب
اور میاں جی چشتی صاحب اور قاضی احمد اللہ صاحب میرٹھی اور مولوی عبدالوہاب
صاحب اور حافظ صابر صاحب جو وہاں مولوی عبدالقیوم کو قرآن پڑھاتے
تھے اور چند لوگ ہم آپ کے پاس حاضر تھے اُس وقت ہندوستان کے علما

کا بیان ہو رہا تھا کہ فلانے صاحب کو ایسا علم ہے اور فلانے صاحب کا
ایسا خلق اور حضرت سنتے تھے مگر نگاہ آپ کی اُسی پہاڑ کی طرف تھی جب
صاحب اپنا اپنا کلام پورا کر چکے تب آپ نے فرمایا کہ مولانا عبدالحئی صاحب سے
ملنے کا ہم کو بڑا اشتیاق ہے اور اللہ تعالیٰ سے اُمید ہے کہ عنقریب اسی ملک
میں ملاقات ہوگی بعد اس کے مجلس برخاست ہوئی لوگ اپنی اپنی جگہ آرام
کرنے لگے پھر صبح کو آپ گلی باغ سے طرف غونی کے روانہ ہوئے وہاں سے
چار کوس پر ایک بستی تھی کہ نام اُس کا خواجہ خیل تھا وہاں کے لوگوں نے آپ
کو ٹھیرالیا اُس روز آپ نے وہیں مقام کیا جب آپ نماز عشاء سے فارغ ہوئے
تب اُس بستی کے چند لوگ آپ کے پاس آئے اور ملک کا شکار کی باتیں کرنے
لگے کہ وہاں کا بادشاہ شاہ کشور نام بڑا دیندار اور غازی ہے کہ اکثر اپنے
ملک کے اطراف کے کفار اور رافض سے جہاد کیا کرتا ہے اگر آپ اُس ملک میں
تشریف لے جاویں تو خوب ہو آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اسی ملک میں ہم سے
اپنی رضامندی کے کام لیوے یہاں بھی جہاد موجود ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ ،
وہاں بھی ہم واسطے دعوت جہاد اور ترغیب غزا کے چند لوگ ضرور بھیجیں گے
یہ باتیں کرکے آپ سو رہے پھر صبح کو خواجہ خیل سے کوچ کی تیاری ہو رہی تھی
کہ ایک شخص وہیں کا باشندہ ایک تھان موٹی کھادی کا لایا اور آپ کی نذر کیا
اُس وقت مولوی امام الدین صاحب نے جو خاص جماعت کے جھیلہ وار تھے
واسطے کسی غازی کے حضرت سے وہ تھان مانگا اور میں آپ کے سامنے ایک

پرانی رضائی کمر میں باندھے اور ایک لاٹھی بہت بہتر جو شیخ غلام علی نے
آپ کی نذر کی تھی پکڑے کھڑا تھا اور آپ نے مولوی امام الدین صاحب کو
اُس تھان کے مقدمہ میں کچھ جواب نہیں دیا تھا اس عرصہ میں سید اسمٰعیل بریلوی
اُسی جماعت کے دوسرے بھیلہ در جس بھیلہ میں تھا آئے اور آپ سے عرض
کی کہ دین محمد صاحب کو تو آپ چارباغ میں چھوڑ آئے ہیں ان کا رزل
اور کٹار بطور امانت کے میرے پاس ہے وہ آپ لے کر کسی کو سپرد کر دیویں
آپ نے فرمایا کہ اچھا لے آؤ اُنہوں نے دوسرے کے پاس سے لا کر آپ
کے حوالہ کیا آپ نے مجھ سے فرمایا کہ جبتک دین محمد آویں تب تک یہ رزل اور
کٹار تم باندھو میں نے وہ رزل اور کٹار لے لیا پھر سید اسمٰعیل صاحب نے
میرا حال دیکھ کر حضرت سے عرض کیا کہ یہ فتح علی جو رضائی کمر میں باندھے کھڑا
ہے جب عبدالستار لکھنوی کا انتقال ہوا تھا تب سید حمیدالدین نے یہ اُن کی
رضائی آپ کی اجازت سے ولادی تھی تین مہینہ کا عرصہ ہوا تب سے یہی رضائی
اوڑھے لپیٹے رہتا ہے اور کوئی کپڑا اُس کے پاس نہیں بہ نسبت اوروں کے اس تھان
کا یہ زیادہ مستحق ہے آپ نے فرمایا کہ بہت خوب پھر آپ نے اُس میں سے آدھا
تھان مجکو عنایت کیا اور آدھا مولوی امام الدین صاحب کو دیا پھر آپ نے وہاں
سے طرف خونی کے کوچ فرمایا خونی کے رئیس ایک سید بڑے نامی مشہور پیرزادے
تھے وہ اپنی بستی سے کوس سوا کوس واسطے استقبال کے آئے اور بڑی تعظیم و تکریم
کے ساتھ حضرت کو اپنی بستی میں لے گئے اور اپنے مکان میں اُتارا اور ہم سب لوگ
اُن کی خانقاہ میں اُترے اور فقط اُنہیں نے اپنے گھر سے ہم سب کی دعوت

کی اور وہ پیر زادے صاحب تین بھائی تھے ان میں سے ایک نے آپ کے
دست مبارک پر بیعت کی پھر دوسرے دن وہاں حضرت نے اپنے خاص لوگوں
سے مشورہ کیا اور آخوند فیض محمد کو کئی آدمیوں سے طرف ملک کاشکار کے
روانہ کیا اور وہاں کے بادشاہ کے واسطے ایک قرآن مجید اور ایک جوڑی
پستول کی اور ایک پیش قبض بطور تحفہ کے آخوند صاحب کے ہاتھ بھیجا پھر اس کی
صبح آپ نے خونی سے کوچ فرمایا اور اُن پیر زادے صاحب کے بھائی جنہوں نے
بیعت کی تھی وہ آپ کے ہمراہ ہوئے وہاں سے موضع اصالہ کو آئے وہاں رات بھر
رہے صبح کو اُن پیر زادے صاحب کے بھائی چھ چھ آٹھ آٹھ روپیوں کی جالی بندھوا
کر ہم لوگوں کو دریائے لنڈی سے اُتروایا اور اُس گھاٹ میں دریا کے تمام
پتھر گراں تھے ہم میں سے بہت لوگوں نے ایک ایک دو دو ٹکڑے اُٹھالئے پھر وہاں
سے موضع دُرشت خیل نزدیک تھا وہاں کے سردار اور خوانین حضرت کو اپنے یہاں
لے گئے اور اپنے مکان میں اُتارا اور ہم لوگ مسجدوں اور حجروں میں اُترے اُس
وقت ڈیڑھ پہر دن سے کچھ زیادہ آیا تھا بستی والے کھانا پکا کر کھا چکے پھر
ہم لوگوں کے واسطے پکوانے لگے مجھ سے امجد خاں نے جو گٹنی کے رہنے والے ہیں کہا کہ
یہاں ابھی کھانے میں دیر ہے تب تک تم ایک پیسے کے آٹے کی روٹی کہیں سے مجکو پکوا دو
میں پیسا لے کر بنئے کی دُکان پر گیا اور آٹا لیا اُس نے وہاں کے سیر سے سات
سیر آٹا دیا وہ یہاں ٹونک کی تول سے کچھ کم یا زیادہ ساڑھے تین سیر
ہوا اور پیسے روپے کے وہاں جو بیس ٹکے تھے اس حساب سے ایک روپے
کا چار من اور آٹھ سیر آٹا ہوا اور ہم لوگ جس روز سے موضع جنیدی

سے اُس طرف بگئے تھے کبھی بازار سے آٹا دال خریدنے کی نوبت نہ آئی تھی
اُس ملک میں ہم لوگوں کو ایک ایک روز میں کئی کئی جگہ دعوت ہوتی تھی وہاں
کی ارزانی دیکھ مجکو بڑا تعجب ہوا پھر میں نے آٹا لے کر امجد خاں کے پاس آیا اُنھوں
نے کہا کہ میں نے تم کو بھیجا تھا کہ پیسے کے آٹے کی روٹی پکوا لاؤ تم اب تک
ادہر اُدہر پھرتے ہو میں نے کہا کہ میں تو آٹا ہی لینے گیا تھا اور وہ آٹا اُن کے
آگے دہرا اُنھوں نے کہا یہ کتنا آٹا ہے اور کے پیسے کا ہے میں نے کہا یہ ایک پیسے
کا سات سیر آٹا ہے اُن کو بھی تعجب ہوا پھر اُس میں سے آدھا آٹا میں ایک جگہ
سے پکوا لایا اور وہ روٹیاں میں نے اور امجد خاں نے اور ایک آدمی اور نے کھائیں
اس عرصہ میں وہاں کے لوگ دعوت کھانے کو دس دس پانچ پانچ غازی
لینے اپنے یہاں لے گئے اور امجد خاں اور میں اور شیخ امجد علی شیخ فرزند علی کے بیٹے
وہاں کے خان کے یہاں حضرت کے ساتھ گئے جب وہاں ہم سب کھانا کھانے لگے
تب شیخ امجد علی نے حضرت سے ذکر کیا کہ آج یہ فتح علی بھائی ایک پیسہ کا
سات سیر آٹا بنیئے کی دکان سے لائے تھے اس ملک میں بڑی ارزانی ہے کہ
ہمارے ہندوستان کی تول سے کچھ کم یا زیادہ چار من اور آٹھ سیر ایک روپے
کا ہوا اُس وقت حضرت نے صاحب دعوت سے پوچھا کہ تمہارے ملک
میں ماشاءاللہ بڑی ارزانی ہے اُس نے کہا کہ حضرت یہ ارزانی جو آپ
نے کوئی ڈہائی مہینے سے ہے والا یہاں بہت سے بہت ارزانی جو ہوتی
تو ایک پیسہ کا تین سیر آٹا کمتا تھا پھر دعوت کھا کر حضرت اور ہم لوگ اپنے
ٹھکانے پر آئے حضرت تو قیلولہ فرمانے لگے اور ہم میں سے بعض بعض آپس میں کہنے

لگے کہ حضرت نے جو موضع جنیدلی میں اور وہاں سے اس طرف آتے ہوئے پہاڑ پر
دعا کی تھی اور فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ سے اُمید ہے کہ تمہارے رنج و تکلیف کو نتا
راحت کے بدل کرے سو یہ ارزانی جو اس ملک میں ہے اُسی دعا کی برکت سے ہم کو
معلوم ہوتی ہے اور کیا عجب کہ حضرت کو الہام الٰہی سے اس رحمت اور ارزانی
کا حال اُسی وقت معلوم ہو گیا ہو اور آج ہم لوگوں کے سنانے کو صاحب دعوت
سے پوچھا ہو کہ یہ حال اُن کو بھی معلوم ہو جاوے اور اُس دعا کو بھی اسی قدر حصہ
ہوا ہے کہ جیسے یہ ارزانی ہے اُس وقت مولوی امام الدین صاحب یہ باتیں لیٹے
ہوئے سُن رہے تھے جب لوگ باتیں کر کے چپ ہوئے تب اُنھوں نے بطور نصیحت
کے کہا کہ بھائیو جبتک خود حضرت کی زبان سے الہام ہونے کا بیان نہ سنا کرو
تب تک اپنی طرف سے نہ کہا کرو لوگوں نے کہا آپ سچ فرماتے ہیں ہم سے خطا
ہوئی اب اس بات کو یاد رکھیں گے پھر اُسی روز رات کو جب نماز عشا پڑھ کر حضرت
آرام کرنے لگے اُس وقت خاص خاص لوگ جیسے مولوی محمد حسین مولوی امام الدین
میاں جی چشتی وغیرہ ہم آپ کے پاس موافق معمول ہمیشہ کے بیٹھے اور حضرت کی اکثر
یہ عادت شریف تھی کہ بعد نماز عشا کے کچھ دیر بیٹھے ہوئے یا لیٹے ہوئے فرماتے
کہ بھائیو کچھ ہم سے پوچھو اور جو کوئی کچھ سوال کرتا اُس کا جواب دیتے اور جو اُس
وقت جواب نہ دیتے تو فرماتے کہ کل ہم سے پھر پوچھنا اور بعضے شب کو بغیر پوچھے
آپ ہی کوئی بات فرماتے سو اُس وقت مولوی امام الدین صاحب نے کہا کہ حضرت
جو آج دعوت کھاتے میں شیخ امجد علی صاحب نے یہاں کی ارزانی کا ذکر کیا تھا
اور آپ نے صاحب دعوت سے اس ارزانی کا حال پوچھا تھا جب آپ وہاں سے

آکر آرام فرمانے لگے تو بعض بعض لوگ آپس میں کہنے لگے اور دہی اُدہر کا
تمام حال بیان کیا کہ شاید حضرت کو اس ارزانی کا حال الہام الٰہی سے معلوم
ہوا ہو میں نے ان کو منع کیا میں نے ان کو منع کیا کہ اس مقدمہ میں جبتک
حضرت سے نہ سنا کرو تب تک اپنی اٹکل سے ایسی باتیں نہ کیا کرو آپ نے
فرمایا کہ الہام سے تو نہیں معلوم ہوا مگر کیا عجب کہ اللہ تعالیٰ نے وہ میری دعا
قبول فرمائی ہو اور اللہ تعالیٰ جس وقت چاہتا ہے کسی بات سے اپنے بندہ
کو آگاہ کر دیتا ہے اور جو بات نہیں چاہتا تو نہیں بتاتا اور یہ فرمایا کہ جو اُس
روز گلی باغ میں مولانا عبدالحئی صاحب کے ملنے کا اشتیاق بیان کیا تھا سو
اس بات سے اللہ تعالیٰ نے مجکو آگاہ کیا تھا کہ اب قریب ہے اسی ملک میں
ملاقات ہوگی یہ کلام فرماکر آپ سو رہے صبح کو وہاں پر مقام کیا پھر اس کی
صبح کو وہاں سے کوچ کرکے انبالے خاں کی بستی کو گئے اور اُس کا نام مخرہ
تھا اور وہاں انبالے خاں بہت تعظیم وتکریم سے پیش آیا اور اپنے یہاں اُتارا۔
اور آپ کے ہاتھ پر بیعت کی اور کہا کہ میں آپ کا ہر صورت مطیع فرمان ہوں
اور جان ومال سے حاضر جو مجکو ارشاد ہو بجالاؤں آپ نے اُس کی تسلی اور تجمی
کی اور فرمایا کہ جب ہم تم کو بلادیں تب تم آنا ابھی تمہارے واسطے یہی بہتر کہ
اپنے مکان میں رہو پھر اُس کی صبح آپ نے وہاں سے کوچ کیا دکھن کی طرف
موضع مُورتست خیل کے قریب ایک بستی تھی اُس میں گئے اور بھینسہ جو سید عبدالقیوم
نے نذر کیا تھا اس کو جو آدمی لائے تھے اُسی بستی میں اُترے تھے آپ رات
پھر وہاں رہے صبح کو ایک بستی شکردرہ ہے اُس کی طرف روانہ ہوئے رستہ

میں ایک اور بستی تھی حضرت کی سواری وہاں سے آگے بڑھی ہم چند لوگ
پیچھے پیچھے چلے جاتے تھے اور بھینسا بھی ہمارے ساتھ چلا جاتا تھا اور ایک
بھینسا ویسا ہی موٹا تازہ کسی کا اُس بستی میں تھا اُس نے ہمارا بھینسا دیکھ
کر اپنا بھینسا چھوڑ دیا اور دونوں آپس میں لڑنے لگے بڑی دیر تک بھڑے
رہے اور زور کیا کئے آخر کو تین چار ٹکریں آپس میں ہوئیں اور بھینسا
شکست کھا کر گاؤں کی طرف بھاگا اور یہ ہمارا اس کے پیچھے پیچھے دوڑا اور
غصہ میں بھرا تھا کسی کو مجال نہ تھی کہ اس کے پاس جاوے اور پکڑے آخر کو بستی
کے لوگوں نے ایک موٹا رسا منگایا اور اُس کو ہر طرف سے گھیر کے پھر باندھ
کر قابو میں کیا اور کچھ دیر میں جب غصہ اُس کا فرو ہوا پھر ہم لوگ اُس کو
لے کر وہاں سے لشکر دورے میں حضرت کے پاس آئے آپ نے وہاں تین مقام
کئے پھر وہاں سے ایک بستی سربانڈا ہے اُس میں آئے صبح کو وہاں سے دریا
اُتر کے پھر چارباغ میں تشریف لائے اسی روز وہاں مولانا عبد الحی صاحب
کی خبر معلوم ہوئی کہ موضع چکدرا میں مع الخیر داخل ہوئے صبح کو کچھ دن چڑھے
حضرت علیہ الرحمہ نے بیس پچیس غازی کہ اکثر ان میں پلٹن والے تھے اور کہار
کو بھیجا کہ مولانا صاحب کو جھپان میں سوار کر کے لاؤ اس روز لوگ دریا اُتر کر
ایک بستی تھی اُس میں رہے اس کی صبح چلنے کی تیاری کر رہے تھے کہ ادھر سے
مولانا صاحب آپ ہی آ پہنچے پھر حضرت کو خبر پہنچائی کہ مولانا صاحب دریا پر
داخل ہوئے آپ نے جلد بستی سے لوگ بھیجے کہ مولانا صاحب کو اُتار لاویں چند

آدمی اپنی اپنی مشک لے کر دریا پر گئے اور اور مشکوں کو دم دے کر حالا،
تیار کیا اور سب کو اُتارا اور باقی اسباب اُتر رہا تھا اُدہر سے حضرت امیرالمومنین
واسطے استقبال کے آئے دریا ہی پر ملاقات ہوئی آپس میں مصافحہ اور معانقہ
ہوا مولانا صاحب نے آپ کے دست مبارک پر بوسہ دیا ادہر تو حضرت کو
کمال اشتیاق مولانا صاحب کی ملاقات کا تھا اور اُدہر مولانا صاحب کو
حضرت سے ملنے کی آرزو تھی پھر وہاں سے باتیں کرتے ہوئے چارباغ
کو آئے اور ایک علیحدہ مکان میں مولانا صاحب کو اُتارا اُس کے دوسرے
دن جو حضرت علیہ الرحمۃ نے بروقت گلی باغ جانے کے سید حمید الدین صاحب اور
شیخ جلال الدین صاحب اور مولوی عبدالقیوم صاحب کو چند آدمیوں سے طرف
پہاڑ کے ایک بستی میں بھیجا تھا مولانا صاحب کی خبر سُن کے وہ بھی باغ میں
آئے مولانا صاحب نے مولوی عبدالقیوم صاحب کو دیکھا کہ یہ بھی جہاد فی سبیل اللہ
میں آکر شریک ہوئے کمال خوشی حاصل ہوئی اور واسطے اُن کے دعا کی
اور جو اس اطراف و نواح کے دیہات میں مجاہدین لوگ منتشر تھے وہ بھی چارباغ
میں جمع ہوئے اُس وقت اُن سے حضرت کے ہمراہی رفقا لوگ بیان کرنے لگے
کہ مولانا صاحب کے آنے کے بیس پچیس روز بیشتر گلی باغ میں حضرت امیرالمومنین علیہ الرحمۃ
نے خبر دی تھی کہ اور دوسرا اکر موضع در تشت خیل میں فرمایا تھا کہ مجکو اللہ تعالیٰ
کی طرف سے معلوم ہوا کہ عنقریب اسی ملک میں مولانا صاحب سے ملاقات ہوگی
اور جب چارباغ میں غازیوں کی کثرت ہوئی تب آپ نے اکثر لوگوں کو رخصت
کر دیا کہ تم آگے چلو ہم بھی تمہارے پیچھے سے آتے ہیں اور آپ کی بار چارباغ میں آٹھ یا

نو دن حضرت رہے تھے آٹھویں یا ساتویں روز چار باغ میں شام کو ٹگوری سے ایک آدمی آخوند میر کا خبر لے کر آیا کہ ایک قافلہ ہندوستانی آیا ہے اور جو اس میں قافلہ سالار ہیں ان کا اسم شریف میاں مقیم ہے یہ خبر فرحت اثر سُن کر حضرت کو اور سب کو کمال خوشی حاصل ہوئی اور اُسی شام کو ذی الحجہ کا چاند دیکھا پھر صبح کو وہاں سے کوچ فرما کر ٹنگوری کو تشریف لائے جہاں سے رات کو نذر محمد اور ولی محمد کابلی کو بھگا دیا تھا جس کا بیان آگے ہو چکا ہے اور وہیں آپ کے لینے کو آخوند میر بھی شام کو حاضر ہوا آپ نے آخوند صاحب سے پوچھا کہ جس قافلہ کی تم نے خبر بھیجی تھی وہ کہاں ہے آخوند صاحب سے پوچھا کہ جس قافلہ کی تم نے خبر بھیجی تھی وہ کہاں ہے آخوند صاحب نے عرض کیا کہ انشاءاللہ تعالیٰ کل یقین ہے کہ بیری کوٹ میں داخل ہو پھر صبح کو آپ وہاں سے آخوند صاحب کے ساتھ ٹگوری میں آئے اور وہاں سے حضرت نے اپنا ایک آدمی بیری کوٹ کو روانہ کیا کہ اگر وہ قافلہ وہاں داخل ہوا ہو تو ان لوگوں کو وہیں ٹھہرانا ہم بھی وہیں آتے ہیں پھر رات بھر آپ ٹگوری میں رہے وہاں دو خان تھے دونوں نے حضرت کے لئے کھانا پکایا ایک کہتا تھا میں پہلے کھلاؤنگا دوسرا کہتا تھا میں کھلاؤنگا دونوں میں جھگڑا ہوا یہاں تک کہ کشت و خون پر مستعد ہوئے یہ خبر حضرت کو ہوئی آپ نے دونوں کو بلا کر سمجھایا کہ تم نے خدا کے لئے دعوت کی ہے یا اپنی نفسانیت کے واسطے اُنھوں نے کہا خدا کے لئے آپ نے فرمایا تو آپس میں مت لڑو جو ہم کہتے ہیں سو کرو وہ راضی ہو گئے حضرت دونوں کے مکانوں کے درمیان میں جا بیٹھے اور وہیں دونوں سے کھانا

منگایا اور تناول فرمایا پھر صبح کو وہاں سے سہوڑی گرام میں آئے اور ادہر سے میاں مقیم صاحب رامپوری قافلہ سالار تیس چالیس آدمیوں سے اُسی بستی میں حضرت کی ملاقات کو آئے اور کچھ روپے نقد اور کئی ضرب قرابین لائے اور آپ کی نذر کیا اور وہیں آپ کے دست مبارک پر اپنے لوگوں سمیت بیعت ہدایت اور بیعت جہاد کی اور جیسے اس قافلہ کے لوگ چالاک چُست سلاح و پوشاک سے درست تھے ایسے جوان رودار بہادر شعار کسی کے قافلہ کے دیکھنے میں آئے کہ ہر ایک جوان جوان جرأت و شجاعت میں رستم ثانی اور سہراب نیظر تھا اور بانکے ترچھے ایسے کہ کھانسنے اور تھوکنے پر تلوار مارتے تھے مگر قدرت الٰہی جس وقت سے اُنہوں نے آپ کے دست مبارک پر بیعت کی ایسے صالح و پرہیزگار اور غمخوار و بردبار ہو گئے کہ جو کوئی چار باتیں اُن کو ناحق کہتا تو دیدہ و دانستہ پی جاتے اور اُس کے عوض میں کوئی کلام بیجا زبان پر نہ لاتے الغرض اُسی دن وہاں سے حضرت پری کوٹ میں تشریف لائے باقی جو لوگ اُس قافلہ کے تھے وہاں اُنہوں نے بیعت ہدایت اور بیعت جہاد کی کی رات پھر آپ وہاں رہے صبح کو وہاں سے چیڑ ہائی کرڑا کڑ کے کنارے شافعیوں کی بستی میں آئے کچھ دیر وہاں ٹھہرے پھر وہاں سے کرڑا کڑ کے موضع جو ہڑ میں آئے اور وہ بستی عین کنارے کرڑا کڑ کے ہے اور اُسی بستی سے ضلع بنیر کا شروع ہے رات پھر وہاں رہے صبح کو وہاں سے موضع تورسک میں آئے ملکہ وہاں کے لوگ جو ہڑ سے آپ کو لے گئے اُس روز آپ وہاں رہے صبح کو بہت لوگ تختہ بند کو روانہ کر دئے اور آپ تھوڑے آدمیوں سے پیر بابا کی

کی زیارت کو گئے اس مزار پرانوار کے گرد کمر سے کچھ اونچی سنگین دیوار ہے
اور دروازہ اُس کا دکھن کی طرف ہے اور چار دیواری کے اندر کئی درخت
زیتون وغیرہ کے ہیں حضرت اُس مزار فیض آثار کے قریب گھڑی ڈیڑھ
گھڑی تنہا خاموش بیٹھے رہے اور ہم لوگ ادھر اُدھر درختوں کے تلے کھڑے
سیر تماشا دیکھا کئے وہاں سے تختہ بند کی طرف ایک گولے کی زد پر موضع
یا جا گدازئی لوگوں کا ہے جیسے جوہڑ اور تورسک سالارزئی لوگوں کا،
ہم لوگوں کو دیکھ کر چند آدمی وہاں سے آئے اور ہمارے ساتھ حضرت کا
انتظار کرنے لگے جب حضرت اُٹھے اُس وقت آپ کا چہرہ نہایت بشاش
تھا پھر وہ لوگ آپ کو اس بستی میں لے گئے اُس روز آپ وہاں رہے اُن
لوگوں نے مہمانی کی پھر بعد نماز عشا کے جب آپ آرام فرمانے لگے اور ہم سب
موافق معمول ہمیشہ کے آپ کے گرد بیٹھے اُس وقت آپ پیر بابا کے فضائل
اور کمالات طرح طرح سے بیان کرنے لگے کہ یہ بزرگ بڑے رتبے والے تھے
اور صاحب ہدایت تھے اور فرمایا کہ آج کل اُن کی روح پر فتوح سے میری
ملاقات ہوئی اور میرا ہاتھ کمال محبت اور اخلاق کے ساتھ پکڑا اور فرمایا
کہ اللہ تعالیٰ نے تم کو بڑے رتبے کا بنایا ہے میں نے تین بار اللہ اکبر اللہ اکبر
کہا اس کے بعد کچھ اور کلام کرتے پر تھے کہ میں نے اُن سے عرض کی کہ آپ
میرے واسطے دعا کریں کہ جیسا آپ فرماتے ہیں ویسا ہی اللہ تعالیٰ مجھ کو کرے
اُنھوں نے کہا کہ تم کو اللہ تعالیٰ نے ایسا ہی بنایا ہے اور یہ تمہاری سعادتمندی
ہے میں چاہتا ہوں کہ تم میرے واسطے دعا کرو پھر میں اُن سے مصافحہ کرکے
رخصت ہوا بعد ان باتوں کے آپ سو رہے صبح کو وہاں سے موضع سل باندی

کو آئے جہاں کے رہنے والے حاجی زین العابدین خاں کے بزرگوار تھے
وہاں کے لوگوں نے آپ کو ٹھہرایا اور کہا کہ بے ناشتہ کئے ہم آپ کو نہ جانے
دینگے پھر آپ ناشتہ کرکے دوپہر کو سو رہے پھر نماز ظہر پڑھ کر وہاں سے روانہ
ہوئے رستہ میں بروندو نام ایک ندی ہے پایاب اُس کو اُتر کر تختہ بند میں
آئے اور ایک مسجد میں اُترے اور ہم لوگوں میں سے بعضے حجروں میں اور بعضے
خیمہ کے کنارے اور بعضے باغ میں اُترے اور جو حضرت جاتے بار شیخ سعد الدین
ہیلی کو بیمار چھوڑ گئے تھے اور مولانا محمد اسمٰعیل صاحب کو اُن کی خدمت کو رکھ
گئے تھے سو وہ اُسی بیماری میں انتقال کر گئے تھے پھر حضرت نے اُن کی قبر پر
جا کر دعا کی اور وہاں کے سردار جو سید میاں سید تھے وہ آپ سے سفر کا حال
پوچھنے لگے کہ آپ کہاں کہاں تشریف فرما ہوئے اور کس کس خان اور ملک
سے ملاقات ہوئی آپ نے ہر جگہ کا حال اُن سے بیان کیا پھر سید میاں
نے کہا کہ حضرت جو میرے جو بھائی اعظم شاہ ہیں سو وہ بعضے وقت آپ کے
مقدمہ میں مجھ پر اعتراض کیا کرتے ہیں کچھ آپ کی طرف سے عقیدہ میں کچے ہیں،
آپ نے فرمایا کہ اُن کو ہمارے پاس لاؤ اُسی جگہ اُن کا گھر تھا سید میاں
نے بلالیا وہ آئے آپ نے بہت اخلاق اور محبت سے فرمایا کہ سید بھائی ادھر
تشریف لائیے اور آپ نے اپنے پاس بٹھایا اور ایک نظر فیض اثر سے متوجہ
ہوکر اُن کی طرف دیکھا اُنہوں نے عرض کیا کہ حضرت مجکو بھی اس وقت شرف
بیعت سے مشرف فرما دیں اور اپنا ہاتھ حضرت کی طرف دراز کیا آپ نے
اُن سے بیعت لی اور یہ وقت مغرب اور عشاء کے درمیان کا تھا کچھ دیر

م حضرت نے آپ سلام علیک لیا اُنہوں نے جواب سلام دیا

میں آپ نے نماز عشاء پڑھی اُس وقت ایک خان موضع سل باندی
کا حاضر تھا اُس نے عرض کی کہ صبح کو آپ کے پچاس آدمیوں سے میرے
یہاں دعوت ہے، آپ نے فرمایا کہ ہمارا ارادہ ہے کہ ہم نماز عید کی مختار
میں جا کر پڑھیں اور کل آٹھویں تاریخ ہے اب کہیں رہنا ہمارا نہیں ہو سکتا
اُنہوں نے کہا کہ اگر آپ کی یہی مرضی ہے تو آپ ہمارے یہاں سے دعوت کھا کر
چلے آویں رات کو نہ رہیں، آپ نے فرمایا کہ بہتر اس بات کا مضائقہ نہیں پھر
وہ خان اُسی وقت اپنی بستی کو گیا اور آپ بھی سو رہے پھر صبح کو نماز پڑھ
کر لوگوں سے کہا کہ تم ضلع جلد کو چلو وہاں موضع کوگا میں اُترنا دعوت
کھا کر شام کو وہیں ہم بھی آوینگے پھر لوگ اُس طرف روانہ ہوئے اور آپ
پچاس آدمیوں سے سل باندی کو تشریف لے گئے اور وقت اشراق کے وہاں
پہنچے اور مسجد میں ٹھہرے اُس بستی میں پیر بابا کے عبدل بابا کی زیارت ہے
آپ نے کہا کہ ابھی دعوت کھانے میں دو تین گھڑی کا عرصہ ہے تب تک
عبدل بابا کی زیارت کو ہو آویں پھر آپ پا پیادہ سب کو لے کر وہاں گئے
اور ایک گھڑی بھر اُس مزار پر انوار کے پاس بیٹھے تب تک ہم لوگ وہیں
اِدھر اُدھر سیر و تماشہ دیکھتے رہے پھر آپ وہاں سے مسجد میں آئے اور
وہاں تب تک کھانا بھی تیار ہو گیا پھر اُس خان نے حضرت کو اور ہم سب
کو اپنے مکان میں لیجا کر کھانا کھلایا اور حضرت سے عرض کی کہ میرے
واسطے دعا کریں دعوت کھا کر تو آپ دعا کیا ہی کرتے تھے مگر اس خان

کے کہنے سے پھر دعا کی اور یہ بھی وہیں فرمایا کہ عبدل بابا حق کی زیارت کو ہم گئے یہ بھی اپنے زمانہ کے درویش کامل تھے پھر وہاں سے آپ تختہ بند کو آئے اور دوپہر کو کچھ دیر سو رہے پھر نماز ظہر پڑھ کر وہاں سے روانہ ہوئے شام کو موضع کوگا میں آئے پھر نماز مغرب کی پڑھی وہاں کے لوگوں نے موافق دستور اپنے ملک کے دس دس یا پنج پانچ غازیوں کی دعوت کی پھر وقت عشا کے حضرت علیہ الرحمۃ کے قدوم سعادت لزوم کی خبر فرحت اثر سُن کر موضع نواگئی کے سید رسول میاں یہاں سات آدمیوں سے آئے اور آپ کے شرف ملاقات سے مشرف ہوئے اور آپکی سیر و سفر کا حال پوچھا کہ بنیر اور سوات میں کہاں کہاں آپ تشریف فرما ہوئے اور لوگ وہاں کے اخلاق اور اوصاف میں کیسے ہیں، آپ نے فرمایا کہ اچھے لوگ ہیں مگر بہ نسبت سُوات والوں کے بنیر والوں میں شدت سپہ گری اور تیھنوری کی زیادہ ہے اُن میں صلاحیت اور نرم دلی زیادہ ہے اور سادات دونوں جگہ کے بہت خوب ہیں پھر سید رسول میاں نے کہا کہ صبح کو میرے غریب خانہ میں آپ قدم رنجہ فرمادیں اس وقت میں اسی نیت سے آیا ہوں، آپ نے فرمایا کہ سید بھائی میری نیت عید پنجتار میں کرنے کی ہے آگے جو منظور الہی ہو اور کل نویں تاریخ ہے اب مجکو اپنے یہاں لیجانے سے معاف رکھو اور اس بات سے اپنے دل میں ملول نہ ہو اللہ تعالی ہمارے لوگوں کی خدمت آپ سے بہت لیگا تب اُنہوں نے کہا کہ حضرت میری بستی میں جو وہ مجذوب محب اللہ خان ہیں جن کا ذکر میں نے اول مرتبہ آپ سے کیا تھا

وہ اب تک اُسی طرح پورے کا پورا بند باندھے ہیں اور آج جس
وقت میں آپ کی ملاقات کو وہاں سے چلا تھا تو اُنہوں نے فرمایا کہ سید رسول
میں جانتا ہوں تو سید بادشاہ کو لینے جاتا ہے سو وہ تو نہ آدینگے اس
وقت اُنہیں کا کہنا سچ ہوا خیر مجکو آپ کی رضا منظور ہے پھر رات
پھر وہ بھی وہیں حضرت کے پاس رہے جب صبح کو حضرت جنیدلی کو روانہ
ہوئے تب وہ اپنی بستی کو گئے دوپہر کو حضرت کی سواری جنیدلی کے
پہاڑ کی چوٹی پر پہنچی ایسا بلند وہ پہاڑ ہے کہ اس پر سے ہم لوگ ادہر
ملک سمہ کی بستی بستی دیکھتے تھے اور اُدہر ضلع جہلہ کے گاؤں گاؤں نظر
آتے تھے پھر حضرت نے وہیں نماز ظہر پڑہی اور دعا کی اور دس دس
بارہ آدمیوں سے شیخ ولی محمد صاحب حضرت کے استقبال کو آئے تو اُن
میں ایک نظام الدین اولیا تھے اور ایک میاں الہی بخش رامپوری اور باقی
کے نام یاد نہیں اور وہیں ایک شخص ملکی نے حضرت سے بیعت کی اور کہا
کہ آپ مجکو توجہ دیجیے آپ نے نظام الدین اولیا کی طرف مخاطب ہوکر
اُن کے خوش کرنے کو فرمایا کہ بھائی نظام الدین اولیا تم نے اب تک
اپنی ولایت پوشیدہ رکھی اب اس وقت ظاہر کرو اور ان کو توجہ دو
پھر اُنھوں نے اس کو توجہ دی اور اُس دن سے توجہ اُن کی یہ نسبت
اول کے زیادہ مشہور ہوئی پھر وہاں سے اُتر کے موضع جنیدلی میں داخل
ہوئے جو لوگ ملک سوات سے آپ نے روانہ کردئے تھے وہ تو سب کے

پنجتار میں جاکر ٹھہرے یہاں فقط وہی لوگ تھے جو شیخ ولی محمد صاحب کے
ہمراہ رہ گئے تھے سب حضرت کو دیکھ کر کمال بشاش ہوگئے اور سینے
مصافحہ اور معانقہ کیا اور دست بوسی کی پھر اُس روز آپ وہیں رہے
رات کو بعد نماز عشاء کے جب اکثر لوگ موافق معمول ہمیشہ کے آپ کے پاس
حاضر ہوئے اُس وقت آپ نے تسلی سے ہر ایک کی خیر و عافیت مزاج کی
پوچھی سب نے کہا کہ الحمد اللہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعائے دولت سے ہم
کو شفا دی اور جو لوگ انتقال کر گئے تھے اُن کے لئے بھی آپ نے دعا کی پھر
اُس کی صبح کو نماز عید کی پڑھ کر چند قربانی کئے اُس میں کچھ گوشت بھنوا کر
آپ نے تناول فرمایا اور باقی ہم سب غازیوں نے پکا کر کھایا **حکایت**

شیخ ولی محمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ جب جندلی سے ملک چملہ وغیرہ
کا حضرت امیر المومنین علیہ الرحمۃ نے ارادہ مصمم کیا اُس کے ایک روز
پہلے بعد نماز ظہر کے مسجد کے حجرے میں لیجا کر فرمایا کہ کل انشاء اللہ تعالیٰ
ہم تو چملے کی طرف جاویں گے تم یہاں بیمار لوگوں کی خدمت اور خبرگیری
کو رہو مگر ہمارے پاس کچھ خرچ نہیں ہے جو تم کو دیویں یہی پانچ سات روز
کا غلہ جو کچھ ہے اُس میں تب تک گذر کرنا پھر اللہ تعالیٰ کچھ اور کہیں سے تدبیر
کر دیگا میں نے عرض کی کہ حضرت مجھ سے یہ کام سنبھل نہ سکیگا میں نے
کبھی ایسا بھاری کاروبار اُٹھایا نہیں مجکو تو آپ اپنے ہمراہ لے چلیں
اور یہاں مولوی محمد یوسف صاحب کو یہ کام سپرد کر جاویں یہ کام اُن سے
ہوگا کیونکہ وہ متوکل شخص اور کارآزمودہ ہیں اور ایسے کام اکثر کرتے

رہے ہیں' آپ نے فرمایا کہ ہم تو تمہیں کو یہاں چھوڑیں گے اور طرح
کہا جیسے کوئی خفا ہوتا ہے میں گھبرا کر رونے لگا کہ حضرت میں اس رتبے کا
نہیں ہوں اور نہ اپنے میں اس قدر توکل پاتا ہوں جو یہ بار گراں اُٹھاؤں
آگے آپ کی مرضی ہے' آپ نے فرمایا کہ توکل ہی تو ہم تم کو سکھلاتے ہیں اسی
طرح تو آدمی کو توکل آتا ہے جب یہ بات آپ نے فرمائی تب یکایک اسی دم
میرے دل کو تسکین اور تسلی ہو گئی کہ انشاء اللہ تعالیٰ جو کچھ ہوگا دیکھ لونگا
اور یہ بھی آپ نے فرمایا کہ وہاں سفر میں جو کچھ کپس نقد روپے ہم کو ملینگے وہ
ہم تمہارے پاس بھیجدیوینگے تم اپنی خاطر جمع رکھو اور یہاں جو سید حمید الدین
اور شیخ ضیاء الدین اور شیخ عماد الدین اور شیخ عبد الروف ہیں ان چار
صاحبوں کو سوا غلہ کے ایک پیسا دیا کرنا اس طرح سے مجکو نہائش کر کے
اس کے اگلے روز آپ وہاں سے طرف ملک جملہ وغیرہ کے تشریف فرما ہوئے
اور میں جنید ئی میں رہا اور وہاں حال مریضوں کا یہ تھا کہ ایک یا دو یا تین
روز مرتے تھے اور یہ موت کی گرم بازاری دس بارہ روز تک رہی پھر
رفتہ رفتہ موقوف ہوئی اور مریضوں کی دوا اور غذا وہاں یہ تھی کہ ایک
گھاس ترش مزہ تپتیا ہوتی ہے وہی پیس کر اور نمک ڈال کر ان کو پلاتے
تھے اور گاجریں کھلاتے تھے اور جو مرجاتے تو اُن کے کفن کا یہ حال تھا کہ اگر
ان کی کوئی چادر ہوتی تو اُسی کو پاک کر کے اُس میں لپیٹ کر دفن کرتے
اور جو چادر نہ ہوتی تو کئی جاجمیں دُھلائی ہوئی دھری تھیں اُس میں
سے ایک چادر پھاڑ کر کفن کر دیتے تھے روپیہ پیسہ تو ہمارے

پاس تھا ہی نہیں جو نیا کپڑا لا کر کفن دیتے اور کھانے پینے کی کمال تکلیف
تھی جو غلہ آٹھ سات روز کا حضرت چھوڑ گئے تھے جب وہ ہو چکا تب
مجکو فکر ہوا کہ اب کیا کروں ایک بندوق سندی گیارہ سو روپے کی خرید
سندھ کے میر محمد یوسف نے حضرت علیہ الرحمۃ کی نذر کی تھی اُس کو میں لیکر
بنیوں کے پاس گیا اور اُن سے کہا کہ اپنی تسلی کو یہ رکھ لو اور دس روپے
کا غلہ دو جب ہمارے پاس کہیں سے خرچ آ جاویگا تب تم کو دے کر اپنی
بندوق لے جاوینگے مگر کسی نے نہ اقبال کیا پھر اور جہاں خیال دوڑا
وہاں گیا مگر کہیں کچھ نہ ملا یہاں تک کہ دو فاقے ہوئے تیسرے دن میرا
جی گھبرایا میں قرآن لے کر سب لوگوں سے الگ ایک جگہ جا بیٹھا اور
پڑھنے لگا کچھ دیر کے بعد ایک شخص سپید ریش متبرک صورت خدا جانے
کہاں سے آئے اور مجھ سے پوچھا کہ تمہارے پاس کوئی پگڑی یا تھان
بکاؤ ہوگا میں نے کہا ہاں ہے تو سہی کہا لے آؤ میں صندوق سے ایک
پگڑی اور ایک تھان سپید لے آیا اُنہوں نے قیمت پوچھی میں نے کہا جو
کچھ چاہو دو مجکو منظور ہے اُنہوں نے کہا کہ نہیں کہو میں نے کہا سات
روپے اُنہوں نے سات روپے اپنے پاس سے مجکو دئے اور وہ پگڑی اور
تھان لے کر چلے گئے مجکو ان کا حال اصلا کچھ نہ معلوم ہوا کہ وہ کون
تھے اور کہاں سے آئے تھے اور پھر کہاں گئے پھر ان روپیوں کا غلہ لیا
کوئی ایک ہفتہ اُس میں گذرا بعد اس کے پھر ایک فاقہ سب لوگوں کو
ہوا دوسرے روز فتح خاں پنجاری آئے اُن سے میں نے کہا کہ خان

ہمارے حضرت امیر المومنین علیہ الرحمۃ سات آٹھ روز کا غلہ چھوڑ گئے
تھے اور یہاں قریب دو سو آدمی کھانے والے ہیں جب وہ غلہ تمام ہوا
تب دو فاقے ہم لوگوں کو ہوئے تیسرے دن میں الگ بیٹھا قرآن مجید پڑھتا
تھا کہ ایک بزرگ سپید ریش اور پوشاک سپید بہت نفیس پہنے ہوئے آئے
اور بہت صاف ہندی بولتے تھے میرے خیال میں تو وہ کوئی غیبی شخص خدا
کے بھیجے ہوئے تھے مجھ سے کہنے لگے کہ تمہارے پاس کوئی پگڑی یا تھان
لٹکا ہو تو لاؤ ہم لینگے میں اپنے صندوق سے ایک پگڑی اور ایک تھان
سپید اُن کے پاس لایا اُنہوں نے سات روپے مجکو دئے اور پگڑی اور
تھان لے کر چلے گئے ان روپوں کا غلہ لیا سو پرسوں سے وہ بھی ہو چکا
کل بھی سب کو فاقہ ہوا اور آج بھی فاقہ ہے اب آپ کہیں سے ہم لوگوں
کے کھانے کی کچھ تدبیر کر دیں یہ حال سُن کر خان ممدوح نے اُسی بستی کے
گھروں سے منگوا کر کوئی پندرہ روز کا غلہ مجکو دیا اور کہا کہ جب یہ ہو چکے
تب ہم کو اطلاع کرنا ہم اور کچھ غلہ کی تدبیر کر دینگے مگر پھر اُن سے
مانگنے کی نوبت نہ آئی جب وہ غلہ کھانے لگے اُسی عرصہ میں ایک
ہندوستانی چھوٹا سا قافلہ آگیا جب اُنہوں نے ہم لوگوں کا تنگ حال
دیکھا تو جو روپے حضرت کے واسطے لائے تھے مجکو حوالہ کئے اور آپ حضرت
کے پاس چلے گئے مگر اب مجکو یاد نہیں کہ وہ کون قافلہ تھا اور وہ کتنے
روپے مجکو دے گئے پھر جب وہ روپے ہو چکے تب فصل جو گیہوں کے

کھیت کٹنے کی آئی ہمارے لوگ سیلا چننے کو جانے لگے اور با خوبی،
غلہ ہر روز لانے لگے پھر اسی عرصہ میں دو اشرفیاں حضرت نے بھیجیں
مگر کھانے کی فراغت تھی ان اشرفیوں کے خرچ کرنی کی حاجت نہ ہوئی
بعد چند روز کے حضرت بھی مع الخیر تشریف لائے جب آپ موضع کوگا
میں آئے مجکو خبر ملی میں دس بارہ آدمیوں سے آپ کے استقبال کو گیا
اُدہر سے آپ چلے تھے اور ادہر سے ہم لوگ چندلی کے پہاڑ کی چوٹی پر
ملاقات ہوئی بعد معانقہ اور مصافحہ کے مجھ سے آپ نے پوچھا کہ کہو تم
کو توکل آگیا میں نے عرض کی کہ ہاں آپ کی برکت تعلیم سے آگیا انتہیٰ
پھر چندلی سے سب غازیوں کو لے کر حضرت پنجتار کو چلے فتح خاں کو خبر
ہوئی وہ چند سواروں سے کوس سوا کوس آپ کے استقبال کو آئے اور ملے
اور باتیں کرتے کرتے ساتھ ساتھ پنجتار میں لے گئے پنجتار کے گرد سنگین کوٹ
ہے اس کے باہر ایک دیوان شاہ کا باغ نالے پر مشہور تھا وہیں اپنے سب
لوگ اُترے تھے آپ بھی اُترے اور کئی سفری ڈیرے خیمے تھے وہ کھڑے
کئے گئے پھر میر امانت علی نے آپ سے اجازت لے کر برسم موافق معمول کے
ایک تا ملوٹ آٹا تقسیم کیا سب لوگ کھانا پکا کر فارغ ہوئے اور آپ کے یہاں
یہ دستور تھا کہ جس قدر تمام لشکر میں ایک تا ملوٹ غلہ یا آٹا تقسیم ہوتا
اُسی قدر آپ کا بھی حصہ آپ کے باورچی خانہ میں دیا جاتا اور آپ کے باورچی خانے
کے مختار کار بجائے داروغہ کے قادر بخش گنج پوری والے تھے اور جس روز
ملکی لوگ آپ کے یہاں مہمان آتے ان کا بھی حصہ آپ ہی کے باورچی خانے

میں دیا جاتا پھر نماز عشاء پڑھ کر سب لوگ آرام کرنے لگے پھر دوسرے
دن گیارھویں تاریخ کو آپ نے دو اونٹ قربانی کئے اور ایک وہی بھینسا
جو سید عبدالقیوم نے نذر کیا تھا جس کا ذکر آگے ہو چکا ہے جب سب گوشت
کاٹ کر تیار ہوا تب میر امانت علی صاحب نے عرض کیا کہ گوشت تیار ہے اس
کی تقسیم کو کیا ارشاد ہے فرمایا سب گوشت کس قدر ہوگا عرض کیا کہ بارہ من
گوشت دونوں اونٹوں کا اور اٹھارہ من بھینسے کا آپ نے فرمایا کہ لشکر
تقسیم کر دو عرض کیا کہ آدمی بہت ہیں سیر سیر بھی پورا نہ پڑیگا فرمایا کہ
تم بسم اللہ کر کے بانٹنا شروع کرو اللہ تعالیٰ برکت دیگا اس درمیان میں
سید ابو محمد صاحب نے کہا کہ حضرت گوشت تو موافق حصہ کے ملا ہے مگر اس
بھینسے کا دل بھی مجھے عنایت ہو آپ نے میر امانت علی سے فرمایا کہ دل تو اس
کا ان کو دو اور سری پائے اس کے ہمارے باورچی خانے میں بھیجدو
پھر میر امانت علی صاحب نے لشکر میں خبر کر دی کہ بھائیو اپنے اپنے حصہ
کا گوشت نالے پر چل کر لے آؤ پھر وہاں بسم اللہ کر کے بانٹنا شروع کیا
چھ سات سو آدمی اُس وقت ہندوستانی اور قندھاری ملا کر لشکر میں
تھے سب کو سیر سیر گوشت پہنچ گیا اور بہت بچ رہا اور علاوہ لشکر والوں کے
ملکی لوگ تین چار سو گوشت کے اُمیدوار تھے میر امانت علی نے عرض کی کہ
اپنے لشکر میں تو سب کو پہنچ گیا اور ابھی بہت باقی ہے اور اس قدر ملکی لوگ بھی
اُمیدوار ہیں فرمایا ان کو بھی دو پھر میر امانت علی نے ملکیوں کو سیر سیر دیا
اور جس پر بھی گوشت بچ رہا پھر حضرت سے عرض کیا کہ سیر سیر لشکر میں دینے

میں نے اُن کو تقسیم کیا اور ابھی سوامن ڈیڑھ من گوشت باقی ہے، آپ نے
فرمایا خیر اس کو ہمارے باورچی خانے میں واسطے مہمانوں کے بھیج دو اور میر صاحب اگر
تم بار بار ہم سے نہ پوچھتے اور اُس کا تخمینہ نہ کرتے اور سیر ہی سیر بانٹتے اور اُن
آدمیوں کے سوا جتنے آتے اللہ تعالیٰ برابر سب کو پہنچاتا خیر اسی قدر خدا کی مرضی
تھی اور وہ دال سید ابو محمد لائے اور اپنے ڈیرے میں تولا تو اسی روپے کے سیر سے
سات سیر کا ہوا پھر جب سب کھا کر فارغ ہوئے اور بعد نماز عشا کے معمولی
لوگ حضرت کے پاس بیٹھے تب میر امانت علی صاحب نے عرض کی کہ یہاں جو دو تین
پنچکیاں چلتی تھیں سو وہ ان دونوں بسبب قلت پانی کے بند ہو گئیں اب آٹا پسانے
کی کیا تدبیر کی جاوے، آپ نے فرمایا کہ سب کو غلہ بانٹ دیا کرو تب تک بستی
سے پیس لائینگے اور کہیں سے چکیاں مول لے کر ہر بہیلے میں تقسیم کر دو اپنا اپنا غلہ
ہر کوئی پیس لیگا اور غلہ خریدنے کو محمود لکھنوی اور عبد اللہ اولیا کو مقرر کیا
اور تقسیم غلہ کے واسطے میر امانت علی کے ساتھ مولوی عبد الوہاب کو شریک
کیا یعنی کبھی میر صاحب بانٹیں اور کبھی مولوی صاحب پھر سب لوگوں
کو سراسیم ایک تا ملوٹ گیہوں اور دو مٹھی دال ملنے لگی اس میں اکثر لوگ
تو اپنا غلہ آپ پیس لیتے تھے اور بعض بعض اُسی میں سے کچھ غلہ دے کر
پسوا لیتے تھے اور بعضے پتھر پر دلیا سا دل کر پکا کر کھاتے تھے اسی طرح
دس پندرہ روز گذرے پھر چکیاں مول لے کر بہیلے بہیلے میں تقسیم کی گئیں
اور ہر بہیلے میں کھانا پکانے کا یہ معمول تھا کہ ہر روز اپنی اپنی باری سے چار
آدمی کھانا بہیلے بھر کا پکاتے اور ہر بہیلے میں بیس آدمی سے کم اور پچیس سے زیادہ

نہ تھے اور اسی طور آٹا پیسنے کا معمول تھا کہ چار چار آدمی اپنی اپنی باری سے پیستے تھے اور لکڑی لانے کا یہ دستور تھا کہ بیلہ دار چار آدمیوں کو تو اپنے بیلے میں کھانا پکانے کو چھوڑ جاتا اور باقی سب کو جنگل میں لے جاتا اور وہاں سے کلہاڑیوں سے لکڑی کاٹ کر پشتارہ باندھ کر ہر کوئی اپنے اپنے سر پر لاتا اور دوسرے روز وہ چار آدمی جو کھانا جو کھانا پکانے کو رہتے تھے اپنے اپنے حصہ کا ایک پشتارہ لکڑی کاٹ لاتے اور حضرت امیر المومنین علیہ الرحمۃ کے باورچی خانے کا ایندھن یوں آتا تھا کہ جب لکڑیاں چک جاتیں قادر بخش گنج پوری والے عرض کرتے کہ حضرت ایندھن باورچی خانے میں نہیں ہے آپ فرماتے کہ آج لشکر کی سب کلہاڑیاں لا رکھو کل چلینگے پھر شام کو قادر بخش (سب کلہاڑیاں منگوا رکھتے تھے۔ صبح کی نماز پڑھ کر گھوڑے پر چڑھ کر حضرت جنگل کو روانہ ہوتے اور کلہاڑیاں لے کر آدمیوں سے قادر بخش جاتے اور لشکر میں خبر ہوتی کہ آج حضرت امیر المومنین علیہ الرحمۃ لکڑیاں لینے کو گئے ہیں کھانا پکانے والے تو چار چار آدمی ہر بیلے میں رہتے باقی سب جاتے اور حضرت کے واسطے لکڑیاں کاٹتے کہ آٹھ آٹھ آدمی آپ کے ساتھ کاٹتے کاٹتے تھک جاتے اور آپ اکیلے نہ تھکتے اور ہر ایک کار سخت میں آپ کو اسی طور مشاق بھی کوئی کام ایسا نہ تھا کہ جس میں آپ عاجز ہو جاتے یا نہ کر سکتے پھر جب لکڑیاں کاٹ کر فارغ ہوتے تب ہر کوئی پشتارے باندھ کر اپنے اپنے سر پر اٹھا لاتے اور آپ کے باورچی خانہ میں جمع کر دیتے پھر ایک روز وہ لوگ جاتے جو کھانا پکانے کو اس دن چار چار آدمی

ہر ہیلے میں رہتے تھے اور اپنے اپنے حصہ کا ایک ایک تیارہ لکڑیوں کا حضرت کے
باورچی خانے میں پہنچاتے اور یہ اہتمام لکڑیوں کا صرف واسطے مہمانداری کے تھا ۔
کیونکہ جتنے مہمان لشکر میں وہ سب آپ ہی کے باورچی خانے سے کھاتے تھے حضرت
نے وہ باورچی خانہ فقط مہمانوں کے لئے مقرر کیا تھا وہ خاص آپ کی ذات شریف
کے واسطے نہ تھا ہاں یہ تھا کہ جہاں سب مہمانوں کا کھانا پکتا وہیں آپ کا بھی
پک جاتا اور تقسیم لباس کا یہ معمول تھا کہ سال بھر میں دو جوڑے جوتے کے

تقسیم لباس

اور تین جوڑے موٹی کھادی کے ہر کسی کو ملتے تھے اور اس کے علاوہ جاڑوں
میں ایک دگلا اور واسطے رضائی کے ایک دوہر اور سیر بھر روئی ہر شخص پاتا
تھا اور سوا اس کے جس کا کپڑا جلد پھٹ جاتا یا گم جاتا اُس کو ملتا تھا اور
واسطے کپڑے دھونے کے ہر جمعرات کو برابر دو دو ٹکیاں صابون کی تقسیم
ہوتی تھیں ہم لوگ ندی یا چشمہ پر جا کر اپنے اپنے کپڑے دھولاتے تھے یہ ہم لوگوں

کپڑا دھونا

کا حال خیال کر کے واسطے ترغیب کے کئی بار حضرت امیر المومنین علیہ الرحمہ نے
اپنا حال بیان کیا کہ جب ہم نواب امیر الدولہ بہادر کے لشکر میں نوکر تھے یہ ہماری
عادت تھی کہ جو اپنے کپڑے دھونے کو جی چاہتا تو پانچ سات یاروں آشناؤں
کے میلے کپڑے جمع کر کے گٹھڑی باندھ کر کندھے میں ڈالتے اور سب یار و آشنا
ہنسی ہنسی کرتے رہتے ہم ایک نہ سنتے اور ایک دیگچہ اور صابون اور آگ لے کر
جہاں پانی ہوتا چلے جاتے اور سب کپڑے دھولاتے اور سب یاروں کو لا کر دیتے
وہ خوش ہو جاتے تھے حضرت کی یہ عادت حمیدہ اور خصلت پسندیدہ سُن کر
ہم لوگوں کو بھی رغبت ہوئی اور ایسا ہی کرنے لگے کہ ایک آدمی یا دو آدمی
اپنے ہیلے کے کپڑے اور سب کے حصہ کا صابون لیجاتے اور دھولاتے تھے

اور یہی حال ہم میں سے اکثر لوگوں کا ہر کاروبار میں تھا کہ کسی کو محنت
کا کام کرتے دیکھتے تو بے کہے شریک ہو جاتے اور کرنے لگتے اگرچہ اُس
کام کی اُس روز ان کی باری نہ ہوتی فقط للہ فی اللہ ثواب جان کر
کہ یہ کام خدا کا ہے اور یہ عادت خصوصاً ان لوگوں کی تھی جو حضرت کے
ہمراہ اول سے تھے اور جو لوگ پیچھے سے قافلوں کے ساتھ آئے وہ آپ کے
صحبت یافتہ نہ تھے اگلے لوگوں کا کاروبار دیکھ کر، چنانچہ پیسا پکانا لکڑی
چیرنا کپڑا سینا کپڑا دھونا گھاس چھیلنا گھوڑا ملنا بیماروں کی خدمت کرنا
ان کا پیشاب پاخانہ اُٹھانا آپس میں ایک دوسرے کا سر مونڈنا آپس میں
ایک دوسرے کے پیر دبانا زمین پر سونا پھٹے پُرانے کپڑے پہننا وغیرہ
ان کا کرنا عار ننگ جانتے تھے کہ یہ ارذلوں کے کام ہیں شرفا کی شان کے
لائق نہیں ہیں یہ اُن کا ما فی الضمیر حضرت کو معلوم ہوا اور قدیم سے آپ
کی عادت شریف یہ تھی کہ جو نصیحت کرتے تو کسی کی طرف خطاب کرکے
یا کسی کا نام لے کر نہ کرتے کہ لوگوں میں اُس کو ندامت ہو مگر طرح طرح
کی مثالیں بطور حکایت کے بیان فرماتے کہ یہ ثبوت ہو کہ فلانے کو کہتے
ہیں مگر وہ سمجھ جاوے کہ یہ اشارہ میری طرف ہے سو آپ نے یہ مثال
فرمائی کہ ایک عورت کا خاوند مرگیا وہ بیوہ ہوگئی چھوٹے چھوٹے اُس کے
لڑکے ہیں اور اُس کا خاوند کچھ مال و دولت گھر میں چھوڑ نہیں مرا تو
وہ بیچاری مصیبت کی ماری چرخہ کاتتی ہے پسائی کرتی ہے سلائی

کرتی ہے اور جو محنت مزدوری آتی ہے سو کرتی ہے اور اُن بچوں کو پالتی ہے طرف اس اُمید پر کہ اگر یہ پرورش پاکر جوان ہوں گے نوکری چاکری کرینگے بڑھاپے میں مجکو روپے دینگے خدمت کرینگے میرا بڑھاپا آرام سے بسر ہو جاویگا اور یہ اُمید اُس کی موہوم ہے یقینی نہیں اگر وہ لڑکے زندہ رہے اور صالح اور لئیق ہوئے اپنی ماں کا حق خدمت پہچانا تو اُس کی آرزو پوری ہوئی اور جو وہ نالائق اور ننکمے نکلے تو وہ جھکہ جھکہ کر موئی اور یہاں جو ہمارے بھائی لوگ محض خدا کے واسطے نیت خالص سے چکی پیستے ہیں کھانا پکاتے ہیں لکڑی چیرتے ہیں گھاس چھیلتے ہیں گھوڑا ملتے ہیں کپڑے سیتے ہیں اپنے ہاتھ سے کپڑے دہوتے ہیں اور اسی طور کے سب کام کرتے ہیں یہ تمام داخل عبادت ہیں اور یہ کام کرنے حضرت پیغمبر علیہ السلام اور صحابۂ کرام سے ثابت ہیں اور سب اولیاء اللہ آج تک ایسے ہی کار کرتے آئے ہیں جتنے موافق شرع کے کار ہیں کسی کے کرنے میں عار نہیں ہے اور ان سب کاموں کا اجر خدا تعالیٰ کے یہاں ملنا یقینی ہے موافق فرمان حضرت رب الانام اور ارشاد رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سو سب بھائیوں کو لائق ہے کہ ان کاموں کو اپنا فخر و عزت جان کر اور سعادت دارین پہچان کر بلا عار اور بے انکار کیا کریں اور یہ ہمارے بھائی مسلمان باایمان اپنے گھر بار خویش و تبار ناموس و نام عیش و آرام ترک کر کے محض واسطے خوشنودی پروردگار اور اتباع رسول مختار کے آئے اور یہ ہر ایک ہمارے نزدیک گویا گوہر نایاب اور لعل بے بہا کے ٹکڑے ہیں کہ سیکڑوں بلکہ ہزاروں میں سے چھنٹ کر آئے ہیں

اُن کی قدر و منزلت ہم جانتے ہیں ہر کوئی نہیں پہچانتے ہیں اسی طرح
کے کلام ہدایت التیام نصیحت آمیز شوق انگیز فرما کر جناب باری
میں ساتھ الحاح وزاری کے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ ہم کو اور ہمارے
بھائی مسلمانوں کو بلا عار و انکار اپنی راہ مستقیم پر قدم بقدم حضرت
خیر الانام اور صحابہ کرام کے ثابت قدم رکھے ایک روز کا بیان ہے کہ
حضرت امیر المومنین علیہ الرحمۃ اپنے ڈیرے سے اُٹھے اور سیر کرتے کرتے
شیخ ولی محمد صاحب کے بھیلے کی طرف نکلے وہاں لوگ چکی پیس رہے تھے وہاں
جا کر آپ بھی بیٹھ گئے اور اُن کے ساتھ پیسنے لگے اور دیر تک پیسا کئے اور
ایسے ایسے کام کرنے کو آپ ننگ و عار نہیں بوجھتے تھے بلکہ عزت و افتخار
سمجھتے تھے اسی طور کا ایک اور بیان ہے کہ وہیں پنجتار میں آپ نے واسطے
نماز پڑھنے کے زمین میں خط کھینچ کر ایک مسجد بنائی تھی اُس میں خمسہ
پڑھتے تھے اُس زمین میں باریک باریک سنگریزے بہت تھے بیٹھتے سجدہ
کرتے گھٹنوں اور پیشانی میں چبھتے تھے نمازیوں کو ایذا ہوتی تھی ایک روز
بعد فراغ نماز عشا کے جب بیٹھے اور معمولی لوگ حاضر تھے اُس وقت کسی صاحب
نے اس سے نمازیوں کی ایذا و تکلیف پانے کا شکوہ کیا آپ نے سید محمد اسمٰعیل
صاحب کو فرمایا کہ اس وقت درانتیاں سب بھیلوں سے لا کر رکھ چھوڑو
انشاء اللہ تعالیٰ کل گھاس کاٹنے چلیں گے اُنہوں نے اسی وقت سب درانتیاں
لا کر رکھیں پھر صبح کو نماز پڑھ کر پہاڑ کی طرف تشریف لے گئے پیچھے اور
تمام لوگ لشکر کے وہیں پہنچے ایک گھاس پہاڑ پر ہوتی ہے اُس کے بان بھی

بُنتے ہیں اور وہ گھاس بہت نرم ہوتی ہے اُس پہاڑ میں اُس کا جنگل تھا
آپ نے اُسی کو کاٹنا شروع کیا آپ کو دیکھ کر سب کاٹنے لگے پھر ایک ایک گٹھا
باندھ کر سب اُٹھا لائے اور آپ نے ایک ایک بالشت اونچی مسجد بھر میں بچھوا دی
سب لوگ بآرام تمام نماز پڑھنے لگے اسی طور ایک روز اور بعد نماز ظہر کے آپ بیٹھے
تھے اور گرمی کا موسم تھا درختوں کے نیچے ڈیرے تھے بعض بعض صاحبوں نے حضرت
سے عرض کی کہ خیمے کے اندر بسبب دھوپ کے گرمی بہت معلوم ہوتی ہے آپ سُن کر
چپ ہو رہے جواب نہ دیا جب رات کو بعد نماز عشا کے معمولی لوگ آپ کے پاس حاضر
ہوئے تب شیخ عبدالحکیم سے جو خاص جماعت کے پہلے دار تھے فرمایا کہ اپنی جماعت
کی درانتیاں اس وقت جمع کر رکھو صبح کو ہمارے ساتھ درے کی طرف لیتے چلنا پھر
آپ سو رہے بعد نماز فجر کے اپنے قدیمی ٹٹو پر چڑھ کر درے کو روانہ ہوئے پیچھے سے
خاص جماعت کے لوگ بھی ہمراہ عبدالحکیم کے درانتیاں لے کر وہیں حاضر ہوئے وہاں سرپت
کا جنگل کھڑا تھا آپ درانتی سے کاٹنے لگے آپ کے ساتھ سب کاٹنے لگے اور
چھپر کے واسطے سیدھی سیدھی لکڑیاں بھی کاٹیں پھر سرپت اور لکڑی وہاں سے
لوگ اُٹھا لائے پھر روٹیاں لگا کر دوپہر کو سو رہے پھر بعد نماز ظہر کے سب لوگ
چھپر کے سامان میں مصروف ہوئے کوئی مونج نکالنے لگے کوئی بتی باندھنے لگے
کوئی ٹھاٹھ باندھنے لگے اور ہر کام کی تدبیر حضرت آپ ہی بتاتے تھے اور
سب کے ساتھ کام بھی کرتے تھے الغرض شام تک چھپر درست کر کے چڑھا
دیا اور اُس کے تین طرف ٹٹیاں لگا دیں اور ایک ایک کھڑکی بھی محراب دار
بہت خوبصورت ہر ٹٹی میں رکھی اور ہر کھڑکی میں چھاپ لگائی کہ جب چاہا
بند کر لیا جب چاہا کھول دیا اور ایک پنکھا اُس کا آنے جانے کو خالی

رکھا وہ آپ کا چھپر دیکھ کر سب لوگ لشکر کے شائق ہوئے کہ
ہم بھی بنا دیں گے پھر ایک ہفتہ کے عرصہ میں پہلے پہلے ایک ایک دو دو
چھپر تیار ہو گئے اور اُسی ایام مبارک فرجام میں ضلع پکھلی کا ایک
خان سربلند خاں نام کہ سکھوں نے اس کو نکال دیا تھا دس پندرہ آدمیوں
سے آیا اور حضرت امیر المومنین علیہ الرحمۃ سے بیعت کی اور اپنی جلاوطنی کا حال
عرض کیا کہ اس طرح سے ظلم و تعدی کر کے سکھوں نے مجھکو نکال دیا اور سائل
ہوا کہ آپکے لشکر سے میری اعانت کریں تا اپنی ریاست پر قابض اور متصرف ہوں
اور ایک سبزہ گھوڑا بہت عمدہ آپ کی نذر کیا شیخ فرزند علی کے بیٹے شیخ
امجد علی کا گھوڑا چند روز بیشتر مقتل ہو گیا تھا آپ نے وہ گھوڑا اُن کو
عنایت کیا اور ایک وکیل حبیب اللہ خاں کا پکھلی سے آیا اور خان موصوف
کی عرضی لایا خلاصہ مضمون اس کا یہ تھا کہ فلانی گڑہی میں سکھوں نے میرے
بیٹے کو گھیر رکھا ہے سو آپ سے مدد چاہتا ہوں کہ کچھ مجاہدین نصرت قرین
بتر کا للہ فی اللہ اس طرف روانہ فرماویں اور اُسی اثنا میں دو تین روز
کے بعد مظفر آباد سے سلطان نجف خاں اور سلطان زبردست خاں کا وکیل
آیا اور اُن کی عرضیاں لایا خلاصہ مضمون اُن کے کا یہ تھا کہ ہم آپ کے
ہر آن میں فرماں بردار جان و مال سے تیار ہیں اگر حضرت امیر المومنین امام
المجاہدین مع لشکر غازیان نصرت قرین اس طرف تشریف فرما ہوں

تو باخوبی کارِ جہاد فی سبیل اللہ کا انتظام پاوے اور بہت ملک و مال
بھی ہاتھ آوے اور ایک رئیس رجولی کا یارس نام سات آٹھ آدمیوں
سے آپ کے پاس آیا اور اسی قسم کا اظہار اُس کا بھی تھا کہ کچھ لشکر اپنا حضرت
میرے ساتھ روانہ کریں اور وہ بھی اپنے ملک سے نکالا ہوا تھا اور ایک پکھلی
کے رئیسوں سے حبیب اللہ خاں کے تربور ناصر خاں تھے پکھلی سے سکھوں
نے ان کو نکال دیا تھا ضلع ندہاڑ میں ایک بستی بہت گراتون ہے وہاں
جا کر رہے وہاں سے انہیں روزوں وہ بھی آئے اور خالص نیت سے
حضرت کے دست مبارک پر بیعت کی اور بڑے صاحب اخلاق بامروت
شجاع کریم الطبع تھے اور ضلع اگرور سے عبد الغفور خاں کے بھائی کمال خاں
بھی انہیں روزوں آئے اور اپنی طرف سے اور اپنے بھائی عبد الغفور کی طرف سے حضرت
کے ہاتھ پر بیعت کی اور وہ بھی نہایت شجاع اور سخی اور صاحب اخلاق اور
یار پاے نفاق تھے اور امان اللہ خاں خان خیل اور اُن کے بیٹے
عنایت اللہ خاں اول دیرے میں رہتے تھے جب وہاں سے انکو سکھوں نے
نکال دیا تب وہ عشرے میں بسے عشرے سے انھیں روزوں باپ
بیٹے وہ بھی آئے اور آپ کے شرف بیعت سے مشرف ہوئے اور یہ
سب وکیل اور خوانین مذکورین حضرت علیہ الرحمۃ کی خدمت بابرکت
میں حاضر تھے کہ پایندہ خاں تنولی امب والے کی عرضی آئی خلاصہ

مضمون اُس کے کا یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو عالی ہمت صاحب ارادت
ہادی زمانہ کیا ہے اور ہر طرح کا جاہ و اقتدار دیا ہے میں بھی ہر کیف آپ
کا غلام اور مطیع اور فرمان بردار ہوں جو حکم ارشاد ہو جان و مال
سے حاضر اور تیار ہوں یہ مضمون عرضی کا سُن کر تمام خوانین حاضرین
طرح طرح سے اُس کی مذمت کرنے لگے کہ یہ خان بڑا فریبی مکار و
غدار دغاباز حیلہ ساز ہے اس کی اس چاپلوسی و چرب زبانی اور
تملق اور لسانی کا کچھ اعتماد نہیں کسی کے ساتھ عہد کر کے وفاداری نہیں کی
ہے سب کو اس نے زک دی ہے حضرت نے فرمایا کہ بھائیو ایسی بات کہنی
نہ چاہئے وہ خان بڑا نامی بہادر اور جوانمرد ہے ہم کو اُس نے اس طرح
لکھا ہے اور مسلمان ہے ہم اُس پر کیونکر بدگمانی کریں ہدایت اور ضلالت
اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے ایک دم میں بُرے کو بھلا اور بھلے کو بُرا
کر دیتا ہے پھر آپ نے اس کا جواب لکھوایا کہ عرضی تمہاری ہم کو پہنچی
ہم تم سے بہت راضی ہوئے اللہ تعالیٰ تم کو اپنی راہ مستقیم پر ثابت قدم
رکھے جیسا تم نے اپنا حال لکھا ہے تمہاری ذات سے ہم کو یہی اُمید ہے
اور ان دنوں آٹھ دس روز میں ہمارے مجاہدین پکھلی کی طرف روانہ
ہونے والے ہیں اور رستہ تمہارے عمل میں ہو کر ہے کسی بات کی ان کو تکلیف
نہ ہونے پاوے اللہ تعالیٰ نے تم کو رئیس کیا ہے اُن کی محافظت اور

خیرخواہی تم پر لازم ہے کس واسطے کہ یہ کارخانہ خدا کا ہے اس کارِ خیر
میں حتی المقدور ہر مسلمان کو شریک ہونا چاہئے فقط پھر اس جواب کو
روانہ کیا بعد اس کے جو وکیل اور خوانین اُترے ہوئے تھے اُن کو بھی رخصت
فرمایا کہ تم اپنے اپنے وہاں آگے چل کر جو لوگ تم سے موافق ہوں ان کو
جمع کرو تمہارے پیچھے ہم اپنے لوگ بھی روانہ کرتے ہیں خاطر جمع رکھو اللہ
تعالیٰ تمہارا بھی کام دُرست کر دیگا پھر بعد سات آٹھ روز کے چاہا
کہ لوگوں کو طرف پکھلی کے روانہ کریں اس عرصہ میں مقیم رامپوری نے
جو قافلہ لے کر آئے تھے آپ سے درخواست کی کہ ہم لوگ یہاں روٹیاں
کھانے کو نہیں آئے ہیں ہم چاہتے ہیں کہ کچھ کار خدا کا ہمارے ہاتھوں
نکلے آپ ہم لوگوں کو اُس طرف روانہ کریں حضرت نے فرمایا کہ بہت بہتر
تمہارے بھی لوگ بھیجیں گے اور اس قافلہ کے لوگ سلاح و پوشاک سے
خوب آراستہ تھے اور کار آزمودہ سو حضرت علیہ الرحمۃ نے تمام قافلہ
اور علاوہ اس کے سو آدمی اور ہر پھلیے دو دو چار چار چن کر مقرر
کئے اور مولانا محمد اسمٰعیل رحمۃ اللہ علیہ کو سب کا امیر کیا اور بارود کا سامان
بھی کو سپرد کیا اور پانچ سو بانسلی نل بالش ڈیڑھ ڈیڑھ بالش کے لمبے
لپٹے بارود بھرے جڑے دئے اور وقت رخصت کے ننگے سر ہو کر جناب
باری میں ساتھ کمال الحاح و زاری کے دیر تک دعا کی پھر مولانا
صاحب اور میاں مقیم نے حضرت سے مصافحہ کیا پھر اسی طرح سب نے

حضرت علیہ الرحمۃ سے اور سب لوگوں سے مصافحہ کیا اور روانہ ہوئے
پہلے روز موضع بتیئی میں جاکر منزل کی وہاں والوں نے موافق دستور اس
ملک کے سب لوگوں کی تعظیم و تکریم اور ضیافت کی دوسرے دن وہاں
سے چل کر گیارہ باڑہ میں رہے تیسرے روز وہاں سے موضع کہیل کو گئے
وہاں کے لوگوں نے بھی خوب مہمانداری کی منت گزاری کی وہاں سے چوتھے
روز سہتانی میں سید اکبر صاحب کے مکان پر پہنچے وہ غائبانہ جناب
امیرالمومنین علیہ الرحمۃ کے نہایت معتقد تھے کمال اخلاق اور تواضع
اور تعظیم کے ساتھ ملے اور دو رات اپنے یہاں سب کو ٹکایا اور کھانا کھلایا
اور مولانا صاحب سے اُس طرف کے سفر کا سبب پوچھا آپ نے اول سے
آخر تک حال سب بیان کیا کہ فلانے فلانے خان اور فلانے فلانے
خان کے وکیل آئے تھے اور اپنی اپنی جلاوطنی اور سکھوں کے ظلم و تعدی
کا بیان کیا اور واسطے اعانت کے حضرت امیرالمومنین سے مجاہدین کی
درخواست کی ہم لوگوں کو اس طرف روانہ فرمایا یہ تمام قصہ سن کر
سید اکبر نے کہا کہ مولانا صاحب آپ کو یہاں کے رئیسوں کا حال معلوم
نہیں اور ہم سے دن رات معاملہ رہتا ہے ہم خوب ان کے حال سے
واقف ہیں یہاں سے آپ کو خوشامد و چاپلوسی سے لے جاوینگے اور
سکھوں کے مقابلہ میں کھڑا کر دینگے اور آپ دور سے تماشہ دیکھیں گے

اگر تم نے اُن پر فتح پائی اُن کا مال و اسباب لوٹنے کو موجود ہونگے
اور جو خدا ناخواستہ شکست کھائی تو پھر الگ سے الگ یا اپنی راہ لینگے
آپ اُن کی حیلہ سازی اور فریب بازی سے ہوشیار رہنا اُن کے
عہد و پیمان کا اعتماد نہ کرنا مگر دو تین شخصوں کی طرف سے قدرے یقین
ہے جیسے کمال خاں اور اُن کے بھائی عبد الغفور خاں یا جیسے امان اللہ خاں
اور اُن کے بیٹے امان اللہ خاں یا ناصر خاں اگر یہ تمہاری رفاقت اور
وفاداری کریں تو عجب نہیں اسی طور دونوں رات مولانا صاحب کو سمجھاتے
رہے پھر تیسرے دن ستھانے سے کوچ کر کے آگے کو گئے پاینده خاں
کچھ دور استقبال کر کے سب کو لے گیا اور مسجد میں اُتارا واسطے مہمانی کے
غیس خانم بھیجی اور مولانا صاحب دو خوان کھانا جدا بھیجا دو شب وہاں ہی
رہے تیسرے دن وقت کوچ کے پاینده خاں نے اپنے بھائی امیر خاں
کو ہمراہ کر دیا کہ اپنی سرحد تک بآرام تمام پہنچا آؤ اس روز وہاں سے
کھیل بائی میں ہوتے ہوئے چھتر بائی میں جا گر رہے صبح کو دریا اباسین
اُتر کر موضع بلوئی ہوتے ہوئے موضع نکی پانی میں جا کر ڈیرہ کیا وہاں
سے چل کر شیر گھر میں مقام کیا یہیں تک پاینده خاں کا عمل تھا پھر
وہاں سے گلی کے قلعہ ہوتے ہوئے ایک سادات کی بستی ہے بیر درہ
نام رات کو اس میں رہے وہاں سے کوچ کر کے ضلع پکھلے میں داخل ہوئے
قلعہ بیر کنڈ ہوتے ہوئے ایک بستی آر یرطا ہے وہاں لگے اور جن

رئیسوں کو حضرت امیر المومنین علیہ الرحمۃ نے پنجتار سے رخصت کیا تھا وہ
بھی اپنے اپنے لوگ لے کر وہیں آئے رنجیت سنگھ کی طرف سے ملک پکھلی اور تجہ اور
ہزاری کا جاگیردار اور ایک سکھ ہری سنگھ نام تھا اُس کو خبر ہوئی کہ
خلیفہ کا لشکر پکھلی میں آن پہونچا پھول سنگھ نام ایک سکھ تھا دو تین ہزار
سکھوں سے واسطے مقابلہ غازیوں کے بھیجا ایک بستی ڈمگلا ہے اُس میں
لشکر سکھوں کا داخل ہوا اس طرف مولانا محمد اسمٰعیل صاحب نے میاں مقیم
صاحب اور رئیسوں نے مشورہ کیا کہ لشکر سکھوں کا ڈمگلا میں داخل ہو چکا
اور عجب نہیں کل ہم پر اور اُن سے مقابلہ ہو سو مناسب یہ ہے کہ آج ہی
رات کو ہم اُن پر شبخون ماریں یہ بات سب کو پسند آئی پھر اسی روز شام
کو تمام ہمراہی میاں مقیم کے اور پچاس اور مجاہدین اور چودہ پندرہ سو ملکی
لوگ واسطے چھاپے کے مقرر کئے اور باقی ہندوستانی اور ملکی مولانا صاحب نے
اپنے پاس رکھے اور گولی بارود سب کو بانٹ دی اور وہ چینہ سات سو بانس
کی نل بارود بھری ہوئی جو لائے تھے تین تین چار چار غازی کو حوالہ کی اور
سمجھا دیا کہ جدھر مخالفوں کا مجمع دیکھا اُدھر ایک دو نل داغ کر پھینک دیئے
وہ تو اُسی طرف متوجہ ہو لگے اور تم اس طرف سے بندوق اور
قرابین مارنا شروع کر دو اور پان چار کہائیں بھی سنگر سے اُترنے کو
ساتھ کر دیں اور ہر ایک سے فرمایا کہ سورۂ لایلٰف گیارہ گیارہ بار

پڑھ کر روانہ ہوا اور سب کا امیر میاں مقیم صاحب کو کیا اور مولوی
خیر الدین صاحب کو شریک کیا اور واسطے پتے کے اپنے سب لشکر کے
شبخون والوں کا نام عبد اللہ رکھ دیا اور دعا کر کے رخصت فرمایا
پھر ہم لوگ وہاں سے روانہ ہوئے جب سکھوں کا لشکر کوس پون کوس
رہا اور اُس وقت کوئی پہر سوا پہر رات باقی ہوگی وہاں آ گئے پیچھے کے
سب لوگ جمع ہو کر آگے بڑھے جب قریب لشکر کے آئے اور سب نے مل
کر ارادہ کیا کہ تکبیر کہہ کر لشکر میں گھسیں اُس وقت تخمیناً کوئی تین سو
یا ساڑھے تین سو آدمی باقی رہے اور خدا جانے کدھر چھپ گئے اور ادھر
سکھوں کی جمعیت ملکی اور سکھ ملا کر پانچ چھ ہزار سے کم نہ تھے پھر میاں
مقیم صاحب وہ کہابُن لشکر پر ڈال کر آگے آپ ہوئے اور پیچھے ان
کے ہم سب لوگ چلے اور یکبار بآواز بلند اللہ اکبر اللہ اکبر کہہ کر بندوق
اور قرابین مارتے ہوئے حملہ کیا اور سکھ بھی ہوشیار ہو گئے کہ چھاپا
آ پہنچا جلد نقارہ بجایا اور غول غول ہو کر کئی جگہ جمع ہو گئے اور بندوقیں
مارنے لگے اُس وقت ہم لوگ وہی نل داغ کر اُن کے غول میں پھنکے تھے
اور پیچھے سے قرابینیں مارتے تھے اور ہلّہ کرتے تھے اُس وقت میاں
مقیم کے لوگوں کی شجاعت اور بہادری جو دیکھی تو رستم اور اسفندیار کی
جرأت و دلیری سنتے ہوئے بھول گئے کہ اس طرح بے باک ہو کر سکھوں

کی جماعت میں گھستے تھے جیسے کوئی کبڈی کھیلتا ہے یہاں تک کہ تین
چار ہلّوں میں اُن کو سنگر سے نکال کر باہر کر دیا اس عرصہ میں جو
ہمارے ہمراہی ملکی لوگ دیکھ کر پیچھے دب رہے تھے وہ بھی آکر سنگر میں داخل
ہوئے اور سکھوں کا مال واسباب لوٹ کر چلنے لگے اور ہم لوگ سکھوں کے مقابلہ
میں تھے اس عرصہ میں سکھوں نے موضع ڈمگلا کے دو تین جھونپڑوں میں آگ
لگادی اُس کی روشنی سے تمام سنگر میں اور اُس کے اطراف میں دن سا
ہو گیا دیکھا کہ سنگر میں لوٹ مچی ہے ہر کوئی مال واسباب لئے ہوئے چلے
جاتے ہیں اُس وقت مولوی خیرالدین صاحب شیر کوٹی میاں مقیم سے کہا
کہ سکھوں نے لڑائی لگا دی کہ وہ تو لوٹ کر لوٹ کر اپنا رستہ لیتے ہیں اور
زخمی ہو مناسب یہی ہے کہ آپ بھی جلد یہاں سے نکلنے کی تدبیر کریں اور
مولوی صاحب ممدوح کوئی غازیوں سے آپ سکھوں کے مقابلہ میں رہے
لوگوں سے کہا کہ جو کوئی زخمی قابل اُٹھانے کے ہوں اُن کو سنگر کے باہر
اُٹھالے چلو اور باقیوں کو رہنے دو ہم لوگوں نے چھ سات زخمیوں کو
اُٹھایا کہ قابل لے چلنے کے تھے اور دو صاحب زیادہ زخمی تھے ایک سید
لطف علی اور دوسرے عبدالخالق محمد آبادی ہم نے چاہا کہ اُن کو بھی لے چلیں
اُنہوں نے کہا کہ ہمارے ہتھیار لے لو اور ہم کو تکلیف نہ دو ہم کو بھی میدان
پسند ہے پھر ہم نے سلاح اُن کے لے لئے اور ان کو وہیں چھوڑ دیا
کیونکہ وہ ظاہر میں گھڑی دو گھڑی کے مہمان تھے اور چند ہندوستانی

شہید ہوئے اور چند غازی تھوڑے تھوڑے زخمی تھے چنانچہ اُنھیں میں
ایک میاں مقیم بھی تھے پھر جب سب زخمی سنگر کے باہر نکل چکے تب مولوی صاحب
بھی اپنے لوگوں کو لے کر ساتھ استقامت اور دلجمعی کے سنگر سے نکلے اور
سب کو لے کر مع الخیر چلے اُس وقت سکھوں کو ایسی شکست فاحش نصیب
ہوئی تھی باوجودیکہ ہزار تھے کسی کو جرأت نہ ہوئی کہ ہم لوگوں کا تعاقب
کرے ہم لوگ جبتک مولانا صاحب کے پاس پہنچیں جبتک موضع سنگاری
وغیرہ کے سکھ جمع ہو کر مولانا صاحب پر آئے اور جانبین سے بندوقیں
چلنے لگیں ہم لوگوں کو معلوم ہوا کہ سکھوں نے مولانا صاحب کا مقابلہ کیا ہم
سب جلد جلد وہاں سے چلے مگر ہمارے پہنچنے سے پہلے مولانا صاحب نے اُن کی
لڑائی مار دی تھی حال یوں ہوا کہ مولانا صاحب نے مقابلہ سکھوں کا پہلے
مورچے باندھ کر کیا شاہین اور بندوق سے جب وہ حملہ کرتے ہوئے نزدیک
آئے تب مورچوں سے نکل کر قرابینوں سے مارنے لگے جب اور قریب آئے
نوبت تلوار کی پہنچی اس طرح مولانا صاحب کے لوگوں نے داد شجاعت اور
بہادری کی دی کہ تقریر اُس کی تحریر سے باہر ہے مارے تلواروں کے
لاش پر لاش بچھادی آخر الامر وہ میدان سے بھاگ کر گاؤں میں
گھسے اس عرصہ میں ہم لوگوں نے بھی پیچھے دیکھا تو چھ سات آدمی اپنی
طرف کے شہید ہوئے تھے اور کوئی نو دس آدمی زخمی مولانا صاحب کے بھی

انگلی میں گولی لگی تھی اور دگلے میں چھ سات سوراخ گولیوں کے ہو گئے
تھے اور سکھوں کی طرف دو ڈھائی سو مارے گئے اور میدان ہم لوگوں
کے ہاتھ رہا پھر اُس روز ہم سب اُسی میدان میں رہے اور سکھ بستی
کے اندر اور اُسی دن ہم کو خبر ملی کہ دگلے کے چھاپے میں قریب تین سو
سکھ کے فی النار ہوئے اور یہ بھی خبر پائی کہ حبیب اللہ خاں کے بیٹے کو
جو سکھوں نے ایک گڑہی میں گھیر رکھا تھا جب وہاں کے سکھ ان سکھوں
کی کمک کو آئے ادہر فرصت پاکر خان ممدوح کا بیٹا گڑہی سے سلامت
نکل گیا پھر مولانا صاحب سے کمال خاں اور ناصر خاں نے کہا کہ یہاں
ہر طرف عملداری سکھوں کی ہے اور آپ کے ساتھ ہم لوگوں کی جمعیت فقط
یہی ہے جو یہاں موجود ہے مناسب یہ ہے کہ یہاں سے کوچ کر کے ہمارے
اگردر کو چلو یہ صلاح مولانا صاحب کو پسند آئی صبح کو وہاں سے کوچ
کر کے موضع خاکی اور بیر کنڈ کے درمیان میں ہو کر نکلے اور اُس کے اطراف
میں جو بستیاں تھیں جیسے سنکاری اور بیہا اور خاکی اور بیر کنڈ اور ملک پور
وغیرہ ان کی گڑہیوں میں ڈھم ڈھم نقارے بجتے تھے مگر کسی گڑہی
کے سکھوں نے ہمارا پیچھا نہ کیا اُس روز شام کو ہم لوگ اگر کے عملہ میں
کنارے پہاڑ کے ایک بستی تھی وہاں رہے دوسرے دن وہاں سے
موضع سمدہرا میں آئے وہاں کمال خاں نے ہم لوگوں کی دعوت کی
تیسرے دن ناصر خاں وہاں سے اپنی بستی کو گئے اور مولانا صاحب

ہم لوگوں کو لے کر موضع آد گی میں آئے وہاں آٹھ مقام کئے اور
چند روز اور بھی وہاں مقام کرنے کا ارادہ تھا اس لئے کہ یہاں سے
اٹھ کر سکھوں کی بستیوں پر شبخون ڈالینگے اور پھر وہاں سے آکر یہاں
بیٹھینگے اس اثنا میں حضرت امیر المومنین علیہ الرحمۃ کا فرمان مولانا صاحب
کے نام وارد ہوا کہ تم جلد وہاں سے ہمارے پاس آؤ اور یہاں فضل الٰہی سے
بہت قافلے غازیوں کے ہندوستان سے آئے ہیں تفصیل اُن کی یہ ہے ایک
قافلہ سید احمد علی صاحب بریلوی کا اور دوسرا قافلہ مولوی عنایت علی
اور تیسرا مولوی قمر الدین اور چوتھا باقر علی اور پانچواں عثمان علی اور
چھٹا مولوی مظہر علی عظیم آبادی کا اور ساتواں قافلہ مولوی خرم علی بلہوری
کا آٹھواں قافلہ مولوی عبد القدوس کانپوری کا نواں قافلہ مولوی محمد علی
رامپوری کا دسواں قافلہ مولوی عبد اللہ امروہہ والے کا گیارہواں
قافلہ حافظ قطب الدین پھلتی کا بارہواں قافلہ مولوی محبوب علی کا اور
تیرہواں اشرف دہلوی کا چودہواں قافلہ میرن شاہ نارنولی کا پندرہواں
قافلہ مولوی نیوتنی والے کا یہ خبر فرحت اثر سُن کر مولانا صاحب وہاں
سے کوچ کر کے ایک بستی لکا پانی ہے اُس میں آئے وہاں سے موضع
بلوٹی میں آئے اس جگہ سے قلعہ دربند سکھوں کے عمل میں کوس بھر تھا
اور موضع بلوٹی پائندہ خاں کا تھا ہم لوگ چالیس پچاس آدمی تیسرے
پہر کو واسطے لکڑیوں کے دربند کی طرف گئے وہاں پنچکیاں تھیں

پاینده خاں کے خوف سے آٹھ دس سکھ بندوق تلوار باندھے آٹا
لیا رہے تھے ہم لوگوں کا مجمع دیکھ کر ان کو گمان ہوا کہ پاینده خاں کے لوگ
ہم پر آئے ہیں جلد ایک ٹیکرے پر چڑھ کر بندوقیں مارنے لگے بندوقوں
کی آواز سن کر در بند سے دو دو چار چار اور سکھ بھی وہیں جمع ہو گئے مگر نچلوں
سے آگے نہ بڑھے ادہر دو چار بندوقیں ہمارے لوگوں نے بھی ماریں اور
وہاں سے چلے آئے مولانا صاحب نے پوچھا کہ بندوقیں کہاں چلتی ہیں ہم نے
وہ حال بیان کیا پھر صبح کو دریائے اباسین اُتر کر وہاں سے کہیل لئے
میں آئے اور وہاں سے پاینده خاں استقبال کر کے اپنے ساتھ ہم کو
لے گیا اور بڑی تعظیم و تکریم سے مہمانداری اور خدمتگزاری کی اور مولانا صاحب
اور میاں مقیم کی شجاعت اور بہادری کی بہت تعریف کی کہ تمہارے غازیوں
نے خوب ہی جرأت کی اور داد جوانمردی کی اگر ملکی لوگ بھی سیل کر
اسی طور تندہی اور جاں فشانی کرتے تو ایک سکھ زندہ نہ بچتا مگر منظور الٰہی
یہی تھا پھر مولانا صاحب دو مقام کر کے وہاں سے سہتانی کو روانہ
ہوئے اُدہر سے سید اکبر اپنی سرحد تک کہ موضع کنڑی ہے اور موضع
منڈی کے سید استقبال کو آئے اور مولانا صاحب کو لے گئے اور
تین روز تک دعوت کی اور پکھلی کے چھاپے اور لڑائی کی کیفیت
پوچھی مولانا صاحب نے میاں مقیم کے چھاپے اور اپنی لڑائی کا مفصل

احوال بیان کیا کہ ملکی لوگ بروقت شبخون کے یوں طرح دے گئے اور
کمال خاں اور ناصر خاں نے اس طور رفاقت کی اور اتنے شہید ہوئے
اور اتنے زخمی پھر وہاں سے کوچ کر کے کہبل میں آئے صبح کو وہاں سے
موضع ٹوپی میں ڈیرہ کیا وہاں خان اور سرداروں نے اچھی طرح
سب لوگوں کی مہمانداری اور خدمتگزاری کی اور وہاں سے قریب ایک
گاؤں کوٹا ہے اس میں سے سید امیر اخوندزادہ کہ اس ضلع میں بڑا عالم
نامی تھا مولانا صاحب کی ملاقات کو آیا اور عرض کی کہ چند مسائل تحقیق
کرنے منظور ہیں مولانا صاحب نے کہا کہ بہت خوب فرمائیے پھر جو جو سوال
وہ کرتے گئے آپ اُس کا جدا جدا جواب باصواب فرماتے گئے رات بھر
سید امیر اخوندزادہ بھی وہیں رہا صبح کو وہ اپنی بستی میں گیا اور مولانا صاحب
جھنڈے بوکی میں آئے وہاں سے عملہ فتح خاں کا تھا یہ خبر پنجتار میں پہنچی
کہ مولانا صاحب مع الخیر جھنڈے بوکی میں داخل ہوئے صبح کو حضرت امیر المومنین
نے پیشتر پچاس ساٹھ آدمی واسطے ملنے کے اس طرف سے چلے اور اُدھر سے
مولانا صاحب آئے ایک بستی تمالی ہے وہاں ملاقات ہوئی ہر ایک نے
ایک دوسرے سے مصافحہ اور معانقہ کیا اور عافیت فراج کی پوچھی
پھر سب مل کر وہاں سے آگے بڑھے دیکھا کہ حضرت امیر المومنین علیہ الرحمۃ
ڈھائی تین سو آدمیوں سے آتے ہیں مولانا صاحب حضرت کی سواری دیکھ
کر کمال اشتیاق سے تیز قدم ہو کر چلے ایک جگہ بیری کے درختوں
کا باغ سا تھا وہاں ملاقات ہوئی مصافحہ اور معانقہ کیا اور آپ کے

دست مبارک پر بوسہ دیا اور تمام لوگ آپس میں ایک دوسرے سے ملے پھر وہاں سے مل کر پنجتار میں آئے اور جمع خاطر سے اپنے اپنے ڈیرے میں اُترے مولانا صاحب نے لوگوں سے پوچھا کہ ہم کو حضرت امیرالمومنین علیہ الرحمۃ کا خط موضع اداگی میں پہنچا تھا کہ فلانے فلانے صاحبوں کے قافلے آئے ہیں اُن میں سے اکثر صاحب اب تک نہیں ملے جیسے مولوی محبوب علی میر شاہ حکیم محمد اشرف وغیرہم اُنہوں نے کہا کہ وہ تو آئے بھی اور چلے بھی گئے پوچھا اس کا سبب کیا اُن میں سے میاں دین محمد نے کہا کہ مفصل حال اُن کا شروع سے یوں ہے کہ ڈیرہ اسمٰعیل خاں اور پشاور کے درمیان ایک بستی کنڈوہ ہے کئی قافلے آکر پشوریوں کے خوف سے رُک رہے اس طرف نہ آسکے وہاں سے سب نے حضرت امیرالمومنین علیہ الرحمۃ کو لکھا کہ رستہ بے امن ہے ہم لوگ آپ تک نہیں آسکتے سو آپ کچھ تدبیر کریں اور ہم بھی اُسی تدبیر میں مصروف ہیں کم و بیش قریب دو مہینے کے اسی تشویش و تردد میں گذرے حضرت نے ان کے جواب میں لکھا کہ ہم اپنا آدمی تمہارے پاس بھیجتے ہیں جو وہ تدبیر بتاوے اُس پر عمل کرنا اللہ تعالیٰ کوئی صورت درستی کی کریگا تم خاطر جمع رکھو اور یہاں مشورہ کیا کہ کس کو بھیجا جائے آخرالامر مجھ سے بلا کر فرمایا کہ تم جاؤ اور اُن کو لاؤ میں نے عذر کیا کہ مجھ جاہل سے کیا ہو سکیگا فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی ذات سے مجکو اُمید ہے کہ تم اُن

کو سلامت لے آؤ گے اور تدبیر مناسب جانی وہ تعلیم فرمائی اور کہا کہ
جو تنہائی کا عذر ہے سو جس کو چاہو اپنے لوگوں سے ساتھ لیجاؤ
تم کو اختیار ہے پھر میں شیخ ولی محمد اور شیخ نصر اللہ اور اخوند قطب الدین
کو اور ملا علی خاں اور چند ولایتی اور ساتھ لے کر روانہ ہوا یہاں تک
کہ دریائے لنڈی پر پہنچے اور کشتیاں کو الگ بلا کر مشورہ کیا اور اس کو
کچھ دینے کو کہا کہ اگر دو چار سو آدمی ہمارے کسی وقت آویں تو اُتار دیگو
اُس نے اقرار کیا کہ جب تم لاؤ گے بے وقت اُسی وقت اُتار دینگے پھر
میں نے اُس سے کہا جو آدمی آکر تجھ سے نام لیوے کہ مجکو دین محمد نے بھیجا
ہے اُس سے نشانی مانگیو اگر وہ تیرا پیچا پکڑ لے تو اُس کو اُتار دنیا پھر
اُس وقت میں نے اپنا ٹٹو دے کر اُن چند ولایتیوں سے ایک کو بخبار روانہ
کیا کہ حضرت سے کہنا کہ اس طرح گھاٹ کا بندوبست کر کے مجکو اس طرف
بھیجا اور آپ اس طرف گئے پھر میں ناؤ پر سوار ہو کر پار اُترا اُنکو
میں جو شیخ ملکار بابا کی زیارت ہے شام کو وہاں گیا وہاں مسجد
میں جماعت اول ہو چکی تھی ہم نے دوسری جماعت پڑھی اس اثنا میں
وہاں کے کئی پشتون اپنی زبان میں کہنے لگے کہ ان کے اور لوگ
اس بستی کے کنارے فلانی طرف درختوں کے تلے اُترے ہیں میں
نے اپنے ہمراہی ولایتی سے کہا کہ تو ان سے پوچھ کہ وہ آدمی کدھر سے
آئے ہیں دل میں خوف تھا کہ کہیں اس ملک کے کوئی مخالف نہ ہوں

پھر اُس نے پوچھا اُنھوں نے کہا کہ جو کنڈوہ میں قافلے رُکے ہیں اُن میں کے پانچ آدمی آج سویرے سے وہاں اُترے ہیں یہ خبر سُن کر ہم کو تسلی ہوئی عشا کے وقت ہم سب خدا پر توکل کرکے وہاں گئے دیکھا کہ مولوی عنایت علی صاحب کمر باندہ رہے ہیں اور ایک ولایتی ان کا گھوڑا پکڑے ہے اور سید احمد علی صاحب کھڑے ہیں اور حافظ قطب الدین صاحب دوپٹا سر سے اوڑھے لیٹے ہیں ہم نے سلام علیکم کیا اُنھوں نے جواب سلام دیا اور کمال خوش ہو کر مصافحہ اور معانقہ کیا اور سید احمد علی نے کہا کہ گویا اس وقت سید احمد صاحب ہمارے پاس تشریف لائے اور سبب آنے کا پوچھا میں نے کہا کہ فقط تمھارے لینے کو آیا ہوں اور مولوی عنایت علی سے کہا کہ اگر رات بھر رہنا منظور ہو تو صبح کو تم تینوں صاحبوں کو ایک ساتھ روانہ کر دوں اور ابھی جانا ہے تو بہتر جاؤ گھاٹ کا بندوبست میں نے کر لیا ہے اگر ملاح تم سے میرا پتہ پوچھے تو اس کا پیچھا پکڑ لینا اپنے لوگوں کا یہ نشان ہے اس کو بتا آیا ہوں وہ تم کو اُتار ہی دیگا اور آگے کو کوئی رہبر بھی کر دیگا پھر مولوی صاحب تو ایک ولایتی کو ساتھ لے کر اسی وقت روانہ ہوئے اور سید احمد علی اور حافظ قطب الدین صاحب میرے ساتھ رہے میں نے اُن سے پوچھا کہ تم کس طرح ہو کر آئے ہو مجھکو بھی جانا ہے اور قافلوں کا حال پوچھا اُنھوں نے بیان کیا پھر صبح اول وقت نماز پڑھ کر ان دونوں صاحبوں کو اُدہر رخصت کیا اور میں بستی میں پیرزادوں کے پاس گیا اور اُن سے

صلاح پوچھی کہ ہمارے لوگوں کو اپنے وسیلہ سے اُتروادوگے وہ اس میں
کچھ پس وپیش کرنے لگے مجکو معلوم ہوا کہ ڈراپنوں کو ڈرتے ہیں پھر میں اُس
بستی کے دو تین آدمی ساتھ لے کر اُسی کے قریب اور بستی تھی وہاں گیا وہاں
کے لوگوں نے اقبال کیا کہ ہماری بستی میں پانسو شناجے ہیں اگر ایک ایک پر
دو دو آدمی اُتارینگے تو ایک بار میں ہزار آدمی اُترینگے اور سوا اسکے گھاٹ
کی کشتیاں ہمارے بھائی بندوں کے اختیار میں ہیں کچھ ان کو شیرینی کھلانے کو دیدینا
انشاءاللہ تعالی ایک پلہ میں سب کو پار کر دینگے پھر میں اُن میں سے کئی آدمی
ساتھ لے کر کنڈوہ کو روانہ ہوئے کوئی آدہ کوس پر لعل محمد اور میاں
عبداللہ ملے میں نے اُن سے لوگوں کا حال پوچھا اُنہوں نے کہا وہ دیکھو سب
پیچھے چلے آتے ہیں اب ڈیرہ کرنے یا دریا اُترنے کی کیا تدبیر ہے میں نے کہا انشاء
اللہ تعالی اب تدبیر ہوئی جاتی ہے پھر بستی سے میں آدمی لایا تھا اُن کو
بھیجا کہ جاکر اپنے لوگوں کو خبر کرو کہ جلد شنائیاں لے کر آدیں ہم اپنے
لوگ گھاٹ پر لئے چلتے ہیں کوئی پہر ڈیڑہ پہر کے عرصہ میں اسی نوے شنائی
والے ادہر اُدہر سے جمع ہوگئے اور قافلہ والے بھی پندرہ بیس کنڈوہ
سے اپنے ساتھ لائے تھے اور دو شنائی والے دوڑائے کہ اس پار سے
ناویں ادہر کھینچ لاؤ پھر کشتیاں بھی آگئیں پھر شنائیوں اور کشتیوں پر
لوگ اُترنے لگے میں نے مولوی محبوب علی سے کہا کہ میں تو پیچھا رکو چلتا ہوں
تم دریا اُتر کر نوشہرے میں مقام نہ کرنا کھانا پکا کھا کر جلد پیا کیونکہ

تمہاری خبر پیشور میں درانیوں کو ضرور پہنچی ہو گی مبادا کچھ فساد برپا کریں اس سے تو میں حضرت امیرالمومنین کو جاکر خبر کروں وہ جو کچھ مفسدہ درانیوں کا ہوگا اس کی تدبیر کرینگے پھر میں شیخ ولی محمد اور شیخ نصراللہ اور آخوند قطب الدین کو ساتھ لے کر پنجتار کو روانہ ہوا حضرت سے جاکر ملاقات کی اور کہا کہ لوگوں کو دریا اُترتے چھوڑ آیا ہوں اگر درانیوں کے فتنہ و فساد کی کچھ خبر آپ کو پہنچی ہو تو قافلہ والوں کو لکھ بھیجیے' آپ نے فرمایا کہ خدا کا فضل ہے لکھنے کی کچھ حاجت نہیں آپ ہی ساتھ خیر کے چلے آوینگے دوسرے یا تیسرے دن معلوم ہوا کہ قافلے درے میں آکر داخل ہوئے حضرت نے تیاری استقبال کی کی آپ کا سبزہ گھوڑا جو سردار یار محمد خاں درانی کے بھائی سردار سید محمد خاں نے حضرت علیہ الرحمۃ کو نذر بھیجا تھا اُس پر زریں حاشیہ کا مخملی زین پوش پڑا تھا وہ زین پوش جو سید احمد علی صاحب کے ہمراہ نواب امیرالدولہ بہادر مرحوم نے حضرت علیہ الرحمۃ کو بھیجا تھا اور حضرت امیرالمومنین تو پیادہ پا آگے چلے موضع گل کشتی میں پہنچے اور وہ گھوڑا پیچھے سے کوتل کے طور لئے آتے تھے حضرت تو ایک طرف رہے گھوڑا دوسری طرف سے آگے نکل گیا کہیں مولوی محبوب علی کی نگاہ پڑا دیکھتے ہی از رو ئے طعن کے کہا کہ سبحان اللہ گھوڑے پر زریں زین پوش جہاں ایسا امرانہ ٹھاٹھ ہو وہاں دیکھا چاہیئے کہ انجام کیا ہو میں نے یہ کلام اُن کا سنا تو مگر خوب سمجھ میں نہ آیا اس لئے کہ یہ تو جہاد کو آئے ہیں حضرت پر یہ ایسے اعتراض بیجا کیوں کرینگے

پھر حضرت امیر المومنین سے ملاقات ہوئی مصافحہ اور معانقہ کیا پھر
حضرت کے ساتھ لشکر میں آئے حضرت اپنے ڈیرے میں تشریف لائے مولوی
صاحب نے اپنا خیمہ کھڑا کروایا اور رہنے لگے کئی روز کے بعد ایک دن وہ
حضرت کے ڈیرے میں آئے اور ہر بات میں اعتراض خلص حضرت علیہ الرحمۃ پر کرنے
لگے کہ آپ امام ہوکر ایسے نفیس کپڑے پہنتے ہیں اور ایسے عمدہ کھانے کھاتے
ہیں اور مجاہدین بیچارے مصیبت کے مارے چکی پیستے ہیں گھاس چھیلتے ہیں اور
پاؤ پاؤ غلہ پاتے ہیں یہ آپ کو زیبا نہیں حضرت علیہ الرحمۃ نے نرمی سے
فرمایا کہ مولوی صاحب اب تو آپ ہمارے بھائی مہمان ہیں جو میں کھاتا ہوں وہ
آپ بھی کھاوینگے تب آپ ہی معلوم ہو جاویگا اس گفتگو کا چرچا پھیلے
پھیلے ڈیرے ڈیرے تمام لشکر میں ہونے لگا اور ایک صورت نا اتفاقی اور
فساد کی ظاہر ہونے لگی اور مولوی صاحب کو لوگوں میں پھوٹ ڈالنا اور
جماعت توڑنا منظور تھا اور وہاں سید حمید الدین صاحب کی رائے اور
مولوی محبوب علی کی اس امر میں موافق تھی اور جو لوگ مولوی محبوب علی کے
قافلہ والے مولانا محمد اسمٰعیل صاحب کے معتقد اور ہم طریق تھے وہ مولوی
محبوب علی پر طعن اور اعتراض کرنے لگے کہ مولوی صاحب یہ کیا معاملہ ہے
کہ وہاں دہلی سے وعظ و نصیحت جہاد فی سبیل اللہ کی ہم لوگوں کو سناتے
ہوئے اور حضرت امیر المومنین کے انواع انواع فضائل اور کمالات
بیان کرتے ہوئے یہاں تک لائے ہو اور اب یہ شیطنت اور فتنہ انگیزی

کہ مسلمانوں کو بہکانے کو اُلٹی تقریر کرتے ہو یہاں آکر تم نے کون سا
قول یا فعل حضرت امیرالمومنین کا قابل اعتراض ثابت کیا ہے فقط اپنی
بدگمانی سے اعتراض کرتے ہو اعتراض آپ کا بیجا ہے مناسب یوں ہے کہ چند
روز آپ یہاں ٹھہریں اگر یہاں کا کار و بار کتاب و سنت کے خلاف دیکھیں
اس وقت جو اعتراض کریں بجا ہے اور جو مولانا ممدوح کے عقائد اور
طریق کے برخلاف تھے اور وہاں سے بھاگنے والے وہ مولوی محبوب علی کے
اعتراضوں کی تائید اور تصدیق کرتے تھے اسی طرح آپس میں مباحثہ رہا یہاں
تک کہ تیسرے روز سب کے پہلے کچھ لوگ کیرن شاہ طرف پیشور کے چلدئے
رستہ میں ایک بستی چکنی ہے وہاں پہنچے کئی دن وہاں بیمار رہے پھر وہیں
فوت ہوئے اور یہاں پنجتار میں حضرت علیہ الرحمۃ نے مولوی محبوب علی
صاحب سے کہا کہ آپ تو ہمارے مہمان ہیں آپ ہمارے ہی ساتھ کھایا
کیجئے آخر مولوی صاحب نے قبول کیا اور حضرت علیہ الرحمۃ کے یہاں کا
یہ طور تھا کہ جو اُس ملک کے لوگ آپ کی ملاقات کو آتے تھے تو بطریق
تحفہ کوئی ایک دو مرغ لاتے کوئی سیر دو سیر شہد یا گھی لاتے کوئی
چاول کوئی مرغی کے انڈے لاتے آپ وہ جنس مذکور بحفاظت تمام
اپنے باورچی خانہ میں رکھوا دیتے اور مہمانوں کا یہ حال تھا کہ کبھی بیس
کبھی تیس چالیس بھی آتے اور اُن کے کھلانے کی کئی صورتیں تھیں ایک
تو یہ کہ اگر وہ سویرے آئے لشکر والوں کے کھانے کے قبل تو حضرت

ایک ایک دو دو موافق گنجائش کے ہر بھیلے میں بھیج دیتے اور جو ذی عزت
دو چار اُن میں ملا مولوی یا خان و سردار ہوتے ان کو اپنے ساتھ کھلاتے
اور دوسری صورت یہ تھی کہ جو وہ مہمان دیر کو بعد کھانے لشکر کے آتے
تو آپ اُن کے لئے کھانا پکوا لاتے اُسی تحفہ سوغات میں سے جو مرغ چاول
انڈے وغیرہ ہوتے اور کھلاتے اور اُنھیں کے شریک آپ بھی کھالیتے اور تیسری
صورت یہ ہوتی کہ کسی روز اپنے لوگوں کے موافق کھانا پک چکا اور دس بیندرہ
مہمان آگئے تو جہاں فی اسم آدہ سیر کھانا تھا تو اب پاؤ پاؤ بھر فی اسم
ہوا جس قدر مہمان زیادہ ہوتے اُسی قدر ہر کسی کے حصہ میں کھانا کم آتا
اور اکثر اوقات قلت طعام کا خیال کرکے حضرت علیہ الرحمۃ آپ نہ کھاتے
کہ یہ مہمان کھالویں ہم کسی کے بھیلے میں کھالویں گے مگر وہ مہمان ہرگز نہ مانتے
بزور کھلاتے اور کہتے کہ ہم تو آپ ہی کے ساتھ کھانے کو آئے ہیں اور جو آپ
نہ کھاویں گے تو ہم اپنے بھائی ہندوں کے یہاں جاوینگے ہمارے واسطے وہاں
بھی کھانا موجود ہے تو اُن کی خاطر سے آپ کو ضروری کھانا ہوتا سو خلاصہ
کلام کا یہ ہے کہ اسی کشمکش میں ایک ہفتہ مولوی محبوب علی نے بھی حضرت کے
ساتھ کھانا کھایا اور گھبرائے اور کہا کہ ہم سے تو آپ کے ساتھ کھانا نہ کھایا
جاویگا آپ نے فرمایا کیا وجہ آخر ہم بھی تو کھاتے ہیں کہا ہر روز بھوکا
نہیں رہا جاتا اور دو تین آدمی مولوی محبوب علی کے معتقدوں سے اور اسی قدر
آپ کے معتقدوں سے اول روز سے حضرت نے واسطے معلوم کرنے کیفیت
طعام کی مولوی صاحب کے شریک کھانے میں کر رکھے تھے سوا آپ کے

معتقدان کو الزام دیتے تھے کہ ایسے کھانے پر تمہارے مولوی صاحب حضرت امیر المومنین پر اعتراض کرتے تھے کہ ایسے عمدہ اور نفیس کھانے کھاتے ہیں اور لشکر والے خشک روٹی بمشکل پاتے ہیں اب وہ عمدہ کھانا مولوی صاحب کیوں نہیں کھاتے ہیں کس لئے گھبراتے ہیں معلوم ہوا کہ شاہجہان آباد کی دعوتوں کے تر لقمے یاد آئے ہیں وہ سُن سُن کر نادم اور پشیمان ہوتے تھے اور ان کو اس کا جواب نہیں آتا تھا اور دوسرا اعتراض مولوی صاحب کا پوشاک اور خرچ وغیرہ پر تھا سو اس کا حال ہر کوئی جانتا ہے کہ کُتھے کے ہر قسم کے کپڑے سلے ہوئے شیخ غلام علی الہ آبادی کے یہاں سے خاص واسطے ذات شریف حضرت علیہ الرحمۃ کے آتے ہیں اور جوتوں کے جوڑے بھی وہیں سے آتے ہیں اسی طور اور مریدوں کے یہاں سے ہر قسم کے تھان اور سکڑوں بلکہ ہزاروں روپے خاص واسطے خرچ کے آتے ہیں سو یہ روپے حضرت اپنی مرضی کے موافق جہاں دیکھتے ہیں وہیں صرف کرتے ہیں چنانچہ ہزار دو دو ہزار روپے کی قبائیں اسی قسم کی آپ نے سلطان محمد خاں اور یار محمد خاں اور سید محمد خاں وغیرہم کو عطا فرمائیں سو آپ کے خرچ اور پوشاک کا یہ حال ہے اور انھیں چیزوں پر اکثر کج فہم مفسد لوگ اعتراض کرتے ہیں اور مولوی محبوب علی صاحب کا بھی اسی پر اعتراض تھا اور مدعا اُن کا یہ تھا کہ یہاں تو گذر کرنا اس تنگی اور مشقت میں دشوار ہے اس سے کچھ الزام دے کر یہاں سے فراری ہوں اور اسی عرصہ میں مولوی محمد حسن سے کئی روز مباحثہ رہا اور تقریر علمی سے خوب اُن کو الزام دیا

مگر اُن کا مدعا تو جماعت اہل اسلام میں تفرقہ ڈالنا تھا اور بھاگ جانا اس سبب
سے کوئی گفتگو مفید نہ ہوئی اس عرصہ میں آپ کے بھی دو خط آئے کہ مولوی
صاحب کو ہمارے آنے تک ٹھہراؤ مگر وہ کب سنتے تھے آخر کو مولوی محمد حسن
نے کہا کہ مولوی صاحب جواب آپ کی تقریر لایعنی کا ہمارے پاس موجود ہے مگر
موقع اور وقت اُس کا نہیں ورنہ ابھی ایک دم میں اس کا فیصلہ ہوتا اور اسی
طور حضرت علیہ الرحمۃ ان سے نہایت تنگ ہوئے جب کسی صورت سمجھانے سے
نہ سمجھے تب آپ نے فرمایا کہ مولوی صاحب اس لشکر اسلام میں تم نے اپنی
نفسانیت اور شرارت سے تفرقہ ڈالا ہے اور میں تو کیا کہوں میدان حشر
میں تمہارا گریبان ہوگا اور میرا ہاتھ۔ فقط پھر آپ کے آنے سے تین روز پہلے
خدا جانے کس وقت رات کو بے ملے بے ملاقات کئے اپنے لوگوں کو لے کر طرف
پیشور کے راہی ہوئے یہ تمام حال اول سے آخر تک مولانا صاحب نے سُنا اور
کہا کہ افسوس اب تو مولوی صاحب چلے گئے اگر میرے آنے تک توقف کرتے
تو انشاء اللہ تعالیٰ میں ان کو سمجھاتا اور اُنھوں نے سید صاحب کو نہ پہچانا ورنہ
یہ حرکت بیجا نہ کرتے خیر جو کچھ کر گئے خدا ان سے سمجھے یہ تو قصہ ہو چکا دوسرا
حال یہ کہ حضرت علیہ الرحمۃ کے پاس تین ہنڈیاں ہندوستان سے آئی
تھیں ایک پانچ ہزار کی دوسری بارہ سو کی تیسری دو سو ستر روپے
کی اور یہ تینوں ہنڈیاں پیشور کے مہاجنوں کے نام پر تھیں سو پانچ
ہزار روپے تو بھر گئے باقی تین ہنڈیاں حضرت کے پاس آئیں اور یہ
وہاں اُن کے پلٹنے کی کوئی صورت نظر نہیں آتی تھی ایک روز اتفاقاً

میاں دین محمد صاحب جماعت نماز ظہر سے پیچھے رہے اور وہاں نالے پر،
شیشموں کے درختوں کے تلے خط کھینچ کر مسجد مقرر کی گئی تھی سو وہیں
نماز کے بعد سید حمید الدین صاحب تلاوت قرآن کرتے تھے اس میں
دین محمد صاحب گئے اور نماز پڑھ کر سید حمید الدین صاحب کے پاس
بیٹھے اُنھوں نے پوچھا کہ تم اس وقت کہاں آئے اُنھوں نے کہا کہ یوں
ہی آپ کو قرآن شریف پڑھتے دیکھ کر میں بھی بیٹھ گیا اُنھوں نے قرآن
مجید تو جزدان میں رکھا اور اُن سے باتیں کرنے لگے کہ میاں دین محمد خیال
تو کرو کہ ان روز دنوں لشکر میں کس قدر لوگوں پر خرچ کی تکلیف ہے کہ سب
پر ظاہر ہے اور ہندوستان میں جابجا بہت روپیہ پڑا ہے اور ہنڈیاں یہاں
پڑی ہیں کوئی تدبیر ایسی نہیں بنتی کہ روپیہ وصول ہو اُنھوں نے کہا کہ اگر
تدبیر کریں تو سب کچھ ہو سکتا ہے یہ کون سی بات ہے کہ اس کی تدبیر
نہیں ہو سکتی اسی لشکر کے اندر بعضے بعضے لوگ ایسے دانا اور مدبر ہیں کہ
روپے ہاتھ سے نہ چھوئیں اور وہاں کے یہاں آجاویں پھر سید حمید الدین
صاحب وہیں رہے میاں دین محمد اپنے ڈیرے میں آئے دوسرے روز
حضرت علیہ الرحمۃ اپنے ڈیرے میں لیٹے تھے اور لوگ آپ کے گرد بیٹھے
تھے وہیں دین محمد بھی حاضر تھے مگر ڈیرے کے باہر آپ نے فرمایا کہ
دین محمد کو بلاؤ کسی نے کہا کہ وہ تو یہاں موجود ہیں اس میں وہ آپ
ہی بولے کہ میں حاضر ہوں فرمایا کہ نزدیک آؤ وہ آپ کے پاس
گئے آپ نے اُن کے کان ٹٹولے سر ٹٹولا مونڈھے پر ہاتھ رکھا پھر

پوچھا کہ کہو کیا بات ہے اُنہوں نے عرض کیا کہ آپ کس بات کو پوچھتے
ہیں فرمایا کہ پھر کسی وقت پوچھینگے پھر اُسی روز بعد مغرب اور عشا کے
درمیان آپ قضائے حاجت کو چلے اس وقت دین محمد بھی ساتھ تھے
آپ نے لوگوں سے کہا کہ ہم ان سے کچھ باتیں کرینگے لوگ ہٹ گئے آپ نے
دین محمد کے کندھوں پر دونوں اپنے دست مبارک رکھے اور پوچھا کہ کہو
کیا بات ہے اُنہوں نے عرض کی کہ کسی بات کا پتہ معلوم ہو تو میں عرض
کروں فرمایا کہ لشکر میں خرچ کی تنگی ہے اور روپیہ ہندوستان میں جابجا
دھرا ہوا ہے اور دو ہنڈیاں یہاں موجود ہیں اُس کے وصول کی کیا تدبیر
کیجئے اُنھوں نے کہا کہ جو تدبیر آپ مناسب جانیں کریں فرمایا کہ تم کوئی
تدبیر بتلاؤ اُنہوں نے کہا کہ مجکو اس امر میں کیا دخل جو آپ تدبیر نکالیں
وہی درست ہے فرمایا کہ اس کام میں تم کوشش کرو خدا سے اُمید ہے کہ
درست ہو اُنہوں نے عرض کیا کہ جب اس وقت آپ نے پوچھا تھا کہ کہو
کیا بات ہے اُسی دم میں سمجھ گیا تھا کہ اس واسطے کہتے ہیں ولیکن میرا
دل آپ سے الگ ہونے کو نہیں چاہتا ہے والا یہ کار کیا دُشوار ہے آپ
نے فرمایا کہ جتنی دُور ہم تم کو کسی کار خدا میں کہیں بھیجیں اُسی قدر تم نزدیک خدا
کے ہوگے اور ہم سے بھی اُنہوں نے کہا اگر یہی بات ہے تو میں حاضر ہوں
کچھ عذر و حیلہ نہیں مگر آپ دعا کریں فرمایا ہاں ہم دعا کرینگے پھر آپ پائخانہ
کو گئے ہم لوگ وہیں کھڑے رہے پھر آپ جب وہاں سے آئے ہم لوگ
اپنے ڈیرے میں گئے پھر دوسرے دن ان دونوں ہنڈیوں سے جو دو سو ستر

روپے کی تھی وہ حاجی زین العابدین خاں کو دی کہ رام پور کو جاؤ اور
ہنڈوی بارہ سو روپے کی دین محمد کو دی کہ ہندوستان میں جاکر اور
روپیوں کے ساتھ اس کی تدبیر کر لینا اُنہوں نے کہا کہ خیر اگر خدا
چاہیگا تو میں اُس کے وصول کی صورت نہیں نکالتا ہوں آپنے فرمایا کہ
اتنے روزوں سے یہ ہنڈوی ہمارے پاس دہری رہی ہے کچھ صورت وصول کی
نہ نکلی اب کیونکر نکالوگے اُنہوں نے کہا اب تو میں جاتا ہوں آپ دعا کریں
اور کوئی آدمی میرے ساتھ ہو فرمایا جس کو چاہو لیجاؤ پھر اُنہوں نے شیخ
ولی محمد صاحب اور شیخ ناصر الدین صاحب کو اور ایک آدمی اور کو ساتھ لے
کر ٹٹو پر سوار ہو کر طرف زیدی کے روانہ ہوئے یہاں تک کہ زیدی
کی مسجد میں جاکر اُترے اور اُس کے نزدیک ایک مہاجن کی دوکان تھی وہ
اُس کے پاس گئے اور ہنڈوی پٹنے کی صورت پوچھی مہاجن نے کہا کہ صاحب
اتنی وسعت ہم نہیں رکھتے ہیں البتہ اس کا ڈول منارے میں لگیگا ،
اُنھوں نے اُس کو کچھ دینا کہا اُس نے اپنا بھائی ساتھ کر دیا دو یا ،
ڈھائی کوس منارا تھا وہاں لے گیا اور مہاجن سے ملایا اور اُس سے کہا
کہ یہ معتبر لوگ ہیں میں جانتا ہوں اُن سے بنے تو معاملہ کر لینا پھر وہ
اپنے گھر گیا دین محمد صاحب نے اُس مہاجن سے کہ موتی نام تھا اپنے
معاملہ کی گفتگو کی اُس نے بھی عذر و حیلہ کیا کہ میرے پاس اس کے وصول
کی صورت کہاں ہے اُنہوں نے کہا کہ ہم تم سے نہیں کہتے تم اپنی معرفت
اور کہیں سے کام نکال دو اور اپنا حق جو ہو ہم سے تم بھی لو یہ سن کر میاں

دین محمد کو ٹھاکر الک اور مہاجن سنتو نام تھا اُس کے پاس گیا اور صلاح
و مشورہ کر کے اُن کے پاس لایا اُنہوں نے اُس سے گفتگو کی وہ ہی حیلہ
بہانہ کرنے لگا ~~اُنہوں نے کہا یہ حیلہ بہانہ کرنے لگا~~ اُنہوں نے کہا یہ
حیلہ بہانہ کرنا کیا ضرور جب تم یا خوبی اپنا فائدہ سمجھ لو تب یہ سودا کرو
اُس نے کہا کہ یہ تو امرتسر کے مہاجن کے نام کی ہے کھوکے روپے سکڑا
دو گے اُنہوں نے کہا کہ تم مانگو اُس نے کہا میں سو میں سولہ روپے لونگا
اُنہوں نے کہا ہم آٹھ روپے دیوینگے آخر کو بارہ روپے پر قطع ہوا اور
سولہ روز کی اُس نے میعاد کی کہ اس عرصہ میں امرتسر سے اس کو صحیح
کرا لوں میں اُن سے امرتسر کا بہانہ کر کے اپنے آدمی کے ہاتھ وہ ہنڈی
حضور کے مہاجنوں کے پاس بھیجا کر صحیح کر منگائی اُس آدمی نے یہ حال
میاں دین محمد سے کہا تب انھوں نے اُس سے کہا تب تک اس میں سے دو
سو روپے نقد اور تین سو کا کپڑا دو باقی میعاد پر لیوینگے اُس کو تو تسلی
خوب ہو چکی تھی کہا بہتر لیجئے پھر تین سو کا کپڑا لے کر اُنہوں نے ٹٹو اور
خچر پر لادا اور دو سو روپے نقد کمر میں باندھ کر وہاں سے روانہ ہوئے بیجار
میں آئے حضرت نے پوچھا کہ اس میں کیا لائے عرض کیا کہ اُسی ہا
ہنڈوی کے روپیوں کا کپڑا ہے اور تمام حال اول سے آخر تک بیان
کیا آپ بہت خوش ہوئے اور اُن کے لئے دعا کی اور فرمایا کہ اللہ
تعالیٰ تمہارے ہاتھوں بہت کام لیویگا پھر اُنہوں نے واسطے
تقسیم کپڑے کے اجازت چاہی فرمایا کہ کس طور سے تقسیم کروگے

عرض کیا کہ تین قسم کے لوگ ہیں کسی کے پاس تو ایک کپڑا ہے اور
کسی کے پاس دو اور کسی کے پاس ہیں سو ہر ایک کی حاجت کے موافق
تقسیم ہو گی فرمایا کہ ابھی تقسیم موقوف کرو پھر دوسرے دن بعد نماز عشا کے
میاں دین محمد اور شیخ ولی محمد کو فرمایا کہ ایک سرے سے لے کر سب کو برابر
بانٹو تفریق نہ کرو پھر صبح کو موافق ارشاد حضرت علیہ الرحمۃ کے تقسیم کیا
بہت لوگ باقی رہ گئے اکثر جن لوگوں کو بالفعل زیادہ حاجت نہ تھی ان
کو تو ملا اور حاجت والوں کو نہ ملا بعد تقسیم کے یہ حال اُنہوں نے عرض
کیا آپ نے فرمایا کہ میں نے تم کو الہام الٰہی سے منع کیا تھا حکم ہوا تھا دینے
والے تو ہم ہیں تو تفریق کیوں کرتا ہے سو جن کو نہیں پہنچا ان کو وہ آپ ہی
دیگا پھر جب ہنڈوی کی میعاد آئی مہاجن کا آدمی آیا کہ باقی روپے
جا کر لے آؤ پھر میاں دین محمد اور شیخ ولی محمد اور شیخ نصر اللہ اس کے ساتھ
گئے سات سو روپے باقی تھے سو پانسو تو اُنہوں نے نقد لئے اور دو سو روپے
کا کپڑا اور اُس مہاجن نے بڑی خاطر داری کی کہ دوکان اپنی سمجھو جب آپ
روپیہ کی ضرورت ہوا کرے لیجایا کرو پھر وہ روپیہ اور کپڑا لے کر لشکر
میں آئے اور وہ کپڑا جن کو نہیں ملا تھا اُن کو دیا اور وہ روپے خرچ
میں آئے اور اسی اثنا میں محمد قاسم پانی پتی کو واسطے وعظ و نصیحت اور
دعوت جہاد کے بمبئی کو روانہ کیا بعد اس کے مولوی محمد علی رامپوری
کو حضرت علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ تم طرف حیدرآباد دکھن کے جاؤ

اُنہوں نے عذر کیا کہ مجھکو نہ اس قدر علم ہے کہ کسی عالم سے مباحثہ یا
مناظرہ کروں اور نہ یہ سلیقہ ہے کہ لوگوں کے انبوہ میں وعظ و درس کہوں
مجکو تو آپ اور کسی کام کو کہیں بھیجیں کہ وہ کام کر کے چلا آؤں آپ نے فرمایا
کہ خیر جس بات کا عذر کرتے ہو اللہ تعالی سے اُمید ہے کہ وہ عذر دور کردے
پھر آپ نے اپنا کرتہ اور پائجامہ اور تاج ان کو پہنا دیا اور کہا کہ میں اپنی زبان
نکالوں تم اپنی زبان سے چاٹ لو پھر انھوں نے ویساہی کیا اور چار پانچ آدمی
اُنکے ہمراہی کئے اُن میں نعیم خاں رامپوری تھے اور دوسرے عنایت اللہ خاں
تنالے والے اور تیسرے عبد اللہ کہ ابعض کے رفیقوں میں تھے اور باقی کے نام یاد
نہیں اور فرمایا کہ یہاں سے سندکو جاؤ وہاں پیر کوٹ میں بی بی تمام خستہ
سے ملتے ہوئے کراچی بندر کو جانا وہاں سے کشتی پر سوار ہوکر منبئی میں
اُترنا پھر وہاں سے حیدرآباد کو جانا اور پوچھا کہ آپ پاس خرچ راہ
کس قدر ہے عرض کیا دو اشرفی فرمایا کہ وہ ہم کو دو اُنہوں نے حوالہ
کیں پھر آپ نے پانچ روپے واسطے خرچ راہ کے دئے اور ایک روپیہ
تبرک عنایت کیا اور فرمایا کہ اس کو پہچان رکھو کبھی خرچ نہ کرنا اس
کی برکت سے اللہ تعالی تم کو بہت دیگا اور میاں دین محمد کو فرمایا کہ تم
بھی ان کے ساتھ جاؤ پیر کوٹ تک پھر وہاں سے تم ہندوستان کو جانا
اور یہ کراچی بندر کو اُنہوں نے کہا کہ میں تو سیدہا امرسر اور لاہور ہوکر
جاؤنگا فرمایا کہ بہتر اسی طرف سے جانا پھر مولوی صاحب کو وصیت
کی کہ کلمہ حق کہنے سے باز نہ رہنا چاہے کوئی خوش ہو یا ناخوش یا

کوئی مارے یا سرفراز کرے خیر و برکت اسی میں ہے اگر کوئی مارتے مارتے
سر کا بھیجا گرادے بلا سے تم تو اپنی منزل مراد کو پہنچاوگے اور اُن کو رخصت
کیا پھر کئی دن کے بعد مولوی ولایت علی صاحب عظیم آبادی کو بھی دکھن
کی طرف بھیجنے کی تجویز ٹھہری اور سید کرامت اللہ اور عبدالقادر اور عبدالواحد
کو کہ تینوں عظیم آبادی تھے ہمراہ کیا اور چھ ٹکے پیسے خرچ راہ کو دئے اور
ایک روپیہ تبرک دیا اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس میں برکت کریگا اور اپنا
ملبوس خاص تاج اور کرتا اور پاجامہ پہنا کر سینہ اور پشت پر ہاتھ پھیرا
اور دعا کی اللہ تعالی تمہاری مدد کرے اور وصیت کی کہ کلمہ حق کے بیان کرنے
میں کسی کا خوف اور ملاحظہ نہ کرنا اور میاں دین محمد کو فرمایا کہ تم مولوی محمد علی
کے ساتھ نہ گئے چاہو تو اُن کے ہمراہ چلے جاؤ پھر اُنہوں نے عذر کیا کہ اگلے
چل کر ان کا بھی ساتھ چھوٹیگا اس سے کیا ضرور میں اکیلا ہی جاؤنگا آپ
میرے لئے دعا کریں پھر مولوی صاحب وہاں سے روانہ ہوئے جب دیرہ
اسمٰعیل خاں میں پہنچے وہاں سے دو سو روپے کی ہنڈوی بھیجی اور آپ نے
جو واسطے برکت کے روپیہ دیا تھا سو برکت کا ظہور شروع ہوا اور مولوی
ولایت علی صاحب تو حضرت امیر المومنین علیہ الرحمۃ کے امر میں اس قدر اپنے کو
بے اختیار جانتے تھے جیسے مردہ غسال کے ہاتھ میں کہ جس طور اس کو رکھے
اسی طور پر رہے اس لئے کہ کیسا ہی کوئی کار دشوار حضرت اُن کو فرماتے
حیلہ و عذر و انکار جانتے ہی نہ تھے اور نہ اپنی رائے کو کسی امر میں دخل دیتے

بلکہ اکثر اوقات فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے امر دین میں ہمارے سید تم
کو طبیب حاذق کیا ہے ہمارے نفع و ضرر کو وہی خوب جانتے ہیں وہ کار
فرماتے ہیں اور اللہ تعالیٰ تو اپنا کام آپ بناتا ہے یہ کسی کی رائے اور دانائی
پر نہیں موقوف ہے بندے کو اپنے آقا کی فرماں برداری میں چون و چرا
نہ چاہیئے اور مولوی صاحب کو اللہ تعالیٰ نے بہت فضائل عطا فرمائے تھے
ان میں سے ایک یہ بھی بات تھی جو بیان کی پھر اُنھیں روز دل رامپور سے خط
آیا کہ میاں مقیم کے بھائی کریم اللہ خاں جو نواب احمد علی خاں کے نائب
کل تھے مرگئے حضرت علیہ الرحمۃ نے میاں مقیم سے کہا کہ تمہارے بھائی کا
انتقال ہوا مناسب ہے کہ تم ان کے اہل وعیال کے جا کر خبر گراں ہو اور
ان کی جگہ نواب احمد علی خاں کے یہاں کام کرو میاں مقیم نے عذر کیا
کہ میں وہاں سے جہاد فی سبیل اللہ کی نیت کرکے آیا ہوں اب وہاں جاکر
کیا کروں حضرت نے کہا کہ ہم تم کو بھیجتے ہیں یہ تمہارے وہاں کا کار زار
اتیر ہو جاویگا اور تمہارے وہاں رہنے سے خدا کا بھی کام نکلیگا ا
بناچاری آخر جانے کو راضی ہوئے اور سب سلاح اور اسباب جو اُن
کے پاس تھا وہیں چھوڑا بلکہ چند قطعہ جواہر بھی اُن کے پاس تھا وہ بھی
حضرت کو حوالہ کیا پھر حضرت نے رات کو طالب علموں کا لباس پہنا کر
ایک راہبر ساتھ کیا وہ وہاں سے زیدی کو اشرف خاں کے مکان
تک پہنچا آیا اور اُن کی رسید لایا پھر اشرف خاں کا آدمی ساتھ ہوا
منارے میں جاکر موتی اور سنتو جو وہاں مہاجن تھے ان کی معرفت دریا

اباسین اُتار کر موضع نقارچی میں لے گیا وہاں کا سردار فیض اللہ
خاں نام رسید لے کر زیدی کو پھیرا فیض اللہ خاں نے اپنی معرفت
برہان تک کی رسید پاس پہنچا دی پھر بعد کئی روز کے حافظ
قطب الدین صاحب کو طرف ہندوستان کے بھیجنے کی تجویز ٹھہری حضرت
نے حافظ صاحب کو فرمایا کہ جس رستہ سے تم آئے تھے اُسی طرف
یعنی کوہاٹ اور دیرہ غازی خاں اور فتح آباد وغیرہ ہوتے ہوئے جانا
اور میاں دین محمد سے کہا کہ تم بھی اُنھیں کے ساتھ چلے جاؤ پھر انھوں نے
عذر کیا کہ آپ تو مجکو سیدھے رستہ رخصت فرماویں یہ سُن کر آپ نے
حافظ صاحب سے کہا کہ دین محمد تو سیدھے رستے جاتے ہیں آپ بھی
اُنھیں کے ہمراہ جاویں اور ایک روپیہ برکت کا میاں دین محمد کو دے کر روانہ کیا
اور حافظ صاحب کو خرچ راہ کچھ نہ دیا پھر دین محمد اور حافظ صاحب وہاں
سے قلعہ ہنڈ کو آئے رات کو غازی خاں نے دعوت کی اور صبح کو کشتی
پر سوار کر کے دریائے اباسین کے پار اُتار دیا بعد اس کے حضرت امیرالمومنین
علیہ الرحمۃ نے مولوی عنایت علی صاحب کو طرف بنگالے کے روانہ کرنے
کی تجویز کی اور مولوی صاحب ممدوح کو بلا کر فرمایا کہ تم کو واسطے ترغیب
جہاد کے بنگالے کو بھیجتے ہیں اُنھوں نے عرض کیا کہ حاضر ہوں مگر دل یہ
چاہتا ہے کہ یہاں کا بھی کوئی واقعہ دیکھ لیتا' آپ نے فرمایا کہ وہاں تمہارے
ہاتھوں اللہ تعالیٰ کا بہت کام نکلے گا اور تمہارا وہاں کا رہنا واسطے

کوشش کار خدا کے گویا ہمارے ساتھ یہاں رہتا ہے اور اللہ تعالیٰ
تم کو بہت وقائع دکھاویگا بعد اس کے اپنا ایک عمامہ اور کرتا مولوی
عنایت علی کو عنایت فرمایا اور بعض کے رفیقوں سے چند شخص ہمراہ
کر دیئے اور واسطے زاد راہ کے تین روپے دیئے اور برکت کے ایک روپیہ
جدا دیا اور پیٹھ پر ان کے اپنا ہاتھ پھیرا اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تم سے اپنی
رضامندی کے کام لیوے اور دعا کر کے رخصت فرمایا اور واسطے اتارنے
دریائے لنڈی کے ملا علی خاں اور تین آدمی اور کو ساتھ کر دیا اُس دن پنجتار
سے چل کر موضع کنڈا میں رہے دوسرے دن مصری بجانڈے میں گئے اسی
رات کو دریا اُتر کے جو کھٹکوں کے ضلع میں زیارت ہے وہاں گئے پھر
وہاں سے مولوی صاحب نے اپنا رستہ لیا اور ملا علی خاں پنجتار کو آئے
اور حضرت سے عرض کیا کہ فلانی منزل تک پہنچا آئے پھر اس کے آٹھ دس
روز کے بعد حضرت کے پاس خبر آئی کہ مولوی مظہر علی عظیم آبادی کا قافلہ
زیارت میں آ کے داخل ہوا حضرت امیر المومنین علیہ الرحمۃ کو ان دنوں پنجتار
آنا تھا ملا علی خاں کو چار آدمیوں سے روانہ کیا کہ ان کو جا کے لے آؤ
ایک ہفتہ کے اندر اندر ملا علی خاں قافلہ لے کر لشکر میں داخل ہوئے اور داخلہ
کی خوشی کی بندوقیں چلائیں اور مولوی مظہر علی سپہ گری کے فن میں
یکتا زمانہ تھے اور شجاعت اور بہادری میں یگانہ پھر حضرت امیر المومنین
علیہ الرحمۃ سے آ کر ملے مصافحہ اور معانقہ کیا آپ کے دست مبارک
پر بوسہ دیا حضرت اُن کے آنے سے کمال خوش ہوئے اور فرمایا

کہ مولوی ولایت علی اور مولوی عنایت علی جو یہاں سے گئے تو ان
کے عوض اللہ تعالیٰ تم کو لایا اور ان روزوں تاپ تلی کی بیماری مجکو
ہو گئی تھی اور چند آدمی حضرت کے بھیجے ہوئے پیشور میں تھے مجکو خیال
ہوا کہ اگر حضرت مجکو رخصت دیویں تو میں بھی جاؤں اور وہیں اپنی بیماری
کی دوا کراؤں پھر امجد خاں نے میری طرف سے عرض کی یعنی فتح علی پیشور
جانے کو چند روز کے لئے قدرے خرچ اور رخصت چاہتا ہے اُس وقت
حضرت کے پاس ایک تربوز تھا امجد خاں سے کہا کہ یہ تربوز فتح علی کو
جاکے دو کہ اس کو کھاوے اور رخصت کو پھر ہم سے کہنا امجد خاں نے
وہ تربوز لاکر مجکو دیا میں نے کھالیا پھر کئی دن کے بعد ایک وقت حضرت
چارپائی پر خاموش لیٹے تھے اور لوگ گرد بیٹھے تھے میں بھی آپ کے سرہانے
جاکے بیٹھا اور آپ کا پنجہ دبانے لگا اُس وقت میں نے عرض کی کہ اگر
اجازت ہو تو میں پیشور میں جاکر اپنی تلی کا علاج کروں آپ سُن کر ایک
لحظ چپ ہو رہے پھر کہا کتنے دنوں میں آؤ گے میں نے کہا کہ مجکو کیا
معلوم میں تو یہ جانتا ہوں کہ میں یہاں سے گیا اور وہاں اللہ تعالیٰ
نے مجکو اچھا کر دیا جلد چلا آؤنگا آپ نے فرمایا کہ تین مہینے کی تم کو رخصت
ہے زیادہ نہ رہنا اور اللہ تعالیٰ سے اُمید ہے کہ تم اچھے ہو جاؤ گے پھر
میں نے عرض کیا کہ واسطے خرچ کے تین چار آنے پیسے عنایت ہوں
تو پھر میں جاؤں آپ سُن کر چپ ہو رہے آپ کے پاس سید اسمٰعیل

رائے بریلوی بھیلہ دار بیٹھے تھے فرمایا کہ ہم نے جو کل آپ کو
روپیہ دیا تھا لاؤ اُنہوں نے حاضر کیا آپ اُس کو دیر تک ہاتھ
میں لئے رہے مجکو معلوم نہ تھا کہ یہ روپیہ مجھے دینگے پھر میں نے
عرض کیا کہ قدرے خرچ عنایت ہو وہ روپیہ مجکو دیا اور فرمایا
کہ اس کو محافظت سے رکھنا اللہ تعالیٰ اسی میں برکت کریگا پھر
وہاں سے میں اپنے ڈیرے میں آیا صبح کو میں طرف پیشور کے روانہ ہوا
اور اُسی دن مولوی عبدالرحمٰن موضع تورو کے رہنے والے تورو کو جاتے
تھے پنجتار سے نکل کر کوئی یا دو کوس پر مجکو ملے مجھ سے پوچھا کہ تم کہاں
جاتے ہو میں نے اپنا حال بیان کیا کہ پیشور کو جاتا ہوں کہا کہ ہمارے ساتھ
چلو میں نے کہا بہتر چلئے پھر اُس روز ہم دونوں شیخ جانا میں جا کر رہے
دوسرے دن موضع کالو خاں میں رہے تیسرے دن موضع تورو میں گئے بہادر خاں
نام وہاں کے رئیس تھے دو روز میں اُن کے مکان پر رہا تیسرے دن
وقت رخصت کے اُنہوں نے مجکو آٹھ آنہ پیسے دئے پھر وہ روپیہ تبرک
جو حضرت نے مجکو دیا تھا اُس کو میں نے اپنے دنگے کے کھنٹے میں سی لیا
پھر کو وہاں سے جا کر ہشت نگر میں رہا وہاں جو حضرت امیرالمومنین علیہ الرحمۃ
کے مرید تھے اُنہوں نے میری خاطرداری کی حضرت کا حال پوچھا میں نے
بیان کیا اور مجھ سے پوچھا کہ تم کہاں جاؤگے میں نے اپنے عارضہ کا حال کہا
ان میں سے ایک صاحب نے واسطے خرچ کے ایک روپیہ دیا پھر
میں وہاں سے چکنی کو گیا پھر وہاں سے گوگھڑی کی سرا میں جو شہر

پیشور کے کنارے پہ گیا رات پھر وہاں رہا صبح کو پھر میں شہر کے
بازار میں گیا ایک شخص ہمارے لشکر کے عبداللہ خاں نام سیدو کی
لڑائی کی شکست کے روز پیشور کو چلے گئے تھے اور وہاں سردار پیر محمد خاں
کے گولنداز وں میں آٹھ روپے کے نوکر ہوئے تھے وہ بہت
میری خاطرداری کی اور اپنے توپخانے میں مجھکو لے گئے اور حضرت امیرالمومنین
کا حال پوچھا میں نے سب بیان کیا وہ خوش ہوئے اور کہا کہ اللہ تعالیٰ
ہم کو بھی حضرت کے لشکر میں پھر شریک کرے پھر میں نے اُن سے اپنے
عارضہ کا حال بیان کیا ان دنوں ایک شخص محمد بخش قریشی کرکے مشہور
تھے نوکری کے ارادہ سے آئے تھے اور اُن کو طبابت میں بھی کچھ دخل تھا
اور ساٹھ ستر آدمی اُن کے ہمراہ تھے صبح کو مجھے عبداللہ خاں اُن کے پاس
لے گئے اور میرے عارضہ کا حال کہا اور یہ کہا کہ یہ ہمارے حضرت امیرالمومنین
کے رفیقوں میں ہیں وہ یہ بات سُن کر اٹھے اور بڑے اخلاق کے ساتھ مجھ
سے معانقہ کیا اور بہت عزت و توقیر سے بٹھایا اور حضرت علیہ الرحمہ کا
حال پوچھا میں نے بیان کیا وہ سُن کر بہت خوش ہوئے اور کہا بھائی
صاحب دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ ہم کو حضرت امیرالمومنین کا دیدار نصیب
کرے پھر میرے واسطے دوا بتائی کہ آدھ سیر پُرانے انگوری سرکہ میں
پاؤ سیر انجیر خشک ایک امرتوان میں ڈال کر ایک پیسہ بھر نمک لاہوری
پیس کے چھڑک دو پھر تیسرے روز ہم اُس کے کھانے کی ترکیب

بتا دیوینگے اور عبداللہ خاں سے کہا کہ تم کل سویرے ہمارے پاس
آنا ایک دوا دینگے دو روز جس صورت سے ہم بتاویں ان کو کھلانا
پھر میں اُن سے رخصت ہوا اُنھوں نے باخوبی مجکو خرچ دیا اور
عبداللہ خاں کو کہا کہ بعد دوا کرنے کے ان کو پھر ہم سے ملانا پھر میں عبداللہ
خاں کے ساتھ وہاں سے توپخانے میں آیا اور اُن سے کہا کہ اِس شخص
معزز و ممتاز نے مجھ سے مسافر تنگ حال شکستہ بال کی یہ عزت و تعظیم
کی یہ صرف حضرت امیر المومنین کی رفاقت کا طفیل تھا ورنہ میں کس لائق
ہوں اُنھوں نے کہا بیشک یہی بات ہے اور جو بہت سا خرچ اُنھوں نے
دیا میں نے جانا کہ جو مجکو حضرت نے وہ روپیہ تبرک عنایت کیا ہے
یہ اس کی برکت کا اثر ہے پھر دوسرے روز صبح کو عبداللہ خاں اُن
کے پاس سے دو دو چاول بھر کی دوائی دو پڑیاں لائے اور پاؤ سیر دہی
میں ایک پڑیا کی دوا ملائی اور وہ دہی میں نے پی لیا مگر فوراً مجکو استفراغ
ہو گیا یکبارگی وہ تمام دہی گر پڑا اور دست آنے شروع ہوئے تیسرے
پہر تک اٹھائیس دست آئے اور میں مارے ضعف کے بیتاب ہو گیا
اور اُنھوں نے سب تدبیر دوا کی عبداللہ خاں کو بتادی تھی تب عبداللہ خاں
نے ہنت نگر کے گڑ کا شربت مجکو پلایا دست آنے موقوف ہو گئے پھر
شام کو مونگ کی کھچڑی خوب سا گھی ڈال کر مجکو کھلائی دوسرے
دن صبح کو پھر دہی میں وہی دوا پلائی اُس دن بیس دست آئے اور

اُس دن بھی تپ میں سب دہی گر پڑا پھر عبداللہ خاں اُن کے پاس
گئے اور دونوں روز کا حال بیان کیا اُنھوں نے کہا کہ اب دو تین
انگوری سرکہ کے دو دو انجیر ہر روز ان کو کھلاؤ اور گھی ڈال کر
مونگ کی کھچڑی، اللہ تعالیٰ سے اُمید ہے کہ اسی میں چنگے ہو جاوینگے
پھر چھ روز دو دو انجیر میں نے کھائے تمام عارضہ میرا دفع ہو گیا
اور باقی انجیر بچ رہے پھر ساتویں دن عبداللہ خاں مجکو ان کے پاس
لے گئے اُنھوں نے میرا حال پوچھا میں نے کہا اب تو فضل الٰہی ہے وہ
عارضہ بالکل دفع ہو گیا اور جس دن میں حضرت امیرالمومنین علیہ الرحمۃ
سے رخصت ہو کر اس طرف چلا تھا تب آپ نے مجھ سے پوچھا کتنے
دنوں میں آؤ گے میں نے عرض کیا کہ مجکو کیا خبر مگر نیت میری یہ
ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ نے جلد شفا عطا فرمائی تو جلد آؤنگا والا جب
خدا لاوے آپ نے فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ سے اُمید ہے کہ جلد تم
اچھے ہو جاؤ گے مگر تین مہینے کی تم کو رخصت ہے اس سے زیادہ
نہ رہنا اور ایک روپیہ تبرک مجکو عنایت کر کے فرمایا تھا کہ اس
کو خرچ نہ کرنا اپنے پاس حفاظت سے رکھنا اس کی برکت سے
خرچ کی تم کو فراغت ہو گی سو حاصل اس گفتگو کا یہ ہے کہ جو میں
وہاں سے آیا عبداللہ خاں نے آپ سے ملایا آپ نے میری دوا کی
خدا نے چھ دن میں شفا دی اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو مجھ پر مہربان
کیا آپ نے خرچ معقول مجکو دیا یہ سب حضرت امیرالمومنین کی دعا

کا سبب تھا والا مجھ کو کم رو کو کون پوچھتا اُنھوں نے کہا سچ
کہتے ہو بات یوں ہی ہے میں نے یہی نسخہ کئی شخصوں پر آزمایا ہے مگر
اس طرح چٹ پٹ پانچ چھ دن میں کسی کو آرام نہیں ہوا تمکو بھی
بات یہی معلوم ہوتی ہے پھر میں نے پوچھا کہ اب جو کچھ سر کہ میں انجیر باقی
ہیں ان کو کیا کروں اور اب کھانا کیا کھایا کروں اُنہوں نے کہا کہ آرام
تم کو باخوبی ہو گیا اس عارضہ کا اثر اب کچھ نہیں رہا مگر ابھی دو چار روز
دہی مونگ کی کھچڑی خوب سا گھی ڈال کر ایک انجیر یا آدہ انجیر کے ساتھ
کھایا کرو تم کو طاقت آجاویگی اور وہ انجیر بھی خرچ ہو جاویں گے پھر
میں عبداللہ خاں کے ساتھ وہاں سے توپخانے میں آیا اور وہی دوا کھچڑی
کے ساتھ کھانی شروع کی پھر اُس کے دوسرے روز عبداللہ خاں نے ایک
گاڑھے کا تھان لا کر مجکو کپڑے بنا دئے اور مجھ سے کہا کہ سردار یار محمد
خاں کے یہاں دو ہندوستانی سلو خاں اور نامدار خاں میں چلو تم کو ان
سے ملاقات کرا لاویں پھر میں اُن کے ساتھ گیا وہ دونوں صاحب بڑے
اشتیاق اور اخلاق کے ساتھ مجھ سے ملے اور عبداللہ خاں نے اُن سے میرا
حال کہا کہ یہ ہمارے خلیفہ صاحب کے ساتھ کے ہیں اُنہوں نے کہا کہ دو
آدمی ہمارے یہاں بھی خلیفہ صاحب کے لشکر کے نوکر ہیں میں نے اُن سے
کہا کہ میں بھی اُن سے ملنا دیکھوں تو کون صاحب ہیں پھر انہوں نے
ان کو بلوایا وہ مجھ سے آکر ملے ایک خدا بخش جنگی شیخ حسن علی صاحب
کے ساتھ کے تھے اور دوسرے مہربان خاں بانگر مؤ کے تھے پھر میں نے

ان کا حال پوچھا اُنہوں نے بیان کیا پھر سلّو خاں اور نامدار خاں
نے مجھ سے کہا کہ جیسے یہ دونوں صاحب ہمارے نوکر ہیں آپ بھی نوکری
کرلیں آپ کا مکان ہے میں نے کہا کہ میں تو فقط آپ سے ملنے کو آیا ہوں
نوکری کی مجکو خواہش نہیں ہے اور نہ میں کسی کی نوکری کرتا ہوں اُنہوں
نے کہا خیر اگر نوکری نہ کروگے تمہاری خوشی مگر دس پندرہ روز جب
تک اس شہر میں رہو تب تک آپ کی دعوت کے لئے چار آنے روز
ہمارے یہاں سے مقرر ہیں جب جانا تب عبداللہ خاں سے منگوالینا
یا آپ لیجانا اور آج شام کو کھانا ہمارے یہاں کھانا اور جب خلیفہ
صاحب کے لشکر کو جانا تب ہم سے مل کر جانا پھر اُس دن شام کو
وہاں سے کھاکر میں عبداللہ خاں کے مکان پر آیا اور میں نے عبداللہ
خاں سے کہا کہ بھائی صاحب خیال تو کرو یہ دونوں رسالدار نہ میرے
آشنا نہ یار نہ وہ مجکو جانتے ہیں نہ میں ان کو یہ جو چار آنے ہر روز
دعوت کے اُنھوں نے مقرر کئے ہیں جانتے ہو کیا سبب ہے یہ سب ہمارے
حضرت کی دعا کی برکت کا اثر ہے اور نہیں تو کون کس کے ساتھ بے
جانے پہچانے اس طرح احسان کرتا ہے اُنہوں نے کہا ہاں سچ یہی بات
ہے پھر سولہ روز میں عبداللہ خاں کے پاس رہا اُنہوں نے چار روپے
ان کے پاس سے مجکو لادئے میں نے کہا کہ اب میں پنجتار کو جاؤنگا
اور میں محمد بخش صاحب وعدہ کر آیا تھا کہ تم سے بے ملے نہ جاؤنگا سو
آج چلو تو ان سے ملاقات کراؤں اُنہوں نے کہا اکیلے نہ جاؤ تمہارے

۱۲۳۳

پاس دس بیس روپے ہیں رستہ بے امن کا ہے جب کوئی اچھا ساتھ
ملے تب جانا میں نے کہا اللہ میرے ساتھ ہے میں تو اب جاؤنگا پھر
وہ مجکو اُن کے پاس لے گئے میں نے اُن سے کہا کہ میں آپ سے رخصت
ہونے آیا ہوں اب دو تین روز میں میرا ارادہ پنجتار جانے کا ہے وہ
سُن کر خاموش رہے اور عبداللہ خاں سے کہا کہ تم نے اور بھی کچھ سنا
ہے اُنھوں نے کہا کیا بات ہے کہا پر سال جب سیدو کی لڑائی میں سردار
یار محمد خاں نے خلیفہ صاحب سے دغا فریب کیا تھا اور سکھوں کا ساتھ
دیا تھا تب سکھوں نے واسطے تسلی کے کہ یہ درانی دغاباز ہیں کہیں
ہم سے بھی فریب نہ کریں خان ممدوح کے بیٹے کو اول میں لے گئے تھے
سو اب سکھوں کا وکیل یہ پیام لے کر آیا ہے کہ اب کی سال اُس اپنے بیٹے
کو لو اور اُس کے عوض سردار محمد خاں کے بیٹے کو دو اور فوج سکھوں کی
اُن کے بیٹے کو لے کر شمس آباد میں آئی ہے سو آج کل سردار سلطان محمد خاں
کے بیٹے کو لیجانے والے ہیں اور الاچی پیڑے کی گڑہی کی محافظت کے لئے ان
دنوں سکھوں کے لشکر میں بھرتی بھی جاری ہے ہمارا بھی ارادہ ہے کہ ہم بھی
وہیں جاویں اگر یہ بھائی بھی ہمارے ساتھ وہاں تک چلیں تو خوب ہے پھر
اکوڑی سے یہ پنجتار کو چلے جاویں اور ہم ادہر سکھوں کے لشکر کو روانہ ہوں
میں نے عبداللہ خاں کے کان میں جھک کے کہا کہ بھائی صاحب یہ بھی حضرت
امیر المومنین کی دعا کا اثر ہے تم کہتے تھے کہ تمہارے پاس دس بیس روپے
ہیں اور آج کل رستہ میں غدر ہے کیونکر جاؤ گے سو اللہ تعالی نے اوپرے

اوسیر ہی میری ہمراہی کا سامان دُرست کردیا اب میں ضرور اُنھیں
کے ساتھ جاؤنگا پھر میں نے اُن سے کہا کہ میں آپ کے ساتھ چلونگا
جب آپ چلیں مجکو بھی ساتھ لیویں پھر میں عبداللہ خاں کے ساتھ
وہاں سے توپخانہ کو آیا پھر اُس کے دوسرے روز درانیوں کا پیش خیمہ
ادہر جانے کو نکلا پھر چوتھے روز محمد بخش صاحب نے کہلا بھیجا کہ درانیوں
کا لشکر پیچھے سے آرہیگا ہم آج چل کر موضع چمکنی میں رہینگے پھر میں کمر
باندھ کر عبداللہ خاں کو ساتھ لے کر سلو خاں اور نامدار خاں سے
ملنے کو گیا اُنھوں نے چار دن کی دعوت کا ایک روپیہ مجکو اور دیا اور
دو روپے اور دے کر مجکو رخصت کیا اور کہا کہ تم خلیفہ صاحب کے
لوگ برکت والے ہو ہمارے واسطے دعا کرنا پھر عبداللہ خاں کے ساتھ
میں وہاں سے محمد بخش کے پاس گیا وہ تیار تھے پھر عبداللہ خاں سے
میں رخصت ہو کر اُن کے ساتھ ہوا وہ اس دن موضع چمکنی میں ساٹھ
ستر آدمیوں سے جاکر اُترے اور وہ آدمی ان کے نوکر چاکر کوئی
نہ تھے سب اُمیدواروں میں تھے کہ جہاں اُن کی نوکری ہو گی وہیں
ہم بھی نوکری کرینگے اور ہر ایک کو سیر بھر آٹا آدہ پاؤ دال چھٹانک گھی
ہر روز وہ اپنے پاس سے دیتے تھے چنانچہ دو آدمی اسی روز چمکنی میں
میرے ساتھ آئے تھے ان کو بھی اسی قدر آٹا دال گھی دلوایا اور کہا کہ
جب تک چاہو ہمارے ساتھ رہو جہاں ہم نوکری کرینگے تم کو بھی نوکر
کرادینگے اُنھوں نے کہا اگر ہم مہینہ دو مہینہ آپ کے ساتھ رہے

اور خدا نا خواستہ کہیں ہماری نوکری نہ لگی اور آپ نے ہم سے خوراک
کا حساب طلب کیا تو ہم مفلس سپاہی ہیں کہاں سے دینگے اُنہوں نے
کہا تم اس کا اندیشہ نہ کرو اگر نوکری تمہاری ہو تو خوراک کے دام
دینا والّا تم کو اختیار ہے جب چاہنا چلے جانا تم سے ہمارا کچھ دعویٰ
نہیں سو وہ سب ہمراہی اسی قسم کے تھے ایک شخص محمد صدیق نام محمد بخش
کے سالے تھے ان کے کاروبار اور تقسیم خوراک وغیرہ کے مختار تھے سو
اس روز بھی سب کو خوراک تقسیم کی اور میرے واسطے محمد بخش نے اُن
سے کہا کہ ان کا کھانا تم اپنے کھانے کے ساتھ پکانا پھر رات بھر وہاں
رہے صبح کو موضع پنج پیر میں آئے پھر اُس کی صبح اکوڑی میں داخل ہوئے
وہاں کا حاکم فیروز خاں کھٹک کا بیٹا خواص خاں تھا سو ان روزوں
اس کے چچا امیر خاں نے اس کو نکال کر اکوڑی میں آپ قبضہ کر لیا تھا
سو خواص خاں وہاں سے بھاگ کر زیارت کی طرف ایک بستی میں گیا وہاں
امیر خاں سے لڑنے کو نوکر رکھتا تھا محمد بخش کے ہمراہیوں نے محمد بخش
سے کہا کہ یہاں خواص خاں سپاہ نوکر رکھتا ہے آپ بھی نوکری کر لیجئے
انہوں نے کہا یہ نوکری فقط دو تین مہینے کے لئے ہے پھر برطرف کر دینگے
ان کے یہاں کئی بار یوں ہی ہم نے سنا ہے کبھی خواص خاں غالب ہو کر
امیر خاں کو نکال دیتا ہے امیر خاں بھرتی کرتا ہے اور کبھی امیر خاں
غالب ہو کر خواص خاں کو نکال دیتا ہے خواص خاں بھرتی جاری
کرتا ہے ہم ایسی نوکری بے بنیاد نہیں کرتے ہیں تم چاہو کرو اختیار

بے پھر کوئی چالیس آدمی اُن کے ساتھ کے واسطے نوکری کے چلے گئے
اسی روز امیر خاں نے سنا کہ محمد بخش یہاں اُترے ہیں اُنے آدمی
کو بھیجا کہ اگر آپ کو نوکری کرنی منظور ہو تو ہماری نوکری کر لیں۔
محمد بخش نے کہا کہ میں ابھی نوکری نہیں کرونگا اور اُس امیر خاں کے
آدمی نے مجھکو پہچانا اور کہا کہ جب امیر خاں خلیفہ صاحب کے پاس گئے تھے
تب میں نے تم کو وہاں دیکھا تھا تم تو خلیفہ صاحب کے ساتھ کے ہو میں
نے کہا ہاں میں اُنھیں کے ساتھ کا ہوں پھر اُس نے جاکے امیر خاں سے
کہا اُنھوں نے مجھکو بلوا بھیجا میں گیا اُنھوں نے مجھکو پہچانا اور بہت میری
خاطرداری کی اور کہا کہ جبتک خواص خاں کا شور و فساد موقوف ہو تب
تک تم ہمارے پاس رہو پھر ہم تم کو اچھی طرح سے رخصت کرینگے میں نے
کہا کہ میں تو اپنی بیماری کے لئے پشور گیا تھا سو اللہ تعالی نے اچھا کر دیا
اب میں خیرآباد ہو کر اٹک کا قلعہ دیکھتے ہوئے حضرو کی طرف سے حضرت
کے پاس پنجتار کو جاؤنگا رہنا میرا نہ ہوگا اُنھوں نے کہا خیر اگر تمہارا یہی
ارادہ ہے تو دو تین دن اور ٹہر جاؤ درانیوں کا لشکر سردار یار محمد خاں
کے بیٹے کے واسطے سردار سلطان محمد خاں کے بیٹے کو لے کر آج پیر میں
آیا ہے کل یہاں داخل ہوگا یہ بھی معاملہ دیکھ لو پھر چلے جانا اور اگر جلتے
ہو تو آپ کو کسی سے ظاہر نہ کرنا کہ خلیفہ صاحب کے ساتھ کا ہوں میں
نے کہا کہ بغیر پوچھے تو میں کسی سے کہنے کا نہیں کہ میں خلیفہ صاحب کے
ساتھ کا ہوں اور جو کوئی پوچھیگا تو میں سچ کہہ دونگا اللہ تعالی

میرے ساتھ ہے حضرت امیرالمومنین کی دعا کی برکت سے کوئی مزاحم
نہ ہوگا پھر انھوں نے مجکو کچھ خرچ راہ دیا اور کہا کہ تم خلیفہ صاحب کے
ہمراہی ہو ہمارے واسطے دعا کرنا کہ اللہ تعالی خواص خاں کا شر و فساد
ساتھ خیر کے دفع کردے پھر میں وہاں سے محمد بخش کے پاس آیا پھر صبح کو
میں محمد بخش کے ساتھ وہاں سے گیدڑ گلی ہو کر خیرآباد میں آیا رات کو
میں نے محمد بخش سے کہا کہ صبح آپ تو شمس آباد کو سکھوں کے لشکر میں
جاؤگے میرا ارادہ ہے کہ میں دو چار دن یہاں ٹھہروں ادہر ادہر کا سیر
و تماشا دیکھوں انھوں نے کہا بہتر ہے تم رہ جاؤ اور اگر وہاں لشکر میں
آنا ہو تو دہنو دیوان کا ڈیرا پوچھ لینا وہیں ہم اُترینگے بے اس پتہ
کے وہاں ہمارا ملنا مشکل ہوگا چالیس ہزار سکھوں کا وہاں لشکر ہے
پھر صبح کو وہ شمس آباد کی طرف روانہ ہوئے میں خیرآباد میں رہا پھر چار
پانچ گھڑی دن چڑھے شہر کے کنارے لہنا سنگھ سکھ کا ایک باغ مشہور
تھا میں اس میں بطور سیر کے گیا اس کے اندر ایک پختہ نفیس مکان بنا تھا اُس
میں وہی صاحب باغ بیٹھا تھا اُس نے مجکو دیکھ کر بلایا میں اس کے پاس
گیا اُس نے پوچھا کہ تم کون ہو اور کدہر سے آئے ہو اور کہاں جاؤگے میں
نے کہا میں مسافر ہوں پشاور سے آتا ہوں حضرو کو جاؤنگا اُس نے کہا تم تو
پشاور کے رہنے والے نہیں معلوم ہوتے ہو خلیفہ کے ساتھ کے ہو میں نے
کہا سنگھ جی تم لوگوں کی عملداری کے اس طرف جتنے مسلمان ہیں سب خلیفہ
ہی صاحب کے ساتھ کے ہیں اُنھیں میں ایک میں بھی ہوں اسی اثنا میں

وہاں ایک سکھ اور آگیا مگر لہنا سنگہ ذی عزت سرداروں میں تھا
اور وہ کوئی یوں ہی رعایا میں سے تھا۔ میری باتیں سُن کر کہنے لگا
کہ یہ مسلمان لوگ فریبی سچ نہیں بتاتے ہیں یہ کہیں جاسوسی کو آئے
ہونگے میں نے اپنے جی میں کہا الٰہی خیر کرے حضرت کی دعا کی برکت سے
اس کے بہتان سے محفوظ رکھنا سنگہ نے کہا دوالے بند تم اپنا حال سچ
سچ کہو میں نے کہا سنگہ جی تم مجکو دوالے بند یعنی سپاہی جانتے ہو دوالے بند
کی مثال ایسی ہے جیسے یہ تمہارے ہاتھ میں تلوار کہ جبتک تمہارے ہاتھ میں
ہے جس کو مارو گے کاٹیگی اور اگر یہی تلوار تمہارے دشمن کے ہاتھ میں گئی
اُس وقت وہ جس کو ماریگا کاٹے گی پھر یہ تلوار تم کو نہ پہچانے گی کہ میں
ہمیشہ سنگہ جی کی کمر میں رہی اب ان کو نہ کاٹوں اسی طرح دوالے بند ہوتے
ہیں آدہ سیر آٹے کے نوکر جس کے ساتھ رہتے ہیں اُسی کی نمک حلالی
کرتے ہیں یہ سُن کر لہنا سنگہ نے دوسرے سکھ سے کہا کہ تم جو کہتے ہو یہ
مسلمان فریبی ہوتے ہیں سچ نہیں بتاتے سو انھوں نے تو ٹھیک بات
کہی اب اس کا جواب دو اس نے کہا کہ ہاں بات یہی ہے پھر لہنا سنگہ نے
مجھ سے کہا کہ دوالے بند تم یہاں جبتک چاہو رہو تمہارا مکان ہے اور
اپنے باغبان سے کہ وہ مسلمان تھا کہا کہ ایک گھڑا پانی بھر کے دوالے بند
کے لئے یہاں دہر دے اور ہمارے بنیے کی دُکان پر لیجا کر جبتک یہ یہاں
رہیں سیر آٹا آدہ پاؤ دال چھٹانک گھی ان کو دیا کرے اور

اس وقت کے واسطے مجکو بوریاں منگوادیں میں نے اُسی مکان
میں کھائیں اس وقت میں نے خدا تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور اپنے دل میں
جانا کہ یہ بھی ہمارے حضرت علیہ الرحمۃ کی دعا کی برکت ہے کہ اللہ تعالیٰ
نے ایسے شخص مخالف کو جو مجھ پر مہربان کر دیا پھر لہنا سنگھ وہاں سے
اپنے مکان کو چلا گیا کوئی پہر بھر میں کھانا کھا کے پھر آیا میں تو لیٹا
تھا وہ بھی ایک جگہ لیٹ گیا اور مجھ سے اِدہر اُدہر کی باتیں کرتے کرتے
کہنے لگا کہ خلیفہ جی اور اُنکے ساتھ کے لوگ بڑے مردانے اور بہادر ہیں ہمارے
اکوڑے میں خلیفہ کے لوگوں نے چھاپا مارا تھا چھ سات سو سکھ کام
آئے اور ان کے سو بھی نہیں مارے گئے پھر سیدو کی لڑائی سے خلیفہ جی
کا حال نہیں معلوم میں سُن کر چپ لیٹا رہا اور جانا کہ اس کو میرے حال
کی تحقیق منظور ہے پھر کہا تم تو دوانے ہندہندوستانی ہو اس ملک میں
تمہارا آنا کیونکر ہوا اور تم کسی بات کا اندیشہ نہ کرو اپنا حال جو ہو صاف
صاف کہو میں نے اپنے دل کو مضبوط کر کے کہا کہ سنگھ جی بات تو یوں ہے
کہ میں ہندوستان سے اس ملک میں خلیفہ صاحب ہی کے ساتھ آیا ہوں
اور خلیفہ صاحب کے جتنے لوگ ہیں ایک تو وہ جھوٹ نہیں بولتے اور یہ
دوسرے کسی کے ساتھ دشمن ہو خواہ دوست دغا اور فریب نہیں کرتے
اس واسطے کہ خلیفہ صاحب کی یہ سب کو تعلیم ہے اور خلیفہ کا حال میں
کیا بیان کروں بڑے صاحب اخلاق اور سچے وعدے کے پورے
قول کے سچے دلاور اور با مروت ہیں ان کی ملاقات سے اُن کی خوبیاں

معلوم ہوتی ہیں زبان سے میں اُن کی کس کس خوبی کا بیان کروں
اور سنگہ جی اکوڑے کے جھگڑے میں میں تھی اور حضرو کے جھگڑے کا اور سید
کی لڑائی کا حال جانتا ہوں اور ان تینوں جگہ کا حال تم کو بھی خود
معلوم ہے کچھ بیان کی حاجت نہیں اور خلیفہ صاحب ایسے ولی اللہ مقبول
بندے خدا کے ہیں کہ جس نے ان سے دغا فریب کیا بیشک اُس
نے سزا پائی سردار یار محمد خاں نے تم لوگوں کی رفاقت کر کے خلیفہ
صاحب کو زہر دلوایا اُس کا انجام یہ ہوا کہ تم لوگوں نے اُس کے بیٹے کو اول
میں لیا اور اپنے یہاں قید کیا چنانچہ اب درانی لوگ سردار سلطان
محمد خاں کے بیٹے کو اُسی کے بدلے کے واسطے لائے ہیں تم بھی جانتے
ہو یہ تمام گفتگو سُن کر کہ دوالے سید تم سچ کہتے ہو خلیفہ جی ایسے ہی
صاحب کرامت اور ولی ہیں خلیفہ جی کی ملاقات کا بڑا اشتیاق ہے
میرا بھائی لاہور گیا ہے جب وہاں سے آویگا تب یا تو میں خلیفہ
جی کے ملنے کو جاؤنگا اور جو میں نہ گیا تو اپنے بھائی کو بھیجونگا اور
دوالے سید جبتک تم یہاں ہو تنہائی میں ہم سے خلیفہ جی کی باتیں
ہر روز کیا کرو میں نے کہا سنگہ جی ہمارے خلیفہ صاحب ایسے خوش
اخلاق اور صاحب کرامت ہیں کہ جو کوئی اُن کی ملاقات کو جاتا
ہے پھر وہ انہیں کے پاس رہتا ہے اب میں بھی دو چار روز میں

خلیفہ صاحب کے پاس پنجتار کو جاؤنگا میں چاہتا ہوں کہ خیرآباد
اور اٹک کے قلعوں کی سیر کرتا ہو واسطے کہ وہاں اپنے لوگوں میں
جو پوچھینگے کہ تم نے خیرآباد اور اٹک کا قلعہ اندر سے دیکھا ہے
تو میں کیا بتاؤنگا لہنا سنگ نے کہا کہ دوالے نبد تم خلیفہ جی کے ساتھ
کے ہو اور وہ ہم لوگوں سے لڑتے ہیں تم یہاں بےدھڑک ایسی باتیں
کرتے ہو کہ یہ قلعہ دیکھینگے اور وہ قلعہ دیکھینگے ڈرتے نہیں ہو میں
نے کہا سنگہ جی ڈر کس بات کا ہے ہم لوگ خلیفہ صاحب کے ہمراہی سوا
خدا کے کسی سے نہیں ڈرتے ہیں اور میں نے تو تم کو اپنا مہربان سمجھ کر
یہ بات کہی کہ شاید تمہارے سبب سے ان قلعوں کی سیر کرنے
میں آوے لہنا سنگ ہنسنے لگا اور کہا کہ کچھ برا نہ ماننا میں تم سے یوں
ہی دل لگی کی راہ سے کہتا ہوں اور میں تم کو اپنی چٹھی لکھ دونگا تم
قلعہ اٹک کے جمعدار کو حوالہ کرنا پھر وہ تم کو نہ روکے گا جہاں
چاہنا سیر کرنا پھر قلمدان منگا کر مجکو چٹھی لکھ دی پھر دوسرے
روز سویرے میں کشتیوں کے پل ہو کر قلعہ اٹک کو گیا اور وہ چٹھی
جمعدار کو حوالہ کی اس نے اندر جانے کی اجازت دی پھر میں بڑے
دروازے سے کھڑکی کے دروازے تک بازار کی سیر کرتا ہوا
گیا جب ادہر سے پھرا تب ایک دکان پر ایک سپاہی اللہ بخش خاں
نام سہارنپور کا بیٹھا تھا اس نے مجکو بلایا میں اس کے پاس

گیا اُس نے ہندوستانی جان کر مجھ سے بہت اخلاق کیا اور
حال پوچھا میں نے جو تھا سب جانا بیان کیا اور کہا کہ لہنا سنگھ
کے باغ میں اُترا ہوں اب وہیں جاؤنگا پھر وہ بھی پل تک میرے
ساتھ آیا اور پل ہی پر اس کی نوکری تھی اور کہا کہ جب پھر آنا تو
مجھ سے ملتے ہوئے جانا اس وقت کوئی پہر دن تھا پھر میں وہاں
سے پل پر ہو کر باغ میں آیا لہنا سنگھ شراب کے نشہ میں مست سونے
کا کنٹھا گلے میں اور سونے کے بالے موتی جڑے ہوئے کانوں میں پہنے
اور شالی رومال سر میں باندھے لیٹا ہوا واہی تباہی بک رہا تھا
اور سونے کی تھال مہتال اور سنہرے قبضہ کی تلوار الگ پڑی
تھی مجکو دیکھ کر بولا کہ دوالے بند اٹک کا قلعہ دیکھ آئے پھر بیہوش
ہو کر سو گیا یہاں تک کہ شام ہوئی میں نے نماز مغرب کی پڑھی
پھر مجکو اُس کی بیہوشی کا حال دیکھ کر دل میں اندیشہ ہوا کہ ہزاروں
روپے کا اسباب اس کے پاس ہے اور یہاں اکثر دریا پار کے
مسلمان ولایتی دو دوسرے تیسرے دو ایک سکھوں کو مار کر لوٹ لیجاتے
ہیں ایسا نہ ہو کہ اس پر کچھ صدمہ ہو جاوے تو مفت میں مجھ پر الزام
آوے یہ خیال کر کے ایک لاٹھی لے کر جو میرے پاس تھی بیٹھا
کہ جبتک یہ ہوش میں آوے میں اُس کی اور اُس کے اسباب
کی محافظت کروں اور باغبان سے میں نے کہا کہ جلد روٹی کھا کر

تو بھی یہاں آ وہ روٹی کھانے کو اپنے گھر گیا کوئی چھ گھڑی
رات گئے باغبان اور لہنا سنگہ کا رسوئی کرنے والا آیا اور کہا کہ
ابھی گیدڑ گلی کے نالے میں کسی نے ایک بنئے کو لوٹ لیا یہ سن کر مجکو اور
بھی خوف ہوا میں نے اُن دونوں سے کہا کہ تم کہیں مت جانا یہیں رہنا
اُنھوں نے کہا میاں جی لہنا سنگہ تو ہر روز اسی طرح یہاں رہتا ہے
تم بھی سو رہو یہ کہہ کر وہ دونوں اپنے اپنے ٹھکانے چلے گئے میں اسی طور لاٹھی
لئے ادہر اُدہر چہل قدمی کرتا رہا قریب آدہی رات کے وہ ہوش میں آیا
مجکو دیکھکر کہا دوالے بند تم ابھی تک جاگتے ہو میں نے کہا تم نشہ میں بیہوش
لیٹے تھے اور تمہارے ہتھیار اور کپڑے ادہر اُدہر پڑے تھے مجکو اندیشہ
ہوا کہ یہاں ہمیشہ گیدڑ گلی میں لوٹ مار رہتی ہے چنانچہ ابھی کوئی
سوا پہر گذرا ایک بنیا لٹ گیا تمہارا رسوئی والا کہتا تھا خدا ناخواستہ
کوئی کچھ تمہارا اسباب لیجاتا ناحق مجھ پر الزام آتا اسلئے میں جگتا رہا
اور تم سردار ہو تم کو اس طور نشہ پی کر غافل ہونا نہ چاہیے کہا دوالے بند
سچ کہتے ہو بیشک یہ بڑی بات ہے پھر وہ سو رہا اور میں بھی سو رہا پھر
صبح کو کچھ دن چڑھے خیرآباد کا قلعہ دکھلانے مجکو اپنے ساتھ لے گیا پھر
خوب وہاں کی سیر کرکے میں اس کے ساتھ چلا آیا الغرض میں وہاں
آٹھ روز رہا اور ہر روز لہنا سنگہ حضرت امیرالمومنین علیہ الرحمۃ کے
حالات مجھ سے پوچھا کرتا اور میں بیان کیا کرتا اس میں ایک

روز کہنے لگا کہ دوالے سید اُس دن جو تم نے مجکو نصیحت کی تھی
نشہ پی کر اس طور تم کو غافل ہونا نہ چاہئیے سو آج سے میں نے
توبہ کی اب ایسا نشہ نہ پیا کرونگا کہ نہ جان کی خبر رہے نہ مال کی
میں نے اپنے دل میں جانا کہ یہ بھی ہمارے حضرت علیہ الرحمۃ کے حالات
سننے کا اثر ہے اور انھیں آٹھ دن کے اندر ایک روز کوئی ہزار
سکھ سردار یار محمد خاں کے بیٹے کو لائے اور گیدڑ گلی کے میدان
میں اُترے اور ادہر سے درانی سردار سلطان محمد خاں کے بیٹے
کو لائے اور سکھوں کو دے کر سردار یار محمد خاں کے بیٹے کو لے
گئے اور سکھ شمس آباد کو گئے اُنھیں کے ساتھ لہنا سنگھ سے رخصت
ہو کر میں بھی گیا اور وہاں میں نے دسوندی دیوان کا ڈیرہ تلاش کیا
وہیں محمد بخش قریشی سے ملاقات ہوئی رات بھر میں اُنھی کے ڈیرے
میں رہا صبح کو لشکر کا تماشا دیکھنے گیا تین آدمی محمد بخش کے بھی
میرے ہمراہ تھے وہاں نجیبوں کی پلٹن میں روشن خان نام
ہندوستان کے ایک کپتان تھے اُن سے ملاقات ہوئی اُنھوں نے
کہا بھائیو اس وقت کیونکر آنا ہوا میرے تینوں ہمراہیوں نے
کہا کہ سنا ہے تیج سنگھ سپاہیوں کی بھرتی کرتا ہے سو نوکری
کے لئے آئے ہیں اُنھوں نے ہر ایک سے پوچھا کہ تم کہاں کے
رہنے والے ہو سب نے اپنا اپنا وطن بتایا مجھ سے پوچھا میں نے

بھی بتایا پھر انھوں نے ان تینوں سے کہا کہ تم کل اسی وقت آنا
تمہاری روبکاری بہم کرا دینگے پھر ان کو رخصت کیا اور مجھکو ٹھہرالیا
اور کہا کہ تم تو خلیفہ صاحب کے ہمراہی معلوم ہوتے ہو میں نے اس کے جواب
میں تردد کیا اُنہوں نے کہا تم ڈرتے کیوں ہو یہاں کسی کا خوف نہیں
میں خود خلیفہ صاحب کا معتقد ہوں یہاں جو کوئی ان کے لشکر سے آتا
ہے اول تو اس کو سمجھاتا ہوں کہ تم کیوں چلے آئے وہیں جاؤ اور جو نہیں
مانتا ہے تو دو چار روپے خرچ راہ دے کر رخصت کر دیتا ہوں جب
اُنھوں نے یہ باتیں کیں اور میں نے جانا کہ حضرت کی محبت اور اعتقاد اُن
کے دل میں ہے تب میں نے کہا کہ کپتان صاحب خلیفہ صاحب کی دوستی
کا اپنے ہی لشکر میں بیٹھے بیٹھے دم مارتے ہو یہ تو بات کچھ نہیں اگر
سچا دعویٰ ہے تو حسب طور ہو سکے جان و مال سے چل کر اُن کے لوگوں میں
شریک ہو تب اُنھوں نے کہا کہ بھائی صاحب میں بھی تو مسلمان ہوں
تم جانتے ہو کہ میرا دل ان میں شریک ہونے کو کیا نہیں چاہتا ہے مگر بات
یہ ہے کہ ظاہر میں یہاں سے نکلنے کی ایسی کوئی صورت نظر نہیں آتی کہ
ہزار پانسو آدمی ساتھ لے کر وہاں جاؤں اور ایک تو خلیفہ صاحب
کے لوگوں سے جو اُدھر سے آتے ہیں معلوم ہوا کہ کھانے کپڑے کی تنگی
وہاں قلت ہے اور یہاں بارہ روپے روز کا میں نوکر ہوں اور
سات سات روپے میرے سپاہیوں کے ہیں اور سب کی نیت ہے

کہ کسی طور خلیفہ صاحب کے شریک ہوں اور شریک ہونے کی ا
صورت یہ ہے کہ اگر اُس طرف ہم لوگوں کی کمان ہو اور خیر و عافیت
سے میں اپنے مسلمان بھائیوں کو لے کر دریا کے پار ہوں پھر مجھکو کسی
بات کا خوف نہیں پھر آگے جو کچھ ہو سو دیکھ لوں اور دوسری یہ ہے
کہ خلیفہ صاحب اور اُن کے لوگ جیسے مسلمان قوی الایمان ہیں ایسا
میں آپ کو جانتا نہیں ہوں کہ وہ لوگ اپنے گھر بار خویش و تبار
ناموس و نام عیش و آرام چھوڑ کر یہاں سو طرح کی تکلیف اُٹھاتے
ہیں اور اپنے دلوں میں ذرا کدورت نہیں لاتے ہیں اگر میں یہ اپنا کارخانہ
چھوڑ کر با تن تنہا جاؤں اور وہاں نہ ٹھہر سکوں پھر چلا آؤں تو
نہایت بُری بات ہو ابھی تو ادھر جانے کا دل میں اشتیاق بھی ہے تب
یہ بھی نہ رہے میں نے کہا کپتان صاحب یہ تمام نفس کے مکر و حیلے
ہیں جس نے فی سبیل اللہ خالص نیت سے کمر باندھی اللہ تعالیٰ خود اس کا
یار و مددگار ہوتا ہے اُنہوں نے کہا کہ تم سچ کہتے ہو اللہ تعالیٰ
سے دعا کرو یہی توفیق مجھکو عنایت کرے میں نے تو اپنی استعداد تم
سے بیان کی اور بات حق وہی ہے جو تم کہتے ہو پھر میں اُن کے
ڈیرہ میں آٹھ دن رہا دونوں وقت ان کا آدمی میرے لئے
کھانا لاتا تھا اور کھلا کر چلا جاتا تھا پھر انہوں نے کچھ خرچ

راہ دے کر مجکو رخصت فرمایا میں وہاں سے بہرو کو آیا اور ایک
مسجد میں اُترا محمد صدیق نام ایک خیاط تھا بعد نماز مغرب کے اپنے
مکان پر مجکو لے گیا اور کمال اخلاق کے ساتھ مہانداری اور خدمتگزاری
کی اور پوچھا کہ اس طرف سکھوں کی عملداری میں تم کیونکر آئے میں
نے اس کو نیک بخت اور مرد صالح جان کر اول سے آخر تک اپنا حال
بیان کیا اور کہا کہ اب صبح کو میں جاؤنگا اُس نے کہا میرا ایک
بھائی سندھ سے آیا ہے سو تم دو روز یہاں ٹھہر جاؤ وہ بھی جاویگا
اُسی کے ساتھ تم بھی چلے جانا اس کے سبب سے تم کو گھاٹ پر
کوئی نہ روکے گا پھر تیسرے روز اُس نے اپنی بی بی سے دو پراٹھے
پکوا کر رومال میں باندھ کر مجکو اپنے بھائی کے ساتھ کر دیا پھر میں
اُس کے ساتھ اباسین اُترا اور وضو کر کے وہاں شکرانے کی دو
رکعت نماز پڑھی اور رات کو سنڈھ میں رہا صبح کو وہاں سے ساتھ خیر
کے پنجتار میں آیا حضرت کے قدم دیکھے دست بوس ہوا آپ نے
خیر و عافیت سفر کی پوچھی میں نے جو حال گذرا تھا عرض کیا اُس وقت
میرے پاس ساٹھ روپے تھے میں نے وہ آپ کے آگے دھرے آپ نے
پوچھا یہ کیسے روپے ہیں میں نے عرض کیا کہ حضرت نے جو تبرک کا
روپیہ عنایت کیا تھا یہ اس کی برکت سے حاصل ہوئے ہیں،
آپ نے فرمایا یہ تم کو خدائے تعالیٰ نے دئے ہیں ان کو اپنے

خرچ میں لاؤ خلاصہ اس تمام سفر میرے کا یہ ہے کہ جب
میں حضرت علیہ الرحمۃ سے رخصت ہوکر دوا کرانے کو پنجاب سے
پیشور کو چلنے لگا تب آپ نے میرے لئے دعا کی اور فرمایا کہ اللہ
تعالیٰ سے اُمید ہے کہ تم جلد چنگے ہوجاؤ گے اور یہ فرمایا کہ تم کو
تین مہینے کی رخصت ہے زیادہ نہ رہنا چلے آنا اور ایک روپیہ
برکت کا دے کر فرمایا تھا کہ اس کو حفاظت سے رکھنا خرچ نہ
کرنا اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ بہت روپے دیگا سو وہاں پیشور
میں جب میں گیا تو حضرت کی دعا کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے ایسے
سخت مرض سے فقط چھ روز میں صحت کلی عطا فرمائی اور جس نے
میرا معالجہ کیا وہ خود کہتا تھا کہ یہ دوا اکثر لوگوں کو میں نے دی
ہے مگر اس طرح جیٹ پٹ چھ روز میں کسی کو آرام نہ ہوا فی الحقیقت
حضرت ہی کی برکت کا اثر تھا اور اس سیر و سفر کا حال یہ ہے کہ
جب سے میں حضرت سے رخصت ہوکر پیشور کو گیا اور قریب ڈھائی
مہینے کے مخالفوں کی عملداری میں پھرا حضرت کی دعا کی برکت سے
جس کے پاس گیا اُس نے ساتھ عزت و توقیر کے رکھا حالانکہ
نہ میں ایسا دولتمند نہ بڑا سپاہی نہ مجھ میں کچھ علم نہ کوئی ایسا ہنر
کہ جس کی بدولت کوئی قدر دانی کرتا صرف حضرت امیر المومنین
علیہ الرحمۃ کی دعا کا اثر تھا اور اُس روپیہ کی برکت کا یہ

حال ہے کہ جب میں سفر کر کے مع الخیر نیچبار میں آیا تب ساٹھ
روپے میرے پاس تھے اور اُس روپے کی برکت کا حال اگر تمام
وکمال لکھوں تو ایک جدی کتاب تیار ہو کیونکہ حضرت علیہ الرحمۃ
نے وہ روپیہ سن تینتالیس ہجری میں مجکو عنایت کیا تھا اور اب
سن چوہتر ہجری ہیں وہ روپیہ میرے پاس موجود ہے ہزاروں
روپے اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائے اور میں نے خرچ
کئے اور اٹھارہ برس کا عرصہ ہوا میں اس بلدہ دارالاسلام ٹونک
میں ہوں فضل الٰہی سے اب میرے پاس نقد اور زیور ملا کر ہزار
روپے ہیں اور اس کے علاوہ سوا آٹھ سو روپے حویلی میں لگے
وہ موجود ہے اور اٹھارہ برس سے پانچ روپے مہینہ للہ فی اللہ
حضرت امیر المومنین علیہ الرحمۃ کی کفش برداری کے طفیل سے میرے
آقائے نامدار دولتمدار نواب مستطاب معلی القاب نواب وزیر الدولہ
امیر الملک محمد وزیر خاں بہادر نصرت جنگ دام اقبالہ عنایت فرماتے
ہیں اور اس زمانے سے آج تک نہ میں نے کسی کی نوکری کی نہ چاکری
اور اُسی وقت مذکور سے آج تک اگر کبھی مشیت الٰہی سے مجکو
جو کوئی عارضہ لاحق ہوا تو اُسی طور اللہ تعالیٰ نے چھ چھ
سات روز میں شفا عطا فرمائی میں اپنے عقیدہ سے یہ بھی اسی

دن کی دعا کی برکت کا اثر جانتا ہوں اور اُس زمان
ہدایت نشان سے آج تک ہر قسم کے لوگوں میں محکور رہنے کا اتفاق
پڑا اللہ تعالیٰ نے ساتھ عزت و آبرو کے رکھا یہ بھی میں حضرت
ہی دعا کا اثر جانتا ہوں اور خصوصاً الیاس رئیس المومنین امام المسلمین
عالی مراتب والا مناصب صاحب جاہ و جلال خداوند دولت و
اقبال سخی زماں شجاع دوراں پیشوائے شریعت مقتدائے طریقت
نواب ممدوح پیر فتوح جو ہم سے خستہ حال شکستہ بال لوگوں کی
قدر و منزلت کرتا ہے اور واجب التعظیم جانتا ہے یہ محض حضرت
امیر المومنین سید المجاہدین علیہ الرحمۃ کی کفش برداری اور خدمتگزاری
کا اثر ہے والا من آنم کہ من دانم فقط۔ اب سنا چاہئے کہ جو احوال
پنجتار میں پیچھے میرے گذرے اور جب میں سفر سے آیا اور زبانی
اپنے لوگوں کے معلوم ہوئے وہ یہ ہیں کہ سیدو کی لڑائی میں جو یار محمد
خاں درانی نے حضرت امیر المومنین علیہ الرحمۃ کو زہر دیا تھا سو اُس
کی گرمی کا کچھ خلل آپ کی طبیعت فیض طویت میں باقی تھا اس کے دور
ہونے کے لئے لشکر ظفر پیکر کے تجربہ کار لوگوں نے یہ چارہ تجویز کیا،
تھا کہ حضرت علیہ الرحمۃ کہیں نکاح کر لیں تو اللہ تعالیٰ سے اُمید
ہے کہ وہ خلل جاتا رہے اور آپ کی اہلیہ شریفہ وہاں سے دور
ملک سندھ میں تھیں آخر کو آپ سے چھپا کر موضع گنگلئی میں

ایک بیوہ سیدانی پیر بابا کی اولاد سے تھیں اُن کی بیٹی سے
نکاح کا ڈول لگایا پھر آپ کو اس کی اطلاع کی آپ نے فرمایا
کہ بات تو بہتر ہے مگر اس امر میں سید محمد اسمٰعیل کی والدہ کا مجھ سے
عہد ہے یہ بات بے اجازت اُن کی کے میں نہیں کر سکتا ہوں ۔
لوگوں نے عرض کی کہ اگر آپ کا فقط یہی عذر ہے تو کوئی قاصد
سندھ میں بھیج کر اجازت منگوا لینا چاہئیے یہ امر کچھ دشوار نہیں ہے
آپ نے فرمایا کہ ہاں اگر اجازت آجاوے تو پھر کچھ مضائقہ نہیں پھر
لوگوں کے کہنے سے آپ نے سید محمد اسماعیل کی والدہ شریفہ معظمہ مکرمہ
کو اس مضمون ہدایت مشحون کا خط تحریر فرمایا کہ ان دنوں مجھکو ایسا
ایسا عارضہ لاحق ہے اور تجربہ کار شخصوں نے اس کے دفع کے
واسطے نکاح کرنا تجویز کیا ہے سو یہ بات آپ کی اجازت پر
موقوف ہے اس واسطے کہ ہم نے وقت نکاح آپکے یہ عہد لیا
تھا کہ ہمارے جیتے ہوئے بے اذن ہمارے اور نکاح نہ کرنا اب
جو تمہاری مرضی مبارک ہو وہ مجھکو منظور ہے پھر یہ خط محمد ملاح
سندی کو دے کر اور ایک دوسرا آدمی اس کے ساتھ کر کے
سندھ کو روانہ فرمایا اس عرصہ میں چند روز کے بعد جو آپ نے آخوند
فیض محمد کو کچھ تحفہ دے کر شاہ کاشکار کے پاس واسطے دعوت
جہاد کے روانہ کیا تھا سو وہ آخوند موصوف مع الخیر تجار میں

آئے اور چند تحائف بھیجے ہوئے بادشاہ کے لائے وہ کیا کیا تحفہ
تھا ایک تو خیاب بی بی صاحبہ والدہ بی بی ہاجرہ علیہا کی بھیں اور ایک
چادر پشمینے کی نہایت باریک اور بیش قیمت تھی اور ایک قرآن مجید
خوشخط اور بطا اور ایک بیش قبض پولادی شیر ماہی کے دستے کی اور اُس
کا تہنال اور منہال نقرئی تھا اور بجائے تسمے کے اس میں کلابتون اور
ابریشم کی گندھی ہوئی ڈوری تھی اور دستے کے حلقہ میں کلابتون اور
ابریشم کا جھبا تھا اور اس بادشاہ کا خط لائے تھے وہ آپ کو دیا اور
اُس وقت وہ آخوند صاحب حضرت علیہ الرحمۃ سے فارسی میں کلام کرتے
تھے کچھ ہم عامی لوگوں کی سمجھ میں آتا نہ تھا مگر اتنا معلوم ہوا کہ آخوند صاحب
کہتے تھے کہ میں نے آپ کی طرف سے اُس سے بیعت لی اور اُس نے آپ کی
اطاعت قبول کی پھر آپ نے بی بی صاحبہ کو کہ ان دنوں بالغہ نہ تھیں اپنی
راوٹی میں اُتارا اور رہنے کے لئے ایک دوسری جگہ مقرر کی اور وہ بیش قبض
انھیں آخوند صاحب کو عنایت کیا اور اُس قرآن شریف اور چادر کو شیخ
ولی محمد صاحب کے پاس رکھوا دیا پھر حضرت علیہ الرحمۃ نے بعد آٹھ دس روز
کے بی بی صاحبہ موصوفہ معظمہ مکرمہ کو موضع کنگلی میں انھیں سیدانی بیوہ
کے مکان میں رکھ دیا جن کی بیٹی سے آپ کے نکاح کا پیام تھا بعد
اس کے حضرت امیر المومنین علیہ الرحمۃ کچھ اوپر دو مہینے پنجتار میں رہے

اُنھیں روزوں ارباب بہرام خاں بیس پچیس سوار دنیا دے ساتھ
لے کر موضع مہر علی سے جو موضع شیوہ کے قریب ہے واسطے ملاقات
حضرت علیہ الرحمۃ کے پنجتار میں آئے اور آپ کے دست مبارک پر بیعت
کی اور ایک گھوڑا سبزہ اژدر نام نہایت تیز گام اور خوشخرام بطور
نذر کے آپ کو دیا اور کئی دن وہاں رہے ایک روز صلاحاً حضرت
سے کہا کہ آپ ان دنوں معطل یہاں بیٹھے ہیں اگر مناسب جانئے تو چند روز
اس کے نواح میں دورہ کیجئے واسطے ترغیب جہاد کے لوگوں کو وعظ و
نصیحت سنائیے اور اُس ملک کے اکثر لوگوں میں تیرہ داریاں اگر آپ
ان کے درمیان میں مصالحہ کردیں تو وہ لوگ آپ کے شکرگذار اور
فرماں بردار ہوں آپ کو یہ صلاح خان موصوف کی پسند آئی اور فرمایا
کہ بات تم نے خوب کہی پھر کئی روز کے بعد بیمار اور معذور لوگوں کو پنجتار
میں چھوڑا اور باقی لشکر لے کر وہاں سے آپ نے کوچ کیا اُس روز موضع
شیوہ میں جا کر رہے اسند خان نام وہاں کا رئیس تھا اس نے غازیوں کو
مسجدوں اور حجروں میں اُتارا اور آپ کو ایک جدے مکان میں رکھا پھر
پھر شام کو واسطے دعوت کے دو دو چار چار مجاہدین بستی والے تقسیم کر
لے گئے دوسرے دن پھر وہیں رہے لوگوں کو وعظ و نصیحت سنایا چند
لوگوں نے بیعت کی اور منصور خاں چارگلی والا بھی آپ کو سُن کر اُسی دن
آیا اور اپنے یہاں لے چلنے کی درخواست کی یہ خبر سُن کر ارباب بہرام خاں

شام کو موضع مہر علی کو گئے کہ میں کل راہ میں آکر ساتھ ہو جاؤنگا
پھر صبح کو آپ وہاں سے منصور خاں کے ساتھ چار گلی کی طرف روانہ
ہوئے کوئی ڈھائی یا تین کوس پر ارباب بہرام خاں ملے کہ لوگوں کے
ناشتے کو اپنے یہاں سے مزدوروں کے سر پر گوشت روٹی لائے تھے
حضرت نے ان کو دیکھ کر فرمایا کہ خان بھائی یہ تکلیف تم نے کیوں کی
اُنھوں نے عرض کی کہ آج کی منزل دور سمجھ کر میں نے چاہا کہ تھوڑا
بھائی لوگ کچھ ناشتہ کرلیں تو بہتر ہے آپ خوش ہوئے اور فرمایا روٹیاں
لوگوں کو جس قدر پہنچیں بانٹ دو پھر ناشتہ کرکے وہاں سے سب روانہ
ہوئے راہ میں ایک بستی جیجی نام تھی وہاں کے لوگوں نے آپ کو ٹھہرالیا
رات بھر وہاں رہے دوسرے دن موضع چار گلی میں داخل ہوئے وہاں
تین روز رہے منصور خاں نے بیعت کی اور کہا کہ میں آج سے اپنی جان
ومال سے آپ کا شریک ہوں اور حقیقت میں وہ شخص ایسا ہی راسخ الاعتقاد
ثابت قدم نکلا کہ اول سے آخر تک ایک وتیرے پر رہا اور محمود نام
موضع تنگی کا ایک خان تھا درانیوں نے اس کو جلا وطن کردیا تھا وہ
بھی وہاں سے بھاگ کر منصور خاں کے پاس رہتا تھا اس نے بھی آپ
کے دست مبارک پر بیعت کی اور ہمیشہ حضرت کی رفاقت میں اول
سے آخر تک منصور خاں کی طرح یکساں رہا پھر چوتھے دن آپ وہاں
سے امان زئی کو تشریف لے گئے اور وہاں چار مقام کے لوگوں کو

دعوت جہاد کی پھر وہاں سے موضع اسمٰعیل میں گئے فقط ایک رات وہاں
رہ کر وہاں سے کوچ کیا موضع کالوخاں میں گئے ایک رات رہ کر
وہاں سے موضع تلانڈی کو گئے ایک رات وہاں بھی رہے پھر وہاں
سے شیخ جانا کو گئے ایک ہی شب وہاں بھی رہے وہاں سے پھر پنجتار میں
آئے پھر اس اطراف اور نواح کے خوانین آکر جمع ہوئے اور چند روز
تک تواتر حضرت علیہ الرحمۃ نے اُن سے مشورہ کیا مگر ہم لوگوں کو دریافت
نہ ہوا کہ وہ مشورہ کس امر میں تھا فقط خاص ہی خاص لوگوں کو اس کی خبر
تھی پھر ایک روز دفعتہً حضرت امیر المومنین علیہ الرحمۃ مع لشکر وہاں
سے کوچ فرما ہوئے اس روز جاکر موضع شیوہ میں ڈیرہ کیا صبح کو دین محمد
امجد خاں صاحب آپ سے رخصت ہو کر طرف ہندوستان کے روانہ ہوئے
اور حضرت موضع چنگی میں جا کر رہے وہاں سے چارگلی کو گئے وہاں سے کوچ
کرکے موضع کاٹ گنگ میں داخل ہوئے وہاں ایک مقام کیا اور وہاں
کے لوگوں کو دعوت جہاد کی پھر وہاں کے اُٹھے لوند خڑ کو گئے وہاں کے
لوگوں کو بھی دعوت جہاد فرمائی وہاں سے شاہ کوٹ کو گئے وہاں چند
مقام کرنے کا اتفاق ہوا وہیں سے سید حمید الدین اور سید ابوالقاسم اور
شادل خاں گنج پوری والے حضرت سے رخصت ہو کر ہندوستان کو گئے اور
وہیں عنایت اللہ خاں موضع الاڈنڈ سے کہ ضلع سوات میں ہے آیا اور حضرت
سے کچھ مشورہ کیا پھر آپ وہاں سے کوچ کرکے قریب گھاٹی ملاکنڈ کے

موضع درگہی میں کہ اخیر موضع ضلع سمی کا ہے ڈیرہ کیا پھر صبح کو
حضرت کوئی دو سو مجاہدین سے عنایت اللہ خاں کے ساتھ خار کو کہ ضلع سوات
میں ہے تمام چھوڑ کر گئے اس نواح کے خوانین آپ کی ملاقات کو آئے اور
مرید ہوئے اور سب نے عہد اطاعت اور شراکت کا کیا عنایت اللہ خاں نے
باقی لشکر بلانے کی مشورت کی کہ ہمیں سب خار میں آکر مقام کریں یا وہیں
درگہی میں رہیں آخر کو صلاح یوں ٹھہری کہ سب کو خار میں بلا لو پھر حضرت سے
کہا آپ نے آدمی بھیجا کہ پیر خاں مورائش والے کو مع جماعت کے وہیں رہنے
دینا اُن کے ہمراہ اونٹ ہیں اُن کے چارہ گھاس کی وہیں آرام ہے اور
باقی سب کو یہاں لے آنا پھر پیر خاں مع جماعت وہیں رہے اور باقی لوگ
آئے حضرت کا ڈیرہ تو خار میں جو بڑی مسجد ہے وہاں تھا اور مجاہدین لوگ
خار کی اور مسجدوں اور حجروں میں اُترے پھر کئی دن کے بعد ملا کلیم آخوند زادے
نے حضرت امیر المومنین علیہ الرحمۃ کو اپنے مکان میں اُتارا اور اُس نواح
کے علما اور خوانین آپ کے پاس آنے لگے اور رجوع ہونے لگے اور واسطے
دعوت کے اپنے یہاں لیجانے لگے وہاں سے دو ڈھائی کوس ڈھیری نام ایک
بستی ہے وہاں کے لوگ کوئی سو سوا سو آدمیوں سے حضرت کو ایک روز
لے گئے اور باخوبی مہانداری اور خدمتگزاری کی اور بہت مرد و عورت نے
آپ کے دست مبارک پر بیعت کی ایک رات رہ کر صبح کو وہاں سے

کر سوات کی طرف تشریف لے گئے ایک ایک دو دو روز وہاں کی
کئی بستیوں میں رہ کر دریائے لنڈئی کے پار برم گولا نام ایک بستی ہے
وہاں گئے تین چار روز وہاں کے لوگوں کو وعظ و نصائح سنا کے پھر چار
کو آئے مہینہ رجب کا تھا اُن روزوں مولانا عبدالحئی صاحب بہ سبب مرض
بواسیر کے سخت بیمار تھے جو دوا ہوتی تھی کوئی مفید نہ پڑتی تھی روز
بروز بیماری بڑہتی جاتی تھی یہاں تک کہ حالت نزع کی پہنچی کسی وقت آپ
بیہوش ہو جاتے اور کسی وقت ہوش میں آتے تھے آپ کا یہ حال سُن کر حضرت
علیہ الرحمۃ تشریف لائے جب مولانا صاحب کو ہوش آیا حضرت کو دیکھا اور
پہچانا حضرت نے پوچھا کہ اس وقت کیا حال ہے کہا نہایت تکلیف ہے آپ
میرے واسطے دعا کریں اور میرے سینہ پر اپنا قدم دھریں کہ اس کی برکت
سے اللہ تعالیٰ اس مصیبت سے مجکو نجات دے آپ نے فرمایا مولانا صاحب
آپ کے سینہ میں علم قرآن و حدیث کا ہے یہ اس قابل نہیں کہ میں اس پر اپنا
قدم رکھوں پھر آپ نے بسم اللہ کر کے اپنا دست مبارک رکھا مولانا صاحب
کو قدرے تسکین ہوئی اور کئی بار اللہ رفیق الاعلی رفیق الاعلی اپنی
زبان سے کہا اور یہی کہتے کہتے انتقال فرمایا انا للہ وانا الیہ راجعون
اُس وقت مولانا صاحب کے فرزند ارجمند مولوی عبدالقیوم اور مولانا صاحب
کے دو سالے شیخ جلال الدین اور شیخ صلاح الدین بھی وہیں موجود تھے بلکہ
تمام عزیز و اقارب پھلت والے حاضر تھے اور اکثر مجاہدین لشکر کے

از دحام کئے ہوئے تھے ہر کسی کا حال بین نا صاحب کے غم والم سے نہایت
پریشان اور پراگندہ تھا خصوص مولوی عبدالقیوم صاحب کہ ان دنوں
بارہ تیرہ برس کے تھے بسبب غم واندوہ کے ان کا یہ حال تھا کہ بیان اس
کا تحریر اور تقریر سے باہر ہے حضرت علیہ الرحمۃ بار بار ان کو اپنے سینہ سے
لگاتے تھے اور تسلی و دلا سا دیتے تھے ایک تو لوگ غمگین ہی تھے دوسرے
ان کی بیتابی واضطراری دیکھ کر اور بھی دو چند غم ہوا اور پچھلی رات کو
انتقال ہوا تھا رات تو کچھ تجہیز و تدفین کی تدبیر نہ ہو سکی صبح تو آفتاب
نکلے غار کے پورب اور دکھن ایک تیر کی ذ دپر لوگ قبر کھودنے گئے اور
ادہر نہلانے کی تدبیر ہوئی کئی شخص پلٹن والوں سے پردہ لے کر کھڑے
ہوئے مولانا محمد اسمٰعیل اور مولوی محمد حسن قاضی علاء الدین اور میاں جی چشتی
اور میاں جی محی الدین غسل دینے کو اندر گئے اور باہر لوگوں میں حضرت امیرالمومنین
علیہ الرحمۃ مولانا صاحب کے فضائل اور اوصاف بیان کر رہے تھے کہ مولانا
صاحب دین کے ایک رکن تھے اور بڑی برکت والے شخص تھے اللہ تعالیٰ نے
ان کو اُٹھا لیا جو مرضی اس مالک کی اور حضرت کی آنکھوں سے آنسو جاری
تھے پھر جب غسل سے فراغت ہوئی کفن دیا جنازہ تیار کیا اور اٹھا کر لے
چلے ایک پائے کی طرف حضرت علیہ الرحمۃ تھے اور تین طرف اور صاحب تھے
پھر ایک میدان میں جنازہ رکھا گیا حضرت امیرالمومنین علیہ الرحمۃ نے نماز
پڑھائی اُس وقت کوئی چھ سات سو اپنے مجاہدین تھے اور باقی غار

والے تھے اور ادہر قبر تیار تھی کوئی ڈیڑھ پہر دن چڑھے لوگ دفن کر کے فارغ ہوئے اور اول عشرہ ماہ ذی الحجہ کا تھا حضرت کے لشکر ظفر پیکر میں ہندوستان سے تشریف لائے تھے اور اخیر عشرہ ماہ رجب میں فوت ہوئے تو کچھ روز کم آٹھ مہینے وہاں زندہ رہے تھے پھر جب حضرت علیہ الرحمۃ دفن کر کے اپنے ڈیرے پر تشریف لائے تب بیلت والوں کو جو مولانا مغفور کے عزیز و اقربا تھے ان کو بلا کر تسلی دی اور تشفی کی اور سب کو کھانا کھلایا اور اس روز سے مولانا عبدالقیوم صاحب کا کھانا اپنے ساتھ مقرر فرمایا اور مولانا صاحب کی دوسری ماں سے مولوی احمد اللہ نام ناگپور میں ایک بڑے عالم اور بہت متقی مولانا صاحب سے اُن کی ملاقات کبھی نہ تھی صرف خط و کتابت بہت محفوظ تھی اور دونوں صاحبوں کو کمال اشتیاق تھا سو وہ بھی بارادہ جہاد چند آدمیوں کو ساتھ لے کر اپنے وطن سے چلے تھے مولانا صاحب کی وفات کے تیسرے یا چوتھے روز موضع درگھی میں آکر داخل ہوئے اور وہاں لوگوں سے سنا کہ مولانا صاحب کا انتقال ہوا اس خبر وحشت اثر سے نہایت ان کو رنج و ملال ہوا کہ افسوس صد افسوس کہ اتنی دور ہم اس آرزو اور اشتیاق سے آئے اور ملاقات نصیب نہ ہوئی پھر رات پھر وہ درگھی میں رہے دوسرے دن خار میں آئے حضرت امیر المومنین علیہ الرحمۃ سے ملے مصافحہ اور معانقہ کیا اور اپنا حال بیان کیا اور آپ کے ہاتھ پر بیعت کی اور مولانا صاحب کے مرنے کا بہت افسوس اور غم کیا کہ مجکو بڑا

اشتیاق تھا کہ بھائی صاحب سے ملونگا مگر مرضی الٰہی یوں تھی انا للہ وانا
الیہ راجعون حضرت نے سمجھا کر بہت تسلی دی اور مولوی عبد القیوم کو بلایا اور
اُن سے ملایا اور فرمایا کہ یہ آپ کے بھائی صاحب کے بیٹے ہیں اُنھوں نے بڑی
محبت سے ان کو اپنے سینہ سے لگایا اور پیار کیا پھر مولوی عبد القیوم صاحب
ان کو اپنے ڈیرے میں لے گئے اور وہیں ان کو اور اُن کے لوگوں کو اُتارا
پھر آٹھ دس دن کے بعد مولوی عبد القیوم صاحب کے ماموں شیخ جلال الدین نے
حضرت علیہ الرحمۃ سے عرض کی کہ مولانا صاحب کا یہاں انتقال ہوا اس کی خبر جو
عبد القیوم کی والدہ کو پہنچیگی تو کمال غم والم ہوگا سو میری نیت یہ ہے کہ عبد القیوم
کو گھر پہنچاؤں اور شیخ صاحب کا صرف حیلہ اور بہانہ تھا گھر جانے کو اُن
کی خود نیت تھی بہت روزوں سے وہ برخاستہ طبیعت تھے اور اسی طور کے
اور بھی چند لوگ تھے اور یہ حال اُن لوگوں کا حضرت کو معلوم تھا حضرت نے
ان کو بہت سمجھایا کہ نہ جاویں اس لئے کہ اُن کے ساتھ اور لوگ بھی چل دینگے بعد
مولوی احمد اللہ صاحب نے بھی بہت سمجھایا مگر اُن کے خیال میں نہ آیا آخر کو حضرت
نے رخصت کیا ویسا ہی ہوا کہ ان کے ساتھ اور بھی چند لوگ لشکر کے جو گھبرائے
تھے روانہ ہوئے اور مولوی احمد اللہ صاحب حضرت کی رفاقت میں رہے یہاں
تک کہ اخیر لڑائی کو بالاکوٹ میں شہید ہوئے **حکایت** میاں خدا بخش
رامپوری کہتے ہیں کہ ایک بار بخار میں مجکو ایک عارضہ لاحق ہوا کہ تمام بدن

میرے میں سر سے پاؤں تک چھالے پڑ گئے تھے اور وہ نہ تو چیچک کے
چھالے تھے نہ خارش کے خدا جانے کیا تھے اور بسبب تعفن بُو کے یہاں تک
نوبت پہنچی کہ لوگ پاس بیٹھنے سے نفرت کرنے لگے ایک روز اتفاقاً حضرت
امیر المومنین علیہ الرحمۃ موضع ڈہیری سے کہ خانہ سے قبلہ رخ ہے اپنے ڈیرے
کو تشریف لاتے تھے لوگوں نے کہا کہ حضرت کی سواری آتی ہے میں نے اپنے
بھائی الٰہی بخش سے کہا کہ مجھکو پکڑا کر رستہ پر کھڑا کردو پھر انھوں نے مجھکو ایک
جگہ راہ میں کھڑا کردیا جب حضرت کی سواری پاس ہو کر نکلی میں نے ہاتھ بڑھا کر
آپ کے گھوڑے کی باگ پکڑی آپ نے مجھکو دیکھ کر نہ پہچانا اور پوچھا کہ تم کون
ہو میں نے عرض کی کہ میں خدا بخش ہوں الٰہی بخش کا بھائی آپ نے فرمایا
یہ کیا حال ہے تمہارا میں نے کہا یہی کچھ حال ہے جو آپ دیکھتے ہیں اور میری یہ
آرزو ہے کہ آپ میرے لئے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مجھکو صحت کامل عطا فرماوے
آپ نے اُس وقت کچھ پڑھ کر مجھ پر دم کیا اور اپنا ہاتھ میرے سر اور بدن پر
پھیرا اور الٰہی بخش سے کہا کہ ان کو ہر روز صبح کو ہمارے پاس لایا کرو پھر یہ فرما کر
آپ تو اپنے ڈیرے کو تشریف لے گئے مجھکو الٰہی بخش میرے مکان پر لائے پھر دوسرے
روز سویرے مجھکو الٰہی بخش حضرت کے پاس لے گئے اُس وقت آپ کی مجلس میں
لوگ بہت جمع تھے میں نے سلام علیکم کیا آپ نے وعلیکم السلام جواب دیا اور
لوگوں سے فرمایا ان کو راہ دو اور الٰہی بخش سے کہا ان کو ہمارے پاس لاؤ پھر
مجھکو اپنے نزدیک بٹھایا میں اُس وقت پوستین اوڑھے تھا فرمایا اس کو

اُتار ڈالو میں نے اُتار ڈالی، آپ نے اپنا دست مبارک میرے سر سے پیروں
تک پھیرا اور فرمایا کہ تم اپنے دل میں ملول نہ ہونا انشاء اللہ تعالیٰ تندرست
ہو جاؤ گے پھر اسی طور کئی روز میں گیا اور آپ نے ہاتھ پھیرا روز بروز مجکو
صحت ہونے لگی یہاں تک کہ ایک روز میں نے ایک گھڑے پانی سے تمام بدن
خوب مل کر غسل کیا سارے بدن کا مردار چمڑا اور گیا چکنا ہموار صاف بدن
نکل آیا میں کپڑے بدل کر لوگوں میں گیا سب کو دیکھ کر تعجب ہوا کہ وہ چار دن
ہوئے تمہارا تو وہ حال تھا یہ کیا ہو گیا میں نے کہا الحمد للہ اللہ تعالیٰ نے سید صاحب
کی دعا سے چنگا کر دیا **حکایت** خار میں ایک بار کچھ دنوں حضرت علیہ الرحمۃ
کے لشکر ظفر پیکر میں خرچ کی تنگی تھی ان روز دں گنوں کی فصل تھی اور کولھو چلتے
تھے کھیتوں میں زمیندار مزدوروں سے ہر روز گنے چھلواتے تھے چند آدمی
ہم لوگوں سے بھی ایک دن بطور سیر کے گئے اور مزدوروں کے ساتھ وہ بھی
چھیلنے لگے زمینداروں نے کہا بھائیو گنے چوستے بھی جاؤ پھر ان کے کہنے سے
چوسنے بھی لگے اور چھیلنے بھی لگے اور جب وہ اپنے ڈیرے کو چلے تب آٹھ آٹھ دس دس
گنے سراسیم ہر ایک کو اُنھوں نے اور بھی دئے یہ حال لشکر میں آکر حضرت سے
عرض کیا، آپ نے فرمایا خوب کیا یہ خبر لشکر کے اور غازیوں کو ہوئی کہ آج
اُنھوں نے وہاں خوب گنے چوسے اور ڈیرے پر بھی لائے پھر تو ہر روز لوگ
جانے لگے اور مزدوروں کے ساتھ چھیلے اور چوستے اور جب وہاں سے

آتے تو آٹھ دس گئے ویرے پر لاتے یہ بھی ان تنگی کے دنوں میں خدا
کی عنایت ہوئی جب گئے ہو چکے ایک روز زمیندار حضرت سے آکر کہنے
لگے کہ اب کی سال غازیوں نے ہمارے گئے چھلے اور باخوبی چوسے اور اپنے
ویروں پر لائے تسپر بھی اللہ تعالیٰ نے آپ کی برکت سے نسبت اور سال
کے ہمارے یہاں ڈیوڑھا گڑ پیدا کیا اور انھیں روزوں حضرت علیہ الرحمۃ
نے سید احمد علی صاحب کو پچیس سوار و پیادوں سے منارے میں بھیجا کہ موتی
اور سنتو کے پاس سے کچھ قرضہ لاؤ جب کوئی ہماری ہنڈوی کہیں سے آویگی
قرضہ ادا کیا جاویگا پھر وہ تو منارے کو روانہ ہوئے اور ادھر ایک روز ایسا
اتفاق ہوا کہ میاں عبداللہ جو دالیاکر کے مشہور تھے تھوڑی کھچڑی پکا
حضرت کے واسطے لائے اور کہا فقط یہی کھچڑی تھی اور آج غلہ بھی نہیں ہے
جو لشکر میں تقسیم کیا جاوے آپ نے وہ کھچڑی رکھوا دی اُس وقت نہ کھائی
اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو بھوکا نہ رکھے گا کہیں نہ کہیں سے ضرور
روزی پہنچاویگا اور ایک آدمی کو بھیجا کہ شیخ رحم علی کو بلا لاؤ اور اُن سے
کہنا کہ ہتھیار باندھ کر چلو پھر وہ اُسی طرح حضرت کے پاس آکر حاضر ہوئے
ان کی کمر میں پیش قبض نقرئی نیپال کا تھا کہ شیخ غلام علی نے حضرت کو
دیا تھا آپ نے فرمایا کہ آج یہ پیش قبض ہم کو دو پھر ہم تم کو دیدینگے
اُنھوں نے حوالہ کیا آپ نے میاں عبداللہ کو دیا کہ اس کو بنئے کے یہاں
اُس کی دلجمعی کے واسطے رکھ کر غلہ لاؤ کہ لشکر میں تقسیم ہو پھر انھوں نے

اس کو بقال کے پاس رکھ کر دس روپے کے پندرہ من چاول لائے اور حضرت
سے عرض کیا کہ اس قدر چاول لایا ہوں اور وہاں کا سیر اسی روپے بھر کا تھا
آپ نے فرمایا کہ بسم اللہ کر کے ہر روز کے موافق تقسیم کردو اللہ تعالیٰ برکت کریگا
کچھ کم یا زیادہ لشکر میں ہزار آدمی تھے ایک ایک تالموٹ چاول سب کو پہنچے اور
کچھ بچ بھی رہے یہ بھی حضرت کی ایک کرامت ہوئی اور دوسری کرامت یہ ہوئی
کہ اسی دن قریب شام کے موتی اور سنتو کا آدمی ہمارے خبر لایا کہ آپ کی
ہنڈی ہمارے سیٹھ کی دکان پر آئی ہے اپنے لوگ بھیج کر روپے منگوالو آپ نے
فرمایا ہمارے آدمی تمہارے روبرو وہاں پہنچے تھے یا نہیں اُس نے کہا وہ تو ،
پانسو روپے کا کپڑا اور پانسو روپے نقد لے کر مجھ سے پہلے چلے تھے ہنڈی دو
روز پیچھے آئی اور وہ لوگ آج درگہی میں مجکو ملے تھے اگر وہاں سے چلے ہونگے
تو آج رات کو کسی وقت آجاوینگے اور نہیں تو کل داخل ہونگے یہ خبر سُن کر حضرت
بہت خوش ہوئے اور جناب الٰہی میں دعا کی اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کو اپنے بندوں
کی ہر طرح پرورش منظور ہے ہر طرح سے ان کو روزی پہنچاتا ہے غرض وہ آدمی
تو لشکر میں رہا اور بعد نماز عشا کے اسی رات کو ایک آدمی خبر لایا کہ سید
احمد علی صاحب کو گھاٹی کے ادھر میں چھوڑ آیا ہوں ایک اونٹ ان کا
تھک گیا ہے سو بیٹھ بیٹھ جاتا ہے آپ نے اسی وقت شیخ ولی محمد صاحب کو
فرمایا اُنھوں نے اپنی جماعت سے چند آدمی بھیج دئے پھر کوئی سوا
پہر رات گئے میر احمد علی صاحب لشکر میں داخل ہوئے اور جو کچھ نقد اور

کپڑا لائے تھے شیخ ولی محمد صاحب کی جماعت میں سپرد کیا اور آپ حضرت علیہ الرحمۃ
کے پاس آئے اور کہا کہ موتی اور سنتو کی دکان سے پانسو روپے نقد لایا ہوں اور
پانسو کا کپڑا' آپ نے فرمایا کہ آج قریب شام کے موتی اور سنتو کا آدمی آیا
ہے تم دو روز اُس سے پیچھے چلے تھے تمہارے پیچھے ہنڈی آئی اُس کی خبر لیکر آیا
ہے اور جو کچھ تم دکان سے لائے ہو اس کی بھی خبر کہتا تھا **حکایت** ضلع '
کوہستان میں کانڑا گورسند ایک بستی ہے وہاں سے حبان نام ایک بڑے
عالم اور بڑے زکی الطبع اور خوش تقریر حضرت علیہ الرحمۃ کی ملاقات کو خانقاہ
میں آئے اور آپ سے عرض کیا کہ میں اپنے گھر سے بہت آسودہ حال ہوں اللہ تعالیٰ
نے روپیہ پیسہ سب دیا ہے میں آپ کی خدمت بابرکت میں صرف خدا کے لئے آیا
ہوں اگر آپ کی برکت کا اثر دل میں پاؤنگا تو بیعت کرونگا' آپ نے
فرمایا کہ تم پہلے بیعت کرلو پھر انشاء اللہ تعالیٰ برکت کا اثر بھی معلوم ہو جاویگا
پھر انھوں نے بیعت کی' آپ نے نظام الدین اولیا سے کہا کہ تم مولوی صاحب کو
لیجا کر توجہ دو اور وہ نظام الدین محض اُمّی بے علم تھے اُنھوں نے مولوی صاحب
کو توجہ دیا اُنھوں نے توجہ میں جو دیکھا حضرت سے آکر بیان کیا اور کہا کہ
میں آپ کے دست مبارک پر پھر بیعت کرونگا اس واسطے کہ میاں نظام الدین
ایک عامی آدمی اور مجھکو لوگ عالم جانتے ہیں سو ان کی توجہ دینے سے مجھکو
یہ فائدہ ہوا کہ تمام عمر میں کبھی کسی سے نہ ہوا جیسے کوئی کسی کے اندھے کی
آنکھیں کھول دیتا ہے اس وقت ایسا ہی میرا حال ہوا میں نے اپنے دل میں جانا

کہ میں از سر نو آج مسلمان ہوا ہوں اور اگلی تمام عمر میری یوں ہی برباد
ہوئی، حضرت نے فرمایا کہ مولوی صاحب آپ عنایات الٰہی سے سابق کے
مسلمان ہیں مگر حقیقت اس کی آپ کو حکمت الٰہی سے آج ظاہر ہوئی پھر مولوی
صاحب آپ کی رفاقت میں رہنے لگے باقی مولوی صاحب موصوف کا آگے
کئی جگہ مذکور ہوگا انشاءاللہ تعالیٰ **حکایت** خار میں ملا کلیم نام ایک
شخص تھا سوائے اس ملا کلیم آخوند کے کہ حضرت علیہ الرحمۃ جس کے مکان میں
اُترے سو وہ ایک روز شیخ ولی محمد کی جماعت میں لوگوں سے بیان کرنے
لگا کہ یہاں کی عورتیں جو پنچکیوں پر جایا کرتی ہیں ایک روز میرے سامنے
آپس میں کہنے لگیں کہ سید بادشاہ کے غازی لوگ معلوم ہوتا ہے کہ سب کے
یا تو نامرد ہیں یا ولی ہیں اس واسطے کہ پنچکیوں پر اکثر عورتیں بھی ہوتی ہیں اور
وہ بھی ہوتے ہیں مگر کوئی کسی عورت کی طرف نظر اٹھا کر نہیں دیکھتا ہے
میں نے اُن سے کہا کہ نامرد کوئی نہیں سب مرد ہیں یہ سب سید بادشاہ
کی نصیحت کا اثر ہے کہ ایسے متقی اور پرہیزگار ہیں جو کسی خلاف شرع
بات پر ان کا میل نہیں ہے حاصل اس کا یہ ہے کہ وہاں کی عورتوں کو
بھی حضرت کی اور حضرت کے لوگوں کی صلاحیت اور پرہیزگاری معلوم
تھی **حکایت** ایک بار خار میں حضرت علیہ الرحمۃ سے چند غازیوں نے
جا کر عرض کیا کہ ان دنوں ہم لوگ یہاں معطل بیٹھے ہیں اگر اجازت ہو تو قواعد
پھر یاری وغیرہ کی مشق کیا کریں اور لوگ زنجک بھی اُڑایا کریں کہ بندوق لگانے میں

آنکھ نہ جھپکے، آپ نے فرمایا کیا کرو کیا مضائقہ ہے پھر ہر روز میر عبدالرحمن
ساکن قصبہ جیالو کہ ملک کیٹر میں واقع ہے جو الحال ہمارے آقائے نامدار دو لتمدار
دام اقبالہ کی سرکار میں عہدۂ رسالداری غول محمدی میں سرفراز ہیں اور حافظ
امام الدین رامپوری اور ایک سید رامپوری لوگوں سے توڑے دار بندوقوں کی
قواعد لینے لگے اور حاجی عبداللہ رامپوری اور میر امام علی عظیم آبادی اور شیخ خواستن علی
غازی پور کے ضلع کے اور شیخ بلند بخت وہیں کے اور شیخ نصراللہ خورجہ کے اور
اکبر خاں قواعد چقماق اور قرابین کی لیتے تھے اور رات کو جا کر حضرت سے کرتے
تھے کہ آج اس طور سے قواعد کرائی آپ سن کر بعضے بعضے روز کوئی نکتہ نیا ایسا
بتا دیتے تھے کہ سب کو پسند آتا تھا چنانچہ ایک نکتہ یہ ہے کہ ایک روز آپ نے
فرمایا کہ اکثر سپاہی لوگ بر وقت لڑائی کے گولیاں منہ میں بھر لیتے ہیں اور
بندوق میں منہ ہی سے ڈالتے ہیں اس میں کئی طور کا نقصان ہے ایک نقصان تو یہ
ہے کہ اگر بندوق بہت گرم ہو گئی یا کہ کہیں اس میں آگ رہ گئی اور سپاہی نے ہاتھ
سے بارود ڈالی اور منہ سے گولی خدانخواستہ بندوق چل گئی تو جان پر صدمہ
پہنچا اور دوسرا نقصان یہ ہے کہ بر وقت دھاوے کے تکبیر اللہ اکبر کہنی چاہئیے
اگر گولیاں منہ میں بھری ہونگی تو تکبیر نہ کہی جاوے گی اسی طور کے کئی نقصان اور
بھی ہیں آور رنجک دن کو اور رات کو بھی لوگ اپنے اپنے ڈیروں میں اڑاتے
تھے اور وہ قواعد کم یا زیادہ ڈھائی تین مہینے رہی قواعد لینے والوں نے
ایک روز حضرت سے بہت تعریف کی کہ بھائی لوگ اب خوب مشاق اور

ہوشیار ہوئے ہیں آپ نے فرمایا کہ انشاء اللہ تعالیٰ کل صبح کو ہم بھی دیکھنے
آویں گے آپ کے آنے کی خبر سُن کر غازی لوگ اُس دن آراستہ ہو کر آئے
اور خوب چستی و چالاکی کے ساتھ قواعد کرنے میں مشغول ہوئے پھر کچھ دن چڑھے
پچاس ساٹھ خاص جماعت کے آدمیوں سے حضرت وہاں تشریف لے گئے اور
دیر تک قواعد کا ملاحظہ فرمایا اور کہا بھائیو اب دو دو چار چار جوڑ بندوقیں
پھر کر اسی فرطی کے ساتھ لگاؤ پھر موافق فرمانے آپ کے لوگوں نے بندوقیں
لگائیں اور قرابینیں بھی چلائیں آپ بہت خوش ہوئے پھر آپ نے جناب الٰہی
میں سب کے واسطے دعا کی اور فرمایا کہ بھائیو قواعد پر اعتماد نہ کرنا فتح
اور شکست اللہ تعالیٰ کے دست قدرت میں ہے قواعد پر موقوف نہیں ہے
اگر صرف تم عنایت الٰہی پر اعتماد کرو گے تو اللہ تعالیٰ تم کو قواعد والوں
پر غالب اور فتحیاب کریگا اور اب کل سے قواعد موقوف کرو جس کا دل
چاہے تنہا تنہا چھرماری کی مشق کر لیا کرے پھر اُس دن سے لشکر میں ساتھ
اس ہیئت کے قواعد ہم نے نہیں دیکھی پھر امداد الٰہی سے موافق فرمانے حضرت
علیہ الرحمۃ کے اکثر لڑائیوں میں دیکھا کہ تھوڑے غازی بہت کافروں
اور باغیوں پر غالب ہوئے **حکایت** ایک بار خار میں اس زور
وشور سے بیماری ہیضہ کی شروع ہوئی کہ جس کو ہیضہ ہوا وہ فوراً موا
تمام شہر میں واویلا مچ گیا مگر فضل الٰہی سے ہمارا تمام لشکر بچ گیا کسی
کو کچھ نہ ہوا فقط ایک آدمی رحمت خاں نام افغان ساکن مصطفےٰ آباد عرف
رامپور واقع ملک کیٹہر موا ہمارے لشکر کا حال خیال کر کے چند لوگ شہر

حضرت علیہ الرحمۃ کے پاس آکر واسطے دعا کا عرض کرنے لگے کہ آپ
دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس بلا کو ہمارے شہر سے دفع کرے، آپ نے
فرمایا کہ تم سب مل کر جناب باری میں ساتھ خلوص دل کے توبہ و استغفار
کرو اور موافق توفیق اپنی کے کچھ محتاجوں کو صدقہ دو اور ہم بھی دعا کرینگے۔
پھر وہ لوگ اپنے اپنے مکان میں آئے اور موافق ارشاد حضرت کے عمل میں لائے
پھر دوسرے دن حضرت علیہ الرحمۃ اپنے لوگوں اور شہر والوں کو لے کر باہر
شہر کے گئے اور ننگے سر ہو کر بہت دیر تک جناب باری میں کمال تضرع اور
زاری اور عجز و انکساری کے دعا کرنے لگے اور سب لوگ آمین آمین
کرتے تھے پھر بعد فراغ دعا کے حضرت اپنے ڈیرے میں تشریف لائے اور
سب لوگ بھی اپنے گھروں میں آئے اسی روز سے تخفیف ہونے لگی کوئی
آٹھ دن کے عرصہ میں فضل الٰہی سے بالکل وہ بلا دور ہو گئی **حکایت** میاں
الٰہی بخش رامپوری جو الحال میرے آقائے نامدار ہدایت مدار کے توشکخانہ
دار وغہ ہیں بیان کرتے ہیں کہ خار میں ایک روز میں نظام الدین اولیا کے
پاس تھا کہ ایک شخص آیا اُنھوں نے مجھ سے کہا کہ اس کو جانتے ہو کون
ہے میں نے کہا کہ میں نہیں جانتا ہوں کہا یہ وہی جذامی ہے جو حضرت علیہ الرحمۃ
کی دعا سے چنگا ہو گیا میں نے کہا بیان تو کرو یہ قصہ کیونکر ہوا کہا ایک روز
یہ شخص کپڑے سے اپنا تمام بدن چھپائے حضرت کے پاس آیا اور اپنا بدن
حضرت کو دکھایا اور عرض کی کہ آپ میرے واسطے دعا کریں آپ نے اُس
کی طرف بغور دیکھ کر فرمایا کہ تم بعد ایک ہفتہ کے ہمارے پاس آنا ہم تمہارے

واسطے دعا کرینگے اللہ تعالیٰ سے اُمید ہے کہ تم اچھے ہو جاؤ گے پھر یہ شخص
چلا گیا سات آٹھ روز میں قبل نماز عشا کے آیا حضرت کو اطلاع ہوئی
آپ نے فرمایا کہ اس کو ہمارے پاس لاؤ اس وقت فقط تین آدمی حضرت
کے پاس تھے ایک سید اسمٰعیل بریلوی اور دوسرا فرحیام اور تیسرا میں اور
آپ ایک لگن میں وضو کر رہے تھے جب اس کو آپ کے پاس لے گئے
آپ نے اُس سے کہا کہ بسم اللہ کر کے اس لگن کا پانی اپنے تمام بدن
میں لگا لو اللہ تعالیٰ تم کو شفا دیگا مگر یہ مذکور کسی سے نہ کرنا اس نے موافق
فرمانے آپ کے وہ پانی سارے بدن میں اپنے لگایا پھر حضرت نے دعا
بھی کی بعد اس کے یہ شخص آپ سے رخصت ہو کر چلا گیا آٹھ نو روز میں
پھر آیا اور بدن اپنا دکھایا تمام بدن پر اس کے چمڑا چھٹ کر ابھر رہا
تھا جیسے مچھلی کے چھلکے آپ نے دیکھ کر فرمایا کہ عنایت الٰہی سے اب تم
چنگے ہو گئے جب یہ تمام چمڑا مردار اُتر جاوے تب نہا دھو کر پھر ہمارے
پاس آنا پھر کوئی پندرہ سولہ روز کے بعد یہ شخص صحیح و سالم ہو کر آپ کی
خدمت بابرکت میں آ کر حاضر ہوا اس کا ماجرا یہ ہے جو میں نے بیان کیا

حکایت حضرت امیر المومنین علیہ الرحمۃ نے جو قاصد خط دے کر واسطے
اجازت نکاح کے بی بی صاحبہ کے پاس سند کو بخارا سے روانہ کیا
تھا جواب خط کا لے کر خار میں حضرت کے پاس آیا آپ نے اُس
کو پڑھایا خلاصہ مضمون اُس کے کا یہ تھا کہ خط مسرت نمط آپ

کا آیا اور نہایت معزز وممتاز مجکو فرمایا اور مندرجہ مضمون ہدایت مشحون
اُس کا دریافت ہوا الحمدللہ آپ نے عہد ہمارا وفا کیا ہم اس امر میں اپنی جان
ودل سے بلا انکار راضی ہیں ہماری طرف سے اس میں آپ کو اجازت ہے
ایک تو آپ یہ کام عذر بیماری سے کرتے ہیں اور دوسرے ابھی دو بیبیاں کرنی
اللہ تعالی کی طرف سے آپ کو رخصت ہیں اور سوا اس کے لونڈیاں اپنی خدمت
میں لانا یہ بھی اجازت خدا ہی کی طرف سے ہے ہمارا مدعا یہ ہے کہ جو کہیں
آپ نکاح کریں تو ایسی جگہ کریں کہ ہمارے آپس میں کسی نوع کا قصہ
بکھیڑا نہ ہو اور ہمارا ملنا آپ سے اللہ تعالی کے ارادہ پر موقوف ہے جب
ملا وے زیادہ والسلام اس خط کا مضمون دریافت کر کے حضرت نہایت
خوش ہوئے اور سر مجلس فرمانے لگے کہ الحمدللہ ہماری دونوں بیبیاں اس
زمانہ کی بیبیوں کی سردار ہیں اللہ تعالی نے اپنی عنایت سے ان کو ایمان کامل
عطا فرمایا ہے اس واسطے کہ یہ امر جس کی ہم نے اجازت چاہی تھی عورتوں
پر نہایت شاق اور گراں ہوتا ہے اُنھوں نے محض واسطے رضامندی اللہ تعالی
کے ہم کو اجازت دی اور اس میں ایک ذرہ اپنے نفس کی خواہش نہ کی اس
وقت کی بیبیوں سے یہ بات ہوتی بہت دشوار ہے پھر آپ نے وہیں واسطے
ان کے دعا کی اور فرمایا کہ اللہ تعالی اسی طرح ان کو اپنی رضامندی کے ہر کام
میں راسخ وثابت قدم رکھے بعد اس کے ایک دو روز میں سید احمد علی اور
مولانا محمد اسمٰعیل اور میاں جی چشتی اور سوا ان کے اور چند صاحبوں نے
مشورہ کر کے آپ سے عرض کیا کہ جو آپ کو عذر تھا اُس کی تو اجازت

آ گئی آپ کے لئے جو لوگوں نے نکاح کی تجویز کی تھی اب اس امر میں
کیا ارشاد ہے' آپ نے فرمایا کہ ہاں اجازت تو آ گئی مگر بی بی صاحبہ
نے جو لکھا ہے کہ ایسی جگہ نکاح کرنا کہ ہمارے درمیان میں کسی طور
کا تنازع واقع نہ ہو اس امر میں بھی مجکو ان کی رعایت منظور ہے
لوگوں نے عرض کیا کہ آپ درست فرماتے ہیں پھر ہم اس میں سوچ
کر خدمت شریف میں گذارش کرینگے پھر اور روز سب نے یہ شورت
ٹھہرائی کہ جو لڑکی آخوند فیض محمد کا شکار بادشاہ کے یہاں سے
لائے ہیں اس میں نہ کسی طور کا جھگڑا ہے نہ بکھیڑا جیسا رعایت بی بی
صاحبہ کے حضرت چاہتے ہیں ویسا ہی ہے مگر اس امر میں ہماری جرأت
نہیں کہ ہم عرض کریں سید احمد علی صاحب نے کہا کہ اس مقدمہ میں تم
الگ رہو میں حضرت سے عرض کرونگا پھر انھوں نے آپ سے جا کر
کہا کہ لوگوں نے یہ بات تجویز کی ہے' آپ نے مسکرا کر فرمایا کہ تجویز تو
تم نے خوب کی ہے مگر مجکو اس میں بھی احتیاطا اندیشہ ہے کہ خدا معلوم
وہ لڑکی کس کی ہے کسی مسلمان کی ہے یا کسی اور کی ہے اس ملک کے
حاکموں کا کیا اعتبار جس کو چاہتے ہیں پکڑ کر لونڈی غلام بنا لیتے ہیں
سید احمد علی صاحب نے کہا کہ اس کا حال آخوند فیض محمد سے دریافت
کر لیجئے وہی لائے تھے پھر آخوند صاحب بلائے گئے آپ نے
اُن سے حال پوچھا اُنھوں نے کہا کہ مجکو یہ حال نہیں معلوم

آپ نے فرمایا کہ سید احمد علی صاحب اب کہو اس کا جواب کیا ہے
اُنہوں نے کہا یہ بات کیا مشکل ہے آخوند صاحب کو آپ کا شکار
کو روانہ فرماویں چند روز میں مفصل حال معلوم ہو جاویگا' آپ نے
فرمایا بہت خوب پھر آپ نے آخوند صاحب کو طرف کا شکار کے روانہ
فرمایا پھر بعد چند روز کے انھیں صاحبوں نے حضرت امیر المومنین علیہ الرحمۃ
سے آکر عرض کی کہ آپ نے آخوند صاحب کو طرف کا شکار کے روانہ
فرمایا ہے انشاء اللہ تعالیٰ کچھ روزوں میں خبر لے کر آہی جاوینگے اس
عرصہ میں اگر مناسب جانئے تو کوئی آدمی معتبر بھیج کر کنگلی سے
اُس لڑکی کو منگوا لیجئے' آپ نے فرمایا کہ اچھا تو ہے کسی کو تجویز کرو
اُنھوں نے کہا کہ نظام الدین اولیا اور الٰہی بخش رامپوری کو بھیجنا ہمارے
ذہن میں مناسب معلوم ہوتا ہے اس واسطے کہ یہی دونوں آپ کی
اجازت سے وہاں پہنچا آئے تھے اور یہی چند روز واسطے خدمت اُس
کی کے وہاں رہے بھی تھے' آپ نے فرمایا بہتر ہے پھر آپ نے دونوں
صاحبوں کو اپنے پاس بلوایا اور ایک ٹٹو دیا کہ اسی پر سوار کر کے
لانا اور یہاں سے بنیر میں ہو کر جانا اور اسی طرف سے آنا یہ رستہ
بہ نسبت اور رستوں کے شر و فساد سے مامون ہے پھر وہ دونوں
صاحب کنگلی کو روانہ ہوئے خار سے کنگلی قریب پانچ منزل
کے ہے چند ہی روز کے عرصہ میں ساتھ خیر و عافیت کے خار میں

آکر داخل ہوئے جس مکان میں حضرت آپ اُترے تھے اُس سے
ملا ہوا دوسرا مکان تھا اُس میں لڑکی کو اُتروایا اور شیخ ولی محمد صاحب
اور میاں عبدالقیوم کو واسطے کاروبار کھانے پانی وغیرہ کے مقرر کیا اور
یہی دونوں صاحب رات کو اس مکان کی ڈیوڑھی میں سو بھی رہتے
تھے اور اُن سے اُس لڑکی کو پردہ بھی نہ تھا اور اس عرصہ میں حضرت
کو جو خلل زہر کا طبیعت فیض طویت میں باقی تھا زیادہ ہو گیا یہاں تک
کہ جید دانے اُس کے فساد سے بدن پر نمودار ہوئے پھر سید احمد علی وغیرہ
صاحبوں نے یہ حال خیال کر کے دیکھا چاہیئے کہ آخوند فیض محمد کا سکا
موضع گنگلی
سے کب خبر لا دیں مبادا حضرت کے مزاج مبارک میں کچھ اور خلل واقع نہ
ہو اور حضرت کی راحت سے ہم سب کو راحت ہے از راہ خیر خواہی کے عرض
کہ آپ کی طبیعت فیض طویت میں ان دنوں اس عارضہ زہر کا اثر زیادہ
معلوم ہوتا ہے آپ اس کی دفع کی کچھ جلد تدبیر کریں آپ نے
فرمایا کہ جو کہو وہ تدبیر کی جاوے سید احمد علی صاحب مرحوم و
مغفور نے کہا کہ یہ لڑکی جو موضع گنگلی سے آپ نے منگوائی اس
کو اپنی خدمت میں لا دیں آپ نے فرمایا کہ جس تحقیق کو آخوند صاحب
کو بھیجا ہے وہ تو ابھی ہوئی نہیں پھر خدمت میں لانے کی کیا صورت ہے
اُنہوں نے کہا کہ لڑکی خود اظہار کرتی ہے کہ میں سید کی بیٹی ہوں
میرے والد کا نام تراب شاہ اور والدہ کا نام خدیجہ اور بڑے

بھائی کا نام نجف علی شاہ اور چھوٹے بھائی کا نام احمد علی شاہ
ہے سو اس اظہار کے موافق آپ نکاح کرلیں' آپ نے فرمایا کہ اس
کا مسئلہ میاں صاحب سے یعنی مولانا محمد اسمٰعیل صاحب سے پوچھو جو
اس کا اظہار عند الشرع مقبول ہے تو کچھ مضائقہ نہیں پھر مولانا
صاحب سے پوچھا گیا اُنھوں نے فرمایا کہ اس امر میں اقرار اور
اظہار اس کا بلا اختلاف معتبر ہے پھر سید احمد علی اور مولانا محمد اسمٰعیل
اور شیخ ولی محمد صاحب کے روبرو حضرت علیہ الرحمۃ کو میاں جی چشتی
نے خطبہ پڑھ کر ایجاب وقبول کرایا اس طور سے آپ کا نکاح ہوا
اور چند روز پیشتر اس آپ کے نکاح سے ایک عورت بڈھی خماری
نام رہنے والی غار کی ایک روز آپ کی خدمت فیضدرجت میں آئی
اور چند لوگوں سے آپ کی دعوت کرگئی اور کہہ گئی کہ میں کھانا پہنچاؤنگی
پھر اپنے وقت پر کھانا لے کر حاضر ہوئی جب آپ چند لوگوں سے وہ
کھانا تناول فرما چکے تب اُس نے آپ کے دست مبارک پر بیعت کی
اور دعا چاہی' آپ نے فرمایا کہ مائی میں تیرے واسطے بہت دعا کرونگا
پھر اُس نے اپنا حال گذشتہ کہنا شروع کیا کہ میں بارہ برس سے
بیوہ ہوں بیٹا بیٹی میرے کوئی نہیں ہے اور جو کچھ مال واسباب میرے
یہاں تھا میرے خاوند کے بھائی بھتیجوں نے مجھ سے چھین کر
اپنے قبضہ میں کرلیا اور مجھکو خالی ہاتھ باہر کر دیا تب سے میں ادھر

ادہر محنت مزدوری کرکے پیٹ پالتی ہوں اور یہ کلام کرکے
زار زار بے اختیار رونے لگی حضرت کو اُس کی مفلسی اور بیکسی
پر نہایت رحم آیا اور بہت اس کی تسلی اور دلجمعی کی اور فرمایا کہ
مائی تو اپنے دل میں غمگین نہ ہو صبر کر اگر تیرے کوئی بیٹا نہیں ہے
میں تیرا بجائے بیٹے کے ہوں اور تو بجائے میری ماں کے ہے اس بات
سے وہ نہایت خوش ہوئی اور کہنے لگی کہ سید بادشاہ نے مجکو اپنی
فرمایا میں نے سب کچھ پایا اب کسی چیز کا غم نہیں اُسی روز سے ہم
تمام لوگ اس کو اپئی کہنے لگے اپئی زبان پشتو میں ماں کو جیسے
جو بڑی بزرگ ہوتی ہے سندی میں مائی کہتے ہیں پھر وہ خوش
ہوکر اپنے مکان کو گئی اور لشکر میں کسی کی کبھی روٹی پکا دیتی کسی
کا کبھی آٹا گوندھ دیتی پھر جب آپ نے نکاح کیا تب اسی کو حضرت
بی بی صاحبہ معظمہ مکرمہ کے پاس واسطے خدمت اور دل بہلانے کے رکھ
دیا تب سے اب تک کہ سن بارہ سو چہتر ہجری ہے بی بی صاحبہ موصوفہ
کی خدمت بابرکت میں وہ اپئی موجود ہے اور آج تک سب چھوٹے
بڑے اپئی کہتے ہیں نام اس کا سوا چند آدمیوں کے کوئی نہیں جانتا
اور حضرت علیہ الرحمۃ کے لشکر ظفر پیکر میں جو مولوی سعادت علی سہارنپوری
تھے انہیں روزوں اُن کے باپ میاں جی غلام محمد سہارنپور سے
حضرت کے پاس ان کو لینے کو آئے اور وہ میاں جی غلام محمد صاحب

بڑے صالح اور عمر رسیدہ تھے اور حضرت سے اُن کو بیعت بھی تھی
آپ نے اُن کی بہت خاطرداری اور تسلی کی اور فرمایا کہ چند ماہ یہاں ٹھہر
جائیے پھر ہم مولوی سعادت علی کو آپ کے ہمراہ کر دینگے اور واسطے
پڑھانے کلام اللہ شریف کے بی بی صاحبہ ممدوحہ کے ان کو مقرر کیا اور
واسطے تعلیم مسائل ضروریات دینی کے قاضی علاء الدین صاحب کو جو رہنے
والے موضع بگہرا کے اور شاگرد مولانا عبدالحیٔ مرحوم و مغفور کے تھے معین
فرمایا اور قاضی صاحب موصوف سے کہا کہ کوئی مختصر رسالہ نظم سلیس اسمیں
اُن کے پڑھانے کو بنا دو اس واسطے نظم یاد جلد ہو جاتی ہے پھر انھوں نے ایک
رسالہ مسائل نماز و روزہ وغیرہ بنانا شروع کیا اور جو کچھ مسائل وہ
نظم کرتے تھے وہ مولانا محمد اسمٰعیل صاحب کو سنا دیتے تھے مگر افسوس وہ
رسالہ تمامی کو نہ پہنچا کہ دفتر حیات قاضی صاحب کا بالاکوٹ میں تمام ہو گیا
اور شروع اس رسالہ کا یہ ہے ؛ حمد اس ذات بے عیب کی کروں ؛
غنی و صمد عالم الغیب کی ؛ جو محتاج ہرگز کسی کا نہیں ؛ اُسی کے ہیں محتاج سب بیکس

حکایت خار کے دکھن کی طرف جو پہاڑ ہے ہمارے لشکر کے لوگ لکڑی
ایندھن جلانے کو وہیں سے لایا کرتے تھے اور خار سے پہاڑ کو جاتے ہوئے ایک
گورستان رستے میں ملتا ہے اُس میں زیتون وغیرہ کے بہت درخت ہیں
اور اس ملک کے لوگوں کا دستور ہے کہ جہاں کہیں گورستان یا کسی
پیر و شہید کی مزار ہوتی ہے تو اس کا اتنا ادب کرتے ہیں کہ وہاں کا
درخت نہیں کاٹتے ہیں وہاں کی خشک لکڑی بھی نہیں توڑتے ہیں بلکہ اگر

کسی حاکم ظالم یا چوروں کا خوف ہوتا ہے تو اپنے گھر کا غلہ اور اسباب
وغیرہ وہاں رکھ دیتے ہیں تو مارے خوف کے کوئی نہیں لیتا کہ ایسا
نہ ہو کہ کچھ نقصان ہو جاوے ایک روز ایسا اتفاق ہوا کہ چند آدمی ہمارے
لشکر کے اُسی پہاڑ کو لکڑی لینے گئے تھے ان کے بعد حمزہ خاں رامپوری
بھی لکڑیاں تلاش میں گئے اس گورستان مذکور میں پہنچے اور وہاں کے
درختوں میں خشک لکڑیاں بہت دیکھیں پہاڑ کو نہ گئے اُنھیں درختوں سے
توڑ کر ایک پشتارہ باندھا اس عرصہ میں وہاں ایک خار کا ولایتی آیا اور
ان کو دیکھ کر بہت خفا ہوا اور بھلا بُرا کہنے لگا کہ تو نے یہاں کی لکڑیاں
کیوں توڑیں حمزہ خاں اس سے عذر کرنے لگے کہ بھائی صاحب اب تو
بے جانے مجھ سے قصور ہو گیا اب کبھی ایسی حرکت نہ کرونگا اور اب یہ لکڑیاں
بھی نہ لے جاؤنگا وہ ولایتی یہ خوشامد اور نرمی دیکھ کر زیادہ شیر ہو گیا
یہاں تک کہ خوب لاتوں گھوسوں سے مارنے لگا حمزہ خاں بیچارے مار
کھا کر چپ رہ گئے ان کے ساتھ دو لڑکے بھی تھے یہ مار کوٹ دیکھ کر بھاگ گئے
اور حمزہ خاں کے ڈیرے میں آکر خبر کی کہ وہاں یوں واقعہ گذرا یہ خبر سُن
کر نظام الدین شاہجہانپور کے جو حمزہ خاں کے بڑے یار تھے پانچ سات
آدمی اپنی ہانڈی دال لے کر چلنے کو تیار ہوئے کہ اُس ولایتی کو چل کر ماریں
پیٹیں یہ خبر حضرت امیر المومنین علیہ الرحمۃ کو ہوئی آپ نے جانے سے ان کو
روکا اور ایک آدمی اپنی طرف سے حمزہ خاں کی خبر کو بھیجا وہ تھوڑی
دیر گیا تھا کہ حمزہ خاں کو دیکھا کہ چلے آتے ہیں وہ وہیں پھر گیا اور

حمزہ خاں نزدیک آئے تب ان کو لے کر حضرت علیہ الرحمۃ کے پاس
گیا، آپ نے ماجرا پوچھا اُنھوں نے اول سے آخر تک جو کچھ گذرا
تھا بیان کیا آپ نے فرمایا وہ کون شخص تھا تم اس کو جانتے ہو
کہا اس کی صورت تو پہچانتا ہوں مگر نام اور گھر اُس کا نہیں جانتا
ہوں، آپ نے فرمایا کہ اب اس کی کیا تدبیر کریں خیر جیسے وہاں تم نے
صبر کیا یہاں بھی صبر کرو خدا تعالیٰ پر اس کا فیصلہ رکھو وہ تمہارا عوض
دیگا اور یہ کلمہ بتکرار کئی بار فرمایا سب لوگ سُن کر چپ رہے پھر آپ نے
زید اللہ خاں کو جو غار کا خان تھا بلایا اور یہ تمام ماجرا اس کو سنایا اور فرمایا
کہ تم یہاں کے خان ہو اس کا تدارک کرو یہ حرکت کس نے کی ہے اُنھوں نے
کہا کہ اگر اس کا نام یا کچھ پتہ معلوم ہو تو ہم اس کو پکڑیں اور سزا دیں
بے نام اور پتے کے ہم کس کو پکڑیں، آپ نے فرمایا کہ وہ کیا تمہاری بستی کا
نہیں ہے کہیں کا چور ہے اور اگر وہ چور ہے تو اللہ تعالیٰ آپ کو اس کو پکڑیگا
پھر زید اللہ خاں اپنے مکان پر چلا گیا اس کے تیسرے یا چوتھے روز کوئی ڈیڑھ
پہر رات گئے جس مسجد میں حمزہ خاں اُترے تھے اُس میں ایک چور آیا اور کوٹھا
میں ایک تلوار لے کر چلا پہرے والے نے شور کیا کہ چور تلوار لئے جاتا ہے یہ
سُن کر ہر طرف سے لوگ دوڑے اور اس کو پکڑ کر تلوار چھین لی اور
لاتوں گھوسوں مارنا شروع کیا یہاں تک مار کے بے حواس کر دیا اس میں
ایک شخص چیڑ کی لکڑی جلا کر لایا کہ دیکھیں تو یہ کون ہے حمزہ خاں نے
بھی جا کے دیکھا اور کہا یہ تو وہی ہے جس نے مجھکو مارا تھا یہ سُن کر

اور بہی لوگوں نے لاتوں گھوسوں سے مارا اور اُس وقت حضرت امیرالمومنین علیہ بیٹھے تھے وہ شور و غل سُن کر فرمایا کہ یہ کیا شور ہے اس میں کسی نے جاکر کہا کہ جس نے حمزہ خاں کو مارا تھا وہی اس وقت کوئٹہ میں سے تلوار چورائے لئے جاتا تھا سو پکڑا گیا ہے اسی کو لوگ مار پیٹ رہے ہیں آپ نے ایک آدمی سے کہلا بھیجا کہ اب اس کو نہ مارو باندھ کر ڈیرے میں رکھو صبح کو جو ہونا ہوگا سو ہو رہیگا پھر صبح کو دو تین گھڑی دن چڑھے خار کے خوانین زیداللہ خاں وغیرہ اور کئی ملا آپس میں مشورہ کر حضرت علیہ الرحمۃ کے پاس آئے اور اُس کی رہائی کے لئے عذر و معذرت کرنے لگے کہ وہ شخص جو رات کو پکڑا گیا ہے وہ ہماری بستی کا آدمی ہے اُس سے خطا ہو گئی کہ آپ کے لشکر میں چوری کی اور یا خوبی اپنی سزا کو بہی پہنچ گیا اب آپ اس کا قصور معاف فرماویں آپ نے کہا زیداللہ خاں تم اُس کو جانتے ہو یہ وہی آدمی ہے جس نے حمزہ خاں کو مارا تھا اور تم جانتے تھے اور حیلہ بہانہ کرتے تھے کہ ہم بے جانے کس کو پکڑیں اللہ تعالیٰ بڑا عادل اور علیم و خبیر ہے دیکھو تو اُس نے کیونکر حمزہ خاں کا عوض دلادیا ابھی تو ہم اس کو نہ چھوڑتے مگر تمہاری خاطر ہم کو منظور ہے اور ایک آدمی اپنا زیداللہ خاں کے ہمراہ کر دیا اور فرمایا کہ بھائیوں سے کہنا کہ اب اس کو چھوڑ دو پھر زیداللہ خاں اُس آدمی کو لے کر گئے اور اُس کی مشکیں کھلوائیں اور اُس سے پوچھا کہ یہ کیا حرکت

کی تو نے اُس نے کہا کہ کیا بتاؤں میری شامت تھی اور کیا تھا ،
میں گھر میں لیٹا تھا یکبارگی میرے دل میں تصور بندھا کہ آج جا کر
لشکر میں چوری کروں اور کتنا ہی اپنے دل کو روکتا تھا کہ وہاں نہ جا
مگر طبیعت نے نہ مانا جب یہاں آیا تو اپنے فعل کا نتیجہ پایا پھیر زید اللہ
خاں اس کو اپنے ساتھ لے گئے **حکایت** ایک روز خار میں عالم خان
موضع اتمان زئی کے جو ہشت نگر کے متصل ہے اور رسول خاں جلالی کے
حضرت امیرالمومنین علیہ الرحمۃ کے پاس آئے اور اپنی جلاوطنی کا شکوہ کرنے
لگے کہ درانیوں نے ہمارا تمام مال و اسباب گھر کا لوٹ لیا اور ہماری بستی سے
ہم کو نکال دیا للہ آپ ہمارا کچھ تدارک کریں آپ نے فرمایا کہ چند روز صبر
کرو اور ٹہر جاؤ دیکھو تو اللہ تعالیٰ کو کیا منظور ہے تمہاری طرح چند اور
لوگ بھی اُن کے ستائے اور جلاوطن کئے یہاں موجود ہیں جیسے ارباب
بہرام خاں اور اُن کے بھائی ارباب جمعہ خاں وغیرہ اور اُن کی دشمنی اور
ایذارسانی کا سبب یہ ہے کہ جو لوگ للہ فی اللہ ہماری رفاقت کرتے ہیں
اور راہ و رسم دوستی کی رکھتے ہیں اُن سے درانیوں کو عداوت قلبی ہے اس
لئے کہ وہ درانی سکھوں کے خیر خواہ اور معاون و مددگار ہیں یہاں تک
جو ہمارے قاصد یا غازی اکے دُکے ہندوستان سے آتے ہیں ان کو طرح
طرح کی ایذا دیتے ہیں اور اپنے وہاں کے سیٹھ ساہو کاروں کو روک دیا ہے
کہ ان کی ہنڈیاں نہ بلنے پاویں اور جب ہم لوگ پنجتار سے اس طرف کو
آتے تھے تب وہ ہمارے مقابلہ کو یار محمد ہزار آدمیوں سے شاہ کوٹ

پر آکر جمع ہوئے تھے مقابلہ کرنا ہم نے مناسب جانا طرح دے کر
ہم چلے آئے خیر دیکھو تو اللہ تعالیٰ کیا کرتا ہے یہ گفتگو سُن کر وہ
دونوں اُس روز خاموش ہو رہے کئی روز کے بعد ارباب بہرام خاں
اور ارباب جمعہ خاں وغیرہ کو لے کر پھر آپ کے پاس آئے اور یہ خبر
لائے کہ لشکر درانیوں کا دریائے لنڈی اُتر کر اُتمان زئی میں آیا
ہے اب اس کا تدارک آپ ضرور کریں ایسا نہ ہو کہ وہ اس طرف کا
قصد کریں یہ سُن کر دوسرے یا تیسرے دن آپ نے عنایت اللہ خاں
الاڈنڈ والے اور زید اللہ خاں خار والے اور محمود خاں گھڑیالے والے
اور منصور خاں چار گلی والے کو اور مولوی جبان اور مولوی عبد الرحمن تورو
والے اور ملا کلیم غار والے کو بلایا اور جو علما نزدیک تر دیک تھے ان
سب کو جمع کیا اور عالم خاں اور رسول خاں وغیرہ کی جلاوطنی کا بیان
کیا اور اول سے اس وقت تک آپ کے ساتھ جو جو شرارت اور
بغاوت ان درانیوں کی تھی وہ بیان کی اور سب علما سے اس امر
میں فتوی طلب کیا کہ ان سے جہاد کرنا کیسا ہے یہ لوگ باغی ہیں یا نہیں
آپ تو جانتے ہی تھے کہ وہ لوگ بیشک باغی ہیں اس لئے بیعت امامت
کی کر کے منحرف ہو گئے مگر منظور یہ تھا کہ یہاں کے علما کی زبانی ان
کی بغاوت ثابت ہو اس امر میں درمیان علما کے بہت تقریر مختلف رہی
تب آپ نے مولوی عبد الرحمن تورو والے اور مولوی جبان کو کہ
انھیں کے ملک کے ہیں اپنی طرف سے مقرر فرمایا کہ تم دونوں صاحب

ان سے گفتگو کر کے اس کا تصفیہ کرو آخر الامر بعد قیل و قال اتفاق
اسی پر ہوا کہ وہ باغی ہیں لڑنا اُن سے شرعاً درست ہے جب تمام
علمائے متفق ہو کر ان کی بغاوت کا فتویٰ دیا تب آپ نے اپنے لوگوں
سے مشورہ کیا کہ اب کیا کیا چاہئیے آخر کو صلاح یہ ٹھہری کہ پچاس ساٹھ
آدمیوں سے ارباب بہرام خاں اور ارباب جمعہ خاں طرف خیبر کے روانہ
کئے جاویں کہ وہ وہاں سے اپنی قوم کو متفق کر کے اُدہر سے متوجہ ہو جاویں اور
ادہر سے آپ باقی لشکر لے کر طرف موضع اُتمان زئی کے کوچ فرماویں
اس واسطے کہ جو ارباب بہرام خاں طرف خیبر کے اپنی قوم وغیرہ کو ملا لیوینگے
تو ادہر سے درانیوں کی مدد آنی موقوف ہو جاوے گی یہی تدبیر سب کو
پسند آئی پھر حضرت علیہ الرحمۃ نے ارباب بہرام خاں کے ساتھ بھیجنے کو
مع جماعت مولوی مظہر علی عظیم آبادی کو اور شیخ ولی محمد صاحب پھلتی کی جماعت
کے چند لوگوں کے ساتھ شیخ علی محمد دیبنی کو اور مولوی نصیر الدین منگلوری
کو مقرر فرمایا اور قصبہ دیبن اور منگلور یہ دونوں کچھ فاصلہ سے میان
دوآب کے واقع ہیں اور سب کا امیر سید احمد علی صاحب بریلوی کو کیا
جو آپ کے خواہر زادے تھے پھر بوقت رخصت آپ نے ننگے سر ہو کر
دیر تک جناب باری میں ساتھ عجز و انکساری اور الحاح و زاری کے دعا
کی اور روانہ فرمایا جب یہ سب لوگ مع الخیر خیبر میں داخل ہوئے اور
ارباب بہرام خاں نے وہاں کے لوگوں کے متفق ہونے کی خبر حضرت
علیہ الرحمۃ کے پاس بھیجی کہ سعادت خاں لال پوری والے کو جو بڑے سر

پر درہ خیبر کے ہے اور اُس نے آپ کے ہاتھ پر بیعت بھی کی تھی
جب آپ کابل سے طرف پیشور کے آتے تھے اور قوم مہمند اور
خلیل کے رؤسا اور خوانین کو میں نے بلایا ہے یہ خبر سُن کر حضرت
علیہ الرحمۃ اپنی فوج کی تیاری کرنے لگے جو مجاہدین لشکر میں چلنے سے
معذور تھے ان کو جناب بی بی صاحبہ معظمہ مکرمہ کی محافظت کو خار میں
چھوڑا اور میاں جی غلام محمد سہارنپوری کو واسطے انتظام اور بندوبست
ان لوگوں کے رکھا پھر عنایت اللہ خاں الاؤ انڈ والے اور زید اللہ خاں
خار والے وغیرہ خوانین کو لے کر مع لشکر ظفر پیکر مجاہدین نصرت قرین کے
ساتھ عالم خاں اُتمان زئی والے اور محمود خاں تنگی والے اور رسول خاں
طرف موضع ٹوٹئی کے چلنے کی تیاری کی اور بموافق معمول شریف کے دعا
کر کے روانہ ہوئے پہلے روز خار سے موضع درگہی میں جا کر ڈیرہ کیا پھر
دوسرے روز وہاں سے موضع موسی گڑھی کو تشریف لے گئے وہاں ایک
مقام کیا پھر وہاں سے موضع ٹوٹئی میں ساتھ خیر کے داخل ہوئے اور
وہاں کے خان نے ایک مکان پہلے سے خالی کر رکھا تھا اس میں آپ
کو اُتارا اور تمام لشکر نے الگ جا بجا ڈیرہ کیا اور قریب ایک مہینے
کے رہنے کا اتفاق ہوا جو خان اور سردار ملک سوات اور سمہ کے آپ سے
موافق تھے اپنی اپنی جمعیت لے کر وہیں آنے لگے اور بر سوات کا سردار
ابنالے خاں بھی اپنے لوگوں سے وہیں آ کر حاضر ہوا اور موضع اتمان پر
چھاپا لیجانے کا مشورہ ہوا اور آپ نے میان لشکر ظفر پیکر لنے کے گولی
بارود تقسیم کرا دی اور اُس وقت مال آپ کے پاس صندوق میں کم یا زیادہ

بتیس تینتیس ۳۵ ہزار روپے موجود تھے شیخ ولی محمد صاحب نے حضرت
سے عرض کی کہ اب یہاں سے چلنے کی تیاری ہے روپیوں کے لیجانے کی
کیا صورت ہے' آپ نے فرمایا کہ پانچ ہزار روپے مع صندوق اسی مکان
میں بحفاظت تمام لوگوں سے چھپا کر دفن کردو پھر ایسا ہی کیا گیا اور سوا
سو ہمیانیوں میں چالیس چالیس پچاس پچاس روپے بھر کر تیار کیں
پھر آپ نے اُن سب ہمیانیوں کے چار حصے کئے پہلے مولانا محمد اسمٰعیل صاحب
کو بلوا کر ایک حصہ ان کو سپرد کیا کہ اپنی جماعت میں جو جو قوی لوگ ہوں اُن
کی کمروں میں ایک ایک بندھوا دینا مگر جماعت کے سب لوگوں کو اطلاع
کرکے اس لئے کہ شاید ان میں کوئی شہید ہوجاوے تو جو لوگ واقف ہونگے
تو کھول لیوینگے پھر ان کو رخصت کرکے مولوی محمد حسن کو بلوایا اور ایک حصہ
ان کو دیا اور جس طور سے مولانا صاحب کو سمجھا دیا تھا اسی طور سے ان
سے بھی فرما دیا پھر ان کو رخصت کرکے پیر خاں موائش والے کو بلوایا
اور ایک حصہ ہمیانیوں کا اُن کے حوالہ کیا اور بطور مولانا صاحب کے اُن
کو بھی سمجھا بجھا کر رخصت فرمایا باقی ایک حصہ شیخ ولی محمد صاحب کو
سپرد کیا پھر چاروں صاحبوں نے اپنی اپنی جماعت میں جن کو جن کو
قوی اور توانا جانا ان کو ایک ایک ہمیانی حوالہ کی اور اس حال سے
جماعت کے ہر ایک کو اطلاع کردی پھر دوسرے دن سر اسم ہر
غازی کو پاؤ پاؤ سیر گھی اور اسی قدر گڑ دلوادیا کہ ہر کوئی تین تین
چار چار وقت کی روٹیاں روغنی پکا لیوے اور تیار رہو رہے جب

روٹیاں پکا کر سب لوگ فارغ ہوئے اور آپ کو اطلاع کی تب
آپ نے فرمایا کہ بعد نماز ظہر کے یہاں جو نالے پر میدان ہے سب کمر
باندھ کر ہتھیار لگا کر واسطے رخصت کے حاضر ہوں جب موافق فرمان
واجب الاذعان آپ کے تمام مجاہدین نصرت قرین اس میدان میں آئے
تب حضرت علیہ الرحمۃ وہاں آپ تشریف لائے اور وہیں نماز عصر
پڑھائی اور ساتھ کمال گریہ وزاری اور عجز و انکساری کے جناب
الٰہی میں دعا کی اور مصافحہ کر کے سب کو رخصت فرمایا وہاں سے ڈھائی
یا تین کوس پر جدھر سے وہ نالہ آیا تھا ایک گھاٹی تھی اس پر ہم
لوگوں کا ایک چوربیرا تھا قبل مغرب کے وہاں سب لوگ پہنچے اور اسی
نالے میں سب نے وضو کیا اور جن کے پاس لشکر نے لوٹے وغیرہ تھے
پانی بھر لیا اور وہیں نماز مغرب اور عشا پڑھی بعد اس کے رہبر
اس گھاٹی سے نکال کر سب کو آگے لیچلا وہاں کوسوں میدان
تھا بسبب تاریکی شب کے رہبر سے رستہ چھوٹ گیا تھا تمام رات
سراسیمہ و سرگرداں سب کو لئے اسی میدان بیابان میں پھرا کیا یہاں
تک کہ سورج نکلا اور دھوپ تیز ہونے لگی اور جو پانی لوگوں نے
وہاں سے اٹھایا تھا وہ بھی چک گیا اور پیاس معلوم ہونے لگی
اور پانی کا وہاں کوسوں پتا نہ تھا سب نے اس رہبر کو تنگ
کیا اور الزام دیا کہ تو نے ہم کو کہاں لا کر ڈالا اس نے دیر تک سوچ
کر ایک طرف ہاتھ سے اشارہ کیا اور کہا کہ وہ جو ایک ٹیلا سا

نظر آتا ہے وہاں پانی ہے اور وہ ٹیلا وہاں سے ڈیڑھ یا دو
کوس تھا آخر الامر اسی طرف سب لوگ اُس کے ساتھ چلے وہاں
جاکر جو دیکھا تو پانی کا نشان نہ پایا اور نہایت گھبراکر اُس سے
لوگ کہنے لگے کہ تو کہاں ہم کو حیران کرتا پھرتا ہے پھر وہاں سے دو
ڈھائی کوس پر ایک دوسرا ٹیلہ نظر آیا اُس نے کہا بھائیو مت
گھبراؤ میرے ساتھ آؤ وہاں پانی ملیگا اور سب کو اُس ٹیلہ کی
طرف لے کر روانہ ہوا اور لوگ مارے دھوپ اور پیاس کے بیتاب ہونے
لگے ہزار بیقراری و شقت کے گرتے پڑتے وہاں تک بھی جا پہنچے مگر
وہاں بھی پانی کا پتہ نہ پایا سوائے صحرانوردی اور دشت پیمائی کے
کچھ ہاتھ نہ آیا اور قریب سوا پہر یا ڈیڑھ پہر کے دن چڑھا اور
بسبب گرمی اور تشنگی کے ہر ایک کے بدن میں چنگاریاں سی لگیں اور سب کو
اندیشہ تلف جان کا ہوا کہ اب ہر ایک اسی میدان میں مرا مگر کوئی سوائے
شکر الٰہی کے لفظ شکایت کا زبان پر نہیں لاتا تھا اگرچہ ہر کوئی اضطرابی
اور بیتابی سے نیم جان اور ناتوان تھا اور ایک دوسرے کو تسلی دیتا
تھا کہ مت ہراساں ہو اللہ تعالی اپنا فضل کریگا خدا کی راہ میں مسلمانوں
نے بڑی بڑی تکلیفیں اُٹھائی ہیں یہ پیاس کی تکلیف تو کچھ بھی
نہیں ہے آخر الامر اُس راہبر نے وہاں کہا کہ بھائیو اب کچھ اندیشہ
نہ کرو اب رستہ یہاں سے قریب ہے اور ایک تیسرا ٹیلہ وہاں سے کوس
سوا کوس تھا ہاتھ کے اشارہ سے بتایا کہ وہاں گوجروں کے جانوروں
کی چراگاہ ہے اور پانی بھی بہت ہے اور دودھ دہی سب موجود ہے

مگر کسی طور وہاں تک چلو اور مجکو سورج نکلتے ہی معلوم ہوا تھا
کہ رستہ اتنی دُور ہے اگر میں پہلے سے پانچ چھ کوس زمین بتاتا تو تم
سب کے سب گھبرا کر بے حواس ہو جاتے راہ چلنی دُشوار ہو جاتی الغرض
پھر سب کو اُمید قوی ہوئی کہ انشاء اللہ تعالیٰ وہاں پانی ضرور ہو گا
اس لئے کہ وہاں سے اُس ٹیلہ کی طرف چار پانچ گوجروں کے جھونپڑی
نظر آتی تھیں مگر پیاس کے مارے سب کے سب گویا جاں بلب تھے اُس
رہبر نے کہا کہ میں آگے چل کر تمہارے واسطے تدبیر کر کے پانی بھیجوں اور تم
بھی آہستہ آہستہ اُسی طرف چلے آؤ پھر وہاں سے وہ تو آگے ہوا اور جو جو قوی
دل اور با حواس تھے وہ اُس کے ہمراہ چلے اُنھیں میں اور میاں عبدالقیوم بھی
تھے اور بیل پر پکھال لئے ہوئے روشن سقا بھی تھا اور مشک لئے ہوئے
شبراتی سقا تھا۔ الغرض کوئی ڈیڑھ سو پونے دو سو کے قریب لوگ آگے گئے
اور یہاں باقی لوگوں کا حال تھا کہ جابجا مارے دھوپ کے چھوٹی چھوٹی جھاڑیوں
میں سر ڈالے ہوئے بیحواس پڑے تھے اور کچھ آہستہ آہستہ چلے بھی جاتے تھے
اس عرصہ میں میاں عبدالقیوم صاحب نے ایک پکھال پانی بیل پر اور دو
مشکیں گدہے پر لاد کر محمد خاں سردار ابراہیم خاں خیر آبادی کے پچھلے لوگوں
کو بھیجیں اور جو وہاں گوجر تھے وہ بھی مٹکوں میں چھاچھہ اور دودھ اور
پانی لے کر دوڑے جو لوگ آگے آگے چلے جاتے تھے ایسے پیاسے تھے کہ وہ سب
پانی اور چھاچھہ وغیرہ سب پی گئے اور جو جھاڑیوں میں جابجا پڑے تھے اُن

تک پانی نہ پہنچا پھر جنہوں نے پیا تھا وہ بھی وہیں چراگاہ میں جا کر
پہنچے اور دوسرا کر یکھال اور مشکیں اور تشکے وغیرہ پانی سے بھر کر لے
دوڑے چراگاہ سے اُن چھاؤں یوں تک آدمیوں کی ایک قطار سی بندھ
گئی اور سب کو سیراب کیا اور وہاں سے سب کو اپنے ساتھ چراگاہ میں
لائے اُس وقت قریب دوپہر کے دن آیا ہو گا مگر شیخ حسن علی صاحب کا
پتہ نہ لگا کہ کیا ہوئے کدہر گئے اپنے خیال سے کوئی کہتا تھا کہیں اور طرف چلے
گئے کوئی کہتا تھا کہ مارے پیاس کے کہیں فوت ہوگئے ہونگے پھر اُسی
دن حضرت امیر المومنین علیہ الرحمۃ ڈھائی تین سو سوار و پیادہ سے
درمیان عصر اور مغرب کے اُسی چراگاہ میں ہمارے پاس آکر داخل ہوئے
تمام لوگ جو اُس دن کی تکلیف سے بیتاب اور نیم مردہ پڑے تھے آپ
کا دیدار فرحت آثار دیکھکر خنداں و فرحاں مانند باغ بہار کے ہوگئے
اور اُس دن کا تمام رنج و الم سب کے دل سے نسیاً منسیاً ہو گیا جب نسلی
سے حضرت اُس چراگاہ کے خشک نالے پر اُترے اور دیرہ کیا تب لوگوں
سے اُس روز کی سختی اور تکلیف کا حال عرض کیا آپ نے ہر ایک کو تسلی
دیکر فرمایا کہ یہ بھی ایک آزمائش الہی تھی اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو
طرح طرح کی تکلیفوں اور مصیبتوں سے آزماتا ہے بھوک پیاس سے خوف
اور نقصان مال اور جان کی سے جو کوئی صبر کر کے ان سب بلاؤں کو
دور کرتا ہے اور راہ دین پر ثابت قدم رہتا ہے اس کو اللہ تعالیٰ اپنی رحمت
سے بڑے بڑے درجے اور مرتبے عنایت فرماتا ہے اور یہی کلام ہدایت
بنام اپنی زبان فیض ترجمان سے اسی طرح فرمائے اور آپ کی طبیعت

فیض طویت میں دفعۃً دریائے محبت الٰہی نے جوش مارا کہ آپ سر برہنہ کر جناب الٰہی میں دعا کرنے لگے اور طرح طرح اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کرتے تھے اور گوہر اشک سے دامن بھرتے تھے اور وہ الفاظ تعریفیہ میں اللہ تعالیٰ کی اپنی زبان گہر فشاں پر لاتے تھے کہ خامۂ بریدہ زبان تحریر کیفیت اُن کی سے عاجز ہے اُس وقت برکت اور اثر اس دعا کے سے ہر ایک شخص کا عجیب حال ہو گیا کہ اُس روز کی ساری تکلیف یکبارگی گویا خواب دلوں سے سہو محو ہو گئی اور سب کے سب از سر نو تازے اور قوی دل ہو کر آپ سے عرض کرنے لگے کہ اگر امر عالی ہو تو بعد نماز مغرب کے اُتمان زئی کو ہم لوگ روانہ ہوں آپ نے فرمایا کہ تعجیل کرنی کچھ ضرور نہیں تسلی اور دلجمعی سے کام خوب ہوتا ہے یہ کلام خیریت انجام سُن کر سب چپ ہو رہے پھر آپ نے مولانا محمد اسمٰعیل صاحب اور مولوی جبان اور رسول خاں اور عالم خاں اور محمود خاں اور سفور خاں اور زید اللہ خاں اور عنایت اللہ خاں اور نیلے خاں وغیرہ کو جمع کیا اور فرمایا کہ آج مجاہدین بھائیوں کو رستہ میں کمال تکلیف ہوئی ہے کہ فقط جان ہی باقی ہے اگر چہ اپنی ہمت سے جرأت اور دلاوری کے کلام کرتے ہیں اب یہاں سے کوچ کی کیا تدبیر ہے آخر کو مشورت یہ ٹھہری کہ موضع اُتمان زئی تو یہاں سے کڑی منزل ہے اور رستہ میں پانی بھی نہیں وہاں تک پہنچنا دشوار ہے یہاں سے ڈھائی یا تین کوس موضع جلالہ ہے اور وہاں سے بھی اُتمام زئی اسی قدر ہے جیسے یہاں سے سو آج رات بھر سب اسی جراگاہ میں رہیں کہ ماندگی بھی لوگوں کی دفع ہو

اور خمار نیند کا بھی دُور ہو جاوے پھر کل یہاں سے چل کر جلا
میں ڈیرہ ہو حضرت علیہ الرحمۃ کو یہ صلاح بہت پسند آئی اور رات
پھر وہیں رہنا مناسب جانا اور ایک حال یہاں باقی رہا وہ یہ ہے کہ
شیخ حسن علی صاحب بھی حضرت ہی کے ہمراہ رکاب آئے اور جب ملاقات
ہوئی تب زبانی اُن کے معلوم ہوا کہتے تھے کہ قبل صبح صادق کے تمام
لشکر تو اور طرف چلا گیا اور ہم اور پیر مبارک علی اور رحم علی اور اُن کے
بھانجے خدا بخش اور خدا بخش لکھنوی اور تین آدمی اور بھول کر موضع
تنگی کی طرف چلے گئے جب سورج نکلا اور دھوپ تیز ہوئی تو ہم آٹھوں
آدمی مارے پیاس کے بیتاب ہونے لگے اور خدا بخش لکھنوی کہ اس کے
پاس سیر بھر قرابین تھی اور کمر میں پچاس روپے کی سرکاری ایک ہمیانی
وہ ہم سے چھوٹ کر خدا جانے کس طرف چلا گیا سات آدمی ہم بیابان
میدان میں سب کے سب مارے دھوپ اور پیاس کے جاں بلب سراسیمہ
وسرگرداں پھرتے تھے ہلاک ہونے میں اپنے ہم کو کچھ شک نہ تھی کئی
کوس پر ایک بستی ملی وہاں جا کر ہم سب نے پانی پیا اور جناب الٰہی میں
شکر کیا وہاں کے لوگوں نے ہم سے کہا کہ تم کہاں آئے جلد یہاں سے
چلے جاؤ درانیوں کے سوار اس نواح میں پھرتے ہیں ایسا نہ ہو تم کو
گرفتار کر لیں یا مار ڈالیں اور سید بادشاہ کا لشکر ادھر نہیں آیا وہ
کسی اور طرف ہو کر نکل گیا اب تم کو نہ ملے گا تم جہاں سے آئے ہو وہیں
چلے جاؤ یہ حال سراپا ملال سُن کر ہم ساتوں آدمی وہاں سے خوفناک

ہو کر طرف ٹوپئی کے روانہ ہوئے چلتے جہاں سے رستہ بھولے تھے اُس
میدان میں پہنچے اور مارے دہوپ اور پیاس کے بیتاب اور بیقرار ہو کر جنگلی
پہاڑیوں میں سر ڈال کر پڑ گئے بعد کچھ دیر کے حکمت الٰہی سے حضرت علیہ الرحمۃ
کی سواری وہیں آ پہنچی اور لوگوں نے ہم کو جھاڑیوں سے اُٹھایا اور پانی
پلایا اور حضرت کو اطلاع کی آپ نے سواروں کو گھوڑوں سے اُتار کر ہم کو
چڑھایا اور اپنے ہمراہ رکاب لے چلے کچھ تھوڑی دور وہاں سے چلے ہونگے کہ
ایک ملکی کسی جھاڑی سے ایک برنجی تیرا بین اُٹھا کر حضرت کے پاس لایا دیکھا
تو وہ تیرا بین خدا بخش لکھنوی کی تھی مگر خدا بخش اور اُس کی کمر کی ہیانی
پتہ نہ ملا کہ اس کو کسی نے مار ڈالا یا وہ مر گیا یا کسی طرف چلا گیا فقط الغرض
پھر رات کو اُسی چراگاہ میں سب لشکر رہا اور وہاں کے گوجروں نے دودہ
دہی کی خوب مہمانی کی یہاں تک کہ سب لوگ کھاتے کھاتے اُکتا گئے اور دودہ
دہی بچ رہا اور روٹیاں تو ہر کسی کے پاس پکی ہوئی تیار تھیں وہ کھائیں پھر
بعد نماز فجر کے کوچ ہوا پھر دن چڑہے کے اندر اندر موضع چلالہ میں جا
کر داخل ہوئے رسول خاں نے ایک بڑا وسیع مکان خالی کرا کے حضرت
امیر المومنین علیہ الرحمۃ کو اُس میں اُتارا اور باقی لوگ لشکر کے جا بجا بستی میں
اُترے اور وہاں پانچ مقام حضرت نے کئے اور وہاں سے دو آدمی
ملکی واسطے معلوم کرنے احوال درانیوں کے موضع اُتمان زئی کو روانہ
کئے کہ کس قدر ان کی جمعیت ہے اور کیا سامان اور کیا انتظام ہے اور

اور یہاں سے رسول خاں سے مشورہ کر کے ایک ہزار مشکے کی پکھالیں
بنوائیں جن میں قریب دو دو ڈھائی ڈھائی سیر کے پانی سماوے اور وہ دو جاسوس
آپ نے شام کو روانہ کئے تھے وہ دوسری رات کو صبح کو آپ کے پاس
آئے اور وہاں کی خبر لائے کہ لشکر درانیوں کا پیادہ و سوار ملا کر قریب
چار ہزار کے ہوگا اور دو ضرب اُس میں توپ ہے یہ خبر سُن کر آپ نے
رسول خاں اور عالم خاں کو بلا کر فرمایا کہ جس رستے ہو کر ہم جاویں گے،
کوئی چالیس پچاس گھڑے پانی آج کسی وقت یہاں سے روانہ کر دو اور
جب تک ہمارا لشکر وہاں داخل ہو تب تک مزدوروں کو وہیں اپنے ساتھ
رکھنا پھر اس روز بعد نماز عشا کے کوئی پہر رات گئے پندرہ بیس پیدل
سے رسول خاں اور عالم خاں گھڑے پانی کے مزدوروں کے سر پر دھرا کر
روانہ ہوئے پھر صبح کو آپ نے وہ پکھالیں منگوائیں اور چاروں جماعت
داروں کو بلا کر حکم دیا کہ جو جو لوگ چالاک اور چست اور صحیح و تندرست ہوں
کہ دس بارہ کوس چلنے اور پلٹ آنے کی طاقت رکھتے ہوں ان کو ایک ایک
پکھالی دے کر کہہ دو کہ ہر کوئی دو دو وقت کی روٹیاں پکا کر باندھ لے آج
قبل عصر کے کوچ ہے اور جو لوگ بیمار اور چلنے سے ناچار ہوں ان کو یہیں رہنے
دینا اور ہماری طرف سے ان کی تسلی و تشفی کر دینا کہ انشاء اللہ تعالیٰ پیچھے
سے تم کو بھی بلوا لیں گے یا ہم ہی آکر ملینگے کسی بات کا اندیشہ نہ کریں
پھر موافق حکم کے سب لوگ روٹیاں پکا کر اور پکھالیں لے کر اور سب سامان

کوچ کا دُرست کر کے کوئی پہر جیہ گھڑی سو رہے اس لئے کہ تمام رات
چلنا ہوگا پھر جب اذان ظہر کی ہوئی آپ نے نماز پڑھائی بعد فراغ
نماز کے فرمایا کہ پہر دن سے سب بھائی کمر باندہ کر یہاں سے جو قریب
پاؤ کوس کے نالہ ہے وہاں جمع ہوں نماز عصر وہیں پڑھینگے پھر وقت معین
پر وہیں سب تیار ہو کر گئے بعد اس کے کوئی دو سو پیادہ و سوار سے حضرت
علیہ الرحمۃ تشریف لے گئے پھر سب نے اسی نالہ میں وضو کیا اور
اپنی اپنی لٹکی پانی سے بھر لی اور وہیں نالے پر میدان میں حضرت نے نماز
عصر پڑھائی اور جناب باری میں ساتھ کمال الحاح وزاری اور عجز و انکساری
کے دعا کی اور فرمایا کہ ہر کوئی اپنی ہی جماعت کے ساتھ رہے ادہر اُدہر نہ
جاوے اور انھیں دونوں جاسوسوں کو جو اتمان زئی سے درانیوں کی
خبر لائے تھے آگے کیا اور وہاں سے کوچ فرمایا اور کوئی کوس پر جاکر
نماز مغرب پڑہی پھر وہاں سے روانہ ہوئے اور اکثر مجاہدین روٹی
کھاتے ہوئے چلے جاتے تھے اور جو پیاس لگتی تو اُسی اپنی لٹکی سے پانی پی
لیتے پھر قریب پہر رات گئے کے اُس پانی پر جو چالیس پچاس گھڑے
رکھائے تھے جا پہنچے اور وہیں نماز عشاء پڑہی اور جنہوں نے راہ میں
روٹی نہ کھائی تھی وہاں کھائی قریب ہزار آدمی کے ہندوستانی
اور ملکی ملاکر ہونگے ان گھڑوں کے پانی میں اللہ تعالی نے کچھ ایسی
برکت کی کہ سب نے یا خوبی پیا اور اپنی اپنی لٹکی میں بھر لیا تیسر

دس بارہ گھڑی رات باقی رہی تب حضرت علیہ الرحمۃ نے ان دونوں جاسوسوں
سے کہا کہ ایک تم میں سے آگے جاوے اور درانیوں کے لشکر کی خبر لاوے
کہ ان کے لشکر میں کس طرف لوگ ہوشیار ہیں اور کس طرف غافل اور ایک
ہمارے لشکر کے ساتھ رہے پھر ان دونوں نے آپس میں مشورہ کیا،
کہ میں تو لشکر کو لے کر اتمام زئی سے آدھ کوس جانب شمال فلانی جگہ ٹھہرونگا
اور تو خبر لے کر وہیں آنا پھر ایک ادھر گیا اور دوسرا لشکر کے ساتھ ہو
پھر جاتے جاتے اُس جاسوس نے اُس پتے کی جگہ پر پہنچایا اس عرصہ میں وہ
دوسرا مخبر بھی آیا اور کہا موضع اتمام زئی کو طرف بائیں ہاتھ کے چھوڑ
کر میرے پیچھے پیچھے چلے آؤ اُس وقت کوئی پانچ چھ گھڑی رات رہی ہوگی
یہ خبر سُن کر حضرت علیہ الرحمۃ نے اپنے لشکر ظفر پیکر کے دو غول کئے ایک
غول مولانا محمد اسمٰعیل کو سپرد کیا کہ تم اس جاسوس کے ساتھ جا کر درانیوں
کے لشکر پر شبخون مارو مولانا صاحب تو جاسوس کے ساتھ روانہ ہوئے اور
ایک غول حضرت علیہ الرحمۃ اپنے ہمراہ لے کر موضع اُتمان زئی کو چلے اس
لئے کہ اگر درانی چھاپا کھا کر بھاگیں گے تو بستی ہی میں آ کر گھسیں گے یہاں ہم
اُن سے مقابلہ کرینگے اور یہ حکم اپنے لوگوں کو سنا دیا کہ جو کوئی تم سے ہتھیار
کرے اس کو مارنا اور جو تم سے امن مانگے اس کو امن دینا اور جو بھاگے
اس کا پیچھا نہ کرنا اور مولانا صاحب کے لوگوں سے بھی یہی فرما دیا تھا،
الغرض جب مولانا صاحب اپنا غول لے کر درانیوں کے لشکر سے توپ

کی زد پر گئے اور وہاں کھڑے ہوئے اور اپنے سب لوگوں سے کہا کہ اب یہاں
سے حلہ کرینگے جب تک ہماری بندوق نہ چلے کوئی دوسرا نہ چلاوے پھر وہاں
سے آگے بڑھے درانیوں کا چوپہرا کھڑا تھا اُس نے آواز دی کہ کون ہے
اس طرف سے کوئی نہ بولا دوسرا کہ پھر اُس نے آواز دی پھر ادہر سے
کوئی نہ بولا تیسری آواز پھر اُس نے دی جب کوئی ادہر سے نہ بولا
تب اُس نے بندوق ماری اور شور کرکے بھاگا کہ لشکر آپہنچا ادہر
سب نے باآواز بلند تکبیر کہتے ہوئے حلہ کیا ادہر سے گولنداز نے توپ سر
کی سب مجاہدین بیٹھ گئے پھر اٹھ کر دوڑے یہاں تک کہ اُن کے لشکر میں
جاکر داخل ہوئے پھر ادہر سے دوسری توپ چلی ادہر سے مولانا صاحب نے
بندوق ماری اس کے ساتھ ہی مجاہدین کی ایک باڑہ چلی اور سب نے جاکر
اُن کی دو نو توپیں لے لیں ان کا ایک گولنداز مارا گیا باقی لشکر اور گولنداز
بھاگ کھڑے ہوئے یہاں تک کہ کسی نے بندوق بھی نہ چلائی ادہر فضل
الٰہی سے نہ کوئی مارا گیا اور نہ زخمی ہوا پھر اُدہر سے حضرت امیرالمومنین
علیہ الرحمۃ بھی اپنا غول لے کر آپہنچے اور آپس میں مبارکبادی ہوئی اور اللہ
تعالیٰ کا شکر کیا کہ سب طرح سے اللہ تعالیٰ نے خیر کی اور وہاں سے
توپ کی زد پر ایک ٹیلا تھا لشکر درانیوں کا اس کی آڑ پکڑ کر کھڑا ہوا
حضرت نے فرمایا کہ دو نو توپیں جو بھری ہوئی تیار ہیں اس ٹیلہ کے سامنے
لگا دو اور آدھے لوگ اُن کے مقابلہ پر رہیں اور آدہے لوگ نماز فجر پڑھ

لیں اس کے بعد یہ مقابلہ پر جاویں وہ نماز پڑھ لیں پھر یوں ہی کیا وہاں
پر ایک تالاب تھا آدھے لوگوں نے اس میں وضو کر کے حضرت کے ساتھ
نماز پڑھنے لگے اور آدھے لوگ اُن کے مقابلہ پر رہے پھر وہ جب نماز پڑھ
کر مقابلہ پر آئے اُنہوں نے وضو کر کے نماز پڑھی اس عرصہ میں کچھ کچھ ہمارے
لوگ دائیں بائیں سے بطور مورچہ بندی کے بیچ قافلہ پیلے کے گئے تھے ان کو
دیکھ کر درانیوں کے سوار دو دو چار چار کر کے اُس ٹیلہ پر جمع ہوئے اپنے
لوگوں نے حضرت سے کہا کہ یہ سوار ٹیلے پر جمع ہیں ایسا نہ ہو کہ ہم پر حملہ کریں
حضرت نے آگے بڑھ کر اپنے لوگوں کے چار مورچے چار جگہ قائم کئے اور
جانبین سے بندوقیں چلنے لگیں پھر اپنے لوگوں نے عرض کی کہ اگر اجازت ہو
تو توپ ماریں، آپ نے فرمایا کہ ابھی تامل کرو پھر تھوڑی دیر کے بعد آپ توپوں
کے پاس آئے اور ان کو کھچوا کر ایک ٹیلہ پر لگا دیا اور سواروں کے غول
پر نشست باندھی اور ایک مرزا حسین بیگ نام بانس بریلی کے رہنے والے جو
ہندوستان سے ہمراہی مولوی محمد حسین رامپوری وہ رامپور جو مہاروں
کا مشہور ہے ہمارے لشکر میں توپ چلانے میں بڑے اُستاد تھے حضرت
نے اُن سے کہا دیکھو تو نشست ان توپوں کی اس غول کی طرف کیسی ہے مرزا
صاحب نے دیکھ کر کہا کہ درست ہے، آپ نے فرمایا کہ تم دو انھوں نے
ایک توپ کو سر کیا وہ گولہ ان سواروں کے سر پر ہو کر نکل گیا اس میں وہ
سوار پراگندہ ہو گئے مرزا صاحب نے دوسری توپ سر کی اس گولہ میں اُن
میں سے دو سوار اڑ گئے اور باقی اوپر سے اُتر کر اُسی ٹیلہ کی آڑ میں کھڑے
ہوئے اور پیادوں کی بندوقیں چلتی رہیں پھر جب ہم لوگ اُن کے کسی مورچہ

کا زیادہ زور دیکھتے تو اس طرف ایک یا دو گولے مار دیتے یا جب
دس بیس سواروں کا مجمع ٹیلہ پر ہوتا تب ایک یا دو گولے مار دیتے اسی
طرح صبح سے شام تک اُس روز لڑائی رہی مگر عنایت الٰہی سے ہماری
طرف نہ کوئی زخمی ہوا اور نہ مارا گیا اور نماز ظہر اور عصر کی فجر کی نماز
کی طرح دوبار کرکے آدھے آدھے لوگوں نے پڑھی پھر جب وقت مغرب
کا آیا اُس وقت درانیوں نے بہت زور دیا اور شاید کہ اُن کی طرف
سے کچھ کمک آگئی اس قرینہ سے ہم کو معلوم ہوا کہ اس وقت اُن میں
دو شاہینیں ان کی طرف سے چلنے لگیں اور اول نہ تھیں اور گولیوں کا مینہ
سا ہم لوگوں پر برستا تھا مگر سرد گولیاں آتی تھیں نماز مغرب پڑھنی
ہم کو دشوار ہوگئی پھر اسی حال میں ایک غول نے تو حضرت کے ساتھ نماز
پڑھی اور دوسرا غول مورچوں پر قائم رہا جب وہ غول نماز سے فارغ
ہوا اور مورچوں پر گیا تب انھوں نے نماز پڑھی اور شاہینوں کی گولیاں
ایسی تیز آتی تھیں کہ ہم لوگوں سے کوئی سر نہیں اٹھا سکتا تھا اُس وقت
لوگوں نے* عرض کی کہ اگر اجازت ہو تو ہم لوگ ان پر حملہ کریں کہ سامنے
سے تو مورچے والے ماریں اور ہم لوگ ان کی جانب چپ سے جا کر ماریں
پھر جس کو اللہ تعالیٰ فتح دے وہ لے آپ کو یہ صلاح پُر فلاح بہت
پسند آئی اور فرمایا کہ آفریں ہے تم کو جیسی کہ چاہئے ویسی تدبیر بتلائی
اور اللہ تعالیٰ تم کو اس سے زیادہ جراءت اور بہادری نصیب کرے مگر
ابھی تامل کرو دیکھو اللہ تعالیٰ اپنی قدرت اور حکمت سے کیا راہ نکالتا

* حضرت علیہ الرحمہ

ہے لیکن آگے بڑھ کر اُن کی بائیں جانب مورچہ لگا کر بندوقیں مارو اور
بے اجازت ہماری کے حملہ نہ کرنا ہم سید ابو محمد صاحب کو بھیجیں گے جیسا وہ
کہیں ویسا عمل میں لانا پھر موافق فرمان واجب الاذعان آپ کے لوگوں نے
آگے بڑھ کر وہیں بائیں جانب درانیوں کے مورچہ لگایا اور سوا سو مجاہدین
بغرض قرین سے حضرت امیر المومنین علیہ الرحمۃ توپوں کے پاس تشریف لائے
اور مرزا حسین بیگ صاحب کو فرمایا کہ اُن کی شاہینوں نے ہمارے غازی
بھائیوں کو کمال تنگ کر رکھا ہے کسی طور ان کو بند کرو اُنہوں نے عرض
کی بہت خوب انشاءاللہ تعالیٰ دیکھیئے بند کرتا ہوں پھر حضرت تو وہاں سے
ایک درخت کے نیچے تشریف لے گئے اور مرزا صاحب نے ان کی شاہینوں
طرف توپوں کو سیدھا کیا جیسے ان کی ایک شاہین کی رنجک اُڑی ویسے
ہی مرزا صاحب نے ایک توپ کو بتی دی مگر وہ گولا خالی گیا اس میں انہوں
نے توپ کے جواب دوسری سر کی مرزا صاحب نے فوراً اسی کی رنجک پر
ایک توپ کی شست باندھی اس عرصہ میں دوسری شاہین بھی چلی مرزا
صاحب نے اُس کی رنجک پر دوسری توپ باندھی اور دونوں توپوں
کو آگے پیچھے بتی دی واللہ اعلم اُس طرف کیا حال گذرا کہ جبتک ہم لوگ
وہاں رہے پھر ان شاہینوں سے ایک بھی نہ چلی مگر بندوقیں اسی طور
دونوں طرف سے چلتی رہیں اور کچھ کچھ دیر کے بعد دو ایک توپ بھی اپنے
موقع پر مرزا صاحب مارتے رہے اس عرصہ میں عالم خاں امان زئی
والا جو حضرت علیہ الرحمۃ کو خار سے درانیوں پر چڑھا لیا تھا آپ کے

اور اپنے سر کی پگڑی اتار کر حضرت کے قدموں پر ڈال دی

سامنے آیا اور رونے لگا[۴] اور کہنے لگا کہ میرا بیٹا مجھ سے منحرف ہو کر اور جو جو لوگ میری طرف تھے ان کو بہلا کر درانیوں سے جا ملا اب کوئی بات میرے قابو کی نہ رہی اس لئے کہ جن سے مجکو زور اور طاقت تھی وہ سب اُس کے ساتھ چلے گئے اب آپ جیسا مناسب جانیں ویسا کریں اور یہ خبر حضرت علیہ الرحمۃ کو اس روز قبل نماز عصر کے عبدالرؤف باڑی والے کی زبانی پہنچی تھی کہ عالم خاں کی نیت میں کچھ خلل واقع ہوا ہے مگر یہ نہیں معلوم کہ فی الحقیقت اس کا اُس سے منحرف ہو کر درانیوں سے جا ملا یا اُس کی سازش سے پھر حضرت نے عالم خاں سے کہا کہ خان بھائی تم اپنے گھر میں جا کر تسلی سے بیٹھو ہم کو تمہارے بیٹے اور کسی دوسرے کی پرواہ نہیں کہ کوئی ہماری مدد کرے ہم کو ایک اللہ تعالیٰ کافی ہے پھر عالم خاں تو وہاں سے اپنے مکان چلا گیا اس عرصہ میں جو آپ نے سید احمد علی صاحب کو خارسے ارباب بہرام خاں وغیرہ کے ہمراہ پچاس ساٹھ آدمیوں سے طرف خیبر کے روانہ کیا تھا اُن میں سے مولوی نصیر الدین منگلوری ایک آدمی کے ساتھ قریب وقت عشاء کے آکر حضرت کی خدمت سراپا برکت میں حاضر ہوئے اور سارا حال آپ سے عرض کیا کہ وہاں ارباب بہرام خاں وغیرہ نے خوخیبریوں کو متفق کیا تھا ان میں اختلاف پڑ گیا اور وہ سب کے چھوڑ کر درانیوں کی طرف ہو گئے یہ خبر سُن کر آپ نے فرمایا کہ خیر کیا اندیشہ ہے ہمارا اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے ہم نے تو انھیں لوگوں کی خوشامد اور چاپلوسی کے سبب وہاں خیبر کو بھی لوگ روانہ کئے

تھے اور ہم بھی لوگ نے کر ادہر آئے تھے مگر یہ کوئی لوگ اپنے عہد و
پیمان کے پورے نہیں ہیں ایسا جانتے ہیں ہم سے کچھ کام نہیں پھر آپ نے اور
سب نے بطور مغرب وغیرہ کے نماز عشا پڑھی پھر سب جماعت داروں نے
اور حیلہ داروں کو اپنے پاس بلا کر مشورہ کیا کہ عالم خاں کی تقریر تو
تم سب سن چکے ہو اور خبریوں کا حال زبانی مولوی نصیرالدین صاحب کے دریافت
ہوا کہ ارباب بہرام خاں وغیرہ نے جو جو وہاں متفق کئے تھے ان میں اختلاف
پڑ گیا سب کے سب چھوڑ کر درانیوں کی طرف ہو گئے سو اب یہاں سے چلنے
کی تدبیر کرو مگر اس طور سے کہ ہر مورچے میں جا کر دو یا تین آدمی تو رہنے
دو کہ وہ بندوق چلاتے رہیں اور باقی سب کو وہاں سے لا کر جو اس بستی
اتمان زئی سے پاؤ کوس پر درخت ہے وہاں جمع کرو اور اُن سے
کہا کہ یہ صلاح ٹھہری ہے کہ درانیوں کی پشت پر چل کر شبخون مارینگے اور
پھر آپ نے بستی سے عالم خاں کو بھی وہیں بلوایا اور فرمایا کہ ہم نے سنا ہے
کہ سردار سید محمد خاں کا بھائی دو آیلے سے درانیوں کی مدد کو لشکر لئے آتا
ہے سو تم تسلی سے اپنے مکان میں جا کر بیٹھو اور ہم اس وقت ان پر شبخون
جا کر مارینگے پھر عالم خاں کو رخصت کیا وہ یہ حال پر ملال حضرت علیہ الرحمۃ
کی زبانی ہدایت بیان سن کر بہت گھبرایا اور وہاں سے جلد اپنے مکان میں
آیا اور ایک اپنا آدمی طرف درانیوں کے روانہ کیا کہ ہوشیار ہو جاؤ سید
بادشاہ کا چھاپا تمہاری کمک والوں کے لشکر پر آتا ہے اور عجب نہیں کہ

تم پہنچا آپڑے اور حضرت علیہ الرحمۃ بھی اُسی وقت سوا سو مجاہدین ،
لفرت قرین سے اُسی درخت کے وہاں تشریف لے گئے اور جماعت دار اور
بہلیہ دار سب مورچوں کو روانہ ہوئے اور موافق ارشاد ہدایت بنیاد حضرت
علیہ الرحمۃ کے ہر مورچے میں دو یا تین غازی رہنے دئے کہ تم بندوق مار کر
جاؤ حضرت کا حکم ہے کہ ہم ان کو لے کر ان کی نیت پر جا کر چھاپا مارینگے
اور باقی سب کو وہاں سے لاکر اُسی درخت کے وہاں حضرت کے پاس جمع کیا
حضرت نے اُن سب کو مولانا محمد اسمٰعیل صاحب کے ساتھ طرف چلا لہ کے
رخصت کیا اور کوئی پچاس آدمی اپنے پاس رکھ لئے پھر سید ابو محمد صاحب
مورچوں میں بھیجا کہ جو لوگ وہاں ہیں ان کو بھی ساتھ لے آؤ پھر ابو محمد
صاحب موافق فرمانے آپ کے سب کو وہاں سے لاکر آپ کے پاس حاضر
کیا ان کو ساتھ لے کر مولانا ممدوح کے پیچھے حضرت بھی روانہ ہوئے ،
ایک آدمی ہندو ملک بیسواڑے کا رہنے والا کہ نزدیک بلدہ سلون کے قوم
راجپوت مسمی براجہ رام فقط مولوی احمد اللہ صاحب کے ساتھ کا توپوں
پر رہ گیا اس کو حضرت کے کوچ کی خبر نہ ہوئی سو وہ آپ ہی توپوں توپ
کو بھرتا تھا اور آپ ہی داغتا تھا ہم لوگ رستے میں اس کی توپوں کی آواز
سنتے چلے جاتے تھے اور بستی والے اُس سے مزاحم نہیں ہوتے تھے وہ جانتے تھے کہ
سید بادشاہ کا چھاپا درانیوں پر گیا ہے وہاں سے وہ لوگ پھر یہاں آئینگے
اور جیسے ہمارے مورچوں سے بندوقیں چلنی موقوف ہوئیں ویسے ہی ہمارے
مقابلہ کا لشکر بھاگا اس لئے کہ عالم خاں سے شبخون کی خبر ان کو آچکی تھی
اور حضرت لوگوں کو لے کر کوئی چار یا پانچ پہر جا کر ایک میدان میں تین چار گھڑی ٹھہرے

سب نے دم لیا اور اُس وقت کوئی ڈیڑھ پہر رات باقی ہوگی پھر وہاں
سے سب کوچ کر کے آپ روانہ ہوئے جب صبح صادق خوب روشن ہوگئی
تب جلالہ کے کنارے کے نالے پر پہنچے اور وہیں مولانا محمد اسمٰعیل صاحب
بھی اگلے غول کو لے کر ٹھہرے تھے پھر وہیں نالے میں سب نے خوب سا
پانی پیا اور وضو کیا اور وہیں حضرت علیہ الرحمۃ نے سب کو نماز پڑھائی
اور سب کوچ کر کے موضع جلالہ میں آئے اور وہاں کی مسجد میں اُترے اور
غازیوں نے جابجا بستی میں ڈیرہ کیا پھر آٹا تقسیم ہوا سب لوگ روٹی
پکا کھا کر پہر ڈیڑھ گھڑی سو رہے وقت ظہر کے سب نے اٹھ کر وضو کیا
حضرت کے ساتھ نماز پڑھی اس عرصہ میں یکبارگی غل ہوا کہ نالے کی طرف
کچھ سوار و پیادے نظر آتے ہیں سب کو احتمال ہوا کہ درانی آپہنچے حضرت
نے لوگوں سے فرمایا کہ جلد کمر باندھ کر ہتھیار لگا کر تیار ہو جاؤ اور رسول خاں
جلالہ والے سے کہا کہ چند آدمی اپنے ساتھ لے جاؤ اور خبر لاؤ کون لوگ
آتے ہیں کچھ دیر میں زبانی لوگوں کے معلوم ہوا کہ اپنے ہی لشکر کے آدمی
ہیں جو پیچھے رہ گئے تھے وہ آتے ہیں اور پچیس تیس آدمی تھے جب بستی
میں آکر داخل ہوئے دیکھا تو گھوڑے پر سوار فقط شیخ امجد علی غازیپوری
شیخ فرزند علی کے بیٹے ہیں اور باقی پیدل ان میں ایک وہی راجہ رام
راجپوت بیسواڑے والا تھا جو رات بھر توپیں چلاتا رہا تھا اور ایک
حافظ رحیم بخش الہ آبادی اور حافظ عبداللطیف مولوی عبدالحق کے بھائی
قصبہ انیوتنی کے رہنے والے اور آٹھ نو دس اور ہندوستانی تھے ان کے

نام یاد نہیں اور باقی لوگ اسی ملک کے تھے جو ہم لوگوں کے ساتھ
اتمان زئی کو گئے تھے پھر راجہ رام مذکور حضرت علیہ الرحمۃ کے پاس،
آیا اور اپنا حال بیان کرنے لگا کہ جس وقت آپ مع لشکر وہاں سے
کوچ کر کے ادہر چلے آئے اُس وقت میں ایک جگہ سوتا تھا جب جگا وہاں
کسی کو نہ پایا وہاں کے لوگوں سے پوچھا اُنھوں نے کہا کہ سید بادشاہ
درانیوں لشکر دو آبے سے کمک آتی ہے ان پر چھاپا مارنے گئے ہیں تب میں
وہاں سے تو یوں پر آیا وہاں بھی کسی کو نہ پایا مجکو اندیشہ ہوا کہ ایسا
نہ ہو کہ چند لوگ مقابلہ والے چلے آویں اور توپیں کھینچ لے جاویں پھر میں
اپنے ہی ہاتھوں بھرنے لگا اور آپ ہی داغنے لگا یہاں تک کہ صبح صادق
ہو گئی پھر مجکو گمان ہوا کہ کہیں آپ چھاپا مارنے گئے ہوتے تو بندوق یا توپ ضرور
چلتی شاید کہ آپ چھاپا مشہور کر کے کوچ فرما گئے پھر میں وہاں سے بستی میں
آیا وہاں ایک جگہ شیخ امجد علی اور حافظ رحیم بخش کو پایا اُن سے جو حال
آپ کا پوچھا اُنھوں نے بھی بستی والوں کی زبانی سن کر وہی چھاپا مارنے جانے
کی تقریر کی میں نے کہا شیخ صاحب وہ چھاپے کا دھوکھا دے کر کوچ کر گئے
تم بھی اب یہاں سے جلد نکل چلو پھر ہم تینوں آدمی جلد وہاں سے روانہ ہوئے
پھر ہندوستانی ملکی رستہ میں ہم کو ملتا گیا اُس کو اپنے ساتھ لیتے ہوئے
چلے آئے، آپ نے یہ حال سن کر فرمایا کہ شاباش اللہ تعالی تم کو ہدایت

نصیب کرے تم نے خوب ہی بہادری کا کام کیا اور آپ نے شیخ امجد علی
صاحب کو دیکھ کر تبسم کیا اور فرمایا کہ شیخ بھائی ہمارے گویا زندہ شہید
ہیں جس نے شہید نہ دیکھا ہو وہ ان کو دیکھے کہ ایسی خطرناک جگہ سے
زندہ سلامت بچ آویں پھر آپ نے اُس دن وہیں مقام کیا دوسرے
دن صبح کو لشکر میں آٹا تقسیم کرایا اور فرمایا کہ ہر کوئی دو دو وقت
کی روٹیاں پکا کر ایک وقت کی کھالیوے اور ایک وقت کی باندھ لیوے
آج بعد نماز عصر کے کوچ ہے اور اپنی لٹکی میں ہر کوئی پانی بھی بھر لیوے
خدا جانے راہ میں کہیں ملے یا نہ ملے پھر لوگوں نے موافق فرمانے آپ کے
پکا کھا کر فراغت کی پھر بعد اس کے دو چار گھڑی سو رہے اور اُسی روز
کئی ملکیوں کی زبانی معلوم ہوا کہ جو اتمان زئی سے آئے تھے کہ حضرت
علیہ الرحمۃ تو مع لشکر وہاں سے رات ہی کو کوچ کر کے ادہر تشریف لائے
مگر درانی لوگ مارے خوف کے پہر دن چڑھے تک توپوں کے پاس نہ آئے
کہ ایسا نہ ہو بستی میں لشکر غازیوں کا چھپا ہو جب ان کو خوب لوگوں سے
ثابت ہوا کہ وہاں کوئی نہیں تب وہ آ کر توپیں لے گئے الغرض پھر
جب ظہر کی اذان ہوئی سب نے اٹھ کر وضو کیا اور حضرت کے ساتھ
نماز پڑہی اور چلنے کی تیاری کرنے لگے پھر بعد نماز عصر کے ساتھ انتظام
اور بند وبست کے سب لوگ لے کر حضرت نے وہاں سے کوچ کیا اور لونڈی کی
راہ چھوڑ کر سیدہا خار کا رستہ لیا چلتے چلتے قبل صبح صادق کے موضع درگھی

میں پہنچے پھر وہاں نماز فجر کی پڑھ کر بہت لوگوں سے حضرت خار کو روانہ
ہوئے اور باقی جو بہت تھکے ماندے تھے وہ اس روز موضع درگہی میں رہے
دوسرے دن خار کو گئے حضرت علیہ الرحمۃ تو اپنے مکان پر اُترے تھے اور
غازیوں نے اپنی اپنی جگہ پر ڈیرہ کیا پھر آٹھ دس روز کے بعد سید احمد علی
صاحب حضرت کے بھانجے اور مولوی مظہر علی عظیم آبادی اور حسن خاں صاحب
عظیم آبادی جواب ہمارے حضور پر نور دام اقبالہ کی سرکار دولتمدار میں سلاح خانہ
کے داروغہ ہیں اور شیخ علی محمد دیبنی بھائی شیخ بلند بخت کے اُرباب جمعہ
خاں وغیرہ جن کو طرف خیبر کے حضرت نے روانہ کیا تھا آکر خار میں داخل ہوئے اور
حضرت سے ملے اور وہاں کے لوگوں کی بدعہدی کا حال بیان کیا' آپ نے فرمایا
کہ یہ قصہ مولوی نصیر الدین منگلوری کی زبانی اتمان زئی میں ہم سُن چکے ہیں
اس ملک کے اکثر رئیسوں کا یہی حال ہے کہ اپنے عہد و پیمان کے دُرست
نہیں ہیں کبھی کسی طرف کبھی کسی طرف پھر سب کو رخصت فرمایا اپنی اپنی
جگہوں پر ڈیرہ کیا پھر دس پندرہ روز کے بعد آپ نے مولانا محمد اسمٰعیل صاحب
اور شیخ ولی محمد صاحب سے فرمایا کہ لوٹھی میں جو روپے دفن ہیں یہاں
لائے جاویں تو بہتر ہے مولانا صاحب نے کہا کہ جس صورت سے آپ فرماویں
ہم لے آویں' آپ نے فرمایا کہ پندرہ آدمی اپنی جماعت کے لو اور بیس آدمی
شیخ محمد صاحب کی جماعت کے اور بیس آدمی ارباب جمعہ خاں اپنے لے کر تمہارے
ساتھ جاویں وہاں سے وہ زر اُٹھوا لاؤ مولانا صاحب نے جانے کی تیاری کی اپنی

جماعت سے سید رستم علی ملپکانوی اور کریم بخش سہارنپوری اور
لوزآن شاہ ولایتی اور حاجی عبداللہ اور خدا بخش مچھاونی کو لیا اور
دس آدمی اور لئے اُن کے نام یاد نہیں اور شیخ ولی محمد صاحب کی جماعت سے
شیخ لمبد بخت اور ان کے بھائی شیخ علی محمد اور شیخ حفیظ اللہ کو کہ یہ تینوں
رہنے والے وہیں کے ہیں اور کریم بخش پنجابی اور نظام الدین اولیا پنجی کو
پنج ضلع کشمیر میں ہے اور شیخ نصرت بانس بریلی والے کو اور چراغ علی
کو اور پیر خاں کو اور سکو خاں اور فتح خاں ان چاروں کا وطن نہیں
معلوم اور مراد خاں اور اُن کے سالے بخش اللہ خاں اور ولی داد خاں
اور ملک داد خاں اور شیخ نصر اللہ کو تو پانچوں خرچ کے تھے اور میاں الٰہی بخش
رامپوری کو لیا جواب سرکار دولتمدار ہمارے آقائے نامدار دام اقبالہ
کے توشکخانہ کے داروغہ ہیں باقی چار شخصوں کے نام نہیں یاد ان کو لیا اور
ارباب جمعہ خاں کے لوگوں کے نام یاد نہیں وہ سب ملکی تھے پھر ان
سب کو ہمراہ لے کر مولانا ممدوح موضع ڈھیری کے رستے ہو کر لوشٹی کو گئے
اور وہاں پانچ روز رہے پھر وہ دفینہ کھود کر اور دو خچروں پر کہ وہ
دو خچر سرکاری تھے لاد کر درگئی کے رستہ ہو کر خار میں آئے اور حضرت
علیہ الرحمۃ کی بے پروائگی سے وہ روپے شیخ ولی محمد صاحب کی تحویل میں
رکھ دئے پھر اس کے چند روز کے بعد مولانا محمد اسمٰعیل صاحب اور سید احمد علی
صاحب حضرت کے بھتیجے اور مولوی محمد حسن منہاروں کے رامپور کے

اور میاں جی چشتی پھلتی والے اور قاضی علاء الدین بگہری والے اور مولوی
مظہر علی عظیم آبادی اور مولوی امام الدین بنگالوی وغیرہ صاحب آپس میں
مشورہ کر کے حضرت علیہ الرحمۃ کی خدمت سراپا برکت میں آئے اور آپ سے
عرض کیا کہ اگر آپ مناسب جانیں تو کسی کو کچھ لوگوں کے ہمراہ واسطے دعوت
جہاد کے بخارے کو روانہ فرماویں آپ کو یہ صلاح بہت پسند آئی اور فرمایا
کہ بہتر ہے کسی کو تجویز کرو ہر ایک نے اپنی رائے کے موافق ایک ایک شخص کو
تجویز کیا اور آپ سے کہا آپ سنتے رہے پھر مولانا محمد اسمٰعیل صاحب نے میاں
جی چشتی صاحب کو تجویز کیا اور حضرت نے فرمایا کہ ہماری تجویز اور آپ کی
مطابق پڑی ہم نے بھی انھیں کو تجویز کیا تھا جب حضرت نے یہ ارشاد کیا
سب کا اتفاق اسی پر ہوا کہ میاں جی چشتی ہی کو بھیجئے پھر آپ نے میاں جی
چشتی صاحب کو فرمایا کہ اب آپ بخارے کی تیاری کریں اور نو آدمی اور جن کو پسند
کریں ان کو ہمراہ لیں اور رخصت ہوں پھر انھوں نے ایک تو اپنے سالے
شیخ محب اللہ کو لیا جو اب یہاں در زیر گنج مبارک میں بساطی کی دکان
کرتے ہیں اور یہ کپڑے کے رہنے والے ہیں جو کنڈا اتسکار پور مشہور ہے
میاں جی دو آپ کے اور ایک نصیر الدین کو جو پھلتی سے چھ سات کوس
ایک بستی ہے وہاں کے رہنے والے تھے اور رحیم بخش بڑھانوی کو اور اسمٰعیل
خاں اور محبت خاں اور فتح یاب خاں کو یہ تینوں خانپور کے رہنے
والے تھے اور ایک حکیم دہلوی کہ نام ان کا یاد نہیں لشکر میں حکیم جی

اونٹی والے مشہور تھے اور دو قندھاریوں کو لیا ان کے بھی نام نہیں
معلوم اور جب حضرت علیہ الرحمۃ ہجرت کر کے ہندوستان سے بلدۂ اسلام
ٹونک میں آئے تھے تب کئی جلد قرآن مجید مطلا اور خوشخط نواب مستطاب
معلی القاب نواب امیر الدولہ محمد امیر خاں بہادر مرحوم و مغفور نے آپ کو دئے
تھے ان میں کا ایک قرآن شریف مطلا کمال خوشخط چھوٹی تختی کا آپ
نے واسطے نذر شاہ بخارے کے میاں جی چشتی کو دیا اور ایک اعلام نامہ دعوت
جہاد کا سپرد کیا اور دعائے خیر کر کے رخصت فرمایا **حکایت** میاں
خدا بخش صاحب رامپوری کا بیان کرتے ہیں کہ ایک روز قبل دوپہر کے غار سے
باہر جانب مغرب دفعۃً ایک شور اٹھا اور ہم لوگوں کا ڈیرہ اندر بستی کے
تھا ہم چند آدمی وہ غوغا سن کر بستی کے باہر گئے وہاں جا کر کیا دیکھتے ہیں
کہ دو غول جمع ہیں اور ان میں کچھ کچھ عورتیں بھی ہیں اور جانبین سے پتھر اور
سونٹے چل رہے ہیں اس عرصہ میں یہ حال کسی نے حضرت علیہ الرحمۃ سے جا کر
کہا اور آپ کا ڈیرہ غار کی جانب مشرق تھا یہ خبر سن کر آپ جلد پاپیادہ
روانہ ہوئے اس وقت ساٹھ ستر غازی آپ کے پاس حاضر تھے آپ
کے پیچھے وہ بھی چلے جب تک آپ وہاں پہنچیں تب تک ایک غول شکست کھا کر
غار کی طرف بھاگا اور دوسرے غول نے ان کا تعاقب کیا اور دونوں
طرف کے کئی آدمی زخمی بھی ہو گئے تھے اس وقت ایک عجیب حال دیکھنے میں آیا
ان بھاگنے والوں میں سے ایک نوجوان دبلا پتلا سولہ سترہ برس کا
بادے شاہ نام ہمارے آشناؤں سے کئی مخالفوں نے لکڑی پتھر لے کر

اُس کو گھیرا ایک عورت موٹی تازی پہلوان سی ایک ٹیلہ پر سونٹا لئے
کھڑی تھی اُس نے دیکھا کہ مادے شاہ گھر گیا جلد وہاں سے للکار کر
دوڑی کہ خبردار جس نے مادہ شاہ پر ہاتھ ڈالا زندہ نہ چھوڑوں گی
اُس کی جرأت اور چالاکی دیکھ کر وہ لوگ رُکے رہے اُس نے جھپٹ
کر مادے شاہ کو اپنی گود میں اُٹھا لیا اور وہاں سے لاکر ہماری مسجد میں
بٹھا دیا اور آپ چلے گئے اس عرصہ میں حضرت امیر المومنین علیہ الرحمۃ بھی جا
پہنچے جیسے لوگوں نے دُور سے آپ کو آتے دیکھا سب نے اپنے ہاتھ کے لکڑی
پتھر پھینک دئے آپ نے لوگوں سے پوچھا کہ یہ کیا شور و فساد تھا اُنہوں
نے عرض کیا کہ انھوں نے کچھ زمین ہمارے ایک بھائی کی کھیت کی زبردستی
اپنی طرف دبالی تھی جب اُس کو خبر ہوئی وہ مانع ہوا اس کو مارا پیٹا آخر
کو یہاں تک نوبت پہنچی اللہ تعالیٰ نے ہم کو غالب کیا اور وہ بھاگ گئے یہ
سُن کر حضرت نے فرمایا بڑی نادانی کی تم نے آپس میں لڑائی کرنی کیا
ضرور تھی ہم سے کہا ہوتا اس کا تصفیہ ہم کر دیتے اُنہوں نے کہا اچھا کیا
کچھ فیصلہ ہو گیا ہے یہاں کا جو زید اللہ خاں ہے اس سے اُس زمین کا
حال دریافت کر کے فیصلہ کر دیں ہماری زمین ہو تو ہم کو ملے اور جو اُن کی
ہو تو اُن کو ملے پھر اگلے روز جو حضرت نے زید اللہ خاں سے دریافت کیا
تو وہ زمین اُسی کی ٹھہری جس کی وہ لوگ حضرت سے کہتے تھے اور آپ
نے زید اللہ خاں سے کہہ کر اُسی کو دلائی اور مہدی شاہ صاحب ہماری

مسجد میں نماز پڑھنے آئے تب ہم نے اُن سے پوچھا کہ تم تو کل بارش
سے خوب بچ گئے وہ کون سی عورت نیک بخت تھی جو تم کو وہاں سے گود
میں اُٹھا لائی وہ کچھ شرمندہ سے ہوئے ہم نے کہا بھائی مہدی شاہ
بتاؤ تو سہی وہ تبسم کرکے کہنے لگے کہ وہ ہماری بی بی تھی ہم نے پوچھا
کہ وہ تو عمر میں تم سے بہت زیادہ معلوم ہوتی ہے کہا وہ پہلے ہمارے
بڑے بھائی کے نکاح میں تھی اور ہم چھوٹے تھے بلکہ ہم کو اُسی نے پرورش
کیا جب بھائی ہمارے قضا کر گئے بعد گذرنے ایام عدت کے کسی کسی نے اس
نکاح کا پیام دیا اُس نے نہ مانا اور مجکو کہا کہ یہ میرا دیور ہے میں نے اُس
کو پال کر چھوٹے سے بڑا کیا ہے اگر نکاح کروں گی تو اسی سے کروں گی پھر
چند روز میں مجھی سے نکاح کر لیا میرے چھوٹے ہونے اور اُس کے بڑے ہونے
کا یہ سبب ہے **حکایت** میاں الٰہی بخش جواب بلدہ اسلام ٹونک میں
ہمارے حضور پر نور دام اقبالہ کے توشک خانہ کے داروغہ ہیں بیان کرتے
ہیں کہ خار اور موضع پیرم گولہ کے درمیان میں دریائے لنڈی جاری ہے اور
وہی دریا دونوں بستیوں کا دھرا ہے اُس پار خار کی زمین اور اس
پار پیرم گولہ کی ایک سال ایام برشکال میں وہ دریا بڑھا اور
بہت زمین زراعت خار کی کاٹ گیا اُس زمین پر پیرم گولے والوں
نے قبضہ کیا اور وہ زمین خار کی غریب زمینداروں کی تھی وہ کہتے
تھے کہ یہ زمین ہماری ہے ہم اس میں غلہ بوئیں گے اور پیرم گولے

والے کہتے تھے کہ یہ زمین ہماری حد میں آگئی ہے اس میں ہم بوئیں گے
ہمارا تمہارا دُھرا یہی دریا ہے یہ تنازع درمیان اُن کے بہت دنوں
رہا کسی کے طے کرنے سے یہ قضیہ طے نہ ہوا آخر کو وہ غریب لوگ جن
کی زمین تھی حضرت علیہ الرحمۃ کی خدمت بابرکت میں آئے اور اُس
زمین کا حال بیان کیا آپ نے ان کی تسلی کی کہ تم آپس میں غصہ نہ کرو
اس کا حال دریافت کرکے انشاء اللہ تعالیٰ ہم تصفیہ کردینگے اگر وہ تمہاری
زمین ہوگی تم کو مل جاویگی یہ سُن کر وہ لوگ اپنے گھر گئے پھر ایک روز
آپ نے زید اللہ خاں اور ملا کلیم اور محسن خاں وغیرہ کہ جو خار کے سرداروں
سے تھے اور موضع ڈہری کے خان کو اُس کا نام نہیں یاد بلایا اور
عنایت اللہ خاں الا ڈنڈ والے کو کہ وہاں کے سب خانوں کا سردار تھا
بلایا اور بیرم گولے والے جنھوں نے اس زمین پر قبضہ کیا تھا ان کو بھی بلایا
اور حال اُس زمین مذکور کا اُن سرداروں مذکورین سے پوچھا اور
دعوی داروں اور جن پر دعویٰ تھا ان کو الگ بٹھایا وہاں کے سرداروں
نے کہا کہ حقیقت میں تو وہ زمین انھیں خار والے غریبوں کی ہے سب جانتے
ہیں کچھ حاجت شاہدی گواہی کی نہیں ہے اگر کسی زبردست نے زور سے دبائی
ہوتی تو ہم لوگ اُس کو معقول کرکے دلا دیتے اور دھرا ان بستیوں کا
یہ دریا ٹھہرا اُس سبب سے ہم ناچار ہیں قضیہ ہمارے طے کرنے سے نہیں طے ہونے کا
حضرت علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ تمہاری زبانی بھی معلوم ہوا کہ یہ زمین اُنھیں
غریبوں کی ہے مگر بسبب دریا کے کہ سرحد ہے ناچار رہو یہ سرحد دریا کی

محض لغو ہے مستحق زمین کے وہی ہیں جن کی تھی سرحد تو اُسی کو کہتے ہیں
کہ اپنی جگہ سے تجاوز نہ کرے بھلا ہم تم سے پوچھتے ہیں کہ اگر خدانخواستہ
یہ دریا اسی طرح سے کاٹتا کاٹتا تمام زمین خارہ کی کاٹ ڈالے اور برم گولے
کی طرف کردے تو مستحق اُس زمین کے برم گولے والے ہونگے یا خارہ والے
اس تقریر سے وہ سب لاجواب ہوگئے اور حضرت علیہ الرحمۃ تو وہاں بطور
مہمان کے تھے کچھ وہاں کے مختار یا حاکم نہ تھے جو اس پار کی زمین اُن غیرحق
کو مستحق سمجھکر دلا دیتے فقط بطور آشتی اور نصیحت کے آپ کا کہنا تھا
آپنے پھر برم گولے والوں سے بطریق نصیحت کے سمجھا کر فرمایا کہ وہ زمین خارہ
کی ہے اور مستحق اُس کے یہ غربا ہیں اس کو چھوڑ دو وہ تم کو حلال نہیں ہے
اس لئے کہ ملک غیر کی ہے دریا کے دبا لینے سے کیا ایک کی زمین دوسرے کی ہو جاوےگی
وہ غریب لوگ ہیں تم کو ان پر جبر نہ کرنا چاہیئے اُنھوں نے نہ مانا اسلئے کہ انھوں نے
دیکھا کہ یہاں کے خان اور رئیس بھی ہماری سی کہتے ہیں اور سب کا اتفاق ہی
اسی پر ہے کہ دریا دونوں بستیوں کا دُھرا ہے اور حضرت تو آج یہاں ہیں
کل چلے جاوینگے کچھ یہاں کے حاکم نہیں جو ہم پر زور کریں جب حضرت علیہ الرحمۃ
نے جانا کہ ان کو سمجھانا محض بے فائدہ ہے تب اس زمین کے دعوی ا
داروں سے کہا کہ بھائیو صبر کرو اس کا فیصلہ اللہ تعالیٰ پر چھوڑ دو
وہ قادر مطلق سب حاکموں کا حاکم ہے اب وہی اس کا فیصلہ کردیگا،

اُنھوں نے کہ آپ کا فرمانا ہمارے سر آنکھوں پر ہے ہم نے صبر کیا اور ہم لوگ غریب ہیں اگر صبر نہ کرینگے تو کیا کرینگے اللہ تعالیٰ ہی ہمارا مالک و مختار ہے پھر آپ نے ان سب کو رخصت کر دیا کئی روز کے بعد اس زمین کے مالکوں کو پھر بلایا اور بہت اُن کی تسلی فرمائی اور کہا کہ تم جمع خاطر رکھو انشاء اللہ تعالیٰ اگلے سال وہ تمہاری زمین تم کو ملجاویگی اور کل ہمارے پاس بعد نماز عشا کے پھر آنا مگر تین پتھر چھوٹے چھوٹے لیتے آنا پھر دوسرے روز موافق فرمانے آپ کے وہ لوگ تین پتھر لے کر آپ کے پاس آئے آپ نے ان پتھروں کو اپنے دست مبارک میں لیا اور طرح طرح سے اللہ تعالیٰ جل شانہ کی حمد و ثنا اور عظمت و بزرگی بیان کرنے لگے اور کبھی اُن پتھر کو اس ہاتھ میں لیتے اور کبھی اُس ہاتھ میں پھر بعد کچھ دیر کے وہ تینوں پتھر اُن کو دئے اور فرمایا کہ لوگوں سے چھپا کر رات کو جہاں تک تمہاری زمین کی حد ہو ایک پتھر ایک سرے پر دفن کر دینا اور ایک دوسرے سرے پر اور ایک بیچ میں اور یہ حال کسی سے ظاہر نہ کرنا پھر آپ نے ان کو رخصت فرمایا۔ اور موافق ارشاد ہدایت بنیاد آپ کے انھوں نے وہ تینوں پتھر اپنی زمین کی حد میں دفن کر دئے پھر بعد چند روز کے حضرت امیر المومنین علیہ الرحمۃ خارسے سے لشکر پنجتار میں تشریف لائے اور برسات بھی پنجتار میں گذاری ایک تین آدمی اُنھیں لوگوں سے جن کو آپ نے

وہ تین پتھر دیئے تھے پنجتار میں آئے اور اپنی زمین کی خوشخبری حضرت کے پاس لائے کہ اب کی برسات میں دریائے لنڈی طغیانی باران سے خوب بڑھا اور برم گولے کی طرف رجوع ہوا اور زمین کو کاٹتے کاٹتے اسی اُسی حد کو پہنچا جہاں پر ہمیشہ قدیم الایام سے بہتا تھا اور وہیں ٹھہر گیا وہ ہماری تمام زمین اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا کی برکت سے پھر ہمارے قبضہ میں کردی اور وہ لوگ برم گولے والے پشیمان ہو کر رہ گئے یہ خبر فرحت اثر سُن کر آپ کمال خوش ہوئے اور طرح طرح سے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا اور عظمت اور قدرت اور حکمت اور رحمت بیان کرنے لگے کہ وہ ایسا ہی احکم الحاکمین اور ارحم الرحمین عادل اور قادر اور کریم و رحیم ہے وہ کسی کی حق تلفی نہیں کرتا ہے پھر وہ تینوں آدمی بعد کئی روز کے آپ سے رخصت ہو کر خوار کو گئے راوی اخبار خاکسار ذرۂ بے مقدار یعنی فتح علی غفر اللہ الولی کہتا ہے کہ بارہا یہ بات ہم لوگوں کے تجربہ میں آئی ہے اور ہم نے بچشم اپنے دیکھا ہے کہ حضرت امیر المومنین امام المجاہدین علیہ نے جس کو از روئے خیر خواہی اور نصیحت کے سمجھایا اور اُس نے اپنی شقاوت اور شرارت نفس سے نہ مانا آخر کو وہ پشیمان اور شرمندہ ہوا چنانچہ ایک یہی معاملہ جو مذکور ہو چکا آپ نے برم گولے والوں کو اس زمین کی بابت کس طرح سے وعظ و نصیحت سنا کر سمجھایا اور اُنھوں نے اپنی شامت سے نہ مانا آخر کو اُس قادر ذوالجلال لایزال نے اپنی قدرت سے اُس دریا کو ہٹا کر اُس کی

قدیم جگہ پر کر دیا اور وہ زمین اُن ستھوں کو دلادی اور وہ پشیمان
اور نادم ہو کر بیٹھ رہے اور اسی طور خادے خاں سنڈ والے سردار کو بطور
خوشامد اور دھمکی سے سمجھایا اور وہ اپنی شرارت سے کچھ خیال میں نہ لایا آخر
کو اُس نے اپنی نافرمانی کا ثمرہ پایا اور اسی صورت سے سردار یار محمد خاں
درانی کو اور پاینده خاں تنولی والے کو اور احمد خاں ہوتی والے کو
اور سلطان محمد خاں برادر یار محمد خاں اور سوا اُن کے اوروں کو طرح
طرح سے سمجھایا کسی کو وعظ و نصیحت سے اور کسی کو مال و زر دے کر کسی
کو بندوق اور تیغ و سپر دے کر مگر اُن میں سے ایک نے نہ مانا اور آپ کی
فہمائش کو افسانہ جانا آخر الامر ہر ایک بسبب آپ کی بے فرمانی کی اپنی
اپنی قرار واقعی سزا کو پہنچا حال ان سب کا اپنی اپنی جگہ پر لکھا جاوے گا انشاء اللہ
تعالیٰ **حکایت** ایک روز خار میں شیخ بلند بخت دیبنی اور اُن کے بھائی
شیخ علی محمد اور آخوند ظہور اللہ جہانگیری والے اور اولا علی خاں نمیند جو
اکثر ہندوستانی قافلوں کے راہبر تھے ضلع کنڈوہ کے رہنے والے اور آخوند
عصمت اللہ رہنے والے جری ننگ کے موضع جری ننگ قریب ٹیکرے درّے
کے ملک ندہیار میں ہے اور آخوند گل رہنے والے پیشور کے اور مولوی
حبان ولایتی اور اکبر خاں ہندوستانی وطن اُن کا یاد نہیں اور کئی
شخصوں اور نے آپس میں مشورہ کر کے منشی خواجہ محمد حسین پوری اور

سید احمد علی بریلوی سے جو حضرت کے بھانجے تھے کہا کہ آپ دونوں صاحب
ہم لوگوں کی طرف سے حضرت علیہ الرحمۃ کی خدمت فیضدرجت میں عرض کریں
کہ بسبب چلے جانے مولوی سید محبوب علی دہلوی کے آپ کے لشکر ظفر پیکر کے بھی بہت لوگ
چلے گئے اور اہتیں کے بہکانے سے ہندوستانی بھی قلیل آنے موقوف ہوگئے اگر
آپ اس وقت میں دو ڈھائی سو آدمی پردیسی چار چار روپے کی شرح والے نوکر
رکھ لیویں تو خوب ہے کہ بسبب اس کے ہماری جماعت بھی کثیر ہوگی اور شاید کہ اللہ
تعالی کا کچھ کام بھی نکلے اُن دونوں صاحبوں نے یہی حال اُن کی طرف سے
حضرت کی خدمت بابرکت میں جا کر گزارش کیا آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالی
اپنا کام آپ بناتا ہے وہ کسی کا محتاج نہیں چاہے جماعت قلیل کو اپنی
قدرت سے جماعت کثیر پر غالب کر دے اور چاہے عکس اس کے اُس کو
سب قدرت ہے وہ اپنا کام آپ بے اعانت اور شرکت دوسرے کے بناتا
ہے مگر خیر اگر اُن کی رائے میں یہی ہے تو دو سو آدمی نوکر رکھ لیویں پھر ان
دونوں صاحبوں نے اُن لوگوں سے کہا کہ حضرت کی مرضی تو نہ تھی مگر تم لوگوں
کی خاطر سے آپ نے اجازت دو سو آدمیوں کی دی ہے پھر اُن سب نے اخوند
ظہور اللہ کو تجویز کیا اور حضرت علیہ الرحمۃ سے جا کر عرض کی کہ آپ اخوند
ظہور اللہ کو رخصت فرماویں کہ وہ اپنے وطن میں جا کر پردیسی لوگ پنجابی
وغیرہ نوکر رکھ لاویں آپ نے ان کو رخصت دی وہ اپنے وطن کو تشریف

لے گئے اور کوئی ڈیڑھ یا پونے دو مہینے کے بعد پاس اُن کی عرضی آئی،
خلاصہ مضمون اُس کے کا یہ تھا کہ میں نے موافق اجازت آپ کے دو سو
پنجابی سلمان چار چار روپے شرح کے یہاں نوکر رکھے ہیں جہاں کہیں ارشاد
ہو لے کر حاضر ہوں اس کے جواب میں آپ نے ان کو لکھا کہ تم ان کو لے کر
موضع کاٹ لنگ میں آؤ انشاء اللہ تعالیٰ ہم بھی وہیں آوینگے جب یہ
جواب اُن کے پاس پہنچا تب ان کو لے کر وہ کاٹلنگ میں آئے اور وہاں سے
آدمی بھیجا کہ موافق حکم آپ کے میں یہاں حاضر ہوں اور اُن کا دو ماہہ تنخواہ
چڑھی ہے سو یہ مانگتے ہیں کچھ خرچ آپ روانہ فرماویں کہ ان کو دیا جاوے
آپ نے بطور مدد خرچ کے دو دو روپے سراسم حساب سے بھیجے اور کہلا
بھیجا کہ جب تک ہم آویں تب تک تم وہیں پڑے رہو انشاء اللہ تعالیٰ چند
روز میں ہم بھی آتے ہیں اور ان دنوں وہاں عنایت اللہ خاں الاڈانڈ
والے اور اُن کے بھتیجے خیر اللہ خاں ہیبٹ خیل والے کے درمیان بابت زمین
کچھ تنازع تھا اور جانبین سے بندوقیں چلتی رہتی تھیں کبھی وہ اُن کی
زراعت تمام کاٹ جاتے اور کبھی یہ اُن کی اس رفع فساد کے لئے حضرت
علیہ الرحمۃ موضع ہیبٹ خیل کو خیر اللہ خاں کے مکان پر چند لوگوں سے
تشریف لے گئے اور رات بھر وہاں رہ کر اور خان موصوف کو باخوبی
دوسرے دن موضع الاڈانڈ میں عنایت اللہ خاں کو سمجھانے کو گئے
ان کو بھی باخوبی فہمائش کر کے درمیان دونوں کے صلح کرا دی

پھر وہاں سے خار میں تشریف لائے اور پنجتار کے چلنے کو تیاری کرنے
لگے پہلے یہ تجویز ٹھہری کہ بی بی صاحبہ معظمہ مکرمہ کو پنجتار میں پہنچادیں بعد
اس کے آپ کوچ فرماویں پھر بی بی صاحبہ کو پہنچانے کو چار آدمی مقرر
ہوئے میاں عبدالقیوم اور اُن کے بھائی کریم بخش اور نظام الدین اولیا اور
صبغۃ اللہ ولایتی کہ وہ بڑے حضرت کے معتقدوں اور معتبروں اور خادموں سے
تھے اور بی بی صاحبہ موصوفہ کے ساتھ دو عورتیں اور بھی تھیں ایک تو خمار زئی
نام جو اب تک بی بی صاحبہ کی خدمت بابرکت میں موجود ہے جس کو لوگ دائی
کہتے ہیں اور دوسری کوئی نیک بخت اور تھی پھر بی بی صاحبہ موصوفہ کو ٹٹو
پر سوار کرکے وہ چاروں صاحب بنیر کے رستہ سے پنجتار کو لے گئے اُس کے
کئی دن کے بعد میاں دین محمد صاحب کہ حضرت علیہ الرحمۃ نے ان کو ہندوستان
میں بھیجا تھا خار میں حضرت کے پاس آئے اور چند خطوط مجاہدین کے گھروں
سے اور کئی ہنڈیاں اور کچھ زر نقد لائے آپ اُس وقت دوپہر کو لیٹے تھے
میاں دین محمد کی خبر سُن کر جلد اُٹھے اور دیکھ کر ان کو بہت خوش ہوئے
اور لپٹ کر ملے اور خیر و عافیت مزاج کی پوچھی اور اُس وقت کھانا تیار
تھا منگوا کر کھلایا پھر جو کچھ وہ ہندوستان سے زر نقد اور کاغذ یا
ہنڈوی کے اور لوگوں کے خطوط لائے تھے آپ کو حوالہ کئے پھر اس وقت
وہاں سے ہم لوگوں میں آئے ملاقات کی اس میں مولانا محمد اسماعیل صاحب
علیہ الرحمۃ ملے اُن سے ملاقات کی اور بعد خیر و عافیت پوچھنے مزاج کے

ذکر کیا کہ یہ جو دو سپاہی کاٹلنگ میں آخوند ظہور اللہ صاحب کے پاس
ہیں یہ حضرت علیہ الرحمہ نے کیوں رکھے ہیں یہ صلاح آپ کو کس نے دی
تھی مولانا صاحب نے بیان کیا کہ فلانے فلانے صاحب اس امر کے باعث
ہوئے تھے بلکہ ایک اُن میں میں بھی تھا پھر حضرت سے کہا گیا آپ کی مرضی
شریف تو نہ تھی پھر آخوند ظہور اللہ صاحب اپنے وطن سے جاکر نوکر رکھوائے
یہ معاملہ اس صورت سے ہوا یہ تقریر سن کر میاں دین محمد صاحب نے مولانا
صاحب کو کچھ جواب نہ دیا پھر اسی دن بعد نماز مغرب کے حضرت علیہ الرحمہ کے
پاس گئے آپ نے کچھ حالات ہندوستان کے پوچھے اُنہوں نے بیان کئے اور
کہا کہ حضور میں کچھ اور بھی عرض کرنی ہے آپ نے فرمایا کیا عرض ہے اُنہوں
نے کہا کہ اب میرے جب میں پرسوں موضع کاٹلنگ میں آیا وہاں کے ایک شخص
نے مجکو بتایا کہ یہ غازیوں میں ہے اور کہا کہ تمہارے کچھ لوگ یہاں بھی اُترے
ہیں میں نے پوچھا کہاں اُترے ہیں اُس نے کہا یہاں مسجد میں میں اُس طرف
گیا آخوند ظہور اللہ صاحب مجکو دور سے دیکھ اٹھے اور میرے پاس آئے اور
کمال اشتیاق سے گلے لگ کر ملے اور مجکو وہاں سے مسجد میں لے گئے جہاں اُترے
تھے میں وہاں بیٹھا وہ مجھ سے باتیں کرنے لگے وہاں دو ایک نشان کھڑے تھے
اور لوگوں کا مجمع تھا میں نے پوچھا یہ کس کے لوگ ہیں اُنہوں نے مجکو وہاں
سے ایک گوشہ میں الگ بٹھا کر اور کہا کہ یہ لوگ حضرت کی اجازت سے میں نے

نوکر رکھے ہیں اور اُن کا دو ماہہ چڑھا ہے سو مانگتے ہیں اور نہایت
مجھکو تنگ کر رکھا ہے اور مجھسے کہا کہ تم کچھ ہندوستان سے لائے ہو میں
نے وہ دونوں ہمیانیاں اشرفیوں کی انگرکھے کے بند کھول کر دکھادیں
کہ ان میں تین سو اشرفیاں ہیں اور کہا کہ یہ میرے بازو پیر کی سپنڈیاں ہیں
اُنھوں نے کہا کہ کچھ اشرفیاں دو تو ان لوگوں سے میرا گلا خلاص ہو میں
نے کہا کہ تم خود جانتے ہو کہ میں بے اجازت حضرت کے اپنی طرف سے کچھ نہیں
کر سکتا اُنھوں نے کہا کہ اس امر حضرت تم کو کچھ نہ کہینگے میں نے کہا چار
پانچ منزل کا فاصلہ ہوتا تو بھی ایک بات تھی اب تو حضرت یہاں سے نزدیک
ہیں یہ بات مجھ سے نہ ہوگی مگر تم ان لوگوں کی دلجمعی کردو میں ان کی طرف
سے حضرت کے پاس وکالت کرونگا اور ان کا تصفیہ کرا دونگا اور یہی میں نے
ان لوگوں سے بھی کہا کہ تم خاطر جمع رکھو میرے جانے ہی کی دیر ہے انشاء
اللہ تعالیٰ تمہاری تنخواہ تم کو مل جاویگی پھر اس روز میں وہیں رہا صبح کو
وہاں سے میں درگئی میں آکر پیر خاں کے ڈیرے میں رہا اور آج آپ کی
خدمت میں آکر حاضر ہوا اور مقصود میرا اس عرض سے یہ ہے کہ جو اتنے
لوگ آپ نے نوکر رکھے ہیں تو کس پرگنہ کی جائداد پیر اور کون سے
ملک کی آمدنی پر رکھے ہیں دو ڈھائی ہزار روپے ان کی تنخواہ کے
چڑھ گئے ہیں اور ابھی تک ایک پیسہ کا بھی کام اُن سے نہیں نکلا اتنے
روپے اگر مجاہدین کی خوراک و پوشاک میں صرف ہوتے تو سات

آٹھ مہینے کے با خوبی فراغت ہوئی اب میرے نزدیک مناسب یہی معلوم
ہوتا ہے کہ ان کا جو کچھ چڑھا ہو ان کو دے کر جلد آپ برطرف کر دیں نہیں تو ہر
روز ان کی تنخواہ چڑھتی جاویگی اور آپ کو دینی پڑیگی اور آپکی دو طرح
کی باتیں ہوتی ہیں ایک تو الہامی اللہ تعالیٰ کی طرف سے اور دوسری طبعی
اپنی رائے سے اگر یہ نوکر رکھنا آپ کا اُسی الہامی قسم سے ہے تو میری توبہ ہے
میں اس میں کچھ دخل نہیں دے سکتا اس کو آپ ہی خوب سمجھتے ہیں اور جو دوسری
طرح کی ہے تو میری رائے ناقص میں یہ بات خلاف مصلحت کے معلوم ہوتی ہے
اور آپ بارہا ارشاد کر چکے ہیں کہ جو میں کام کروں اور تمہارے کسی صاحب کے
نزدیک نامناسب معلوم ہو وہ بے تکلف مجکو اطلاع کر دیا کرے پھر میں یا تو
اس کا جواب دے کر اُس کی تسلی کر دونگا یا میں اُس کام کو نہ کرونگا اور جن
امر میں جو کوئی جان بوجھ کر مجھ سے نہ کہیگا تو روز قیامت کے اُس کا دامن
گیر ہونگا سو میں صرف اس خوف سے آپ کی خدمت شریف میں گزارش
کرتا ہوں، آپنے فرمایا کہ تم نے خوب کیا اور یہ بات اس قسم کی نہیں ہے اس
امر میں اپنے غازیوں سے چند لوگوں نے آکر مجھ سے کہا کہ ان دنوں اپنے لشکر
سے بہت شخص ہندوستان کو مولوی محبوب علی صاحب کے جانے سے چلے گئے اگر
کچھ لوگ رکھ لیجئے تو لوگ لشکر میں زیادہ ہو جاوینگے ان کے کہنے سے میں نے
انکار کرنا مناسب نہ جانا اور کہا دو سو آدمی نوکر رکھ لئے جاویں اس
صورت سے یہ معاملہ ہوا اس وقت تم نے بہتر صلاح دی اب تم جا کر اپنے

لوگوں میں اس کا مشورہ کرو پھر جو کچھ مشورت میں ٹھہرے ہم سے آکر کہو
پھر میاں دین محمد صاحب آپ کے پاس سے اُٹھے اور مولانا محمد اسمٰعیل صاحب
کے پاس گئے اور وہ حال بیان کیا مولانا صاحب نے سید احمد علی صاحب اور
مولوی محمد حسن صاحب اور ارباب بہرام خاں اور قاضی احمد اللہ صاحب میرٹھی
اور منشی خواجہ محمد صاحب حسین پوری وغیرہم کو بلایا اور اُسی امر کی جو حضرت
نے فرمایا تھا مشورت کی آخر الامر ہر کسی کو رائے میاں دین محمد صاحب کی
پسند آئی کہ بالفعل ان روزوں یہی مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ان لوگوں کو
تنخواہ دے کر برطرف کردیں پھر آئندہ کو جیسا ہوگا ویسا دیکھ لیا جاویگا پھر
میاں دین محمد اور وہ سب حضرت علیہ الرحمۃ کے پاس گئے اور جو مشورت کر کے
ٹھہرایا تھا وہی آپ سے عرض کیا آپ نے فرمایا جو سب کی صلاح یوں ہی
ہے تو بہتر ہے ان کو تنخواہ دے کر رخصت کرنا چاہئے مگر اس طور سے کہ ہم
مل کر ان لوگوں کی تسلی کر کے اور اُن کا حق ان کو دے کر رخصت کریں
پھر جب حضرت امیر المومنین علیہ الرحمۃ خار سے کوچ کر کے پنجتار کو چلے اور موضع کاٹلنگ
میں داخل ہوئے اور آخوند ظہور اللہ صاحب سے ملے اور فرمایا کہ بالفعل ہماری
یہی اور بہت مجاہدین بھائیوں کی بھی یہی مرضی ہے کہ ان لوگوں کو ان کا حق
دے کر رخصت کردیں آخوند صاحب نے عرض کی کہ یہی بہتر ہے اور بالفعل
ان کی کچھ حاجت بھی نہیں ہے اور کوئی تین مہینے ان کے چڑھے ہیں پھر
آپ نے آخوند صاحب سے فرمایا کہ ان کے افسروں سے کہو کہ اپنے

اپنے لوگوں کو لیتے آویں اور اپنا حق لے کر رخصت ہوں پھر آخوند صاحب نے
اُن کے افسروں کو بلایا اور یہ حکم سنایا انہوں نے سب کو لاکر حاضر کیا اُس وقت
میاں دین محمد صاحب نے جاکر حضرت علیہ الرحمۃ کو اطلاع کی کہ سب موافق فرمانے
آپ کے حاضر ہیں، آپ نے فرمایا بہتر ہے منشی خواجہ محمد اور منشی محمدی کو لے جاؤ
کہ وہ ہر ایک کا چہرہ پڑھ کر بتاتے جاویں اور تم گن کر روپے دیتے جاؤ اور منشی
محمدی صاحب ہمارے لشکر میں بھائی محمدی کر کے مشہور رکھتے اور حضرت علیہ الرحمۃ
ان کو انصاری بھائی کہتے تھے اور سہ روان کے رہنے والے تھے اور حضرت علیہ الرحمۃ
کے بڑے مخلصوں اور نہایت معتقدوں اور کمال معتبروں اور معززوں سے تھے اور
پچیس چھبیس برس کی ان دنوں اُن کی عمر تھی پھر میاں دین محمد صاحب اور
دونوں منشیوں کو وہیں لے گئے اور وہ ہر ایک کی فرد پڑھ کر بتلاتے گئے اور میاں
دین محمد صاحب گن کر روپے دیتے گئے جب سب لوگ اپنا اپنا حق لے چکے تب
میاں دین محمد صاحب نے حضرت کو جاکر اطلاع کی کہ سب لوگ اپنی اپنی تنخواہ لے
چکے اب کوئی باقی نہیں رہا یہ سُن کر آپ نے فرمایا کہ ان سب صاحبوں کو یہاں ہمارے
پاس لاؤ پھر موافق ارشاد ہدایت بنیاد آپ کے میاں دین محمد صاحب ان کو
آپ کے حضور پر نور کرامت ظہور میں لائے آپ نے پوچھا کہ تم سب صاحب اپنا
اپنا حق تھا پا چکے سب نے عرض کی پا چکے پھر آپ نے ان کے سامنے ضد فضائل
جہاد فی سبیل اللہ کے بیان کئے کہ اس میں عند اللہ واسطے مجاہدین مخلصین کے
ایسا ایسا ثواب ہے اور واسطے شہید کے ایسے ایسے مراتب اور مدارج عالیہ

ہیں اور جو کوئی نوکر ہو کر جہاد فی سبیل اللہ کرتا ہے اور کفار اشرار کے ہاتھوں مارا
جاتا ہے کم درجہ کا وہ بھی شہید ہوتا ہے بہ نسبت اور موتوں کے اُس کی موت
بہتر ہوتی ہے مگر جو لوگ خالصاً لوجہ اللہ جہاد کرتے ہیں اور بمقابلہ کفار میں مارے
جاتے ہیں اُن کے درجۂ شہادت کو کوئی نہیں پہنچتا خالص اس کلام کا یہ ہے کہ
جو یہ غازی لوگ ہمارے ہمراہ خدا کے واسطے ہیں یہ ہر ایک اپنے اپنے گھر کے کھانے پینے
خوشحال تھے کوئی تو بیش قرار نوکری چھوڑ کر آئے ہیں اور کوئی اپنی جاگیر اور زراعت
اور کوئی پیشہ اور تجارت چھوڑ کر آئے ہیں اور یہاں ہمارے پاس صرف واسطے اللہ کے
رہتے ہیں اور فقر و فاقہ سہتے ہیں اور خوش و خرم راضی برضا صابر بقضا ہیں اگر اسی
طور تم صاحب بھی رہو جو کچھ ہمارے لوگ کھاویں پہنیں وہ تم کھاؤ پہنو تو اس
امر میں ہم حاضر ہیں اور جب اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے ہم کو کچھ اور کسی طور کی
فراغت دیگا ہم تم کو سوا اس کے اور بھی دینگے اور وہ تم کو تمہاری نوکری سے
زیادہ پڑیگا مگر اس کا ہم ابھی سے اقرار نہیں کرتے ہیں کہ کل کو کوئی ہم سے
دعویٰ کرے، احمد بیگ نام ایک مرزا پنجاب کے اُن میں سے بولے کہ میں واسطے
اللہ تعالیٰ کے حاضر ہوں اور آپ کے ساتھ رہونگا یہ بات سن کر اُن میں
سے تیس چالیس آدمی اور بھی بولے کہ ہم بھی خدا کے واسطے آپ کے ہمراہ
حاضر ہیں پھر جب آپ نے وہاں سے کوچ فرمایا وہ سب کے سب دو
سو آدمی آپ کے ہمراہ رکاب پنجتار تک آئے پھر وہ تیس چالیس آدمی
تو رہے اور باقی رفتہ رفتہ چند روز میں اپنے اپنے گھر کو روانہ ہوئے

حکایت سنا میں نے میاں دین محمد سے کہ وہ کہتے تھے کہ جب میں
ہندوستان سے جاتے جلتے موضع ڈہیری میں سید فیض اللہ کے مکان پر
پہنچا اور وہ موضع ملک چھچھ کا عین کنارے دریائے اباسین کے کچھ تھوڑے
فاصلہ سے واقع ہے اور وہ سید موصوف حضرت امیرالمومنین علیہ الرحمۃ کے
بڑے معتقدوں اور کمال مخلصوں سے تھے اُنھوں نے میری بہت سی مہمانداری
اور خدمتگزاری کی دوسرے دن میں نے اُن سے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی عنایات
بیغایات سے مجکو ساتھ خیر و عافیت کے یہاں آپ کے مکان تک پہونچایا
اب دریائے اباسین سے پار اتروا دو تو میں چلا جاؤں اُنھوں نے کہا کہ ابھی
چار روز تک ہم تم کو رخصت کرینگے ماندگی تمہاری خوب سی دفع ہوئے تب
تم کو اُتروا دینگے میں نے اُن سے کہا کہ میرا تو جا بہر یہاں رہنا دشوار ہے
اس لئے کہ عملداری سکھوں کی ہے مجکو صرف دریا ہی اُترنا ہے پھر کچھ ڈر نہیں اس
امر میں آپ سستی نہ کریں اُنھوں نے کہا کہ میں سستی تو نہیں کرتا ہوں مگر
بات یہ ہے کہ یہاں میرے پاس ہر قسم کے آدمی بھلے بُرے دوست دشمن
آتے ہیں اور تم کو وہ دیکھتے ہیں اور تمہارے آنے کی خبر سکھوں کو ہو گئی ہے
اور وہ سید بادشاہ کے لوگوں کی تلاش میں رہتے ہیں کہ پاویں تو لوٹ
لیویں اور قید کریں اور جبتک تم یہاں میرے مکان پر ہو اگر دو ہزار
سکھ چڑھ کر آویں تو یہ مجال نہیں کہ تم کو پکڑ لیجاویں اور تمہارے یہاں
سے باہر جانے کے بعد میرا قابو نہ رہیگا کہ جو میں ان کو روکوں سو تم اس
امر میں جلدی نہ کرو میں اپنی تدبیر سے تم کو دریا سے اُتروا دونگا جیسے چھپے ڈر

اُنھوں نے موضع نقارچی کے کئی ملاحوں کو بلوایا اور اس ملک میں ملاح لوگ
سب مسلمان ہوتے ہیں پھر ان سے اُنھوں نے کہا میری طرف اشارہ کر کے
کہ یہ بھائی ہندوستان سے آئے ہیں اور خار میں سید بادشاہ کے پاس جاوینگے
سو ان کو منارے تک پہنچانا ہے رات کو خواہ دن کو جس وقت تمہارا موقع
ہو ان کو پار اُتار دو اُنھوں نے کہا کہ جس وقت آپ فرماوینگے انشاء اللہ تعالیٰ
ہم اُن کو اُتار دینگے یہ کہہ کر وہ اپنی بستی کو گئے اس عرصہ میں تین آدمی تین شکلیں
لئے ہوئے وہیں سید فیض اللہ خاں کے مکان پر آئے اور سلام کر کے بیٹھے اور مجھ سے
پوچھا کہ ہندوستان سے تمہیں آئے ہو میں تو نہ بولا مگر سید فیض اللہ خاں صاحب
نے اُن سے پوچھا کہ تم کہاں سے آئے ہو اُنھوں نے کہا کہ ہم منارے سے آتے
ہیں ہم کو موتی اور سنتو مہاجنوں نے بھیجا ہے پوچھا کس لئے اُنھوں نے میری
طرف اشارہ کر کے کہا کہ یہ سید بادشاہ کے آدمی ہیں اُن کے لینے کو بھیجا ہے
پوچھا کہ موتی اور سنتو کو اُن کے آنے کی خبر پہنچائی اُنھوں نے کہا کہ خار سے
سید بادشاہ نے اپنا آدمی اُن کے پاس بھیجا تھا کہ فلانا ہمارا آدمی ڈھیری
ہندوستان سے آ کر اُترا ہے سو تم اپنے آدمی بھیج کر بحفاظت تمام دریا
سے اُتار کر اپنے پاس بلا لو اس لئے ہم آئے ہیں اُنھوں نے کہا کہ ہم کیونکر جانیں
کہ تم کو موتی اور سنتو نے بھیجا ہے اُنھوں نے اُن کی چھٹی اپنے پاس سے نکال
کر سید فیض اللہ خاں کو حوالہ کی اُس وقت میں نے کہا کہ اس چھٹی کے سوا اور
بھی کچھ پتا بتایا ہے ایک نے ان میں سے اٹھ کر میرا داہنا پنجا پکڑ لیا اور کہا
کہ یہ پتا ہے اور دوسرا پتہ یہ ہے کہ تمہارے سینہ پر دو داغ بھی ہیں میں نے

میں نے کہا بیشک دونوں پتے ٹھیک ہیں میرے اور اُن صاحبوں کے
درمیان خفیہ یہ بات ٹھہری تھی کہ میرے بھیجے ہوئے آدمی کا پتہ یہ ہے کہ
جب تم اس سے نشانی طلب کرو تو وہ تمہارا داہنا انگوٹھا پکڑتے اور انہوں
نے کہا کہ ہمارے آدمی کا یہ نشان ہے کہ تمہارا پہنچا پکڑ لے پھر ان تینوں
آدمیوں نے کہ وہ منارے کے ملاح تھے مجکو تو وہیں چھوڑا اور آپ چلے گئے
کچھ دیر میں اُن میں سے ایک آدمی میرے پاس آیا اور کہا کہ کمر باندھ کر چلو
جالا تیار ہے پھر میں کمر باندھ کر اور اپنا اسباب لے کر سید فیض اللہ خان صاحب
سے رخصت ہونے لگا اُنھوں نے کہا کہ دریا تک میں بھی تمہارے ساتھ چلونگا
وہاں رخصت ہو لینا میں نے کہا کہ آپ کیوں تکلیف کرینگے اب میں یہیں سے
رخصت ہونگا پھر اُنھوں نے اپنی بستی کے ایک ملک کو میرے ساتھ کر دیا
کہ دریا تک تم ان کو پہنچا آؤ پھر وہاں سے میں جیسے دریا پر جا کر پہنچا ایک
اور دوسرا آدمی ڈھیری سے دوڑا ہوا آیا کہ ہمارے یہاں کے کسی بنیے
نے جا کر تقارچی کے تھانے کے سکھوں کو خبر کر دی کہ جو سید بادشاہ کا
آدمی ڈھیری میں سید فیض اللہ خاں کے یہاں کئی دن سے اُترا تھا وہ
آج جاتا ہے یہ سن کر یہاں چار سکھ بندوقیں باندھے تمہاری فکر میں آتے
ہیں تم جلد پار اُتر جاؤ میں نے پیچھے پھر کر دیکھا تو فی الحقیقت یہاں چار
سکھ بندوقیں باندھے ہوئے دُور سے معلوم ہوئے کہ آتے ہیں میں جلد
جالے پر سوار ہوا اور وہ تینوں ملاح جالے کو پار لے چلے جب بیچ دریا میں

چالا گیا تب وہ سکھ دریا پر آکر کھڑے ہوئے ملاحوں نے کہا کہ اب کچھ
اندیشہ نہیں اللہ تعالی تم کو سلامت بچالایا اور وہاں وہ چلانے کو حکم
دینے لگے میں اپنے دل میں ڈرا کہ یہ کیا مجھکو ڈبا دینگے اور میں نے اُن سے
کہ تم یہ کیا کرتے ہو ایک نے اُن میں سے کہا کہ اللہ تعالی تم کو خطرہ
کی جگہ سے سلامت نکال لایا سو یہ خوشی کرتے ہیں اور اپنا حق مانگتے ہیں میں نے
کہا کہ پار چل کر مجھ سے اپنا حق لو جو کہو گے میں دونگا اُنھوں نے نہ مانا اور
کہا کہ ہم تو ابھی لینگے میرے پاس چھپا ہوا ایک رومال تھا اور ایک روپیہ
بھی اُس میں بندھا تھا میں نے ان کو دیا پھر انھوں نے خوش ہو کر چلانے
کو کنارے پر جا کر لگایا اور میں اُتر کر اُس پار گیا اور وضو کر کے وہاں دو
رکعت نماز شکرانہ کی میں نے پڑہی پھر وہاں کے یاروں دوستوں سے
ملاقات کرتا ہوا منارے میں موتی مہاجن کے گھر گیا میرے آنے کی خبر پا کر
سنتو بھی وہیں آگیا جو کچھ نقد اشرفیاں اور ہنڈیاں ہندوستان سے
میں لے گیا تھا اُن کے آگے دہریں اور کہا کہ اگر مناسب جانو تو ان کو
اپنے پاس رکھ لو اُنہوں نے کہا یہاں رکھنے کی کچھ ضرورت نہیں تم اپنے
ساتھ لیتے جانا پھر جیسا ہوگا دیکھا جاویگا پھر میں نے اُن سے پوچھا
کہ ڈیہری میں میرے آنے کی خبر تم کو کیونکر معلوم ہوئی جو میرے لینے کو
تم نے آدمی بھیجے اُنھوں نے کہا کہ سید بادشاہ کے آدمی نے ہم سے آکر
کہا تھا میں نے کہا کہ ان کو کیونکر خبر ہوئی اُنہوں نے کہا کہ یہ ہم نہیں
جانتے مگر اتنی بات وہ آدمی کہتا تھا کہ سید بادشاہ فرماتے تھے کہ دین محمد

کے ڈہیری میں آنے کی خبر مجکو میرے رب نے دی ہے پھر میں رات کو
وہاں رہا دوسرے دن وہاں سے طرف خار کے روانہ ہوا وہاں سے دو
کوس زیدہ ہے وہاں پہنچا وہاں کا خان جو اشرف خاں خدو خیل تھا اُس
سے ملاقات کی بڑا مروت والا چھوٹا بھائی لطف اللہ خاں کہ بڑا نیک بخت اور صاحب
مروت تھا میرے واسطے مرغ کڑہی اور خمیری روٹیاں لایا پھر میں کھانا
کھا کر وہاں سے روانہ ہوا لطف اللہ خاں میرے ساتھ موضع پنج پیر
تک کہ وہاں سے ۲ کوس ہے آیا دو بندوقچی میرے ہمراہ کر دیئے اور کہا کہ جب
ان کو رخصت کرنا تب اپنی رسید بھی ان کے ہاتھ بھیج دینا کہ مجکو تسلی ہو
میں نے کہا رسید لکھنے والا کہاں تلاش کرونگا رسید میری یہ ہے کہ جب تم
اُن سے رسید طلب کرو تو یہ تمہارا داہنا پہنچا پکڑ لیں کہا واہ بہت خوب
پتہ تم نے بتایا پھر میں بندوقچیوں کو لے کر آگے چلا وہاں سے کچھ دور
موضع کنڈا تھا وہاں جا کر دو بندوقچی اور لئے اور آگے چلا وہاں سے کئی
کئی کوس تک بیابان میدان تھا پھر اس روز جا کر میں موضع ڈاگئی میں رہا اگلے
دن وہاں سے چل کر موضع امان زئی کی گڑہی میں نصر اللہ خاں کے مکان
پر رہا جب صبح کو پہلی بستی کے دو بندوقچیوں نے مجھ سے رسید مانگی کہ اب ہم
چاروں یہاں سے رخصت ہوتے ہیں میں نے کہا کہ میرا لطف اللہ خاں سے سلام
کہنا اور جب وہ تم سے رسید مانگیں تب تم ان کا داہنا پہنچا پکڑ لینا یہی
رسید ہے پھر وہ چاروں وہاں سے پیچھے پلٹ گئے اور میں آگے چلا اُس

روز جا کر وقت ظہر کے موضع کاٹلنگ میں آخوند ظہور اللہ کے پاس میں
پہنچا پھر اور وہاں جو کچھ واقعہ گذرا وہ اوپر کی حکایت میں لکھا گیا ہے اس کے
اعادہ کی یہاں حاجت نہیں پھر اگلے روز وہاں سے چل کر موضع درگہی میں آیا
منارے سے یہاں تک جو بستیاں رستہ میں ملیں وہ سب ملک یسے کی ہیں پھر
اس کے اگلے دن وہاں سے خار کو روانہ ہوا درگہی کا جو پہاڑ ہے اُس پر چڑھ
کر اُس طرف میں اُترا وہاں اُتار میں ایک چھوٹا سا پانی کا چشمہ جاری تھا
وہاں جا کر بیٹھا وہاں سے خار صاف نظر آتا تھا میرے دل میں آیا کہ اس
چشمہ میں وضو کروں پھر میں وہاں بیٹھ کر وضو کرنے لگا اس عرصہ میں خار کی
طرف سے ایک اُسی ملک کا آدمی آیا اور میرے ہی قریب سلام علیک
کر کے وہ بھی بیٹھ گیا اور میری طرف خوب غور کر کے دیکھا اور مجھ سے پوچھا کہ
تم کہاں سے آئے ہو میں نے کہا زیدہ سے، یہ سن کر پھر وہ جدھر سے آیا
تھا ادھر کو روانہ ہوا میرے دل میں ایک خوف سا معلوم ہوا کہ اُس نے
میری طرف بغور دیکھا بھی اور پوچھا بھی کہ کہاں سے آتے ہو ایسا نہ ہو کہ
یہ راہزنوں سے ہو پھر میں اُسی جگہ کئی گھڑی تک بیٹھا رہا کہ اگر اور بھی
کوئی اُس کے ساتھ کا ہوگا تو وہ بھی معلوم ہو جاویگا پھر جب کوئی نظر
نہ آیا تب میں جلد خدا پر توکل کر کے وہاں سے خار کو روانہ ہوا اور جا کر
بخیر و عافیت حضرت علیہ الرحمۃ سے ملا اور مصافحہ اور معانقہ کیا آپ نے
پوچھا کیا پیدل ہی آئے ہو میں نے عرض کی کہ ہندوستان سے موضع
سربان تک کہ ملک چھچھ میں ہے ٹٹو پر آیا وہاں سے حمید خاں کابلی کو جو

میرا رفیق تھا ساٹھ اشرفی اور سات روپے اور چند تھان کپڑا اور گھوڑے کر بیتور کے رستہ سے روانہ کیا اور وہاں سے میں پیدل موضع ڈہیری میں سید فیض اللہ خاں صاحب کے مکان پر آیا اور وہاں کئی روز تک رہا دریا اُترنے کا موقع نہ ملا اُس وقت کئی شخص جو آپ کے پاس حاضر تھے وہ مجھ سے کہنے لگے کہ تمہارے آنے کی خبر ہم کو پہلے سے معلوم ہوئی تھی میں نے کہا کس کی زبانی، اُنھوں نے کہا حضرت علیہ الرحمۃ فرماتے تھے کہ مجکو الہام الٰہی سے خبر ہوئی کہ دین محمد موضع ڈہیری میں رُکے ہیں سو منارے میں کوئی آدمی موتی کے پاس بھیجو کہ وہ اپنا آدمی بھیج کر وہاں سے بلوالیں حضرت نے پوچھا کہ بھائی چپکے چپکے کیا باتیں کرتے ہو اُنہوں نے عرض کی کہ جو آپ اُس دن فرماتے تھے کہ دین محمد موضع ڈہیری میں رُکے ہیں وہی باتیں کرتے ہیں، آپ نے فرمایا کہ ہاں مجکو اللہ تعالٰی کی طرف سے الہام ہوا تھا اور ایک طالب العلم کو اُن کی خبر کے لئے ہم نے بھیجا تھا، اس کو یہ درگہی کے چشمہ پر ملے تھے مگر اُن سے ملاقات کر کے ہمارے پاس چلا آیا

حکایت حضرت امیر المومنین علیہ الرحمۃ خار میں کچھ کم یا زیادہ ایک سال رہے رمضان بھی وہیں ہوا اور عیدین بھی اور محرم بھی وہیں ہوا پھر وہاں سے تیاری پنجتار کے جانے کی کی، جناب بی بی صاحبہ معظمہ مکرمہ کو تو چند روز پیشتر سے چار آدمیوں کے ہمراہ روانہ کر دیا تھا اس کا حال آگے لکھا گیا ہے پھر آپ نے لشکر کو درگہی کے رستہ سے روانہ کیا کہ تم چل کر کاٹلنگ میں ٹھہرو پیچھے سے ہم بھی آتے ہیں، اور کوئی دو سو سوار و پیادہ اپنے ساتھ رکھ لئے پھر اُس روز

درگہی کا گھاٹا پار ہو کر لشکر ایک تالاب پر اُترا اور چند لوگ گھاٹے کے
نیچے ٹھہر گئے اس لئے کہ شیخ شبیر علی احمد حسین کے والد رہنے والے سیتاپور
ضلع عظیم آباد کے بہت روزوں سے بیمار تھے وہاں فوت ہوئے پھر وہیں پر
کوہ میں لوگ ان کو دفن کرکے اپنے لشکر میں آئے اور وقت ظہر کے لشکر والوں
نے اُسی تالاب میں وضو کیا درگہی کے رہنے والوں نے مولانا محمد اسمٰعیل صاحب
علیہ الرحمۃ سے کہا کہ اس تالاب کا پانی ناپاک ہے اور تمام آپ کے لشکر والوں
نے اس میں وضو کیا ہے اور اس تالاب کے پال پر فراش اور چنار وغیرہ
کے درخت بہت تھے سوانھیں درختوں کے پتوں سے پانی متغیر ہو گیا تھا مولانا
ممدوح اُن لوگوں کے ساتھ تالاب پر تشریف لے گئے اور اُس پانی کو ہاتھ
میں لیا کر اُس کا رنگ اور بو اور مزہ دریافت کیا اور اُن لوگوں سے کہا کہ
یہ پانی تو پاک ہے جو پانی نجاست پڑنے سے مبدل ہو جاتا ہے وہ البتہ ناپاک
ہوتا ہے اور یہ تو بسبب گرنے پتوں کے متغیر ہو گیا ہے کچھ مضائقہ نہیں مولانا صاحب
سے یہ بات سُن کر اُن لوگوں کے بھی دل کا وسوسہ جاتا رہا اور ہمارے لشکر والے
تو اس مسئلہ سے خبردار ہی تھے پھر عصر و مغرب اور عشا اور فجر کا اُسی تالاب میں
سب نے وضو کیا پھر صبح کو وہاں سے کوچ کرکے موضع لُوند خُوڑ میں آئے
اگلے روز وہاں سے کوچ کرکے موضع کاٹلنگ میں آخوند ظہور اللہ صاحب کے
پاس آئے اور حضرت علیہ الرحمۃ خار سے کوچ فرما کر الا ڈھنڈ میں عنایت اللہ
خان کے مکان پر آئے اگلے دن وہاں سے روانہ ہوئے پہاڑ کا گھاٹا اُتر
کر موضع بلئی میں آئے اُسی بستی سے شروع ملک سمہ کا ہے وہاں سے

لگئے دن موضع کاٹلنگ میں داخل ہوئے اور جو دو سو سپاہی نوکر آخوند ظہور اللہ صاحب کے پاس تھے اُن کی تنخواہ کا فیصلہ کیا جس کا حال اوپر کی حکایات میں لکھا گیا ہے پھر وہاں سے سب کو اپنے ہمراہ رکاب لے کر موضع چارگلی کو جانب چپ چھوڑ کر موضع یحییٰ میں آئے اگلے دن وہاں سے کوچ فرما کر موضع شیوہ میں آئے موضع مذکور کے ورے کوئی سوا سو قدم کے فاصلہ سے ایک جنگل زیتون کا تھا بسبب سایہ کے لشکر تو وہیں اُترا اور حضرت علیہ الرحمۃ کوئی دو سو آدمیوں سے بستی میں انند خاں اور مسکار خاں کے مکان پر تشریف لے گئے اور وہ دونوں بھائی حضرت امیر المومنینؒ کے بڑے معتقدوں اور کمال مخلصوں سے تھے اور وہی اُس بستی کے خان بھی تھے پھر اُنہوں نے اپنے یہاں ایک مقام کرایا اور موافق دستور اپنے ملک کے تمام لشکر کی دعوت کی پھر وہاں سے آپ نے پہر رات رہے سے کوچ کیا نماز صبح کی موضع سلیم خان میں آکر پڑھی کہ وہ موضع درۂ پنجتار کے منہ پر واقع ہے وہاں سے پنجتار کوئی دو کوس ہوگا پھر بعد فراغ نماز کے ادھر سے تو حضرت علیہ الرحمۃ مع لشکر چلے اور ادھر سے فتح خاں چند سوار لے کر واسطے استقبال آپ کے آیا ایک جگہ بیر کے درختوں کا باغ تھا وہاں آکر ملاقات کی اور وہاں سے آپ کو مع لشکر لے کر پنجتار میں آیا اور پنجتار کے شہر پناہ کے مشرق اور شمال کے کونے پر جو برج تھا اُس میں حضرت علیہ الرحمۃ اُترے مع جماعت خاص کے اور دوسرا برج جو شمال اور مغرب کے کونے پر تھا اُس میں آپ کا

باورچی خانہ اور تقسیم غلہ کا کوٹھا مقرر ہوا اور واسطے غلہ بانٹنے کے مولوی
عبدالوہاب لکھنوی کو جو شاہ یقین اللہ کے بیٹے تھے مقرر کیا سبب اُن کے مقرر
کرنے کا یہ ہوا کہ پیشتر ان کے میر امانت علی صاحب رہنے والے بیران ساڈہور
ضلع پٹیالہ کے غلہ بانٹتے تھے اور محمود لکھنوی اور میاں عبداللہ خریدتے تھے اور
وہ میر صاحب ممدوح بڑے پیرزادے خاندانی اور بڑے محتاط اور صاحب
تقویٰ تھے اور حضرت امیرالمومنین علیہ الرحمۃ کے نہایت معتقدوں اور کمال
مخلصوں سے تھے اس قدر ان کے مزاج وہاج میں احتیاط تھی کہ اکثر اوقات
اُن کو دیکھا کہ وہ غلہ تقسیم کرتے ہوتے اور کوئی بہلیہ دار اُن سے کہتا کہ
آج میرے بہلیہ میں ایک یا دو مہمان آئے ہیں اُن کا بھی غلہ دو تو وہ غلہ بانٹنا
موقوف کرکے وہاں سے حضرت کے پاس جاتے اور آپ سے اجازت لاتے
تب مہمانوں کے حصہ کا غلہ دیتے باوجودیکہ حضرت علیہ الرحمۃ کی طرف سے اُن
کو اس بات کی اول سے اجازت تھی آپ نے اُن سے فرمادیا تھا کہ یہ مال اللہ تعالیٰ
کا ہے اس کی خیرخواہی اور حفاظت جیسی مجھ پر ہے ایسی ہی تم پر جس کو جانو
کہ اس کا مستحق ہے مجھ سے بے پوچھے دیا کرو تم کو اس کی اجازت ہے مگر
تس پر بھی وہ اپنی احتیاط نہیں چھوڑتے لوگ تو غلہ لینے کو اپنے تھیلے لئے ہوئے
بیٹھے ہوتے اور وہ دو دو بار تین تین بار اجازت لینے جاتے لوگوں کو حرج ہوتی
تنگ ہو جاتے آخرش کئی بار اس کی شکایت حضرت سے جاکر کی پھر آپ نے
لوگوں سے فرمایا کہ واسطے اس کام کے اور کسی کو تجویز کرکے ہم سے کہو پھر

لوگوں نے آپس میں مشورت کر کے کئی شخصوں کو تجویز کیا اُن میں
ایک مولوی عبدالوہاب صاحب کو بھی تجویز کیا اور وہ مولوی صاحب بڑے
پرہیز گار اور پرہیزگار اور سلیم المزاج اور نیک کردار اور حضرت علیہ الرحمہ
کے نہایت معتقدوں اور مخلصوں سے تھے پھر لوگوں نے جن کو جن کو تجویز
کیا تھا آپ کی خدمت فیضدرجت میں جاکر عرض کیا آپ نے مولوی عبدالوہاب
صاحب کو پسند کیا اور اُن کو بلوایا اور وہ مولوی صاحب روزوں سے
بیمار اور دائم المرض تھے اور نہایت لاغر اور چہرہ زرد تھے اور اُسی حالت
بیماری میں قرآن مجید بھی حفظ کرتے تھے حضرت نے اُن سے فرمایا کہ ہم نے
آج سے تم کو میر امانت علی صاحب کے عہدے پر قائم کیا تھی لوگوں کو غلہ اور
ہر ما التقسیم کیا کرو اُنھوں نے عرض کیا کہ میں حاضر ہوں مگر کئی عارضوں میں گرفتار
ہوں اور اسی حال میں تھوڑا تھوڑا قرآن مجید بھی حفظ کرتا ہوں اور جو آپ فرماتے
ہیں یہ محنت کا کار ہے اس کے واسطے طاقت اور تندرستی چاہیئے یہ عذر سُن کر
کچھ دیر آپ نے سکوت کیا پھر فرمایا مولوی صاحب تم بسم اللہ کر کے مسلمان
بھائیوں کی خدمت میں کمر باندھو ہم تمہارے واسطے دعا کرینگے انشاء اللہ تعالیٰ
سب عارضے تمہارے جاتے رہینگے اور طاقت اور توانائی بھی آجاویگی
اور اسی خدمت عظمیٰ کے کرنے میں تم کو قرآن شریف بھی حفظ ہو جاویگا یہ
بشارت فیض اشارت زبان ہدایت ترجمان حضرت علیہ الرحمۃ کی سے سُن
کر سُن کر خوش ہوئے اور اسی روز سے غلہ لوگوں کو بانٹنے لگے اور تمام

لوگ اُن سے راضی تھے اور حضرت سے اُن کی خوبیاں بیان کرتے تھے پھر
چند روز میں اسی خدمت کے اندر حضرت علیہ الرحمۃ کی دعا کی برکت سے تمام
امراض ان کے اللہ تعالیٰ نے دُور کر دیئے اور خوب صحیح وسالم موٹے تازے طاقتور
ہو گئے اور اسی خدمت عظمیٰ کے اندر قرآن مجید بھی ان کو تمام وکمال حفظ ہو گیا،
ایک روز حضرت علیہ الرحمۃ خوش ہو کر فرمانے لگے کہ مولوی صاحب اب تو اللہ
تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے تم کو خوب تندرست اور توانا کر دیا اور
قرآن مجید بھی تم کو یاد ہو گیا اُنھوں نے عرض کیا کہ ہاں اللہ تعالیٰ نے
آپ کی دعا کی برکت سے دونوں مرادیں پوری کر دیں اب میرے واسطے آپ
دعا کریں کہ قرآن شریف میرا پختہ ہو جاوے اور میری آرزو ہے کہ ایک بار
میں قرآن مجید تراویح میں اول سے آخر تک آپ کو سُنا دوں آپ نے
فرمایا کہ بہت خوب ہم دعا کرینگے اور اب انشاءاللہ تعالیٰ قرآن شریف
تم نہ بھولوگے یہ تو اللہ تعالیٰ نے گویا تم کو مزدوری میں عنایت کیا ہے جو
خالصاً للہ تم مسلمان بھائیوں کی خدمت کرتے ہو اور مولوی عبدالوہاب صاحب
کا ہر روز یہ معمول تھا کہ قرآن شریف پڑھتے جاتے تھے اور غلہ یا آٹا لوگوں
کو تقسیم کرتے جاتے تھے اور بیس بیس تیس تیس آدمیوں کا آٹا یا غلہ ایک شخص
کو بعضے وقت دیتے اور زبان سے نہ گنتے مگر کبھی کسی کے غلہ یا آٹے میں کمی بیشی
نہ ہوتی ایسی مہارت ان کو ہو گئی تھی اور وہ مولوی صاحب ایسے سلیم الطبع اور
بردبار اور بے شر تھے کہ ایک روز آٹا تقسیم کر رہے تھے اور میر امام علی
عظیم آبادی نو وارد کہ بڑے قوی اور جسیم تھے آٹا لینے کو آئے اور آٹا وار

سے تقسیم ہوتا تھا یعنی جو پہلے آتا وہ پہلے پاتا اور جو پیچھے آتا وہ پیچھے
پاتا اور وہ پہلے مانگنے لگے مولوی صاحب نے کہا کہ تمہارا بھی وار چلا آتا
ہے ٹھہر جاؤ تم کو بھی ملیگا اس میں وہ جلدی کرنے لگے اُنھوں نے نہ مانا
آخر کو یہ نوبت آئی کہ انھوں نے مولوی صاحب کو دھکا دیا وہ آٹے کی طرف
جھک گئے بلکہ گر پڑے وہاں قندھاری لوگ بھی آٹا لینے کو بیٹھے تھے ان کو برا معلوم
ہوا سب مل کر میر امام علی کے مارنے پر تیار ہوئے یہ دیکھ کر مولوی صاحب قندھاریوں
سے لڑنے لگے کہ وہ ہمارا بھائی ہے دھکا دیا تو ہم کو دیا تم سے کیا کام وہ سب نادم
ہو کر چپ ہو رہے پھر مولوی صاحب نے اُن کو آٹا دیا وہ اپنے ڈیرے کو گئے
یہ حال لوگوں نے جا کر حضرت علیہ الرحمۃ سے کہا جب اُس دن مولوی صاحب رات
کو حضرت کے پاس گئے آپ نے پوچھا کہ مولوی صاحب آج میر امام علی نے تم سے
کیا قصہ کیا اُنھوں نے کہا کہ میرے نزدیک تو اُنھوں نے کچھ نہیں قصہ کیا وہ تو بڑے
نیک بخت آدمی ہیں اس وقت وہ آٹا لینے آئے اور مجھ سے مانگا اُس وقت ان کا وار
نہ تھا اُنہوں نے جلدی کی اس میں انکا دھکا میرے لگ گیا اور تو کچھ نہیں تھا
حضرت یہ بات سن کر خاموش ہو رہے یہ خبر کسی نے میر امام علی کو پہنچائی کہ مولوی
عبد الوہاب صاحب نے تمہارے مقدمہ میں اس وقت حضرت علیہ الرحمۃ سے ایسا
ایسا کلام کیا وہ اپنے دل میں اس حرکت سے بہت نادم ہوئے اور اُسی وقت
حضرت کے سامنے آکر مولوی عبد الوہاب صاحب سے اپنی خطا معاف کرائی اور مصافحہ کیا
اور ملے پھر کئی سال کے بعد جب حضرت امیر المومنین علیہ الرحمۃ موضع راج دواری

میں رگئے وہ بستی ملک ندمیاڑ میں ہے اور وہیں رمضان شریف ہوا اور وہیں مولوی عبدالوہاب صاحب نے تراویح میں حضرت علیہ الرحمۃ کو قرآن شریف سنایا اور بعد اس کے ماہ ذیقعدہ کی چوبیس تاریخ کو خنگ بالاکوٹ میں شہید ہوئے انا للہ وانا الیہ راجعون یہاں تک تو مولوی عبدالوہاب صاحب کا بیان ہو چکا اب یہاں سے باقی لشکر کے ڈیرہ کرنے کا حال بیان کرتا ہوں کہ جس برج میں حضرت علیہ الرحمۃ کا باورچی خانہ تھا اُس کے جنوب کی جانب فتح خاں کا حجرہ تھا اُس میں شیخ ولی محمد صاحب نے مع جماعت ڈیرہ کیا اور شیخ صاحب کا دریبان ملک میاں دو آب کے محلت میں مکان ہے اور حضرت کے بڑے معتقدوں اور مخلصوں سے ہیں اور بعد حضرت علیہ الرحمۃ کے تمام کاروبار لشکر مجاہدین نصرت قرین کا اُن کے ذمے رہا اور جو کوشش اور جانفشانی جہاد فی سبیل اللہ میں اُن سے ظہور میں آئی اظہر من الشمس ہے کچھ حاجت بیان کی نہیں اور وہاں پنجتار میں اُن روزوں حضرت علیہ الرحمۃ کی اجازت سے تمام کاروبار اور کل اختیار حضرت کے توشک خانے کا انھیں کے ذمے تھا اور شیخ صاحب ممدوح کے پیشتر سفر دہلی سے یہ تمام کاروبار ذمے مولوی محمد یوسف صاحب مرحوم ومغفور کے تھا۔ مولوی صاحب بھی پھلت کے رہنے والے تھے اور حضرت علیہ الرحمۃ کے کمال معتقدوں اور نہایت مخلصوں سے تھے اور جو کچھ حق فرماں برداری اور خدمتگزاری حضرت علیہ الرحمۃ کا اُن سے ادا ہوا دوسرا شخص تو اس رتبے کا میرے خیال میں نہیں آتا آگے اس کا علم اللہ تعالیٰ کو ہے اور مولوی صاحب مرحوم کے زمانے میں بھی شیخ ولی محمد صاحب اکثر کاروبار بطور پیشکار کے کرتے تھے جب مولوی صاحب

ممدوح انتقال فرماگئے تب تمام یہ کاروبار اُنہیں کے ذمے ہوا اور اُس حجرہ
کے جنوب کی طرف دو حجرے مسجد کے تھے ایک اُن میں جو طرف مشرق کے
تھا اُس میں منشی خانہ مقرر ہوا اور اُس میں میر منشی قاضی احمداللہ صاحب میرٹھی
قاضی حیات بخش صاحب کے بیٹے تھے اور وہ بڑے عالم دیندار اور پرہیزگار
اور حافظ قرآن اور حضرت علیہ الرحمۃ کے کمال معتقد اور نہایت مخلص اور مطیع
تھے اور وہ مع اپنے والد ماجد کے ہمراہ حضرت امیرالمومنین علیہ الرحمۃ کے سفر حج میں
بھی شریک تھے اور لشکر میں نماز جمعہ اور نماز عیدین وہی پڑھاتے تھے اور خطبہ
بھی وہی پڑھتے تھے اور کبھی کبھی نماز پنجگانہ سے بھی وہی پڑھاتے تھے اور دوسرے
حجرے میں جو طرف مغرب کے تھا اُس میں پیر خاں صاحب موراسٔ والے مع
جماعت اپنی کے اُترے اور وہ خان موصوف فن سپہ گری میں بڑے چست و
چالاک اور شجاع اور دلاور تھے اور حضرت علیہ الرحمۃ کے بڑے معتقدوں اور
مخلصوں اور مطیع تھے اور اس مسجد مذکور کی جانب جنوب جو برج تھا اُس
میں مولوی سید مظہر علی صاحب عظیم آبادی مع اپنی جماعت کے فروکش ہوئے
اور وہ مولوی صاحب بھی بڑے عالم اور متقی اور ذکی الطبع اور شجاع اور صاحب
اخلاق حمیدہ اور اوصاف پسندیدہ اور حضرت علیہ الرحمۃ کے کمال معتقد اور
مخلص صادق اور محب راسخ تھے اور برج جنوب اور مشرق کے کونے پر
پر تھا اُس میں مع اپنی جماعت کے حضرت مولانا محمد اسمعیل علیہ الرحمۃ اترے
اور مولانا صاحب ممدوح کے اوصاف حمیدہ اور اخلاق پسندیدہ تمام

ملک ہند اور سندھ اور ولایت افغانستان اور خراسان وغیرہ میں اظہر
من الشمس و ابین من الامس ہیں حاجت بیان کی نہیں کہ ایسا عالم باعمل
فاضل بے بدل صاحب اخلاق شہرۂ آفاق المعی زمان لوذعی دوران واقف
علوم معقول ومنقول کاشف دقائق فروع واصول رافع اعلام توحید و
سنت قامع بنیان شرک وبدعت فتوت کردار شجاعت شعار اس
وقت میں تو ہم نے کسی ملک میں نہیں سنا اور دیکھنا تو کیا اور جو پنجتار کی
فصیل کا دروازہ جانب مشرق تھا اس کے متصل مسجد اور ایک حجرہ تھا
اُس میں مولوی احمد اللہ صاحب ناگپوری مولانا عبد الحئی صاحب کے بھائی
جو دوسری ماں سے تھے چند آدمیوں سے اُترے اور وہ مولوی صاحب
بڑے سپاہی دلاور جرار نامدار اور بڑے دیندار اور پرہیزگار اور حضرت
امیر المومنین علیہ الرحمۃ کے نہایت معتقدوں اور کمال مخلصوں سے تھے اور جو
برج حضرت علیہ الرحمۃ کا تھا اُس کے متصل جانب مغرب مولوی وارث علی صاحب
بنگالوی ساتھ اپنے قبیلہ کے اُترے اور وہ مولوی صاحب بھی بڑے عالم باعمل
اور صوفی بے بدل دیندار پرہیزگار ذکی الطبع اور حضرت علیہ الرحمۃ کے کمال مخلص
اور معتقد اور صحبت یافتہ اور خلفائے نامی سے تھے اور جب بعد لڑائی بالا کوٹ
کے وہ اپنے وطن شریف میں تشریف لائے ان کی ذات بابرکات سے اللہ تعالیٰ
نے بیشمار لوگوں کو ہدایت نصیب کی اور علم باطنی سے بہرہ یاب کیا اور اُن
کے جانب مغرب ملے ہوئے سید احمد علی صاحب اور سید ابو محمد صاحب اور دادا سید ابو الحسن صاحب اور سید

موسیٰ صاحب فرزند ارجمند سید حمد علی صاحب ممدوح کے ساتھ اپنے رفیقوں کے حجروں میں فروکش ہوئے اور یہ سب حضرت علیہ الرحمۃ کے قریبوں میں تھے اور صفات حمیدہ اور خصائل پسندیدہ میں سے ایک سے ایک اعلیٰ اور افضل اور اوحد اور اکمل تھے اور اس حجرے کی جانب جنوب جو مکان تھا اُس میں امان اللہ خاں صاحب لکھنوی کہ حضرت کا توشہ خانہ اُن کے حوالہ تھا اُترے اور وہ خاں صاحب حضرت علیہ الرحمۃ کے کمال معتقد اور مخلص اور مطیع تھے اور فن سپہ گری میں یگانہ اور مستثنائے زمانہ تھے اور اُن کے مشرق اور جنوب کے کونے میں حافظ جانی اور حافظ مانی صاحب پانی پتی ساتھ اپنے بہلے کے اُترے اور یہ دونوں صاحب کمال دیندار اور متقی و پرہیزگار اور حضرت کے مطیع فرمان بردار اور مخلص جان نثار تھے اور اُن کی جانب مشرق قاضی حبایت اللہ صاحب اور قاضی برہان الدین صاحب اور شیخ عبدالوہاب صاحب یہ تینوں قاضی بہلے والوں کے اُترے اور ان میں بہلہ دار قاضی برہان الدین صاحب تھے اور یہ تینوں صاحب بڑے دیندار اور متقی و پرہیزگار اور عاقل و ہوشیار تھے اور حضرت کے نہایت معتقد اور فرماں بردار تھے اور حضرت علیہ الرحمۃ کا جو برج تھا جس میں بی بی صاحبہ معظمہ مکرمہ فروکش تھیں اُس کے آگے ایک وسیع میدان تھا وہیں حضرت علیہ الرحمۃ کا پلنگ بچھا تھا جہیر میں اُس پلنگ شریف کے گرد شیخ عبدالحکیم صاحب پھلتی اور سید اسمعیل صاحب رائے بریلوی دونوں خاص جماعت کے بہلہ دار اپنے بہلے ساتھ لئے بہلے کے اُترے اور یہ دونوں صاحب بڑے شجاع اور طاقتور اور بہادر تھے اور حضرت علیہ الرحمۃ کے نہایت معتقد صادق

اور مخلص بے ریا اور یار جان نثار اور محب راست کردار اور خیر خواہ فرماں بردار
تھے اور دیداری و پرہیز گاری میں یگانہ اور دانش و ہوشیاری میں یکتائے
زمانہ تھے اور حضرت علیہ الرحمۃ کے نزدیک بڑے معزز و ممتاز اور ہمدم و
ہمراز تھے جو صاحب اندر شہر پیاہ کے اُترے تھے ان کا تو بیان ہو چکا
اب آگے اُن کا مذکور ہے جو صاحب فصیل کے متصل باہر اُترے تھے قریب
برج حضرت امیر المومنین علیہ الرحمۃ کے ابراہیم خاں خیر آبادی اور اُن کے بھائی
امام خاں ساتھ اپنے بہلیہ کے اُترے اور ابراہیم خاں کارخانۂ جہاد کے پیشتر
سے حضرت علیہ الرحمۃ کے بڑے معتقد اور مخلص صادق تھے اور حضرت کے نزدیک بڑے
صاحب اعتبار اور معزز اور ممتاز اور پرہیز گار اور امانت دار تھے اور یہ چھ بھائی
تھے اور ان کے بڑے بھائی گوہر خاں تھے وہ تکیہ شریفہ سے واسطے ہجرت کے
اپنے اہل و عیال کے لینے خیر آباد کو گئے تھے قضائے الٰہی سے وہیں فوت ہوئے اور
باقی ابراہیم خاں اور امام خاں اور احمد خاں اور ارادت خاں اور اُن کے
والد بختار میں سب موجود تھے اُن میں سے امام خاں تو عشرہ کی لڑائی میں شہید
ہوئے اور محمد خاں موضع پھولڑی کی لڑائی میں ہمراہ سید احمد علی صاحب کے
شہید ہوئے اور احمد خاں اور ارادت خاں بیمار ہو کر مرے اور والد ان کے جنگ
بالاکوٹ میں شہید ہوئے اور ابراہیم خاں بعد جنگ بالاکوٹ کے کئی سال کاروبار
جہاد میں ہمراہ شیخ ولی محمد صاحب کے رہے پھر وہاں سے آ کر بلدۂ اسلام
ٹونک میں ہمارے آقائے نامدار دولتمدار حضور پر نور دام اقبالہ کی سرکار
فیض آثار میں کئی برس نوکر رہے جب جناب عالیہ والدہ ماجدہ معظمہ مکرمہ ہمارے

حضور پرنور کے واسطے ادائے حج بیت اللہ کے تشریف لے گئیں وہ بھی
ہمراہ گئے اس سفر با ظفر میں ابراہیم خاں فوت ہوئے انا للہ وانا الیہ راجعون
اور یہ سب بھائی ابراہیم خاں کے اور اُن کے والد ماجد بڑے حضرت علیہ الرحمۃ
اور معتقد اور مطیع تھے اور سپہ گری میں بڑے چالاک اور ہوشیار اور شجاع
و جیدار تھے اور اُن کے ڈیرے کے متصل جانب جنوب شیخ حسن علی صاحب اللہ
تعالٰی ساتھ اپنے بیٹے کے اُترے اور یہ شیخ صاحب حضرت امیر المومنین علیہ الرحمۃ
کے کمال معتقد اور مخلص صادق اور محب راسخ ہیں اور شیخ صاحب کے پیچھے سے
جو اُن کے بھائی شیخ عبد العزیز صاحب سلمہ اللہ تعالٰی اور شیخ عبد الرحمن
صاحب مرحوم اپنے گھر کا مال و متاع زیور وغیرہ فروخت کر کے زرِ نقد لے
گئے تھے شیخ صاحب موصوف نے وہ سب حضرت علیہ الرحمۃ کی نذر کیا اور
شیخ صاحب کی وہاں یہ عادت اول سے تھی کہ جس غازی بھائی کو حاجتمند
خرچ کا دیکھتے تو اکثر اوقات کچھ نقد دیدیا کرتے تھے چنانچہ اب تک اس
بلدۂ اسلام ٹونک میں بھی للّٰہیت اور خدا ترسی طبیعت میں موجود ہے اور اُسی
طرح سے خواہ للّٰہ فی اللہ خواہ بطور حسنہ وغیرہ لوگوں کو دیا کرتے ہیں اس
عادت شریف اُن کی سے حضرت علیہ الرحمۃ بھی واقف تھے اس سبب سے حضرت
نے وہ زرِ نقد جو انھوں نے نذر کیا تھا آپ نے انھیں کو سپرد کیا اور فرمایا
کہ جس طور سے تم لوگوں کی للّٰہ فی اللہ روپے پیسے سے خدمت کرتے ہو اس کو
بھی اس میں صرف کرنا اور موقع بے موقع تم خود سمجھتے ہو اس امر میں آپ کو

۱۳۴۵

کچھ ہماری تعلیم کی حاجت نہیں اور یہ شیخ صاحب چھ بھائی تھے ایک
حاجی پیر محمد صاحب اور دوسرے عبدالرحمن تیسرے عبدالعزیز چوتھے اور
عبدالباقی پانچویں عبدالصمد اور چھٹے آپ اور ایک برادر زادے عبدالقادر
تھے سو حاجی پیر محمد اور عبدالصمد صاحب جناب بی بی صاحبہ معظمہ مکرمہ کے ہمراہ
ملک سندھ میں تھے اور وہیں فوت ہوئے اور عبدالقادر اُن کے بھتیجے بھی سندھ میں
فوت ہوئے اور شیخ عبدالرحمن علیہ الاسلام ٹونک میں فوت ہوئے اور شیخ
عبدالعزیز اور شیخ عبدالباقی اور شیخ حسن علی اب یہاں موجود ہیں اور اُن کے
متصل صوفی نور محمد صاحب بنگالوی ساتھ اپنے بھیلے کے اُترے اور وہ صوفی
بھی حضرت علیہ الرحمۃ کے بڑے معتقد صادق اور مخلص بے ریا اور دیندار پرہیزگار
تھے اور اپنے وطن سے جو کچھ زر نقد اور اسباب لائے تھے سب حضرت کی پیشکش
کیا مگر کچھ حضرت علیہ الرحمۃ نے آپ ہی کو اس میں سے بقدر ضرورت واسطے خرچ
کے عنایت فرمایا اور باقی بیت المال میں داخل کیا اور صوفی صاحب کے متصل مولوی خیرالدین
صاحب شیرکوٹی سلمہ اللہ تعالیٰ ساتھ اپنے بھیلے کے اُترے اور مولوی صاحب موصوف
بڑے عاقل صاحب تدبیر اور خوش اخلاق میں بے نظیر اور بڑے امانت دار راست گفتار
اور نہایت حلیم الطبع اور بردبار اور بڑے بہادر فتوت شعار ہیں اور حضرت علیہ الرحمۃ
کے کمال مطیع فرماں بردار تھے اور آپ کے نزدیک بڑے لئیق اور صاحب اعتبار
تھے اور جہاد فی سبیل اللہ میں حضرت نے بڑے بڑے کام اُن سے لئے ہیں جب
حضرت علیہ الرحمۃ نے سردار یار محمد خاں درانی کی لڑائی ماری اور وہاں سے
چھ ضرب توپ اور سترہ ضرب شاہین مع سترہ راس شتر لائے تب اُس

مولوی خیرالدین

توپخانہ کا کاروبار آپ نے انھیں کو سپرد کیا پھر بعد چندمدت کے آپ نے انتظام توپخانہ کا مولوی احمداللہ صاحب ناگپوری کو سونپا اور اُن کو قاضی کیا چندمدت آپ نے یہ کام لیا پھر جب پایندخاں تنولی کی لڑائی ماری اور گڑہی موضع چیربانی کی ہاتھ آئی اُس وقت مولوی صاحب کو وہاں کا قلعدار کیا وہاں کا انتظام باخوبی موافق مرضی شریف حضرت علیہ الرحمۃ انہوں نے کیا اور سب لوگ وہاں کے اُن سے راضی وخوشنود رہے کبھی کوئی نالش اور شکایت اُن کی حضرت علیہ الرحمۃ کے پاس نہ آئی پھر اس کے بعد جب سردار سلطان محمدخاں درانی حضرت علیہ الرحمۃ پر فوج کشی کرکے قریب ملک سمی کے آیا اُس وقت آپ نے حافظ مصطفےٰ کاندہیے والے کو چیربائی کا قلعدار کیا اور مولوی صاحب کو اپنے ہمراہ لیا اور واسطے مقابلہ سردار مذکور کے غازیوں کو لے کر طرف سمی کے کوچ فرمایا پھر جب اس مہم سے فارغ ہوکر ادہر مراجعت فرماکر امان زئی کی گڑہی میں تشریف لائے اور ملک سمی والوں نے عشر دینا قبول کیا اور کئی تحصیلدار عشر کے آپ نے جابجا روانہ فرمائے اُس وقت مولوی صاحب ممدوح کو ضلع لونڈخر کا تحصیلدار کرکے بھیجا اور سمی والوں نے غازیوں کو دغا سے قتل کیا اور حضرت علیہ الرحمۃ مع لشکر مجاہدین بفرت قرین سمی سے ہجرت کرکے طرف درۂ ندبیار کے کوچ کیا اور موضع راج دواری میں جاکر اُترے اس وقت آپنے کوئی پانسو غازیوں کا امیر کرکے مظفرآباد کو رخصت فرمایا اس کے سوا اور بہی بہت کام جرأت اور بہادری کے مولوی صاحب موصوف سے ظہور میں آئے وہ سب اپنی اپنی

جگہ پر مذکور ہونگے انشاء اللہ تعالیٰ اور یہاں پر عبارت کو طول دینا منظور
نہیں اسی پر اختصار کیا اور مولوی صاحب ممدوح کے متصل شیخ صلاح الدین
صاحب پھلتی مولانا عبد الحی صاحب کے خسر پوری کی جماعت خاص کے پہلہ دار تھے
ساتھ اپنے پہلے کے اُترے اور وہ شیخ صاحب موصوف حضرت علیہ الرحمہ کے
کمال معتقد اور نہایت مخلص اور بڑے مطیع تھے اور بڑے دیندار اور پرہیزگار
تھے اور حضرت کی اطاعت کے باب میں کامل اور ثابت قدم تھے مولوی محمد یوسف
صاحب کے اگر تھے تو یہی تھے جب پنجتار میں اُن کی وفات ہوئی حضرت
امیر المومنین علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ شیخ صلاح الدین صاحب ہمارے لشکر کے
قطب تھے اور حاجی زین العابدین خاں صاحب رامپوری ساتھ اپنے رفیقوں
اور چند قندھاریوں وغیرہ کے موضع قاسم خیل میں کہ جانب شمال قریب پنجتار
کے ہے اُترے اور وہ حاجی صاحب ممدوح بڑے حضرت علیہ الرحمہ کے قدیم معتقد
اور بڑے مخلص بے ریا تھے اور بڑے عابد زاہد صاحب باطن اور صاحب تاثیر اور
بڑے دیندار اور پرہیزگار تھے اور ہندوستان میں اُن کی ذات بابرکات
سے لوگوں کو بہت ہدایت ہوئی اور خصوصاً ملک بنگالہ اور شہر کلکتہ میں بیشمار
لوگ اُن کے فیض باطنی سے مستفید ہوئے اور پنجتار سے جانب مغرب تھوڑے
فاصلہ سے چند درخت شیشم کے تھے ایک نالہ پر اور اُس نالہ میں پانی بھی
جاری تھا اور وہیں نماز جمعہ بھی ہوتی تھی اُن درختوں کے سایہ میں مرزا
احمد بیگ پنجابی ساتھ اپنے لوگوں کے اُترے اور وہیں چھاؤنی ڈالی اور

حضرت علیہ الرحمۃ کی رفاقت میں جنگ بالاکوٹ تک ساتھ اپنے لوگوں کے
رہے اور مرزا صاحب ممدوح سے ایک بندوق کی زد پر موضع گرگشتی
طرف جنوب کے ہے وہاں حاجی حمزہ علی خاں صاحب قباری کے ساتھ لئے
رفیقوں کے اُترے اور وہ حاجی صاحب ممدوح پر فتوح حضرت علیہ الرحمۃ
کے نہایت مخلص اور کمال معتقد صادق تھے اور بڑے عابد و زاہد صاحب تاثیر
تھے اور فن سپہ گری اور نیزہ بازی میں بے نظیر تھے اور جب عبدالحمید خاں صاحب
رسالدار رامپوری جنگ میار میں زخمی ہوئے اور وہاں سے پنجتار کو آئے
تب حضرت علیہ الرحمۃ نے ان کی جگہ حاجی حمزہ علی خاں صاحب ممدوح کو رسالدار
کیا اور اُن کے جنوب طرف اُسی بستی میں مولوی نصیرالدین صاحب منگلوری
ساتھ اپنے بھیلہ کے اُترے اور وہ مولوی صاحب موصوف بھی حضرت
علیہ الرحمۃ کے بڑے معتقدوں اور مخلصوں اور مطیعوں سے تھے اور بڑے سپاہی شجاع
جرار صاحب تدبیر اور دانائے روزگار تھے اور جب ملک سمہ والوں پر عشر
لینا مقرر ہوا تب مولوی صاحب موصوف کو حضرت علیہ الرحمۃ نے موضع
ٹوپی وغیرہ کا تحصیلدار مقرر کیا اور بعد واقعہ بالاکوٹ کے ولی محمد صاحب
کے ہمراہ کوئی چھ برس تک مولوی صاحب نے جہاد فی سبیل اللہ کا کاروبار کیا اور
مولوی صاحب کی جانب جنوب ایک تیر کی زد کی تاب پر موضع)
سنگ بھی میں قندھاری لوگ اُترے ان میں چار سردار بڑے نامی
تھے ایک لعل محمد دوسرے ملا قطب الدین تیسرے ملا نور محمد چوتھے ملا عزت

اور وہ سب کے سب قندھاری حضرت علیہ الرحمۃ کے یار وفادار اور
مخلص جان نثار تھے اول سے آخر تک ایک ڈیرے پر رہے ان میں جو کوئی
تقدیر الٰہی سے بچے سو بچے باقی سب نے جہاد فی سبیل اللہ میں اپنی جان نثار
کی اور ان قندھاریوں کی جانب جنوب ایک تیر کی زد پر موضع خیالی
گلی میں جو متفرقات ولایتی وغیرہ تھے اترے اور پنجتار کے مغرب اور جنوب
کے کونے ایک تیر کی زد پر شہتوت کا باغ تھا اس میں ارباب بہرام خاں
اور ان کے بھائی ارباب جمعہ خاں اور ان کے بھتیجے محمد خاں اپنے رفیقوں کے
ساتھ اترے ارباب بہرام خاں صاحب حضرت علیہ الرحمۃ کے کمال معتقد صادق
اور مخلص بے ریا تھے اور اپنے وطن کے بڑے رئیس نامدار اور تونگر تھے جب حضرت
کے لشکر سے اپنے وطن کو گئے اور وہاں سے مع اہل وعیال ہجرت کرکے آئے
اور حضرت علیہ الرحمۃ سے ملے تمام اپنا مال واسباب ہتھیار وغیرہ جو لائے تھے
سب حضرت علیہ الرحمۃ کی نذر کیا کہ آپ اس کو بیت المال میں داخل کریں
یہاں تک کہ ایک روز اپنی بی بی کا پائجامہ کمخابی لا کر دیا کہ اس کو بھی آپ
بیت المال میں داخل فرماویں حضرت علیہ الرحمۃ نے دو گھوڑے اور دو تلواریں
رکھ لیں اور باقی سب مال واسباب ہتیار و گھوڑے وغیرہ انھیں کو حوالہ کیا کہ
اپنے لوگوں کو گھوڑے اور ہتیار تقسیم کردو کہ ان کو بھی سواری اور ہتیار کی
کی حاجت ہے اور ایک تلوار سیہی کی بہت بہتر بارہا جو زنگوں پر آزمائی پڑی تھی
اپنے پاس سے ارباب بہرام خاں کو دی کہ اس کو باندھا کرو اور وہ تلوار
میاں دین محمد صاحب ہندوستان سے خاص واسطے حضرت علیہ الرحمۃ

لے گئے تھے اور جس طور سے سب غازیوں کو بیت المال سے کھانا کپڑا
ملتا تھا اسی طور ارباب بہرام خاں کو بھی ملتا تھا اور جو باقی ہندوستانی
متفرق پانچ پانچ دس دس لوگ تھے وہ بھی پنجتار کے اندر اور باہر جہاں
کہیں جگہ ملی وہیں چھپر ڈال کر اُترے **حکایت** جن دنوں حضرت
علیہ الرحمۃ خار سے پنجتار کو آئے اس کے چھ سات مہینے پیشتر سے فتح خاں
اور اُن کے چھوٹے بھائی ناصر خاں سے بگاڑ ہو گیا تھا فتح خاں تو اپنے پنجتار
میں تھے اور وہاں سے پانچ کوس جانب شمال موضع جنڈبی میں ناصر خاں تھے
اور جتنے رئیس اور سردار اس گرد و پیش کے دیہات والے فتح خاں کے طرفدار اور
مددگار تھے ان سب کو توڑ پھوڑ کر ناصر خاں نے اپنی طرف کر لیا اور فتح خاں
کو یہاں تک تنگ کیا کہ یہ مجال نہ تھی کہ پنجتار سے نکل کر قدم باہر دھریں حضرت
علیہ الرحمۃ نے فتح خاں سے پوچھا کہ ناصر خاں تو بڑے نیک بخت اور تمہارے
فرماں بردار تھے ہمارے پیچھے یہ کیا معاملہ ہو گیا کہ اس قدر تمہارے اور اُن
کے درمیان خصومت اور نزاع واقع ہو گئی فتح خاں نے آپ کو الگ لیجا کر تمام
حال ان کے جھگڑے بکھیڑے کا مفصل بیان کیا کہ یہ سبب ہے حضرت کو یہ
اُن کی آپس کی خصومت اور نا اتفاقی کمال ناپسند معلوم ہوئی اور چاہا کہ
کہ ان دونوں کو مصالحہ کر کے کسی تدبیر سے ملا دویں اور دریافت کیا کہ
اس میں سراسر زیادتی اور سرکشی ناصر خاں کی ہے فتح خاں کی طرف سے
کچھ نہیں اور جو جو رئیس اور سردار ناصر خاں کے طرفدار تھے وہ سب

حضرت علیہ الرحمۃ کے معتقد اور فرماں بردار تھے آپ نے دریافت کیا کہ بسبب
انھیں سب کے ناصر خاں زود بگڑ گیا ہے ان کو فتح خاں کے موافق کیا چاہئے پھر
ناصر خاں عاجز ہو کر آپ ہی فتح خاں کا تابع ہو جاویگا پھر آپ نے ایک ایک
دو دو کو بلا کر اور وعظ و نصیحت سے سمجھا کر فتح خاں سے ملانا شروع کیا
یہاں تک کہ سب کو ملا دیا فقط خدلئی کے لوگ رہ گئے جب انھوں نے دیکھا کہ
دیہات کے رئیس مل گئے اگر ہم نہ ملیں گے تو ساری بلا اور بدنامی ہمارے سر پر
ہو یگی تب اپنا اپنا موقع پا کر خفیہ وہ بھی آ کر فتح خاں سے مل گئے پھر چند روز
کے بعد فتح خاں نے سب کو جمع کر کے خدلئی کی تیاری کی مخبر نے ناصر خاں کو خبر
کی کہ فتح خاں لشکر لئے ہوئے تم پر آتے ہیں ناصر خاں نے خدلئی والوں کو بلا کر
کہا کہ اب کیا تدبیر کرنی چاہئے خان لشکر لئے آتا ہے وہ تو خفیہ سب فتح خاں
سے ملے ہی ہوئے تھے اُنھوں نے کہا کہ اس امر میں اب کون سی تدبیر بتاویں
ایک تو سید بادشاہ کا لشکر خان کے موافق ہے دوسرے آپ کے طرفدار سب
بھی خان سے مل گئے ہم اتنے لوگ خان سے مقابلہ کر کے کب پیش جاوینگے
اب سوا اس کے کوئی تدبیر بہتر ہمارے نزدیک نہیں کہ تم یہاں سے نکل جاؤ
جب خان لشکر لے کر یہاں آوینگے تب جیسا مناسب دیکھینگے ہم سمجھ لینگے یہ
جواب سُن کر ناصر خاں اپنے چند رفیقوں کو لے کر ملک کھلہ میں کہ ایک
پہاڑ درمیان تھا گھاٹا اتر کر بیٹھ گئے جب فتح خاں لشکر لے کر قریب خدلئی
گئے تو بستی والے لوگ استقبال کر کے اپنے گاؤں میں لائے اور وہاں پر چند روز
فتح خاں رہے اور اپنا خوب انتظام قرار واقعی کیا اور اپنے ہمراہیوں کو وہیں سے رخصت

کر دیا اور چند لوگ اپنے ہمراہ لے کر بخارا میں آئے اور حضرت علیہ الرحمۃ کے
بڑے احسانمند اور شکر گذار ہوئے کہ آپ ہی کی تدبیر اور طفیل سے اللہ تعالیٰ نے
میرا یہ کام بنا دیا اور ناصر خاں کئی مہینے ادہر ادہر لوگوں کو ملاتے رہے جب کسی
نے مدد ہی نہ کی تب عاجز ہو کر حضرت علیہ الرحمۃ کے پاس خط بھیجا مضمون اُس
کا یہ تھا کہ میں قصور مند ہوں اب کسی طور آپ میری خطا خان سے معاف
کرا دیں اور مجکو ملا دیں پھر آپ نے فتح خاں سے بلا کر فرمایا کہ ناصر خاں تمہارا
بھائی ہے اور جو اُس نے شرارت کی تھی اُس کی سزا کو بخوبی پہنچ گیا اور تم
کو مناسب یہ ہے کہ دونوں آپس میں مصالحہ کر لو اور ہم اس ملک میں اسلئے
آئے ہیں کہ مسلمانوں میں اتفاق کرا دیں جس سے کچھ اللہ تعالیٰ کا کام نکلے فتح
خاں نے عرض کی کہ میں ہر نوع حاضر ہوں جو آپ فرماویں میں جان و دل سے
بجا لاؤں پھر ایک روز آپ نے رات کو ناصر خاں کو اپنے پاس بلایا پھر اگلے دن
جب نماز عصر کو مسجد میں تشریف لے گئے وہیں نماز پڑھنے کو فتح خاں بھی آئے پھر
آپ نے دونوں کو ملا دیا اور ناصر خاں کی خطا معاف کرا دی اور فرمایا کہ اب آپس
میں اتفاق کر کے کفار پر کمر باندہو اور ان کو مارو اس کے چند روز کے بعد
لطف اللہ خاں چھوٹے بھائی اشرف خاں زیدی والے کے حضرت علیہ الرحمۃ کی
خدمت فیضدرجت میں آئے کہ جب آپ طرف خار کے تشریف لے گئے تھے اُس کے
پیچھے سے خادے خاں نے ہمارے بھائی کے ساتھ شرارت اور فساد کرنا شروع
کیا اور جو زمین ہماری زیدی کے متعلق ہنڈ کی تھی اُسے بزور دبا لیا سو بھائی
اشرف نے عرض کی ہے کہ آپ ہمارے اور اُن کے ملک سب کے پیر و مرشد اور امام

ہیں ہوتے ہوئے آپ کے اس کا تصفیہ ہم نہیں کر سکتے ہیں والا خادے خاں
کے کسی بات میں کم نہیں ہیں سو آپ ہمارا فیصلہ کر دیں۔ آپ نے فرمایا کہ ہماری
طرف سے اپنے بھائی صاحب کی تسلی اور دلجمعی کر دینا اُن کا تصفیہ انشاء
اللہ تعالیٰ ہم با خوبی کر دینگے اور یہ قصہ تمہارا ہم کو معلوم ہے اور ہم جانتے
ہیں کہ خادے خاں مفسد اور شرانگیز آدمی ہے پھر آپ نے لطف اللہ خاں
کو رخصت کر دیا اس کے چند روز کے بعد موضع سوانی اور موضع میری
کے خادے خاں کی اور تعدی کی نالش حضرت علیہ الرحمۃ کے پاس لائے اور عرض
کی کہ خادے خاں کے سوار ہمارے عمل کے جنگل میں آتے ہیں مواشی اور رعایا
کے ہانک لیجاتے ہیں اور لوگوں کو لوٹ بھی لیتے ہیں اور زراعت بھی کاٹ کر
گھوڑوں کو کھلا دیتے ہیں اور کئی مہینہ سے اُن کے لوگ ہم پر یہ ظلم و زیادتی
کرتے جاتے ہیں اور ہم لوگ کو طرح دیتے جاتے ہیں اس کا تدارک آپ ہی
کریں اس لئے کہ آپ ہمارے پیر و مرشد اور امام ہیں۔ آپ نے اُن کا یہ
حال پر ملال سُن کر فرمایا کہ تم اپنے مکان پر تسلی اور دلجمعی سے بیٹھے رہو انشاء
اللہ تعالیٰ ہم تمہارا بھی تصفیہ کر دینگے اور اُن کو رخصت کیا اور فی الحقیقت خادے
خاں ایسا ہی ستمگار اور مردم آزار اور مفسد و مکار تھا اُن لوگوں سے
تو اُس کے پتنہ داری میں رہتے تھے ان سے تعرض کرتا کچھ عجب نہ تھا وہ
مفسد تو جو ہندوستانی اور پنجاب وغیرہ کے غازی لوگ اِکّے دُکّے حضرت
کے پاس جاتے تھے ان کو لٹوا لیا کرتا تھا ایک بار تین غازی ہندوستان
سے حضرت کے پاس جاتے تھے جب وہ ملک سمی کے موضع لاہور میں پہنچے وہاں

میں پہنچے وہاں غلام خاں اور امیر خاں خادے خاں کے بھائی رہا کرتے تھے اُن کے نوکروں نے ان تینوں غازیوں کا سب مال و اسباب لوٹ لیا اور اُن میں سے کئی آدمی تلواریں نکال کر مارنے پر مستعد ہوئے اور کئی آدمی بچانے لگے اور کہنے لگے کہ غازی بھائیو تم اپنا مال و اسباب وغیرہ ان کو بخش دو اور معاف کر دو نہیں تو یہ تم کو مار ڈالینگے وہ تو مارنے پر تیار تھے اور یہ بخشانے اور معاف کرانے کی ترغیب دیتے تھے آخر الامر اُنہوں نے ان کو چھوڑا وہ وہاں سے پنجتار میں حضرت علیہ الرحمۃ کے پاس آئے اور اپنا وہ سب ماجرا بیان کیا حضرت یہ واقعہ سُن کر ہنسنے لگے اور فرمایا کہ بڑے مفسد مال مردم خوار خلق آزار ہیں وہ اپنے زعم فاسد میں یہ جانتے ہیں کہ اس طور پر درمعاف کرانے سے معاف ہو جاتا ہے تم نے خوب کیا جو اپنی جان بچا کر چلے آئے اللہ تعالیٰ آپ ان کو بخوبی اُن کے اعمال کی سزا دیگا اور انشاء اللہ تعالیٰ جو تمہارا اسباب لیا ہے اس سے زیادہ مل جاویگا اور اسی طور ایک بار ایک اور غازی ہندوستان سے حضرت علیہ الرحمۃ کے پاس آتا تھا وہاں کے فساد کا حال اُس کو معلوم نہ تھا بےخبری سے ہنڈ کے گھاٹ پر آیا اور ناؤ پر سوار ہو کر اُترا وہاں کے لوگوں نے پوچھا کہاں سے آتے ہو اور کہاں جاؤ گے اُس نے کہا ہندوستان سے آتا ہوں اور سید صاحب کے لشکر میں جاؤنگا اس کو پکڑ کر خادے خاں کے پاس لے گئے اور کہا کہ یہ ہندوستانی سید بادشاہ کے پاس جاتا ہے حضرت

کا نام سن کر اُس مفسد نے اس کا سب اسباب چھنوا لیا اور اپنے لوگوں سے
کہا کہ اس کو اباسین میں دو چار غوطے دے کر یہاں سے نکال دو اور اباسین کا
پانی وہاں اس قدر سرد ہے کہ اگر کوئی دو چار گھڑی اُس میں رہے تو عجب
نہیں کہ ہلاک ہو جاوے آخر کو ان نامعقولوں نے اس کو غوطے دے کر اپنے
عمل سے باہر نکال دیا وہ بیچارہ لُٹا مارا حیران و پریشان پنجتار میں حضرت
امیر المومنین علیہ الرحمۃ کے پاس آیا اور اپنی مصیبت کا حال بیان کیا آپ کو
اس کا حال پُر ملال سن کر کمال رنج و قلق ہوا اور فرمایا کہ اب خادے خاں
کا ظلم حد سے تجاوز کر گیا ہے عجب نہیں کہ اس پر کچھ آفت الٰہی نازل ہو اور
سبب اسی طور طرح طرح کی حرکتیں بیجا اُس نے کی تھیں القصہ بعد چند روز کے
خادے خاں نے اپنا لشکر واسطے لڑائی اشرف خاں زیدی والے کے ہنڈ میں
جمع کرنے لگا یہ خبر اشرف خاں کو ہوئی اُنھوں نے اپنا آدمی بھیج کر حضرت
علیہ الرحمۃ کو اطلاع کی کہ خادے خاں ہمارے زیدی پر آنے کو لشکر جمع
کر رہا ہے آپ نے اُس آدمی سے فرمایا کہ اپنے خان کو ہماری طرف سے سلام
پہنچانا اور کہنا کہ آپ خاطر جمع رکھیں ہم کل صبح کو کچھ غازیوں سے مولانا محمد
اسمٰعیل صاحب کو روانہ کرینگے کہ وہ تم دونوں کے درمیان مصالحہ کر دینگے یہ خبر
لے کر وہ خان کا آدمی تو زیدی کو روانہ ہوا اس کے اگلے دن آپ نے مولانا
صاحب ممدوح کو بلا کر اور فرمایا کہ تم آج کچھ مجاہدین لے کر زیدی کو
جاؤ اور اشرف خاں اور خادے خاں کے درمیان میں صلح کر دو اور حتی الامکان

جنگ وجدال نہ ہونے دینا اور کوئی دو سو یا پونے دو سو غازیوں سے مولانا
صاحب کو روانہ فرمایا پنجتار سے کوئی دو کوس موضع سلیم خاں ہے اُس
روز مولانا صاحب جاکر وہاں رہے صبح کو وہاں سے روانہ ہوئے کوئی چار
گھڑی دن چڑھے موضع مانیری میں پہنچے اس عرصہ میں موضع شاہ منصور
کی طرف سے آوازیں بندوقوں کی آنے لگیں سب کو گمان ہوا کہ شاید لڑائی
دونوں جانب سے شروع ہو گئی مولانا صاحب جلد لوگوں کو لے کر روانہ
ہوئے جبتک شاہ منصور کو پہنچیں تب تک آوازیں بندوقوں کی موقوف
ہو گئیں اور دیکھا کہ اشرف خاں میدان جنگ سے ساتھ لیئے لوگوں کے طرف
زیدی کے چلے آتے ہیں مولانا صاحب کو دور سے دیکھ کر اشرف خاں اپنے
گھوڑے سے اُترے اور آکر ملے اور آکر ملے مولانا صاحب نے پوچھا کہ خان
بھائی یہ تمہاری لڑائی کیونکر چھٹ پٹ ہو گئی اور ہم کو تو حضرت نے تمہارے
اور فادے خاں کے درمیان میں صلح کرانے کو بھیجا تھا اشرف خاں نے کہا کہ
ہم تو موافق فرمانے سید بادشاہ کے اپنی گڑہی میں بے فکر بیٹھے تھے یہ ہمیں معلوم
کہ فادے خاں ہنڈ سے اپنا لشکر لے کر کس وقت چلا تھا کہ اس میدان میں
سورج نکلتے ہی آ پہنچا جب ہم نے اس کے لشکر کی نشان دیکھے تب ہم بھی اپنے
لوگ لے کر جو موجود تھے گڑہی کے باہر نکلے اور اپنی بستی کی حد تک بھی نہ پہنچنے
پائے کہ اس کے لوگ بندوقیں مارنے لگے پھر ہماری طرف سے بھی بندوقیں
چلنے لگیں کوئی چار پانچ گھڑی لڑائی رہی اس عرصہ میں اللہ تعالیٰ نے سید
بادشاہ کی برکت سے اس کو شکست نصیب کی وہ بھاگ کر طرف

بنڈ کے چلا گیا ہم زیدی کو جاتے تھے اس عرصہ میں آپ تشریف لائے
اور عنایت الٰہی سے ہماری طرف کا نہ کوئی آدمی مارا گیا اور نہ کوئی زخمی ہوا
اور جادے خاں کی طرف کا حال ہنوز معلوم کہ کوئی مارا گیا یا زخمی ہوا یہ گفتگو
کرکے پھر اشرف خاں اپنے گھوڑے پر سوار ہوئے اور مولانا صاحب کو
ہمراہ لے کر طرف زیدی کے روانہ ہوئے اور اُس وقت جو جادے خاں منہزم
ہو کر بھاگ گیا تھا اشرف خاں کا دل کمال بشاش اور خوش تھا اپنے گھوڑے
کو پھیرتے ہوئے اور کداتے ہوئے چلے جاتے تھے جب قریب شاہ منصور کے
پہنچے یکبارگی گھوڑا اُن جھجکا اور دونوں پیروں سے کھڑا ہوا اور اُلٹا گر پڑا
اشرف خاں تو نیچے ہوئے اور گھوڑا اوپر اور گھوڑے کی زین کا ہنا خان
کے سینہ میں گڑ گیا تمام لوگ گھوڑے کے گرد ہو گئے اور خان کو اُٹھایا کچھ قدرے
رمق جان باقی تھی مگر ہوش نہ تھا پھر کچھ دیر میں فوت ہو گئے پھر ہم لوگ
موضع شاہ منصور سے ایک چارپائی لائے اس پر اشرف خاں کی لاش لے
کر زیدی کو گئے اُس وقت جتنے لوگ اُس بستی کے تھے کیا مرد کیا عورت سب
کو اس خان کی اس ناگہانی موت سے کمال رنج و ملال ہوا اور حقیقت میں خان
ممدوح ایسا ہی نیک بخت اور سخی خوش اخلاق اور محسن خلائق تھا اُس کے
مرنے کا غم کیونکر نہ ان کو ہوتا سوا ہم لوگوں کے خان کے مرنے کا کمال افسوس
اور غم ہوا پھر فتح خاں اور اسلام خاں دو بیٹے اشرف خاں کے وہاں
اُس وقت حاضر تھے ان کی تجہیز و تکفین کی تیاری کرنے لگے تب تک

مولانا صاحب ہم لوگوں کو لے کر خان مرحوم کی مسجد میں جا کر بیٹھے جب
جنازہ تیار ہوا تب ہم لوگوں کو لے کر وہاں گئے پھر ہم سب جنازہ لے کر
قبرستان کو چلے اس عرصہ میں خادے خاں بھی تیس چالیس سوار اور اسی قدر
پیادوں سے آپہنچا اور خان کی نماز اور دفن میں شریک ہوا اور بعد دفن کے
ہم لوگوں کے ساتھ آکر خان مرحوم کی مسجد میں بیٹھا اور مولانا صاحب سے خان
مرحوم کے فضائل اور اوصاف حمیدہ منظوم ہو کر بیان کرنے لگا پھر کچھ دیر
کے بعد مولانا صاحب سے کہا کہ خان کے واسطے دعائے خیر کرئے پھر سب نے
دعا کی بعد اس کے اپنے سب لوگوں کو لئے ہوئے منڈ کو چلا گیا ہم سب غازیوں
کو اس وقت بڑا تعجب ہوا اور آپس میں کہنے لگے کہ دیکھو تو آج خادے خاں
آپ ہی اشرف خاں پر چڑھ کر لڑنے آیا اور شکست کھا کر بھاگا بھی اور اس
وقت خان مرحوم کے دفن میں آکر موجود ہوا ان ولایت والوں میں عجب دستور ہے
پھر ایک رات وہاں مولانا صاحب نے قیام کیا اگلے دن وہاں سے رخصت ہو کر
موضع مانیری میں ہوتے ہوئے پنجتار کو آئے اور حضرت علیہ الرحمۃ سے
اشرف خاں اور خادے خاں کی لڑائی اور اشرف خاں کی موت کا تمام
حال عرض کیا پھر اشرف خاں مرحوم کی سوم کو پنجتار سے فتح خاں
واسطے ماتم پرسی اور فاتحہ کے پچاس ساٹھ سواروں اور اسی قدر پیادوں
سے چلنے لگا حضرت علیہ الرحمۃ نے بھی کچھ کم زیادہ ساٹھ آدمی اپنے ساتھ

کردئے اس احتمال سے کر خادے خاں بھی اپنے لوگوں سے آویگا کچھ
شر و فساد اُن کے سبب سے نہ ہونے پاویگا پھر فتح خاں سب کو لے کر زیدنی
کو گئے اور بہت رئیس اور سردار اپنی اپنی بستیوں کے وہاں ماتم پرسی کو آئے
تھے پھر بعد ماتم پرسی اور فاتحہ کے سب نے مشورہ کیا کہ اشرف خاں کے
کسی بیٹے کو سرداری کی پگڑی بندھا دیں اور خان مرحوم کے تین بیٹے تھے
سب میں بڑا مقرب خاں تھا اور اُس کی طبیعت میں جنون سا تھا ادہر اُدہر
آوارہ سرگرداں مارا مارا پھرتا تھا اور دیوانوں کے سے کلام واہی تباہی کرتا تھا
اور کسی وقت ہوش کی بھی باتیں کرتا تھا اور مہینوں ادہر اُدہر بستیوں میں رہا کرتا
تھا اور کبھی کبھی زیدنی میں بھی آجایا کرتا تھا اسی سبب سے اشرف خاں اپنی
عین حیات میں اس کو نکما اور ناقابل سمجھ کر کچھ سروکار نہیں رکھتے تھے اور اس
سے چھوٹا فتح خاں تھا اور یہ بڑا لیئق اور دانشمند اور صاحب تدبیر اور صاحب
مروت تھا اور وہ ایک بار ملک ہند کے اکثر بلاد لاہور اور شاہجہان آباد
وغیرہ کی سیر کر گیا تھا اور اس سے چھوٹا ارسلان خاں تھا وہ بھی بڑا
ہوشیار اور با مروت تھا اور خان مرحوم نے اپنے حیات میں فتح خاں کو
اپنا ولی عہد کیا تھا اسی خیال سے فتح خاں پنجتار والے اور خوانین کو اپنا ولی عہد
کیا تھا اسی خیال سے فتح خاں پنجتار والے اور خوانین اور ملک وغیرہ نے جو وہاں
حاضر تھے سب نے فتح خاں کو پگڑی سرداری کی بندھائی کا مشورہ
کیا اور اُس وقت وہاں مقرب خاں اور خادے خاں بھی موجود تھے

اور مقرب خاں خادے خاں کا بہنوئی تھا اور خادے خاں اشرف خاں
مرحوم کا داماد تھا خادے خاں نے کہا کہ یہ بڑا بیٹا خان مرحوم کا مقرب خاں
ہے پگڑی سرداری کی اس کا حق ہے سب نے کہا کہ ہم بھی جانتے ہیں کہ بڑا
بیٹا مقرب خاں ہے مگر خان مرحوم نے اپنے جیتے دیوانہ اور نا قابل جان کر
گھر سے نکال دیا تھا اور اپنا ولی عہد فتح خاں کو کیا تھا اُنھیں کے فرمانے کے
موافق ہم نے عمل کیا یہ گفتگو سن کر خادے خاں رنجیدہ و ناخوش ہوا
اور مقرب خاں کو اپنے ہمراہ لے کر سندھ کو چلا گیا پھر سب نے اس کے
پیچھے فتح خاں کو پگڑی بندھائی پھر اُس دن تو سب وہیں رہے لیکن
رنجیت سنگھ حاکم لاہور کی فوج کا برسوں سے یہ دستور تھا کہ بعد دسہرہ
کے ہر سال ایک بار ملک پکھلی میں آتے تھے اور اُس کا افسر کلاں ملک کے
کے رؤسا اور خوانین سے بطریق نعلبندی کے گھوڑے اور باز اور شکاری
کتے واسطے رنجیت سنگھ مذکور کے لیجاتا تھا مگر فتح خاں پنجتار والا کبھی نہیں
دیتا تھا اور یہ نعلبند دوسرے خوانین اس خوف سے دیتے تھے کہ فوج
سکھوں کی ہمارے ملک میں دریا اُتر کر نہ آوے جو رعایا کو ایذا پہنچاوے
جب حضرت امیر المومنین علیہ الرحمۃ اس ملک میں واسطے جہاد فی سبیل اللہ کے
مع لشکر مجاہدین نصرت قرین رونق فرما ہوئے اور سب رؤسا اور
خوانین اور سادات اور علما وغیرہ نے اُس ملک کے حضرت کو اپنا امام اور

پیر و مرشد بنایا تب سے بسبب آپ کی برکت کے نہ کسی نے اُن سے وہ
نعلبندی طلب کی اور نہ اُنھوں نے دی جب حضرت علیہ الرحمۃ واسطے لڑائی
موضع سیدو کی تشریف لے گئے اور سردار یار محمد خاں درانی نے فریب
کر کے حضرت کو زہر دلایا اور آپ اُس کے خلل سے بیہوش اور بیمار ہو گئے
اور ہم لوگ سب آپ کو وہاں سے دریائے لنڈی اتر کر موضع جنڈئی میں
لائے اُس وقت موقع پا کر فوج سکھوں کی دریائے مذکور اتری اور جو
بستیاں اُس دریا کے قریب وجوار میں تھیں اُن کو لوٹ لیا اور جلا دیا اور
پھر دریا اُتر کر اپنی راہ لی پھر جب حضرت علیہ الرحمۃ کو اُس زہر کی بیماری
اور بیہوشی سے افاقہ ہوا اور واسطے دعوت جہاد اور ہدایت عباد کے وہاں سے
ملک بنیر اور سوات کو تشریف لے گئے جس کا حال ہم اپنی جگہ پر آگے لکھ چکے
ہیں اور ان دونوں ملکوں کا دورہ کر کے کچھ دنوں میں پنجتار کو آئے تب آپ
نے اُنھیں سب خانوں رئیسوں وغیرہ کو جو سکھوں کو نعلبندی دیا کرتے تھے بلا
کر جمع کیا اور فرمایا کہ اب تک تم لوگ کفار کی اطاعت کیا کئے اور اُن کو نعلبندی
دیا کئے آپ آگے کو اللہ تعالیٰ وہ بلا تم سے دور کرے اور اب تم کسی بات کا
اندیشہ نہ کرو اللہ تعالیٰ پر توکل اور اعتماد کر کے وہی مال اور جو تم سے ہو سکے
جہاد فی سبیل اللہ میں صرف کیا کرو یہ تمہارے لئے دنیا اور آخرت دونوں میں
بہتر ہے پھر اس آپ کے فرمانے کو سب نے قبول کیا اور دعائے خیر کر کے
اپنی اپنی بستیوں کو رخصت ہوئے پھر اس بات کو ایک مدت گذری یہاں

تک کہ اشرف خاں گھوڑے سے گر کر فوت ہوئے اور ان کا بیٹا فتح خاں
ان کی جگہ سردار ہوا اس کے چند روز بعد اپنے موسم میں انتور نام
فرانسیس ملازم حاکم لاہور کا فوج لے کر ملک چھچھ میں آیا اور موافق اپنے
معمول ملک سمی والے رئیسوں سے نعلبندی طلب کی کسی رئیس نے نہ دی
مگر خادے خاں کہ اس کی ایک غرض اس سے اٹکی تھی ایک گھوڑا اور ایک
باز اور ایک شکاری کتا موافق دستور کے اس فرانسیس مذکور کو بھیجا
اور یہ اس کو لکھا کہ اگر تم اپنی فوج لے کر اس پار ہمارے یہاں آؤ تو پھر جو
جو رئیس تم کو نعلبندی دینے میں انکار کرتے ہیں اُن سے دلوانے کا میرا ذمہ
ہے اس کے جواب میں انتور انے خادے خاں کو لکھا کہ تمہارا بلانا ہم کو قبول ہے
مگر تم ولایتی لوگوں کے قول و اقرار کا کچھ اعتماد نہیں ہماری کسی طور سے تسلی کردو
تو ہم آویں اس پر خادے خاں نے اپنے بھائی امیر خاں کو بطور اول کے اس کے
پاس بھیجا جب وہ اُس کے پاس پہنچا اور اُس کو تسلی ہوئی تب وہ فرانسیس
مع فوج اباسین اُتر کر ہنڈ میں آیا یہ خبر سُن کر ملک سمی کے لوگ بھاگنے
لگے اور خادے خاں نے جابجا اپنے اور نواح کے رئیسوں کو لکھا کہ جو تم حاکم لاہور
کو ہمیشہ سے سالیانہ دیتے تھے لے کر حاضر ہو سب نے جواب دیا کہ ہم تو کچھ
نہ دینگے اور اپنا اپنا اسباب لے کر پہاڑوں پر چڑھ گئے اور موضع شاہ پور
اور کالی دری اور موضع سوابی اور مانیری کے لوگ بھاگ کر پنجتار
میں آئے اور زیدی سے اشرف خاں مرحوم کے بیٹے فتح خاں اور ارسلان

خاں بھی مارے خوف کے پنجتار میں چلے آئے جب خادے خاں کو معلوم
ہوا کہ زیدی سے فتح خاں اور ارسلاں خاں بھی بھاگ گئے تب وہ کچھ
لوگوں سے مقرب خاں اپنے بہنوئی کو لے کر زیدی میں آیا اور خانی کی پگڑی
بندھا کر وہاں کا سردار بنایا اور فرانسیس مذکور کو گھوڑا اور باز وغیرہ
نذرانہ مقرب خاں سے دلایا پھر اپنے لوگوں کو لے کر زیدی سے ہنڈ کو گیا
اور مقرب خاں نے خلیفہ حضرت علیہ الرحمۃ کو کہلا بھیجا کہ جس طور سے میرے بھائی
فتح خاں اور ارسلاں خاں آپ کے خادم اور فرماں بردار ہیں اسی طور سے
آپ مجکو بھی جانیں خادے خاں نے بزور مجکو سردار بنایا ہے اور میں نے بھی بمصلحت
وقت جان کر انکار کرنی مناسب نہ جانی اس خیال سے کہ رعیت تباہ نہ ہو جاوے
پھر خادے خاں نے فتح خاں پنجتار والے کے پاس واسطے گھوڑے اور باز وغیرہ
کے پیام بھیجا کہ تم بھی نذرانہ لے کر فرانسیس کے پاس حاضر ہو اور نہیں تو لشکر
سکھوں کا تمہارے پنجتار پر آویگا اس کے جواب میں فتح خاں ممدوح نے
خادے خاں کو کہلا بھیجا کہ گھوڑا اور باز وغیرہ نہ ہم نے کسی کو دیا ہے اور نہ
انشاء اللہ تعالیٰ دینگے اور جو تم سکھوں کی فوج پر دھمکاتے ہو اس کا ہم
کو کچھ اندیشہ نہیں اُن سے کہو کہ شوق سے جب چاہو تب چلے آؤ ہم بھی جو
کچھ بن پڑیگا دیکھ لینگے یہ جواب سخت سُن کر خادے خاں نے اُس وقت
فرانسیس سے کہا کہ فتح خاں نے ایسا سخت جواب دیا ہے اور وہ سید بادشاہ
کے زور پر ایسی باتیں کرتے ہیں والا ان کی کیا مجال تھی اب اس کی تدبیر

مناسب جانو سو کرو۔ یہ تقریر سُن کر انتورہ مع فوج وہاں سے کوچ
کر کے کالی دری کی جانب مغرب میدان میں اُترا اور وہ شخص دانا اور
بڑا مدبر تھا وہاں سے اُس نے ایک خط حضرت علیہ الرحمۃ کو لکھ کر ارسال
کیا خلاصہ مضمون اُس کے کا یہ تھا کہ آپ سید عالی خاندان اور حاجی و
غازی اور خدا والے اور بڑے صاحب تاثیر ہیں اور لاکھوں آدمی ملک
کے آپ کے مُرید ہیں اور ہم خوب جانتے ہیں کہ آپ کی ذات بابرکات
میں کسی طور کا شر و فساد اور خیال ایذا رسانی خلق اللہ کا مطلق نہیں ہے
اور یہ ملک زیر حکومت ہمارے خالصہ جی رنجیت سنگھ کا ہے اور یہی
والے رئیس ہمارے خالصہ کو جی ہمیشہ سے نعلبندی دیتے رہے ہیں مگر
جب سے آپ اس ملک میں تشریف لائے ہیں تب سے یہ تمام لوگ ہم
سے پھر گئے ہیں اور نعلبندی دینے میں چون و چرا کرتے ہیں اور علاوہ اس
کے آج تک ہم کو آپ کا ارادہ اس ملک میں آنے کا صاف نہیں معلوم
ہے کہ کیا ہے اس کا جواب آپ تحریر فرما کر مع اپنا وکیل ہمارے پاس روانہ
کریں فقط۔ حضرت علیہ الرحمۃ نے اس سوال کے جواب میں اُس کو لکھا کہ خط
تمہارا آیا اور مضمون اُس کا دریافت ہوا اور جواب تمہارے سوال کا یہ ہے
کہ جس طرح سے تم اپنے حاکم کے تابعداروں سے ایک تابعدار ہو جہاں کہیں
کہ وہ تم کو حکم کرتا ہے وہاں تم جاتے ہو اور حتی الامکان اُس کے فرمان
کو بجا لاتے ہو تا کہ وہ تم سے راضی ہو اُسی طرح سے میں بھی اپنے آقائے عالیجاہ

شاہنشاہ عالم پناہ کا ایک ادنیٰ فرماں بردار ہوں جو کچھ وہ احکم الحاکمین
فرماتا ہے اُس کو بجالاتا ہوں اور اُسی حاکم برحق اور قادر مطلق کے حکم سے
میں اس ملک میں آیا ہوں اب یہاں جو کچھ ارشاد اس رب العباد کا
ہوگا اُس پر عمل کرونگا اور اُسی کی طرف سے ہر کسی کو دعوت اسلام
کرتا ہوں جو کہ قبول کریگا وہ میرا بھائی ہے اور میں اس کا اور خصوصاً تم
اہل کتاب ہو ان باتوں کو خوب سمجھتے ہو یہی دعوت تم کو ہے اور تمہارے
آقا رنجیت سنگھ کو بھی اور یہی اعلام نامہ دعوت اسلام کا پہلے ہم نے
بدھ سنگھ کو لکھا تھا اور یہ بھی سنا تھا کہ وہ خط بدھ سنگھ نے رنجیت سنگھ
کو بھیجدیا تھا اور جو تم نے لکھا کہ یہ ملک ہمارے خالصہ جی کا ہے سو یہ تمہارا
دعویٰ بے دلیل ہے اس لئے کہ یہ ملک مسلمانوں کا ہے اس میں تمہارے
خالصہ جی کا کیا دخل اور دوسرے یہ کہ تمام ملک مشرق سے مغرب تک
اللہ تعالیٰ کے قبضہ تصرف میں ہے وہ جس کی تلوار کو زور دیتا ہے وہ لیتا
ہے اور یہاں جو ہم لوگ آئے ہیں تو کچھ سمجھ بوجھ کر آئے ہیں اور اس بات
کو تم بھی جانتے ہو کہ جہاد کرنی کفار سے مسلمانوں پر فرض ہے کہ اللہ تعالیٰ
اگر قوت اور ہمت دے تو حتی الامکان کفر سے ملک کو پاک کریں اور
اسلام کو رواج دیں اور کافروں کے ظلم سے مسلمانوں کو بچاویں سو
تم لوگوں نے اکثر مسلمانوں کو اپنے ظلم اور زور سے تباہ کر دیا اور
بے شمار مسجدوں کو جلا کر خاک سیاہ کر دیا خصوصاً اس ملک میں ہم

اسی واسطے آئے ہیں کہ اول تو ہم تم کو دعوت اسلام کریں اس میں
اگر تم قبول کروگے تو ہمارے بھائی ہوگے تمہارا ملک تم کو مبارک
رہے اور جو نہ مانوگے تو ہم تم پر جہاد کرینگے ارادہ ہمارا یہ ہے فقط اور
یہ تحریر ہماری تم کو پہنچتی ہے اور پیچھے سے وکیل بھی ہم بھیجتے ہیں اس سے
جس طور کی گفتگو چاہنا بالمشافہ کر لینا پھر آپ نے وہ خط انتورا ہی کے
آدمی کے ہاتھ روانہ کیا اور اُس کے اگلے روز چند آدمیوں سے مولوی خیرالدین
صاحب کو باخوبی فہمائش کر کے انتورے کے پاس روانہ فرمایا جب مولوی
صاحب وہاں گئے اور اُس سے ملاقات کی اُس وقت انتورانے مولوی
خیرالدین صاحب سے وہی سوال کیا جو خط میں حضرت علیہ الرحمۃ سے کیا
تھا اور جو جواب حضرت علیہ الرحمۃ نے دئے تھے وہی مولوی صاحب نے ساتھ
نرمی اور تقریر معقول کے دئے اور سوا اس کے جو انتورانے سوال کیا اُس
کا جواب باصواب مولوی صاحب نے دیا یہاں تک کہ جب وہ تقریر میں
لاجواب ہوا تب خفا ہو کر اُس نے کہا کہ یہ ملک ہمارے خالصہ جی کا ہے
اور ہم ہمیشہ یہاں کے رئیسوں سے نعلبندی لیتے آئے ہیں اور اب بھی
لینگے اور تمہارے واسطے یہی بہتر ہے کہ تم اس ملک سے کوچ کر جاؤ اور
نہیں تو ہوشیار ہو جاؤ ہم تیار ہو کر آتے ہیں جب اُس نے ایسی سخت بات
کہی تب تو مولوی صاحب بھی سپاہیانہ کڑی کڑی باتیں کرنے لگے اور
کہا کہ تم غلط کہتے ہو کہ ملک ہمارے خالصہ جی کا ہے اور ہم کو یہاں کے

رئیس نعلبندی ہمیشہ دیا کئے ہیں یہ ملک یہاں کے مسلمانوں کا ہے
اس میں تمہارے خالصہ جی کا کچھ دعوی نہیں محض ظلم اور زیادتی
سے تم ان سے نعلبندی لیا کئے ہو اور یہ اب انشاءاللہ تعالیٰ کبھی نعلبندی
تم کو نہیں دینے کے اب تمہارے حق میں یہی خوب ہے کہ اپنی فوج لے کر
یہاں سے اپنے عمل میں چلے جاؤ اور جو تم اس پر مغرور ہو کر ہمارے خالصہ
جی کی بہت فوج ہے اور یہ تھوڑے ہیں سو اس بات کا ہم کو خطرہ نہیں ہمارے
اللہ تعالیٰ کا لشکر بڑا قوی اور غالب ہے ہمارا اسی پر اعتماد ہے اور جو
پنجتار پر آنے کا تم کو خیال ہے تو بسم اللہ ہم بھی تیار ہیں اور اس کے سوا
اور بھی مولوی صاحب نے کڑی کڑی اس سے گفتگو کی تھی مگر وہ مجھکو یاد
نہیں رہی پھر مولوی صاحب وہاں سے سوار ہو کر پنجتار میں حضرت علیہ الرحمۃ
کے پاس آئے اور جو انتورا سے گفتگو ہوئی تھی سب آپ کے روبرو عرض کی
پھر اگلے روز آپ نے مولوی صاحب ممدوح کو کوئی تین سو غازیوں پر امیر کر کے
فرمایا کہ تم جا کر پنجتار کے درے کا بندوبست کرو اور وہیں اُترو اور اول
تو انشاءاللہ تمہارے اس سے مقابلہ کی نوبت ہی نہ آوے گی اور اگر آئی
تو کچھ اندیشہ نہیں اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ ہے اور ہم بھی وہیں آجاویں گے
پھر آپ نے دعا کر کے مولوی صاحب کو روانہ کیا وہ درہ پنجتار سے کوئی
دو کوس پر ہے پھر مولوی صاحب گئے اور اس درہ سے باہر نکل کر میدان

میں ڈیرہ کیا وہاں سے کوئی ڈھائی کوس کے فاصلہ سے انتورا کی
فوج پڑی تھی یہ خبر ملکیوں کی زبانی انتورا کو پہنچی کہ سید بادشاہ کا
لشکر درہ سے نکل کر میدان میں آگیا اور درہ کا باخوبی انتظام کر لیا
اس کو اندیشہ ہوا کہ ایسا نہ ہو رات کو ہم لوگوں پر شبخون ماریں اس خیال
سے اُس نے بھی اپنی فوج کا خوب بندوبست کیا اور جو رعایا لوگ موضع
اوربائیزی کے اُس کے عزت سے پنجتار کو چلے آئے تھے اور کچھ ادہر ادہر
پہاڑ پر چڑھ گئے تھے جب اُنہوں نے معلوم کیا کہ لشکر غازیوں کا درہ کے
میدان میں اُتر آیا ہے ان کو تسلی ہوئی کوئی آدمی رات کو جا بجا سے کوئی سوار
کوئی پیادہ اپنے گھروں کی خبر گیری کو چلے انتورا کی فوج کا شبینہ اُس
وقت پھرتا تھا ان لوگوں کو دور سے دیکھ کر انتورا کو جا کے خبر کی کہ خلیفہ کا
چھاپا آپہنچا ہوشیار ہو جاؤ یہ خبر وحشت اثر سن کر سر دست جو اسباب
لیا گیا وہ تو لیا اور باقی ڈیرہ خیمہ سلاح و اسباب چھوڑ کر مع فوج فرار
کر گیا یہاں تک کہ اباسین کے پار اُتر گیا اور جو خیمے ڈیرے اونٹ گھوڑے
شاہین وغیرہ اسباب چھوڑ گیا تھا صبح کو اُسی نواح کی بستیوں کے لوگ
جو جو خادے خاں کے شریک تھے لوٹ لے گئے اور زیدی والوں نے بھی
لوٹا اور جو بھاری اسباب قابل چھپانے کے نہ تھا جیسے خیمے ڈیرے اونٹ گھوڑے
شاہین، اس کی مقرب خاں کو خبر ہوئی کہ یہ یہ اسباب فلانے فلانے نے لوٹا ہے
جہاں تک خبر پائی سب کے یہاں سے منگا کر اپنے گھر میں جمع کیا اور خفیہ اپنا

آدمی پنجتار میں حضرت کے پاس بھیج کر اطلاع کی کہ انتورا فرانسیس کی فوج
کا اس قدر اسباب ہمنے لوگوں سے لے کر اپنے پاس جمع کیا ہے اگر اجازت ہو تو
آپ کے پاس بھیج دوں اس لئے کہ میں آپ کا فرماں بردار اور خیرخواہ جان نثار
ہوں آپنے اُس آدمی کی زبانی کہلا بھیجا کہ ہماری طرف سے مقرب خاں کو
شاباش دینا کہ خوب تم نے خیرخواہی کا حق ادا کیا تم سے ہم بہت راضی ہوئے و
لیکن اُس اسباب کی ہم کو حاجت اور ضرورت نہیں ہے اور از راہ مصلحت بہتر یہ ہے کہ وہ
اسباب تم خادے خاں کے پاس پہنچا دو اس میں خادے خاں کے نزدیک تمہاری
خیرخواہی بھی ثابت ہو گی اور لوٹنے اسباب کے الزام سے بھی بچوگے یہ خبر
لے کر وہ آدمی تو مقرب خاں کے پاس زیدی کو روانہ ہوا اور آپ نے مولوی
خیرالدین صاحب کو مع لشکر پنجتار میں اپنے پاس بلالیا پھر اس کے کئی دن
کے بعد خبر معلوم ہوئی کہ موافق فرمانے حضرت کے مقرب خاں نے وہ تمام اسباب
اپنے یہاں سے خادے خاں کے پاس ہنڈ میں بھیج دیا اور جو حضرت علیہ الرحمۃ
نے بر وقت رخصت کے مولوی خیرالدین صاحب سے فرمایا تھا کہ انشاءاللہ
تعالیٰ تم کو انتورا کی فوج سے نوبت مقابلہ کی نہ آوے گی سو فضل الٰہی سے ویسا
ہی ہوا کہ بے لڑے بھڑے ہیبت الٰہی سے وہ آپ ہی بھاگ گیا **حکایت**
خیرالدین نام ایک شخص بہت روزوں سے بلکہ بہت مہینوں سے پنجتار میں حضرت
کے پاس قلعہ اٹک سے آتا تھا اور خفیہ آپ سے یہ اظہار کرتا تھا کہ ہم
بہت لوگ مسلمان آپس میں یکدل اور متفق ہیں اور اس قلعہ میں بندوبست اور

انتظام ہمارے ہی لوگوں کا ہے اگر آپ سو پچاس مجاہدین یہاں سے روانہ کریں تو انشاء اللہ تعالیٰ ہم اُن کے قلعہ کے اندر داخل کر سکتے ہیں خواہ کسی کھڑکی کے رستے سے یا سیڑہی لگا کر دیوار پر سے اور جو آپ کے یہاں سے کچھ خرچ ہتھیاروں کے واسطے امداد ہو تو ہم اور بھی لوگوں کو اپنے موافق اور متفق اپنے ساتھ کر سکتے ہیں اسی اقسام کی باتیں اکثر مرتبہ آکر حضرت سے کیا کرتا تھا پھر ایک بار آپ نے امام الدین بنبئی والے کو کہ وہ بڑے دیانت دار اور آپ کے نزدیک بڑا صاحب اعتبار تھا اور دو آدمی اور بھی اُن کے نام یاد نہیں ہیں خیر الدین موصوف کے ساتھ وہاں کا حال دریافت کرنے کو روانہ کیا وہ تینوں شخص آٹھ دس روز وہاں جا کر رہے اور وہاں کا حال دیکھ کر آئے اور حضرت علیہ الرحمۃ سے موافق اظہار خیر الدین کے بیان کیا کہ فی الحقیقت اگر آپ وہاں لوگ بھیجیں تو وہاں کے آدمی قلعہ میں داخل کر سکتے ہیں پھر کئی بار آپ نے امام الدین کو وہاں بھیجا اور وہ دس دس بیس بیس روز بلکہ کسی بار مہینہ بھر وہاں رہ کر آئے اور قلعہ اٹک پنجتار سے چودہ پندرہ کوس ہے جب امام الدین کئی بار وہاں گئے اور حال وہاں کے مسلمانوں کا اور قلعہ کی ہیئت کا تفصیل بیان کیا تب یہ بات آپ کے بھی خیال شریف میں آئی اور خیر الدین اُس وقت وہیں حاضر تھا آپ نے واسطے خرید ہتھیاروں وغیرہ کے پانسو روپے دیئے اور فرمایا کہ اب

کی بار جب تم وہاں کی تدبیر خاطر خواہ کرکے آؤگے اسی روز ہم لیے آدمی
جتنے کہوگے ساتھ کر دینگے پھر خیرالدین کو تو اٹک کو رخصت فرمایا اور آپ
نے دوسرے یا تیسرے روز واسطے دورہ کرنے کرکے بخارے سے کوچ کیا ادہر
ادہر دورہ وسیر کرتے ہوئے قریب ڈیڑہ مہینے کے عرصے کے جب موضع
امان زئی گڑہی میں داخل ہوئے تب وہیں اٹک سے آکر خیرالدین بھی آپ
کے پاس حاضر ہوا اور عرض کی کہ میں موافق فرمانے آپکے وہاں کی سب
تدبیر اور درستی کر آیا ہوں اور وہاں سپاہی اور رعایا ملاکر قریب پانسو
آدمیوں کے میں نے متفق کیے ہیں اور جن لوگوں کے پاس ہتیار نہیں ہیں اُن
کے واسطے ہتیار بھی خرید رکھے ہیں اور کئی سیڑہیاں رسوں کی بھی بنا کر رکھ
آیا ہوں اور اس امر کی بانی مبانی میرا بھائی اور سید جمیل شاہ اور اُن
کے بہنوئی سید محبوب شاہ. اور نخ شیر خاں اور اُن کے بھائی منگا خاں
اور محمود اور قادر بخش اور محمد بخش ہیں اُن سے کہہ آیا ہوں کہ تم سب برات لانے
کے بہانے سے فلانے روز رات کو قلعہ سے نکل کر دریا کے کنارے فلانے وقت
اور فلانی جگہ آنا میں وہیں حضرت کے لوگوں کو لے کر آؤنگا سو آپ لوگ
بھیجنے کی تدبیر کریں کہ میں اُن کو لے کر اپنے وعدے پر وہاں پہنچوں یہ تقریر
سُن کر آپ نے اپنے لشکر سے ساٹھ ستر اچھے اچھے جوان چست و چالاک
کار آزمودہ انتخاب کئے اور ارباب بہرام خاں کو امیر مقرر کیا اور فرمایا کہ
ان کے بعد حاجی بہادر شاہ امیر ہیں اور اُن کے بعد امام الدین خاں اور بعد
ان کے جس کو لوگ اتفاق کر کے امیر بنا دیں وہ امیر ہے اور آخوند ظہور اللہ

صاحب اس ملک کے واقف کار تھے ان کو امیر کیا اور سب کو حکم دیا
کہ کوئی دو دو وقت کی روٹیاں پکا کر باندھ لے اور ڈیڑھ پہر رات گئے
دو دو چار چار آدمی یہاں سے نکل کر بستی کے باہر فلانی جگہ ارباب بہرام خاں
کے پاس جمع ہوں اور آخوند صاحب جدہر لیجاویں اُدہر جاویں بموافق
ارشاد ہدایت بنیاد آپ کے تیار ہو کر سب اُسی جگہ پر جمع ہوئے اور
قریب آدہی رات کے آخوند صاحب سب کو لے کر وہاں سے روانہ ہوئے
موضع ملسی کے ورے دو کوس ایک نالے پر فجر ہو گئی دن بھر وہیں سب
لوگ ادہر اُدہر چھپے رہے رات کو بعد عشا کے وہاں سے چلے اور جا کر جہانگیرہ
گھاٹ پر پہنچے اُس وقت فتح شیر خاں اور سید جلیل شاہ اور سید محبوب شاہ
اور محمود اور قادر بخش وہاں بیٹھے انتظار کر رہے تھے پھر دریا اُترنے کو
جالے باندہنے کی تدبیر کرنے لگے اس عرصے میں شنائی پر سوار ہو کر محمد بخش
اس پار سے ادہر آیا اور کہا کہ وہاں تو معاملہ بگڑ گیا اب یہاں سے پلٹ چلو
خیر الدین نے پوچھا کہ بیان تو کرو کیا حال ہوا محمد بخش نے کہا کہ فلانا پنجابی
جو ہم لوگوں کی مشورت میں شریک تھا اُس نے جا کر لالہ خزانہ مل قلعدار سے
کہا کہ فلانے فلانے تمہارے نوکر جو آج برات لانے کو تم سے پوچھ کر گئے
ہیں وہ سید بادشاہ کے چھاپے کو لینے گئے ہیں تم ہوشیار ہو جاؤ قلعدار نے
یہ بات سن کر اُس سے کہا کہ تم دیوانہ ہو سید بادشاہ کے چھاپے لانے
کی ان کو کیا غرض وہ ہمارے نوکر نمک حلال اور معتبر ہیں اُن سے ایسی
حرکت ہرگز نہ ہو گی اُس نے کہا خیال آپ کا کدہر ہے یہ بات میں سچ کہتا ہوں

دو چار گھڑی میں اپنی آنکھوں سے دیکھ لینا اگر اس میں فرق ہو تو آپ
مجکو توپ سے اڑا دیں اور اسی واسطے اُنھوں نے بہت سے ہتیار خریدے
ہیں اور کئی رسیوں کی سیڑھیاں بنائی ہیں اگر یہ سامان اُن کے گھر میں
نہ نکلے تب تو مجکو سچا جانو گے اور اس خیر خواہی کا انعام دوگے اسی عرصہ
میں ایک آدمی خادے خاں کا آیا اور تلعدار سے کہا کہ ہمارے سردار خادے
خاں کو کسی کی زبانی خبر ملی ہے کہ سید بادشاہ کا چھاپا بلکت جھجہ میں
جاتا ہے سو تمہارے پاس مجکو واسطے خبر کے بھیجا ہے یہ حال سنتے ہی تلعدار
کو پنجابی کی تمام باتوں کا یقین ہوا اور اس پنجابی کے ساتھ اپنے چند لوگوں
کو بھیجا کہ جا کر فلانے فلانے کے گھر کی تلاشی لو اور اُن لوگوں کو جلد
تلاش کر کے لاؤ یہ خبر سُن کر میں تو وہاں سے چل دیا کہ ایسا نہ ہو کہ میں
بھی گرفتار ہو جاؤں وہاں کا یہ حال ہے یہ خبر وحشت اثر سُن کر ارباب
بہرام خاں مع مجاہدین وہاں سے روانہ ہوئے اور صبح کو اُسی نالے میں آ اتر
جہاں سے گئے تھے پھر تمام دن وہیں لوگ رہے پھر وہاں سے رات کو
روانہ ہوئے امان زئی کی گڑہی میں حضرت علیہ الرحمۃ کے پاس آئے اور
محمد بخش نے وہی تمام ماجرا وہاں کا آپ کی خدمت میں عرض کیا،
آپ کو یہ واقعہ سُن کر کمال افسوس ہوا اور فرمایا کہ اُس پنجابی مفسد

نے مسلمانوں سے مل کر بڑا فریب کیا خدا خیر کرے دیکھا چاہئے کہ
وہاں کے باقی مسلمان بھائیوں سے وہ قلعدار کیونکر پیش آوے
اور کیا آفت اُن پر لاوے اللہ تعالیٰ ان کی مدد کرے پھر اگلے روز
حضرت وہاں سے کوچ کرکے موضع شیخ جانا میں رہے اُس کے دوسرے
دن پنجتار میں آکر داخل ہوئے پھر اُس کے کئی دن کے بعد خیرآباد سے
خیرالدین کے پاس آیا اُنھوں نے قلعہ اٹک کا مفصل حال پوچھا اُس
نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے بڑی خیر کی کہ تم کئی آدمی وہاں سے سلامت بیشتر
سے نکل آئے تمہارے پیچھے فلانے پنجابی کے کہنے سے قلعدار نے تمہارے
مکانوں کی تلاشی لی جب وہاں سے ہتھیار اور سپر بیان لوگ اُس کے
پاس لے گئے اُس نے اُسی وقت تمہاری عورتوں کو اور تمہارے لڑکے
بالوں کو گرفتار کر لیا اور تمہارے بھائی کو توپ سے اُڑا دیا اور منگا
خان نظربند ہیں اب دیکھئے ان قیدیوں کا کیا انجام ہو اللہ تعالیٰ اس
موذی کے ظلم سے محفوظ رکھے اور تکملہ اس قصہ کا یہ ہے کہ منگا خاں
کچھ کم یا زیادہ ایک مہینہ قلعہ اٹک میں نظربند رہے وہاں ایک سید ظہور
شاہ نام بڑے نیک بخت تھے اُنھوں نے منگا خاں سے کہا کہ آج کل
یہاں سکھوں کی فوج کی آمد ہے اگر تم کسی صورت سے یہاں سے نکل
جاؤ تو خوب ہے خان موصوف نے کہا کہ میرے نکلنے کی یہاں سے کون سی

صورت ہے اور کیونکر نکلیں اُنہوں نے کہا کہ کل سویرے صبح کو جب
قلعہ کے کواڑ کھلیں تب تم اپنی رضائی لپیٹ کر چارپائی پر ڈال دو
اور اُوپر سے چادر اُڑھا کر ایک گھڑا خالی ہاتھ میں لے کر چلے جاؤ اگر
کوئی پوچھے تو کہنا کہ نالے سے پانی لینے جاتا ہوں اس حیلہ سے صاف
نکل جاؤ گے پھر یہی تدبیر کر کے ننگاخاں اگلے دن فجر کو قلعہ سے نکل
کر چلے وہاں سے ڈیڑھ کوس پر ایک فقیر کا تکیہ تھا وہاں جا کر ٹھہرے اور
اُس فقیر سے بہت دنوں سے ملاقات تھی اُس نے ان کو بدحواس اور خوفزدہ
سا دیکھ کر حال پوچھا اُنہوں نے بیان کیا کہ یہ معاملہ ہے اُس نے
دن بھر اپنے مکان میں چھپا رکھا اور کھانا کھلایا اور رات کو لے ایک
معتبر آدمی سے کہا کہ ان کو موضع غزغشتی میں فلانے شخص کے پاس پہنچا دو
اور میری طرف سے اُن سے کہنا کہ ان کو ساتھ حفاظت کے اباسین اُتار
کر منارے تک پہنچا دو پھر وہ آدمی فقیر کا ننگاخاں کو اُس موضع
مذکور میں اُس شخص موصوف کے پاس لے گیا اور جو کچھ فقیر نے کہا تھا
کہہ دیا اُس نے دریا اُتار کر منارے تک پہنچا دیا ان روزوں حضرت
امیر المومنین علیہ الرحمۃ زیدی میں رونق فرما تھے ننگاخاں وہاں سے
جا کر حضرت کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوئے انہوں نے تو اس طور اس
سے رہائی پائی اور باقی عورتوں اور لڑکوں کی اس صورت سے مخلصی
ہوئی کہ ننگاخاں کے آنے سے سات آٹھ مہینے کے اندر اندر انیس

قلعہ اٹک میں آیا اور وہاں قیدخانے میں عورتوں اور لڑکوں کو مقید دیکھا
لالہ خزانہ مل قلعدار سے پوچھا کہ یہ کن لوگوں کی عورتیں اور لڑکے ہیں
اور کس علت اور جرم میں گرفتار ہیں اُس نے وہ تمام ماجرا بیان
کیا کہ فلانے فلانے لوگوں نے جو خلیفہ صاحب کے لشکر سے چھاپا لانے
کی تدبیر کی تھی یہ سب اُن کے اہل و عیال ہیں اُس نے پوچھا کہ وہ لوگ
مفسد کہاں ہیں اُس نے کہا کہ وہ تو اُسی روز بھاگ گئے انھوں نے کہا کہ
جنہوں نے وہ فساد کیا تھا وہ تو بھاگ گئے تمہارے ہاتھ نہ آئے ان بیچاریوں
نے کیا قصور کیا اور اُن کے لڑکوں کیا خطا کی یہ بات بے مناسب ہے ان
کو چھوڑ دو پھر اس قلعدار نے اپنے سپاہیوں سے کہا کہ ان کو یہاں سے نکال
کر دریا کے پار اُتار دو جہاں چاہیں چلے جاویں پھر اُنھوں نے ویسا ہی
کیا وہ سب دریا سے اُتر کر اکوڑہ میں گئیں یہ خبر جب اُن کے وارثوں
کو ملی تب وہ حضرت علیہ الرحمۃ سے اجازت لے کر اکوڑہ میں گئے اور
وہاں سے اُن عورتوں اور بچوں کو پنجتار میں حضرت کے پاس لائے **حکایت**
جب بعد چھاپے اٹک کے حضرت علیہ الرحمۃ امان زئی کی گڑھی سے پنجتار
میں تشریف لائے بعد چھ سات روز کے مولانا محمد اسمٰعیل اور سید احمد علی اور
ارباب بہرام خاں اور مولوی محمد حسن اور فتح خاں پنجتار والے کو اپنے پاس
بلایا اور خان موصوف کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ خان بھائی ہم نے
اس مشورت کے واسطے بلایا ہے کہ تم خوب جانتے ہو کہ ہم لوگ اتنی مدت

نے صرف اس ملک میں جہاد فی سبیل اللہ کے آئے ہیں اور مسلمانوں کی ریاست
سمجھ کر یہاں اُترے ہیں فقط اس نیت سے کہ سب مسلمان بھائیوں کے اتفاق
سے کچھ دین اسلام کا کام درست ہو اور یہاں کے مسلمان بھائیوں کی
نااتفاقی کا یہ حال ہے کہ اگر ہم کوئی صورت کفار کے زیر کرنے کی نکالتے ہیں تو
انھیں مسلمانوں سے ایک نہ ایک ان کا حامی بن کر بیچ میں حارج ہو جاتا ہے
اور ان کو خبر دیتا ہے چنانچہ ایک سردار یار محمد خاں کہ اس کا فساد تم
سب جانتے ہو کہ سیدو کی لڑائی کو اسی نوے ہزار آدمی ہماری طرف سے
جمع تھے اسی کی شرارت سے لڑائی شکست ہو گئی اور جمعیت مسلمانوں کی
پراگندہ ہو گئی اور دوسرا اُن میں سے خادے خاں ہے کہ چند مہینے سے کیسی
کیسی حرکتیں بیجا کرنی شروع کیں چنانچہ تم کو خود معلوم ہے کہ غازی
ہندوستان سے واسطے جہاد فی سبیل اللہ کے ارادہ کرتا ہے سکھوں کے
ملک سے تو سلامت چلا آتا ہے مگر اُن کے ہاتھ سے کسی طور سلامت نہیں
بچتا کسی کو لوٹ مار کر اباسین میں غوطے دلاتے ہیں اور کسی کا مال واسباب
چھین کر زور بخشاتے ہیں اور سردار اشرف خاں مرحوم پر جو انھوں نے
فوج کشی کی سو فقط اسی عداوت سے کہ وہ خان مرحوم ہم سے موافق تھے،
اس کے بعد یہ فساد کیا کہ انٹورا فرانسیس کو چڑھا لائے اس میں اپنی طرف
سے حتی المقدور اُٹھو لیتے تو کچھ درگذر نہیں کی مگر اللہ تعالیٰ نے اپنی مدد سے
اس کو دفع کیا اور اُس کے ایک تازہ فساد یہ کیا کہ ادہر سے اٹک پر

ہمارا چھاپا چلا اُدہر سے خادے خاں نے اپنا آدمی بھیج کر وہاں کے قلعدار کو
خبر کردی اسی طور کے اور بھی فساد اُنھوں نے کئے ہیں اور ابھی دیکھا چاہئے
اور کیا فساد کریں اور اُنھوں نے شرارتیں ہمارے ساتھ کی ہیں اس کی
کدورت ہمارے دل میں اصلا نہیں ہے جو کچھ انہوں نے کیا اپنے واسطے کیا
وہ جانیں ان کا خدا جانے جو جیسا کریگا ویسا پاویگا حاصل کلام کا یہ ہے
کہ اب کوئی ایسی تدبیر تجویز کرو کہ مسلمانوں میں اتفاق ہو جس کے سبب
سے کچھ اللہ تعالیٰ کا کام نکلے دین اسلام کی ترقی ہو یہ تمام کلام ہدایت
التیام سن کر سردار فتح خاں نے عرض کی جو کچھ آپ نے فرمایا بجا فرمایا
سبحان اللہ اس سے اور کیا بہتر اس کی تدبیر میری رائے ناقص میں یوں
آتی ہے کہ آپ ملک ہی کے سادات اور علما اور خوانین کو جمع کریں اور
بطور نصیحت کے یہی بیان آپ اُن سے کریں اس لئے کہ انھیں سب نے آپ
کے دست مبارک پر بیعت امامت کی کی ہے اور امیر المومنین گردانا ہے انشاء
اللہ تعالیٰ آپ کے فرمانے سے کوئی باہر نہ ہوگا اس لئے کہ آپ تو صرف اللہ
تعالیٰ کے واسطے یہ تدبیر کرتے ہیں اس میں کچھ آپکی غرض متعلق نہیں اور جو
کوئی نہ مانے گا یا بدعہدی کریگا وہ اس کی سزا اپنے خدا سے پاویگا
یہ تقریر اور تدبیر فتح خاں کی سب کو پسند آئی اور اسی پر مشورت ہوئی
حضرت علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ خان بھائی آپ یہاں کے رئیس ہیں ہماری
طرف سے آپ ہی سب کو بلاویں خان ممدوح نے اس بات کو قبول کرکے

اپنے مکان کو تشریف لے گئے اور اپنے آدمی جا بجا ہر طرف روانہ کئے یہ پیام دے کر کہ یہاں ایک دینی کام کی مشورت کرنی ضرور ہے ملانے دن تمام سب صاحب تشریف لاویں پھر اسی وعدے پر تمام سادات اور علما اور خوانین ملک سمی کے پنجتار میں جمع ہوئے اور اُس روز پنجتار کی پانچوں بستیوں والوں نے اُن کی دعوت کی اور وہیں اپنے مکانوں میں اُن کو اُتارا اور وہ تمام لوگ دس گیارہ سو تھے پھر اُس روز بعد نماز مغرب کے اُن کی ضیافت کے لئے حضرت علیہ الرحمۃ نے عبدالقیوم سے فرمایا کہ صبح کو قبل طلوع آفتاب کے کھانا پک کر تیار ہو جاوے اور واسطے اہتمام سامان دعوت کے مولانا محمد اسمٰعیل صاحب کو مقرر کیا پھر مولانا صاحب ممدوح نے چند بکرے ذبح کرا کے قریب دس من کے گوشت حضرت کے باورچی خانہ میں بھیج دیا اور آٹھ من گھی تھا اُس میں سے دو من گوشت میں ڈلوایا اور چار من داغ کر کے دیگچوں میں بھروا دیا اور قریب پندرہ سولہ من کے آٹا تھا اس کو پہلے پہلے تقسیم کر دیا پھر علی الصباح سب کھانا پک کر تیار ہو گیا اور طاش اور کونڈے ہر ہر پہلے سے منگا کر اُن میں گوشت نکالا گیا اور لوٹوں میں گھی پھر بعد نماز اشراق کے لوگوں کو کھلانا شروع کیا اور اپنے لوگ جا بجا گھی کے لوٹے لے کر کھڑے ہو گئے اور بجائے شوربے کے ڈالتے لگے اور اسی طرح سے گھی ڈال کر کھانا اُس ملک والوں کا دستور ہے پھر جب سب لوگ کھانا کھا کر فارغ ہوئے تب مولانا صاحب موصوف نے سب سے کہا کہ آج جمعہ کا روز ہے سب

بھائی لوگ یہاں کے نالے پر شیشم کے درختوں کے نیچے ہماری مسجد میں
نماز جمعہ پڑھیں پھر اُس وقت سب لوگ اپنے اپنے مکانوں پر چلے گئے اور
وقت نماز کے سب آکر وہیں حاضر ہوئے پھر قاضی احداللہ صاحب میرٹھی
نے خطبہ پڑھا اور نماز حضرت امیرالمومنین علیہ الرحمۃ نے پڑھائی پھر بعد
فراغ نماز کے کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ سب بھائی اپنی اپنی جگہ پر جہاں
بیٹھے ہیں وہیں بیٹھے رہیں اور جو کچھ ہم کہیں کان دے کر سب سنیں اور کابل
آخوندزادہ ننگل تھانے والے کو اپنے برابر کھڑا کیا اور وہ آخوندزادے
صاحب بڑے سیاح اور جہاں دیدہ اور زبان پنجابی اور پشتو اور
فارسی اور ترکی اور ہندی کے ترجمان تھے اور بڑے بزرگ آدمی تھے مکے
مدینے بیت المقدس کی زیارت بھی کر آئے تھے اور حضرت کے مرید اور بڑے
معتقد بھی تھے، آپ نے فرمایا کہ میری زبان ہندی ہے میرا کلام جس بھائی
کی سمجھ میں نہ آوے وہ ان اخوند صاحب سے دریافت کرلے اور آخوند صاحب
سے کہا کہ جو کچھ میں کہوں تم ان بھائی کی زبان میں اُن کو سمجھاتے جاؤ پھر
آپ نے اول اللہ تعالیٰ وتقدس کی بڑائی اور عظمت اور قدرت طرح طرح
سے بیان فرمائی بعد اس کے سب کی طرف مخاطب ہوکر فرمانے لگے کہ تم
سب بھائی اس بات کو خوب جانتے ہو کہ دُنیا میں لوگ اپنی معاش اور
میراث کے حاصل کرنے میں کیسی کیسی کوشش اور جانفشانی کرتے ہیں اور
طرح طرح کی محنت وتکلیف اُٹھاتے ہیں بلکہ اس رنج کو راحت جان

کہ ہرگز نہیں گھبراتے ہیں فقط اس خیال سے کہ اگر وہ معاش و میراث ہاتھ
لگے تو چین سے کھاویں اور یہ امر موہوم ہے اگر یہ امر موافق خواہش کے
حاصل ہوا تو فبہا والا کچھ نہیں اور واسطے حاصل کرنے دولت دین کے کہ وہ
جہاد فی سبیل اللہ ہے کہ جس کے باعث فلاح دنیا اور آخرت کی اور ترقی
اسلام کی اور رضامندی رب انام حاصل ہوتی ہے اور یہ امر چاہئے سو
لوگ ایسے غافل ہیں سو مجھکو جناب باری سے ارشاد ہوا کو تو دارالحرب ہند
سے ہجرت کرکے دارالامن میں جا اور کفار سے جہاد فی سبیل اللہ کر سو
میں نے ہندوستان میں خیال کیا کہ کوئی جگہ ایسی مامون ہو کہ وہاں مسلمانوں
کو لے کر جاؤں اور تدبیر جہاد کی کروں باوجود اس وسعت کے کہ صدہا کوس
میں ملک ہند واقع ہے کوئی جگہ لائق ہجرت کے خیال میں نہ آئی بلکہ کتنے
لوگوں نے صلاح دی کہ اسی ملک میں جہاد کرو جو کچھ مال و خزانہ سلاح
وغیرہ درکار ہو ہم دیوینگے مگر مجھکو منظور نہ ہوا اس لئے کہ جہاد موافق
سنت کے چاہئے بلوا کرنا منظور نہیں ہے اور تمہارے اس ملک کے ولایتی
بھائی بھی وہاں حاضر تھے انہوں نے کہا کہ ہمارا ملک اس امر کے واسطے
بہت خوب ہے اگر وہاں چل کر کسی ملک میں قیام پکڑیں لاکھوں مسلمان
وہاں کے جان و مال سے آپ کے شریک ہونگے خصوصاً اس سبب سے کہ
رنجیت سنگھ سکھ والی لاہور نے وہاں کے مسلمانوں کو تنگ کر رکھا
ہے اور طرح طرح کی ایذا پہنچاتا ہے اور ہتک حرمت اسلام کی کرتا ہے

جب اُس کی فوج کے لوگ اس ملک میں آتے ہیں مسجدوں کو جلا دیتے
ہیں کھیتی تباہ کرتے ہیں مال و اسباب لُوٹ لیتے ہیں بلکہ عورتوں بچوں کو
پکڑ لیجاتے ہیں اور اپنے ملک پنجاب میں جاکر بیچ ڈالتے ہیں اور اپنے
ملک پنجاب وغیرہ میں تو وہ کفار نابکار مسلمانوں کو اذان بھی نہیں کہنے
دیتے۔ اور مسجدوں میں گھوڑے باندھتے ہیں اور وہاں گاؤکشی کا تو
کیا ذکر جہاں سنتے ہیں کہ کسی مسلمان نے گائے ذبح کی اس کو جان سے
مار ڈالتے ہیں یہ گفتگو سُن کر میرے خیال میں آیا کہ یہ سچ کہتے ہیں اور یہی
مناسب ہے کہ ہندوستان سے ہجرت کرکے وہیں چل کر ٹھہریں اور سب
مسلمانوں کو متفق کرکے کفار سے جہاد کریں اور اُن کے ظلم سے مسلمانوں
کو چھڑادیں سو محض اسی ارادہ سے تمہارے اس ملک میں ہم آئے ہیں اور
تم سب نے اللہ تعالیٰ کے واسطے میرے ہاتھ پر بیعت امامت کی کی ہے اور
اپنا امام گردانا اور تمہیں سب نے کار جہاد کا مجھ سے شروع کرایا اور اب
تم ہی لوگ اس میں کوشش اور تندہی نہیں کرتے ہو بلکہ تمہیں لوگوں سے بعضے
بعضے اس امر کے خارج ہوتے ہیں اور تم عالم وارث الانبیا کہلاتے ہو تم کو
لازم ہے کہ سب مل کر اس میں کوشش اور جانفشانی کرو کہ ترقی اسلام
کی ہو اور اُس حضرت علیہ الرحمۃ کے کلام ہدایت التیام میں ایک عجب رقت
اور تاثیر تھی کہ آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے اور طبیعت فیض طریقت
میں حمیت اسلام کا ایک جوش تھا اور حسن خوبی اور فصاحت و بلاغت

کے ساتھ آپ اُس روز تقریر فرماتے تھے اور طرح طرح کی تمثالوں سے
سمجھاتے تھے اُس کی عشر عشیر بھی تقریر ہم لوگوں سے ہوتی دُشوار ہے اور جو
لوگ وہاں حاضر تھے کیا عالم کیا عامی سب پر ایک حال سا واقع تھا بلکہ بعضے
بعضے گویا اپنی ہستی سے گذر گئے تھے اور بعضے لوگ روتے تھے اور بعضے نمرده سے
عالم سکوت میں تھے پھر آپ نے دعا کی اور فرمایا کہ باقی جو کچھ گفتگو مولانا
محمد اسمٰعیل صاحب اس امر میں کریں وہ سنو اور اُس کا جواب دو اور میں تو
اس وقت مکان پر جاتا ہوں یہ فرما کر پھر آپ تو رخصت ہوئے مولانا
صاحب ممدوح بیچ میں اُن صاحبوں کے بیٹھے اور اُن سے امام کی
اطاعت کے باب میں گفتگو شروع کی اور یہ مثال بیان فرمائی کہ ایک
بادشاہ عالیجاہ نے اپنے ملازمین سے ایک شخص کو افسر کیا اور ایک
جماعت کو اپنے ملازمین سے فرمایا کہ فلانی مہم پر اس کے ہمراہ جاؤ اور
جو کچھ یہ افسر تم کو واسطے تعمیل احکام ہمارے کے کہے بلا انکار بجا
لاؤ حکم عدولی نہ کرنا اور اس مہم پر اس کو مع جماعت کے روانہ
فرمایا اُس افسر نے وہاں جاکر اس جماعت میں سے ایک کو افسر
کیا اور اُس سے چند لوگ اُس کے ساتھ گئے اور اُن سے کہا کہ
واسطے تعمیل احکام بادشاہی کے جو کچھ یہ افسر تم سے کہے بلا تامل اس
کو کرنا اور کسی کام پر مع چند لوگ اس کو روانہ کیا اُس نے وہاں
جاکر اپنے لوگوں سے ایک کو افسر کیا اور کئی شخص اُس کے تابع کئے

اور اُن سے کہا کہ واسطے دُرستی کار بادشاہی کے جو حکم تم کو کرے
بے انکار بجالانا اور کسی کام پر روانہ کیا اگر ان لوگوں میں سے بعضوں نے
اُن افسروں کی نافرمانی کی اور خلاف حکم ان کے کام کئے اور اپنے زعم
میں یہ سمجھیں کہ ہم نے تو بادشاہ کی حکم عدولی نہیں کی اگر کی اُس افسر
کی کی اب اُن کو کوئی عاقل صاحب تمیز نہ کہے گا کہ اُنھوں نے بادشاہ
کی نافرمانی نہیں کی اُس کے افسروں کی کی اس لئے کہ افسر اول کو اُس
بادشاہ عالیجاہ نے اپنی طرف سے مختار کیا تھا اور واسطے اطاعت اُس
کی کے سب کو حکم دیا تھا اور اُس نے اپنی طرف سے واسطے تعمیل اُسی
حکم کے دوسرے کو افسر کیا اور اُس دوسرے نے تیسرے کو اسی طور پہ
سلسلہ جہاں تک چلا جاوے حقیقت میں حاکم ایک ہے اور حکم بھی ایک
ہے جنہوں نے اُن افسروں کی اطاعت کی تو فی الحقیقت اُسی بادشاہ کی
اطاعت کی اور جنھوں نے اُن افسروں کی نافرمانی کی تو اُس بادشاہ کی
کی اور اُن افسروں کے مطیع بادشاہ کے مطیع ہیں اور اُس بادشاہ کے
نزدیک وہ لائق شاباشی اور مستحق خلعت اور انعام کے ہیں اور وہ جو اُن
افسروں کی نافرمانی میں ہیں وہ حقیقت میں نافرمان اُس بادشاہ
کے ہیں اور اُس کے نزدیک لائق ملامت اور سزا وار تعزیر عذاب
کے ہیں سو میں علمائے دین کی خدمت بابرکت میں عرض کرتا ہوں کہ جو
میں نے یہ مثال بیان کی بجا ہے یا بیجا اس کا جو کچھ جواب باصواب

ہو ارشاد کریں یہ تمام تقریر کامل آخوندزادے نے اُن سب
عالموں کی زبان میں سمجھائی وہ سب مولانا صاحب کو آفریں کرکے
کہنے لگے کہ سبحان اللہ آپ نے خوب ہی مثال بیان فرمائی بات
یوں ہی ہے یعنی اُن افسروں کے مطیع مطیع بادشاہ کے ہیں اور
لائق بخشش و انعام شاہی کے ہیں اور جنھوں نے اُن افسروں کی نافرمانی
کی وہ نافرمان بادشاہ کے ہیں اور لائق تعزیر وعذاب کے ہیں اس
میں کچھ شک وشبہہ نہیں پھر آخوندزادے ممدوح نے یہ جواب
علمائے ولایت افغان کا زبان ہندی میں مولانا صاحب سے بیان
کیا کہ سب صاحب یوں فرماتے ہیں پھر مولانا صاحب نے کہا کہ
ان سب بھائیوں نے اس مثال کو پسند کیا اور ان مطیعوں کے
انعام اور نافرمانوں کے عذاب کے مقر ہوئے اب ہمارا سوال اُن سے
یہ ہے کہ اس کا جواب سمجھ بوجھ کر فرماویں کہ جب دنیا کے بادشاہ
کے تابعدار اور فرماں بردار اُس کے نزدیک لائق انعام اور)
عذاب کے ہوئے تو بھلا وہ اللہ تعالیٰ جل واعلیٰ شاہنشاہ عالیجاہ
مالک الملک وعالم پناہ قادر مطلق معبود برحق اپنے قرآن مجید
فرقان حمید میں فرماتا ہے یا ایھا الذین آمنوا اطیعوا اللہ
واطیعوا الرسول و اولی الامر منکم الآیہ یعنی اے ایمان والو
اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول کی اور جو صاحب حکومت

ہیں تم میں سے اُن کی یعنی اللہ اور رسول کے حکم کے بموجب عمل کرو پھر
جو مسلمان حاکم ہو اُس کی اطاعت کرو اور مسلمان حاکم قاضی مفتی امام
جہاد ہے سو حاصل کلام کا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ پاک نے ہمارے جناب مستطاب
امیر المومنین سید احمد صاحب کو امام زماں اور ہادی دوراں کیا ہے اور
تم سب علمائے کرام اور سادات عظام اور خواتین ذوی الاحترام نے
اُن کے دست مبارک پر بیعت امامت کی کی ہے اب جو کوئی باوجود بیعت
کرنے اور اپنا امام گردانتے کے اطاعت نہ کرے بلکہ خلاف اس کے عمل میں
لاوے تم سب علمائے دین کے نزدیک اُس کا کیا حکم ہے یہ تمام گفتگو آخوند
زادے موصوف نے جو لوگ اُن میں زبان ہندی نہیں سمجھتے تھے اُن کی
زبان میں سمجھائی سب نے اقرار کیا کہ وہ شخص مجرم اور قصور مند ہے عند اللہ
اور عند الناس بھی اس کے جواب میں مولانا صاحب نے فرمایا مجرم اور قصور مند
کیا وہ صاف صاف باغی ہیں اگر اپنی بغاوت اور نافرمانی سے تائب نہ ہو
تو اس پر جہاد ہے اور یہ مسئلہ امام کی بغاوت اور نافرمانی کا فلانی فلانی
فقہ کی کتاب میں اور فلانے باب اور فلانی فصل میں نکال کر دیکھو اور وہ
کتابیں اُن عالموں کے پاس وہیں موجود تھیں سب نے دیکھ کر عرض کی
کہ آپ حق فرماتے ہیں بیشک یوں ہی ہے بعد اس کے مولانا صاحب نے
ایک پرچے سے کاغذ میں وہی اپنی تقریر بطور سوال کے لکھ کر فرمایا کہ اس
پر اپنی اپنی کتاب کی عبارت اور دلیل لکھ کر مہر اور دستخط کر دو پھر سب
نے موافق سوال آپ کے جواب تحریر کر کے اپنی اپنی مہر اور جن کے پاس

مہر نہ تھی اُنہوں نے دستخط کئے اور وہ کاغذ مولانا صاحب کو دیا
آپ نے ان سب کے جواب باصواب کو دیکھ فرمایا کہ حق کتابوں کی
یہ عبارتیں لکھ کر تم نے مہریں اور دستخط کئے ہیں یہ کتابیں تو تم نے
بہت مدت سے پڑھی ہیں اور ان مسائل کے تم عالم تھے آج تم نے یہ
کتابیں نہیں پڑھی ہیں کئی سال کا عرصہ گذرا جب سے حضرت امیرالمومنین
سید احمد صاحب تمہارے اس ملک میں واسطے جہاد فی سبیل اللہ کے تشریف
لائے ہیں اور تم سب نے اپنا امام گردانا اور یہاں کے رؤسا اور خوانین
بے علم طرح طرح کی شرارت از روئے بغاوت کے اس کار خیر میں کرتے
ہیں اور کافروں کے شریک ہیں اور تم لوگ علمائے دین وارث الانبیا
کہلاتے ہو اور تمہیں لوگوں کا اس ملک میں غلبہ بھی ہے اور امر دین میں
سب خان اور رئیس تمہارے محتاج اور مطیع ہیں اور تم نے اب تک ان
لوگوں کو اس مسئلہ سے آگاہ نہ کیا یہ ساری خطا اور غفلت تمہاری
ہے اور تم سب واجب التعزیر ہو اگر تم لوگ حق پوشی نہ کرتے اور اُن کو
خدا اور رسول کا حکم صاف صاف سُناتے اور سمجھاتے رہتے تو یہ نوبت
بغاوت کی کا ہے کو پہنچتی اب تم سب مل کر خوب سمجھ اور سوچ کر جواب
معقول ارشاد کرو ہر ایک عالم نے مولانا صاحب کے سامنے اپنا اپنا
عذر بیان کیا اور اپنی خطا اور غفلت کے معترف ہوئے کہ بیشک ہم سب
اس امر میں خطاوار ہیں اور ہم ہی سے غفلت ہوئی اور بے شبہ غلبہ بھی ہم
لوگوں کا یہاں ہے مگر اب ہم اپنی خطا سے توبہ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ اس

کا مواخذہ ہم سے نہ کرے اور آپ بھی ہماری خطا معاف کریں اب
ہم اس کار خیر میں آپ کے شریک ہیں اور حتی الامکان ہر ایک کے سمجھانے
میں تغافل اور تساہلی نہ کرینگے اور وعظ و نصیحت سے راہ راست پر لاوینگے
اور جو نہ مانے گا وہ اپنی بغاوت کی سزا پاوے گا بعد اس کے مولانا
صاحب دعائے خیر کرنے لگے خادے خاں بھی اس مجلس میں حاضر تھا شریک
دعا میں نہ ہوا نا خوش ہو کر اٹھ گیا اس عرصہ میں اذان عصر کی ہوئی
اپنے مکان سے حضرت علیہ الرحمۃ تشریف لائے نماز پڑھائی بعد فراغ نماز
کے علما اور خان و ملک نزدیک کے تھے حضرت سے رخصت ہو کر اپنی
بستیوں کو گئے اور باقی جو دور دور کے تھے وہ رہے پھر وہ ساری گفتگو
مولانا صاحب کی اور علما کی کامل آخوند زادے نے حضرت سے بیان کی
اور یہ بھی کہا کہ خادے خاں وقت دعا خیر کے اٹھ گیا دعا کرنے میں شریک
نہ ہوا سب بیان سن کر حضرت بہت خوش ہوئے مگر خادے خاں کا
حال سن کر ملول ہوئے کہ بڑے افسوس کی بات ہے کہ ایسا شخص دانا
اور ہوشیار کہ ہمارے انصار سابقین سے ہے اور اس نے پہلی بغاوت
میں سبقت کی پھر اسی روز بعد نماز مغرب کے آپ نے خادے خاں کو
بلوایا اور باقی جو علما وہاں موجود تھے اُنھیں کے درمیان میں بٹھایا
اور سمجھانا شروع کیا کہ خادے خاں بھائی تم ہی نے ہم لوگوں کو اس
ملک میں ٹھہرایا تھا اور تم ہی ہمارے انصار بھی سب کے پہلے ہے
اور آج اس مجلس علما کی مشورت سے تم ہی منحرف ہو کر اٹھ گئے

یہ بات تمہاری دانشمندی سے نہایت بعید ہوئی تم کو لازم تھا کہ
اگر کوئی منحرف ہو کر اُٹھتا اس کو تم سمجھاتے نہ کہ تم ہی نے سبقت کی تم
کو لائق ہے کہ جس بات پر علمائے اتفاق کیا ہے اس سے مخالفت نہ کرو اس
میں تمہاری دین و دنیا دونوں کی بہتری ہے اور اس کے خلاف میں دنیا و عقبیٰ
دونوں کی خرابی بھی ہے اور ہم تمہاری خیرخواہی کے ارادہ سے کہتے ہیں آگے
ماننا نہ ماننا تمہارا اختیار ہے خادے خاں نے عرض کی کہ حضرت ہم تو پٹھان
لوگ کار ریاست کا رکھتے ہیں اور یہ مشورہ ملاؤں نے مل کر کیا ہے اور یہ
لوگ ہمارے یہاں اسقاط اور خیرات کے کھانے والوں میں ہیں کار ریاست
کا ان کو کیا شعور ان کا مشورہ جو ہمارے ذہن میں آتا ہے اس کو ہم تسلیم
کرتے ہیں اور جو ہماری سمجھ میں نہیں آتا اُس کو ہم نہیں مانتے اور اُن کی صلاح
ومشورت کی ہم کو پروا نہیں خود ہماری قوم اور جمعیت بہت ہے کسی طور ہم
پر ان کا دباؤ بھی نہیں ہے یہ ہمارے تابع ہیں ہم اُن کے تابع نہیں یہ گفتگوئے
بیہودہ سُن کر حضرت علیہ الرحمۃ کو کمال غصہ آیا کہ چہرہ متغیر ہو گیا اور آپ
کا یہ خاصہ تھا کہ کیسا ہی کوئی دوست ہوتا جہاں اُس نے ادنیٰ بات خلاف
حکم خدا اور رسول زبان سے نکالی پھر آپ اپنے جلسے سے نکل جاتے تھے اور
اُس کو دشمن جانتے تھے آپ نے غصہ کو تھام کر نرمی سے فرمایا کہ یہ لوگ
علما وارث الانبیا اور ہادی دین ہوتے ہیں اُن کی شان میں کلام اہانت
کا کرنا کمال نادانی اور بے ادبی دینی ہے معاملات دینی اور دنیوی بھی
لوگ خوب سمجھتے ہیں جو کچھ لوگ واسطے اصلاح دین یا دنیا کے موافق حکم خدا

اور رسول کے فرمادیں سب مسلمانوں کو جان و دل سے بلا انکار ماننا چاہئے
اگرچہ وہ حکم اپنے نفس اور عادت کے خلاف ہو بہر حال مسلمان کو پابند شریعت
کا ہونا چاہئے، خادے خاں نے کہا کہ ہم لوگ پشتون بے علم ہیں ہماری سمجھ میں
یہ باتیں نہیں آتیں، حضرت نے فرمایا کہ خادے خاں ہم پر جو حق سمجھانے کا
تھا وہ ہم نے ادا کیا چاہو مانو یا نہ مانو اب اخیر ایک بات یہ ہے سُن لو کہ تم
نے حد شریعت سے اپنا قدم باہر نکالا فقط اس خیال خام سے کہ ہم اس ملک کے
خان ہیں ہماری قوم اور جمعیت بہت ہے ہمارا کوئی کیا کر سکیگا سو یہ محض
گمراہی ہے اور شیطان کا فریب اللہ تعالیٰ بڑا قادر بڑے سرے کی طاقت والا
ہے بڑے بڑے سرکشوں مفسدوں کے ایک دم میں اُس نے سر توڑے ہیں
انشاء اللہ تعالیٰ اس بات کو یاد رکھنا کہ کسی روز تم سوتے سوتے اُٹھو گے
اور دیکھو گے کہ ہمارے قلعہ میں کس کا انتظام اور بندوبست ہو رہا ہے
اور کسی جگہ کتے کی طرح مردار پڑے ہوگے پھر بعد نماز عشا کے خادے
خان حضرت کو سلام کر کے جہاں اُترا تھا وہاں گیا اگلے روز کچھ
دن چڑھے واسطے رخصت کے آیا، آپ نے فرمایا کہ کل ہم نے تم کو اتنا
سمجھایا مگر تمہارے خیال میں نہ آیا خیر ہم ناچار ہیں تم جانو پھر وہ رخصت
ہو کر ہنڈ کو گیا پھر کئی مہینے کے بعد جب سکھوں کے دورے کا موسم آیا
وہی انٹورا فرانسیس جو سال گذشتہ میں آیا تھا اُسی کی پھر کمان ہوئی
اور سکھوں کا یہ دستور تھا کہ جب ان کا لشکر ملک پہچہ میں قریب موضع
ہنجرو کے اُترتا تو ایک باڑہ توپوں کی سر کرتے تھے آواز توپوں کی

سُن کر تمام رئیس اور رعایا ملک سمی تھرا جاتی اور جا بجا بھاگنے
لگتی لوٹنے کے خوف سے سواب کی بار جب اُنھوں نے موضع مذکور
میں آکر توپیں چلائیں ملک سمی والے تہ و بالا ہونے لگے کہ لشکر سکھوں
کا آپہنچا اور مخبروں نے آکر حضرت علیہ الرحمۃ کو خبر دی کہ انٹورا فرانسیس
مع لشکر کے موضع ہجیر و میں داخل ہوا اور سردار خادے خاں نے جا کر گھوڑا
اور باز اور کتا اس کو نذر دیا اور اُس سے کہا کہ بسبب رفاقت سید بادشاہ
کے تمام خوانین سمی کے تم سے منحرف ہیں کوئی تمہارا سالیانہ نہیں دینے کے
اگر تم کو لینے کی قدرت ہو تو یار چلو میں تمہارا شریک ہوں اور وہ فرانسیس
پر کے سال اپنا خیمہ ڈیرہ اسباب وغیرہ چھوڑ کر بھاگ گیا تھا اس بات پر
رنجیت سنگھ والی لاہور نے اس کو الزام دیا تھا کہ خلیفہ صاحب سے ملا ہے
ورنہ بے لڑے بھڑے تو اسباب ہتھیار چھوڑ کر کیوں بھاگ آیا اس بات کی
اس کو کمال ندامت تھی جب خادے خاں نے یوں اس کو غیرت دلائی تب
وہ پار اُترنے پر راضی ہوا اور کم زیادہ کوئی دس ہزار کی جمعیت اس
کے ہمراہ تھی سو معلوم ہوتا ہے کہ اس کا پنجتار پر آنے کا ارادہ ہے اور
یہ تمام شرارت خادے خاں کی ہے اور یہ بھی سنا تھا کہ آج وہاں سے
کوچ کر کے ہنڈ کے گھاٹ پر آویگا پھر اُس کے دوسرے دن خبر آئی
کہ سردار خادے خاں فرانسیس کو مع لشکر اس پار اُتار لایا حضرت علیہ
الرحمۃ نے سردار فتح خاں کو بلا کر فرمایا کہ فرانسیس کو خادے خاں اس
پار اُتار لایا ہے اور قرینے سے معلوم ہوتا ہے کہ تمہارے پنجتار پر اُس

ونٹورا کی دوبارہ آمد

کو لاونگا اور اب کی بار وہ بہت بھاری جمعیت سے آیا ہے ریاس
کی تدبیر جو کچھ تم سے ہو سکے جلد کرو خان موصوف نے کہا کہ میں
حاضر ہوں جو کچھ آپ کا ارشاد ہو بجالاؤں آپ نے فرمایا کہ تمہاری
قوم کے لوگ جو تمہارے شریک ہوں اُن کو خطوط لکھ کر بھیجو اور
سوا اس کے جو علماء اور سادات اور خوانین ہم سے مشورہ کر کے اتفاق
کر گئے ہیں اُن کو خطوط لکھ کر بلواؤ پھر خان موصوف نے اُسی روز خطوط
لکھ کر جابجا قاصدوں کے ہاتھ روانہ کئے نزدیک کی بستیوں کے
لوگ تو دوسرے ہی روز آکر حاضر ہوئے اور چلے آتے تھے پھر حضرت
علیہ الرحمۃ سوار ہو کر لڑائی کی جگہ تجویز کرنے کو طرف درہ پنجتار
کے نکلے اور فتح خان بھی ہمراہ تھے موضع خالی کلی کے پاس جو دو پہاڑ
ہیں اُس کے درمیان کا میدان آپ کو پسند آیا فتح خان سے فرمایا کہ
اس پہاڑ سے اس پہاڑ تک برابر قد آدم کے چار ہاتھ کی چوڑی
سنگین دیوار جلد تیار کراؤ اور تمہاری ہی حکومت اور کوشش سے یہ کام
ہوگا پھر اس کے اگلے روز صبح کو خان ممدوح تمام رعایا کو لے کر گئے اور
سب میں اُس زمین کو ناپ ناپ کر تقسیم کر دیا ان لوگوں نے پتھر لا کر
اٹھانا شروع کر دیا صدہا مزدور تھے پھر فتح خان پنجتار کو آئے اور
یہ حال حضرت علیہ الرحمۃ سے عرض کیا پھر آپ نے اُن سے فرمایا کہ
چلے اور بنیر کے علماء اور سادات اور خوانین کو بھی خطوط بھیجو کہ خادے
خاں فرانسیس کو ہم پر چڑھا لایا ہے تم بھی آکر ہمارے شریک ہو اور
یہ خیال نہ کرنا کہ ہمارا ملک پنجتار سے الگ کوہستان میں ہے یہ پنجتار

تمہارے ملک کا دروازہ ہے اگر خدا نا خواستہ انھوں نے اس پر قبضہ
کر لیا تو پھر تمہارے واسطے بھی قباحت ہوگی سو مناسب ہے کہ خط دیکھتے
ہی یہاں آکر ہمارے شریک ہو پھر اُسی وقت خان موصوف نے خطوط
لکھ کر دونوں ملکوں میں قاصد روانہ کئے اس کے اگلے روز بعد نماز عصر کے
خان ممدوح حضرت علیہ الرحمۃ کو واسطے دیوار دکھانے کے لئے کہیں کہیں
اُس میں کام باقی تھا اور سب تیار ہوگئی تھی آپ اُس دیوار کو دیکھ کر
بہت خوش ہوئے اور خان مذکور کو بہت شاباشی دی اور فرمایا کہ خان
بھائی اللہ تعالیٰ فرانسیس کے لشکر کو یہاں نہ لاوے اُدہر سے اُدہر ہی
دفع کر دے اور اگر آوے تو ہم عاجز اور ضعیف مددوں اپنے کو ثابت
قدم رکھے اور یہ دیوار کا لشکر تم نے خوب بنوایا ہے اور اس کی آڑ میں خوب
لڑنے کا موقع ہے پھر آپ نے وہاں چار جگہ چار پہرے مقرر کئے دو بندوقچیوں
کے اور دو تیر اندازوں کے پھر وہاں سے پنجتار میں آئے اور رات کے لئے
چار چوکی پہرے مقرر کئے دو داہنی طرف درۂ پنجتار کے اور دو بائیں جانب
اور ان کو حکم دیا کہ جب کہیں یقینی کھٹکا دکھلائی دے تب بندوق چلا کر دیوار
کے پہروں میں آجانا اور فتح خاں کے سوار واسطے شب گشت کے مقرر فرمائے اور
مولانا محمد اسمعیل صاحب سے کہا کہ جو دیوار فتح خاں نے بنوائی ہے خوب
موقع پر ہے مگر اس کے ورے جو موضع تنالی کی آمد کا رستہ ہے
اس کا بھی بند و بست ضرور کرنا چاہیئے اگر کوئی بھیدی لشکر مخالفین
کو ادہر سے نکال لاوے تو لا سکتا ہے مولانا صاحب نے عرض کی

کہ بہتر کل آپ تشریف لے چلیں اس کا بھی انتظام ہو جاوے پھر اگلے روز بعد نماز فجر آپ مع تمام مجاہدین وہاں تشریف لے گئے اور اُس کے روکنے کا موقع تجویز کیا آخر کو قریب پنجتار کے نالے پر شیشم کے درختوں کے پاس جہاں نماز جمعہ ہم لوگ پڑھتے تھے وہ جگہ پسند آئی کہ نالے کے کنارے سے داہنی جانب کے پہاڑ تک ایک دیوار سنگین بنائی جاوے اور اُس فاصلے کا طول چالیس پچاس گز ہوگا پھر آپ نے اُس زمین کے پانچ حصے کئے چار حصے تو اپنی چاروں جماعتوں کو دئے اور ایک حصہ متفرق لوگوں کو اور جماعت خاص کے حصے میں آپ شریک ہوئے اور نالے سے پتھر غازی لوگ لانے لگے اور دیوار بننی شروع ہوئی اور آپ نے سب کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ مدینہ منورہ میں روز غزوۂ احزاب کے مشورت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی سے حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے گرد اپنے لشکر ظفر پیکر کے خندق بنانی چاہی اور تھوڑی تھوڑی زمین ہر جماعت کو تقسیم فرمائی اور ایک حصہ اپنا رکھا پھر سب صحابہ رضی اللہ عنہم نے مل کر وہ خندق تیار کی سو اُسی طرح ہم بھی واسطے روکنے کفار نابکار کے دیوار بناتے ہیں وہی سنت حضرت خیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اللہ تعالیٰ و تقدس نے ہم سے ادا کرائی جو اس کے کاروبار میں شریک ہوگا اور محنت و مشقت اُٹھاویگا عنایت الٰہی سے ویسا ہی ثواب پاویگا یہ بیان آپ کی زبان ہدایت ترجمان سے سُن کر ہندوستانیوں کے صدہا ولایتی آکر شریک ہوئے اور بعضے بعضے بھاری پتھر کئی کئی آدمی اُٹھا کر لاتے تھے اور حضرت علیہ الرحمۃ اپنے دست مبارک سے ان کو دیوار پر جماتے تھے

پھر کئی روز کے اندر فضل الٰہی سے وہ دیوار بن کر درست ہوئی اُس
کے دوسرے یا تیسرے روز ہم لوگ نماز فجر کی تیاری کر رہے تھے یکایک
شینے کے سواروں نے آکر خبر دی کہ فرانسیس لشکر لے کر درے کے اُس
طرف تکیہ سے آپہنچا حضرت نے نماز پڑھ کر جلد فراغت کی اور لوگوں
کو کمربندی کا حکم دیا سب مجاہدین نصرت قرین ہتھیار باندھ کر تیار
ہوئے تب تک اور زیادہ اُجالا ہو گیا اس میں موضع مانیری اور موضع
سواہٹی کی طرف دُھواں اُٹھنے لگا لوگوں نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ
دونوں بستیوں میں سکھوں نے آگ لگادی پھر جب وہ لشکر درہ پنجتار
میں آکر داخل ہوا لوگ اُس کے نظر آنے لگے اور درہ مذکور کے مونہ پر
موضع سلیم خاں بھی ہے اُس کو بھی جلا دیا اور اُس موضع مذکور کے میدان
میں فرانسیس نے اپنے لشکر کو جمایا اور وہاں سے آگے بڑھا پھر ادھر پنجتار
سے حضرت علیہ الرحمۃ سب نمازیوں کو لے کر باہر نکلے اور جو دیوار غازیوں نے
بنائی تھی وہاں تشریف لے گئے اور سب ملکی لوگ بھی وہیں آکر جمع ہوئے
اگلے سنگر پر جہاں چار پہرے آپ نے مقرر کئے تھے مرزا احمد بیگ پنجابی کو
سو جوانوں سے وہاں یہ کہہ کر روانہ کیا کہ ان چاروں پہروں کو وہاں جاتے
ہی ہمارے پاس بھیج دو اور جب لشکر فرانسیس کا تمہارے قریب آوے
تب تم اپنے لوگوں کو لے کر پہاڑ پر چڑھ جانا اور تم ان سے مقابلہ نہ
کرنا جب وہ ہم سے آکر مقابلہ کریں تب تم اُتر کر اُن کی پشت مارنا
اور فتح خاں سے فرمایا کہ تم تو ہمارے پاس رہو اور اپنے چالیس پچاس

سوار مرزا احمد بیگ کی تقویت کو بھیج دو اور جو تمہارے پیادہ لوگ ہیں
ان کو بائیں جانب کے پہاڑ کے روانہ کرد و کہ درہ تُتالی کا بند و بست کریں
اور جیل اور بنیر کے لوگوں کو داہنے پہاڑ پر بھیجو اور اُن سب سے کہدو
کہ خبردار تم کوئی مقابلہ سکھوں کا نہ کرنا جب ہمارے مقابلے پر آویں اور
جانبین سے لڑائی شروع ہو تب تم اُن کے دونوں طرف سے پہلو مارنا
پھر خان موصوف نے یہی تقریر سب کو سمجھا کر دو پہاڑوں پر روانہ کیا اور
قندھاری اور ہندوستانی اور چند علماً اور سادات وغیرہ اس ملک کے حضرت
علیہ الرحمۃ کے پاس حاضر رہے اُس وقت مولانا محمد اسمٰعیل صاحب نے اُس
مسجد میں جہاں نماز جمعہ پڑھتے تھے کھڑے ہوکر آیت بیعت الرضوان کی
تلاوت فرمائی اور اُس کا ترجمہ کیا اور اس بیعت کے فضائل بیان کئے اور
سب کی طرف مخاطب ہوکر فرمایا کہ اس وقت سب صاحب جو حاضر ہیں حضرت
امیرالمومنین علیہ الرحمۃ کے دست مبارک پر اس نیت خالص سے بیعت کریں
کہ انشاءاللہ تعالیٰ زندہ جان آج ہم مقابلہ کفار سے نہ ہٹیں گے یا اُن کو
مار کر فتح پاوینگے یا اسی میدان میں شہید ہو جاوینگے اس میں جو صاحب ثبت
انیردی سے شہید ہوں گے وہ درجہ شہادت کبریٰ کا پاوینگے اور جو لوگ
زندہ بچیں گے وہ اعلیٰ مرتبے کے غازی ہونگے یہ تقریر مولانا صاحب کی
زبان اعجاز بیان سے سُن کر لوگ نہایت بشاش اور حالت سرور میں
ہوگئے اور ہر ایک کو یہی اشتیاق ہوا کہ میں ہی شہید ہوکر سید صاحب کو
چلا جاؤں اور سب واسطے بیعت کرنے کے مستعد ہوئے اول سب کے

مولانا محمد اسمعیل صاحب نے اپنا ہاتھ حضرت کے دست مبارک پر رکھا بعد
اس کے اور صاحبوں نے رکھے پھر جب ہاتھ پر ہاتھ رکھنے کا وارنہ ملا
تب جنھوں نے ہاتھ رکھے تھے ان کی پشتوں پر اور کندھوں پر لوگوں نے ہاتھ
رکھا اور اُن کے پیچھے والوں نے اُن کی پیٹھوں اور کندھوں پر ہاتھ رکھا
اور حضرت سب کے بیچ میں تھے اسی طور سب نے بیعت کی اور جو الفاظ بیعت
کے حضرت اپنی زبان فیض ترجمان سے بآواز بلند فرماتے تھے وہی سب کہتے جاتے
تھے جب بیعت لینے سے آپ فارغ ہوئے تب سر کھول کر دعا کرنے لگے اور بعد حمد و
ثنائے جناب باری کے ساتھ کمال عجز و زاری کے کہنے لگے کہ الٰہی ہم تیرے بندے
عاجز و ناچار صرف تیری مدد کے اُمیدوار ہیں کہ ہم پر ان کو کافروں کو نہ لا اور
ہم کو اُن کے شر سے بچا اور اگر تیری مشیئت ازلی میں لانا ہی منظور ہے تو ہم عاجزوں
اور ضعیفوں کو صبر اور استقامت عطا کر اور اُن کے مقابلے میں ثابت قدم رکھ اور
اُن پر فتحیاب کر اسی قسم کے الفاظ بیشمار اپنی زبان فیض ترجمان سے نکالتے تھے
بیان اس کا بعینہٖ ہم لوگوں سے ہونا امر محال ہے اُس دعا کی برکت و اثر کا اُس
وقت یہ حال تھا کہ ہر ایک شخص گویا اپنی ہستی سے گذر گیا تھا اور ہر کسی کا ایک اور
ہی عالم تھا کہ بیان اُس کا حیطہ تقریر اور حیز تحریر سے باہر ہے پھر بعد
فراغ دعا کے ہر شخص آپس میں ایک دوسرے سے گلے لگ کر کمال
اور اشتیاق سے ملنے لگے اور اپنی خطائیں معاف کرانے لگے اور کہنے لگے کہ
اللہ تعالیٰ نے فتحیاب کیا اور ہم کو تم کو زندہ رکھا والا جنت میں اگر اللہ
تعالیٰ ملاویگا تو ملیں گے اور آپس میں سب نے ایک دوسرے کو وصیت
کی کر بھائیو جو کوئی شہید ہو جاوے یا زخمی اُس کے اُٹھانے اور
سنبھالنے کا خیال نہ کرنا آگے ہی بڑھنے کا ارادہ رکھنا بعد اس کے

وہیں حضرت علیہ الرحمہ نے پوشاک جنگی پہنی اور ہتھیار لگائے پائجامہ
آپ کا تو سپید تھا اور خالق سیاہ سُرمئی سرخ تافتے کی سجاف لگی
ہوئی اور آبی ٹیکا اور کانکریزی پگڑی چندیری کی سر مبارک پر
باندھے تھے اور آپ کا ساز مع سنگوٹا المیختی تھا اور انگریزی جوڑی
پستول کی اور دونوں میں سابری تسمے لگے ہوئے تھے اور ایک چھری پولاد
ولایتی کہ شیخ غلام علی الہ آبادی نے نذر کی تھی وہ آپ نے کمر میں لگائی
اس کا بھی تسمہ سابری تھا اور ایک تلوار جو ارباب بہرام خاں نے سنہرے
قبضہ اُلٹے کٹورے کی نذر کی تھی وہ آپ نے زیب کمر کی اور سر تلا اس
کا کاکڑ کا تھا اور بڑے بیر کا رفل چھوٹا سا تین ہزار اور تین سو کا خرید
جو دیوان عنایت اللہ باشندہ موضع سالار ضلع مرشد آباد کے نے شیخ
باقر علی کے ہاتھ تکیۂ شریفہ پر واسطے نذر آپ کے بھیجا تھا اور آپ کی اجازت
سے میاں دین محمد صاحب اُس کو اکثر باندھا کرتے تھے اُن روزوں
آپ نے میاں دین محمد کو واسطے کسی کام کے ہندوستان میں بھیجا تھا
وہ رفل وہیں لشکر میں تھا اُس روز آپ نے وہ باندھا اور سب غازی
ہندوستانی اور قندھاری وغیرہ ملا کر آٹھ نو سو ہوں گے ان کو لے
کر دیوار کے قریب گئے اور موقع موقع پر صف باندہ کر سب کو کھڑا
کیا اور سب سے کہا کہ جب تک ہم بندوق نہ چلاویں تم کوئی نہ
چلانا اور جب تک ہم دیوار کود کر اُس پار نہ جاویں کوئی تم میں سے نہ جاوے
اور صف کے آگے آپ ادہر سے اُدہر چہل قدمی کرتے تھے اور یہی کلام فرماتے تھے اور

یہ ہی سب سے فرمایا کہ سب بھائی جن کو سورۂ لایلاف ہوگیا ہوگیا ہو
گیارہ بار پڑھ کر اپنے اوپر دم کرلیں اور اُسی کا ورد رکھیں اور جن کو یاد
نہ ہو اُن پر اور بھائی پڑھ کر دم کردیں یہ فرماکر اپنا رفل تو دیوار سے کھڑا
کردیا اور آپ متوجہ الی اللہ ہوئے اور آپ کے لشکر فیروزی اثر میں تین
نشان سیاہ تھے جو خاص جماعت کا نشان تھا اُس کا نام آپ نے
صبغۃ اللہ رکھا تھا اور اُس پر اخیر رکوع پارہ الم کا ومن یرغب
عن ملۃ ابراھیم سے تمامی پارہ مذکور تک ابریشم سُرخ سے دوختہ
تھا اور وہ سید داؤد ابوالحسن نصیرآبادی کے پاس تھا جس لڑائی میں حضرت
علیہ الرحمہ خود تشریف لیجاتے تھے وہاں وہ نشان جاتا تھا اور نہیں تو کہیں
نہیں جاتا اور دوسرا نشان جو ابراہیم خاں خیرآبادی اٹھاتے تھے اُس کا
نام آپنے مطیع اللہ رکھا تھا اور اُس پر اخیر رکوع سورہ بقر کا للہ ما
فی السموات سے آخر تک ابریشم سرخ سے دوختہ تھا اور تیسرا نشان
جو محمد عرب کے پاس تھا اُس کا نام آپ نے فتح اللہ رکھا تھا اور اخیر
رکوع سورۂ صف کا یا ایھا الذین آمنوا ہل ادلکم علی تجارۃ سے
تمامی تک اُس پر ابریشم دوختہ تھا اور محمد عرب آپ کے بڑے مخلص اور
نہایت معتقد تھے اور وہ سفر حج میں عرب سے آپکے ہمراہ رکاب آئے
تھے ادہر کا تو لشکر ظفر پیکر ساتھ اس انتظام اور بندوبست کے تھا جیسا
کہ بالاختصار مذکور ہوا بعد اس کے فرانیس کی فوج نہایت موج کا یوں
حال تھا کہ اُدہر موضع سلیم خاں کے میدان سے فرانیس اپنی فوج تنقاوت
موج کا پرہ باندہے ہوئے چلا آتا تھا جب موضع تتائی کے برابر

آیا وہاں اُس کی داہنی طرف ایک پہاڑی تھی کچھ فوج ساتھ لیکر
اُس پر چڑھا اور وہاں بیٹھکر حاضری کھانے لگا تب تک خادے خاں کچھ
سکھوں کو لیکر ٹیتالی میں گیا اور وہاں کے گھروں میں آگ لگاکر چلا آیا جب
وہ فرانسیس حاضری کھاکر فارغ ہوا تب دوربین لگاکر دائیں بائیں دونوں
پہاڑوں پر اور سامنے درے کے دیر تک خوب نگاہ کرنے لگا اس کثرت سے
ہمارے لشکر کے لوگ دونوں پہاڑوں پر اور سامنے درے کے اُس کو نظر آئے
کہ گھبراکر رُعب میں آگیا اور خادے خاں سے کہا تم نے ہمارے ساتھ بڑا فریب
کیا اور ہم کو دھوکا دیا یعنی ہم سے کہا کہ وہاں پنجتار میں لوگ تھوڑے ہیں اس
وقت تو داہنے بائیں دونوں پہاڑوں پر اور سامنے درے میں سوا سواروں
اور پیادوں اور نشانوں کے ہم کو کچھ نظر نہیں آتا یہ الزام خادے خاں کو دیکر
کر اور وہاں سے اپنے لوگ لے کر نیچے اُترا اور فوج اپنی قریب اُس
دیوار سنگین کے لاکر کھڑی کی مرزا احمد بیگ پنجابی موافق تعلیم حضرت علیہ الرحمۃ
کے اپنے لوگ لیکر پہاڑ پر چڑھ گئے اور سکھوں نے دیوار گرانی شروع کی مخبر
نے حضرت کو آکر خبر دی کہ سکھ اگلی دیوار گراتے ہیں آپ نے سواروں کو حکم
بھیجا کہ آگے بڑھیں اور مرزا حسین بیگ کو کہلا بھیجا کہ شاہنیں ماریں
اور اُن کو وہیں روکیں پھر سواروں نے گھوڑے آگے بڑھائے اور مرزا
شاہنیں سر کرنے لگے اور دائیں بائیں دونوں پہاڑوں کے بھی حملہ کرکے
اُترنے لگے ہر طرف سے لوگوں کی یورش دیکھکر وہ فرانسیس گھبرایا
اور تاب مقابلے کی نہ لایا اور اُس کو یقین کلی ہوا کہ میں ان کی لڑائی میں
فتحیاب نہ ہونگا اور اُس وقت کوئی ڈیڑھ پہر دن چڑھا ہوگا کہ اپنی

فوج ہزیمت موج کو لے کر بے ساختہ ہوش باختہ بھاگا اور لوگوں نے
درہ پنجتار تک اس کا تعاقب کیا اور پیچھا لیا اس میں کئی آدمی اُس کے
واصل جہنم ہوئے اور حالانکہ اس قدر ہماری طرف لوگوں کی کثرت اور
جمعیت نہ تھی کہ اُس نے دوربین سے دیکھ کر خادے خاں سے بیان کئے تھے
یہ محض تائید غیبی اور امداد لاریبی تھی جو اس کو نظر آئی اور اُس کی ہیبت
سے فرار کر گیا الغرض جب اُس کے بھاگنے کی خبر مخبروں نے حضرت
علیہ الرحمۃ کو پہنچائی ہم لوگوں کو کمال خوشی ہوئی سب نے وہیں نالے
سے وضو کر کے نماز شکرانے کی ادا کی کہ اللہ تعالیٰ نے ساتھ خیر کے اس بلا
کو دفع کیا پھر حضرت علیہ الرحمۃ اپنے لوگوں کو لے کر وہاں سے پنجتار میں آئے
اُس وقت وہاں کے تمام علماء اور سادات اور خوانین خادے خاں کو
ملامت کرنے لگے کہ اب تو صاف صاف یہ شرعی باغی ہو گیا اور یہ تمام
فتنہ انگیزی اُسی کی تھی ہزاروں مسلمانوں کے گھر اس نامراد نے تباہ اور
برباد کرائی پھر اگلے روز سردار فتح خاں نے حضرت علیہ الرحمۃ سے عرض
کی کہ اب تو یہاں سے فرانسیس کو اللہ تعالیٰ نے دفع کیا اب اگر اجازت
ہو تو سب لوگوں کو رخصت کر دویں، آپ نے فرمایا کہ ابھی توقف کرو کہ تحقیق
خبر اُس کی معلوم ہو جاوے کہ ڈیرہ اُس کا کہاں ہے پھر اس کے اگلے
روز شام کو مخبروں نے آکر خبر دی کہ آج فرانسیس اپنے اسباب اور
سامان سے دریائے اباسین اتر گیا اور خادے خاں کو اُس نے
بہت تسلی دی کہ تم کسی بات کا اندیشہ نہ کرنا جس وقت تم پر کچھ دباو پڑے

خبر کرنا خالصہ جی کی فوج تمہاری ملک کو آویگی یہ خبر سن کر آپنے
سردار فتح خاں سے فرمایا کہ اگلے روز سب صاحبوں کو رخصت کرو پھر
صبح کو سب لوگ آپ سے رخصت ہو کر اپنی بستیوں کو گئے اور اُن لوگوں کے
کھانے پینے کا بیان جو ہم نے نہیں کیا سبب اُس کا یہ ہے کہ اُس ملک کا دستور
ہے کہ وہ لوگ جہاں کہیں واسطے غزا لڑائی کے جمع ہوتے ہیں تو اپنے اپنے گھر دن سے
چار چار یا پنج پانچ روز کا آٹا وغیرہ لاتے ہیں اور آپ ہی پکا کر کھاتے ہیں اور
لڑتے ہیں بلانے والے کے ذمہ پران کے کھانے کا بار نہیں ہوتا فقط پھر اس کے کچھ دنوں کے
بعد چاند رمضان المبارک کا دیکھا گیا اور سفر ہجرت سے یہ چوتھا رمضان تھا
چنانچہ پہلے رمضان کا چاند مالپوری میں دیکھا تھا اور عید مرکوٹ اور بالے
کے درمیان میں ہوئی تھی اور دوسری رمضان کا چاند موضع خیدلئی علاقہ پنجتار
میں دیکھا تھا اور عید کوئی گرام ملک ملک سوات میں ہوئی تھی اور تیسری رمضان
کا چاند خاربٹ خیل میں جو اقع ملک سوات میں ہے ہوئی تھی اور عید بھی وہیں
ہوئی اور چوتھی رمضان کا چاند یہ پنجتار میں دیکھا جس کا مذکور ہے الکے ختم
قرآن مجید کا حضرت علیہ الرحمۃ نے مولانا محمد اسمٰعیل صاحب سے سنا لوئیں
کے آپ نے کسی معتبر آدمی کو خادے خاں کے بلانے کو بھیجا کہ یہاں آؤ
تم سے کچھ باتیں کرنی ہیں پھر وہ آدمی خادے خاں کے پاس گیا اور حضرت کا
پیغام پہنچایا اور وہاں سے جواب لایا اور حضرت سے عرض کیا کہ وہ کہتے ہیں
کہ پنجتار میں ہمارا آنا نہ ہوگا اگر آپ موضع سلیم خاں پر تشریف لاویں

تو وہاں ہم آ سکتے ہیں یہ سُن کر آپ اگلے روز پنجتار سے کوچ کر کے کوئی
تین سو آدمیوں سے سلیم خاں میں گئے اور وہیں قریب درے کے ڈیرہ کیا
اور ایک آدمی خادے خاں کے بلانے کو بھیجا کہ ہم موافق تمہارے کہنے کے سلیم خاں
میں آئے ہیں تم بھی یہاں آؤ اور کسی بات کا خطرہ اپنے دل پر نہ لاؤ پھر
چوتھے یا پانچویں روز خادے خاں پچاس ساٹھ سواروں اور چار سو
پیادوں سے باسامان جنگی تیار ہو کر آیا اور باہر درۂ پنجتار کے میدان میں
کھڑا ہوا ادہر سے حضرت نے تیاری کی کہ ہم وہاں جا کر ملاقات کریں مولانا
محمد اسمعیل صاحب نے عرض کی کہ آپ کا جانا وہاں مناسب نہیں اس سے تو مجھکو
اجازت ہو یہ بات مولانا صاحب کی سب کو پسند آئی پھر آپ نے مولانا صاحب
کو چند باتیں سمجھا کر دو سو غازیوں سے بھیجا اور سو غازی اپنے پاس رکھے درے
ایک کوس کے فاصلہ پر اپنے لوگوں سے خادے خاں کھڑا تھا اس کے
درے ایک بندوق کی گولی پر کی زد پر مولانا صاحب اپنے غازیوں کو لے
کر کھڑے ہوئے اور آپ کے ساتھ کامل آخوندزادے اور مولوی علیدالرحمن
تورو کے اور ایک مولوی اور موضع ڈاگئی کے تھے ان تینوں کو واسطے بلانے
خادے خاں کے بھیجا اُنھوں نے خان موصوف سے جا کر کہا کہ مولانا صاحب
کو سید بادشاہ نے سلیم خاں سے تمہاری ملاقات کو بھیجا ہے سو وہ تم کو
بلاتے ہیں خادے خاں نے کہا کہ جو سید بادشاہ کی طرف سے مولانا
صاحب کو باتیں کرنی منظور ہیں تو وہ دو چار آدمیوں سے آویں ادہر سے

میں دو چار آدمیوں سے چلونگا اور وہاں تو نہیں جانے کا اُنھوں نے
آکر یہ حال مولانا صاحب سے بیان کیا آپ چار قرابینچی لے کر تیار ہوئے اور
غازیوں نے کہا اس طرح چار آدمیوں سے آپ کو ہم تو جانے نہ دینگے وہ
شخص بڑا فریبی دغاباز ہے خدا جانے وہاں کیا واقعہ پیش آوے ہم بھی چلینگے
مولانا صاحب نے کہا اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے ہم کو کسی چیز کا اندیشہ
نہیں اور تم اس وقت اس کار خیر میں حارج نہ ہو یہ کلام سُن کر سب خاموش
ہو رہے اور آپ انھیں چار غازیوں سے تشریف لے چلے اُدہر سے چار پانچ
آدمیوں سے خادے خاں بھی آیا ایک جگہ میدان میں دونوں صاحب تھوڑی دیر
بیٹھے اور کچھ گفتگوے مختصر دونوں میں ہوئی پھر مولانا صاحب اپنے آدمیوں سے
اس طرف سلیم خاں حضرت کے پاس آئے اور خادے خاں اپنے لوگوں میں گیا
اور وہاں سے ہنڈ کو روانہ ہوا ہم لوگوں نے مولوی عبد الرحمن صاحب سے پوچھا
کہ وہاں مولانا صاحب اور خادے خاں سے کیا کیا باتیں ہوئیں اُنھوں نے کہا کہ
وہاں تو فقط اتنا ہی کلام ہوا اور کچھ نہیں کہ مولانا صاحب نے حضرت کی طرف سے
کہا کہ خادے خاں ہم کو تم سے یہ اُمید نہ تھی کہ تم مسلمانوں پر کفار کو چڑھا
لاؤگے اور اُن کے ساتھ ہو کر مسلمانوں سے مقابلہ کروگے اب تم نے بالکل
بغاوت پر کمر باندھی اب بھی خیر ہے کہ ان کی شراکت سے توبہ کرو اور دائرہ
شریعت سے قدم باہر نہ دھرو اُمید ہے کہ اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے تمھارا معاف
کریگا اور نہیں تو دنیا میں بھی ذلیل اور رُسوا ہوگے اور آخرت میں بھی اُسنے

کہا کہ مولانا صاحب خفا نہ ہونا ہم لوگ رئیس اور حاکم ہیں سید بادشاہ
کی طرح ملا مولوی نہیں ہیں ہماری شریعت جدی اور اُن کی جدی اُن کی
شریعت پر ہم پٹھان لوگ کب چل سکتے ہیں اور بار بار سید بادشاہ کیوں
ہمارے درپے ہیں ہمارے حق میں جو کچھ اُن سے ہو سکے درگذر نہ کریں یہ کلام
کر کے وہ اُس طرف چلا گیا اور مولانا صاحب ادہر تشریف لائے فقط حضرت
علیہ الرحمۃ اس روز وہاں سلیم خاں میں رہے اگلے روز سب کو لے کر وہاں
سے پنجتار میں تشریف لائے اور باقی رمضان پھر وہیں رہے اور وہیں عید کی
کی پھر اس کے کئی مہینے کے بعد مبین خاں اور اُن کے بھائی میر خاں شدّم سے
پنجتار میں حضرت علیہ الرحمۃ کے پاس آئے اور بطور نالش کے منصور خاں چار
گلی والے کی شکایت کی یعنی ہمارے ملک کے تربوروں کا یہ دستور ہے کہ ایک
گاؤں ایک کے پاس ہے اور دوسرا گاؤں دوسرے کے پاس اور ان دونوں
گاؤں میں ایک زیادہ فائدہ کا ہے اور دوسرا کم فائدہ کا اور موافق حصے کے
دونوں تربور برابر فائدہ لیا چاہیں اس واسطے ویش مقرر ہے یعنی بدلی کرنا
مثلاً جو دو برس فائدے والے گاؤں میں رہے وہ دو برس کم فائدے والے گاؤں
میں بھی رہے سو منصور خاں ہمارا تربور ہے اور چار گلی اور کھڑیالی سے ویش
ہوا کرتا ہے اب کی سال چار گلی میں آنا ہمارا وار ہے اور کھڑیالی میں جانا
منصور خاں کا وار ہے سو منصور خاں ان روزوں ہم سے زور آور زیادہ
ہے اور ہم کمزور ہیں اس سبب سے بدلی نہیں کرتا سو اس کا تصفیہ منصور خاں کو
بلا کر آپ کر دیویں آپ نے ان کی تسلی کی اور فرمایا کہ اب تو تم اپنے مکان

کو جاؤ بعد چند روز کے ہم امان زئی کی گڑھی میں جاوینگے انشاءاللہ تعالی
وہیں لوگوں سے دریافت کر کے تمہارا فیصلہ کردینگے یہ بات سن کر وہ دونوں
بھائی آپ سے رخصت ہوکر اپنے مکان کو گئے پھر بعد چند روز کے حضرت
امیرالمومنین علیہ الرحمۃ نے پنجتار سے کوچ کی تیاری کی جو لوگ لشکر میں مریض
یا سفر کرنے سے معذور تھے ان کو تو پنجتار میں رہنے دیا باقی سب مجاہدین کو
لے کر کوچ کیا اور فتح خاں کو بھی ساتھ لیا اس روز جاکر شیوہ میں رہے
آنند خاں اور تسکار خاں نام دو بھائی جو وہاں کے خان تھے اُنھوں نے مع
لشکر آپ کی دعوت کی اس کے اگلے روز وہاں سے آپ نے کوچ کیا اور آنند خاں
اور تسکار خاں کو بھی ساتھ لیا اور جاکر امان زئی کی گڑھی میں داخل ہوئے سرور خاں
نام وہاں کا خان تھا اس کی مسجد میں ساتھ جماعت خاص کے اُترے اور
باقی لشکر کو اور مسجدوں اور حجروں میں اُتارا حضرت علیہ الرحمۃ کے خاص باورچی خانے
کا خرچ تو سرور خاں نے اپنے ذمہ لیا اور باقی لشکر کی دعوت موافق دستور
ملک کے رعایا کے ذمے ہوئی یعنی جس جس مسجد اور حجرے میں مجاہدین اُترے
تھے اُسی علاقہ کے لوگوں نے چار چار یا پانچ پانچ مہمان تقسیم کر لئے پھر اس
کے اگلے روز آپ نے سرور خاں سے فرمایا کہ بابت دلشیں چار گلی کے مبین
خاں اور منصور خاں نے ہم سے نالش کی ہے سو اس کا حال دریافت کر کے ان
کے درمیان کی نزاع نشانی ضرور ہے سو تم ہماری طرف سے اپنی معرفت اس
اطراف اور نواح کے خوانین کو بلوالو اور مبین خاں اور منصور خاں کو بھی یہیں
بلوالو اور یہ تصفیہ ہو جاوے تو خوب ہو پھر خان موصوف نے اپنے نامے

جابجا بھیجے اور وہاں کے خانوں کو بلوایا ایک دو روز میں سب آکر حضرت علیہ الرحمۃ
کے پاس حاضر ہوئے اور مبین خاں اور میر خاں مدعی اور منصور خاں مدعا علیہ بھی آئے
پھر آپ نے مجلس سے الگ منصور خاں کو بٹھا کر فرمایا کہ مبین خاں اور میر خاں نے بابت
بدلی کرنے موضع چارگلی کے ہم سے تمہاری نالش کی ہے کہ منصور خاں ہمارے تربور
ہیں اور ایکی سال چارگلی میں آنے کا ہمارا وارہ ہے اور گھڑیالی میں جانے کا منصور خاں
کا وارہ ہے اور چارگلی میں زیادہ فائدہ ہوتا ہے اور گھڑیالی میں کم اس سبب سے منصور خاں
ہم پر زیادتی کرتے ہیں اور بدلی کرنا نہیں مانتے ہیں سو یہ کیسا معاملہ ہے حال مفصل
اس کا ہم سے بیان کرو اس کے جواب میں منصور خاں نے کہا کہ مبین خاں سچ کہتے
ہیں بات یوں ہی ہے مگر ہمارے ملک میں یہ بھی ہوتا ہے کہ ہمیشہ بدلی کرتے رہتے
ہیں اور جب چاہتے ہیں تب نہیں بھی کرتے ہیں اگر میں اس میں کچھ خلاف کہتا ہوں
تو آپ اس کا حال خوانین سے دریافت کر لیں اور کئی بستیوں کے تربوروں کا نام
لیا کہ فلانے فلانے خان نے فلانے فلانے گاؤں کے نہیں بدلی کی جس میں بدلی کر کے
آئے اسی میں اب تک موجود ہیں اسی طرح میں بھی نہیں بدلی کرتا ہوں آگے آپ کو
اختیار ہے جیسا آپ فرماویں اس سے عدول نہ کرونگا جو حال اور دستور یہاں
کا ہے اُس سے میں نے آپ کو اطلاع کر دی پھر آپ منصور خاں کو لے کر
مجلس میں آئے اور سب حاضرین مجلس کی طرف خطاب کر کے فرمایا کہ ہم نے تم
صاحبوں کو واسطے تحقیقات قانون اس ملک تمہارے کے بلایا ہے مبین خاں اور
میر خاں نے معلوم کر لیا اب بات یہ ہے کہ اگر تم دونوں صاحب ہمارے فیصلے

کرنے پر راضی ہو تو ہم موافق حکم خدا اور رسول کے فیصلہ کردیں دونوں صاحبوں نے
سر مجلس سب کے روبرو اقرار کیا کہ ہم راضی ہیں کسی طور حکم خدا اور رسول کے
باہر نہیں ہونگے پھر پہلے آپ نے منصور خاں سے کہا کہ خان بھائی حق بجانب
مبین خاں کی ہے اور تمہاری زیادتی ہے اس طور بزور کسی کا حق دبا لینے سے
اپنا نہیں ہو جاتا اور یہ کارخانہ دنیا چند روزہ ہے محض بے ثبات اور لا اصل
مسلمان کو لحاظ باز پرس آخرت کا ضرور چاہیئے وہاں ذرہ ذرہ چیز کا ہر
کسی سے مواخذہ ہونا ہے سو اب تم چارگلی کو چھوڑ دو گھڑیالی کو چلے جاؤ اس میں
مبین خاں آویں اگر اللہ تعالیٰ نے اپنی عنایت بے غایات سے ہم کو ملک کفار
پر فتحیاب کیا تو ایسے ایسے بہت گاؤں ہم تم کو دیوینگے منصور خاں نے عرض کی
کہ آپ کا فرمانا بہر طور بحکم قبول ہے میں چارگلی سے دست بردار ہوا اور باوجودیکہ
منصور خاں حضرت امیر المومنین علیہ الرحمۃ کا بڑا مخلص بے ریا اور محب باوفا اور
معتقد فرماں بردار مطیع جان نثار تھا کہ اول سے آخر تک الکیائین پر آپ
کا معاون اور مددگار رہا یہ بات کسی کے خیال میں نہ تھی کہ حضرت چارگلی
منصور خاں سے مبین خاں کو دلا دیوینگے پھر آپ نے مبین خاں سے فرمایا کہ خان
بھائی حق تمہارا ہے تم گھڑیالی سے چلے آؤ اپنی چارگلی پر قبضہ کرلو اور دونوں
کو اسی مجلس میں سب کے سامنے ملا دیا کہ آپس میں قصہ قضیہ نہ کیا کرو اتفاق
سے رہا کرو پھر آپ نے دعا خیر کی اور اس کے اگلے روز سب کو ساتھ لے کر
گھڑیالی کو گئے اور منصور خاں کا اس پر قبضہ کرا دیا اس روز منصور خاں نے
موافق دستور اس ملک کے سب کی دعوت کی اور وہاں حضرت نے ان کے لئے

۱۴۰۹

دعا کی کہ تم نے موافق خدا ورسول کے فیصلہ قبول کیا اللہ تعالیٰ تم کو اسی
بستی میں برکت کریگا پھر اس کے اگلے روز وہاں سے سب کو ہمراہ لئے ہوئے
چار گلی میں تشریف لے گئے اور اس پر مبین خاں اور میر خاں کا قبضہ کرا دیا وہاں
آپ نے دو مقام کئے اور وہاں کے سب لوگوں نے موافق دستور کے سب کی عزت
کی پھر وہاں سے تیسرے روز مبین خاں اور میر خاں کچھ سدوم میں لے گئے وہاں حضرت
علیہ الرحمہ نے بیس یا اکیس مقام کئے اور حضرت علیہ الرحمۃ پنجتار میں تشریف لیجاتے
تھے تب سے مولوی امیر الدین ولایتی کبھی کبھی حضرت سے خفیہ مشورہ کرکے موضع
تنگی کو جایا کرتے تھے اور اسی طور گاہ گاہ چار یا پانچ آدمی تنگی کے حضرت کے پاس آیا
کرتے تھے مگر ہم لوگوں کو اس کا بھید نہیں معلوم تھا کہ مولوی امیر الدین تنگی
میں کیوں جاتے ہیں اور تنگی والے پنجتار میں کس لئے آتے ہیں اور وہی چار
پانچ آدمی تنگی والے وہاں سدوم میں بھی آتے تھے اب تک بھی ہم لوگوں
کو اس کا مفصل حال معلوم نہیں تھا کہ یہ کیا معاملہ ہے یہ حال تب کو ہم کو معلوم
ہوا جب کہ ایک روز حضرت نے اپنے ہمراہ کے خانوں سے مصلحتاً پوچھا
کہ بہت روزوں سے یہ کئی آدمی موضع تنگی سے ہمارے پاس آتے ہیں
اور کہتے ہیں کہ جب سے ہماری بستی میں درانیوں کا عمل ہوا ہے تب سے ہم
لوگوں کو بہت ستاتے ہیں اور اب کہتے ہیں کہ ہم نے اپنے تمام بستی والوں کو کوشش
کرکے ملایا ہے اگر آپ کچھ مجاہدین ہمارے ہمراہ کر دیں تو ہم اپنی بستی پر
آپ کا قبضہ کرا دیں اس سے پیشور کا رستہ بھی کھل جائیگا پھر آپ تو اپنی

جگہ پر بیٹھے رہیں پیشور جانے اور ہم جاویں سو تم صاحب اس امر میں کیا
صلاح دیتے ہو سب نے آپس میں مشورت کر کے عرض کی کہ بات تو بہت
خوب ہے ضرور آپ ان کے ہمراہ لوگ بھیجیں پھر آپ نے اُن کے کہنے
سے لوگوں کے بھیجنے کی تیاری کی اور اس کے اگلے روز اپنے لشکر ظفر پیکر سے
اچھے اچھے آدمی کوئی تین سو انتخاب کئے اور اُن سب پر مولانا محمد اسمعیل صاحب
کو امیر کیا اور ارباب بہرام خاں اور مولوی امیر الدین صاحب کو فرمایا کہ تم بھی مولانا
صاحب کے ہمراہ جاؤ بعد نماز عشا کے مولانا صاحب کو دعا کر کے اول رخصت
فرمایا کہ تم بستی کے باہر خلا کی جگہ چل کر ٹہر و پیچھے سے ہم سب کو بھیجتے ہیں پھر
مولانا صاحب وہاں گئے تب آپ نے دس دس پندرہ پندرہ سب غازی روانہ فرمائے
پھر وہاں سے چلتے چلتے ایک جگہ پانی تھا وہاں سب نے وضو کر کے فجر کی نماز
پڑھی پھر وہاں سے روانہ ہوئے پہر سوا پہر دن چڑھے ایک بستی کے
ورے ایک نالہ تھا وہاں جا کر ٹہرے اور وہیں سب نے اپنی اپنی روٹی کھائی
اور وہیں سے تنگی والوں نے دو آدمی اپنے آگے روانہ کر دئے کہ تم جا کر
لوگوں سے خبر کرو کہ چھاپا آ پہنچا پھر اس نالے میں ہم سب لوگ وقت
عصر تک لیٹے بیٹھے رہے پھر نماز عصر کے پڑھ کر وہاں سے کوچ کیا چلتے
جاتے پھر رات گئے کے ورے ورے ایک جگہ پہنچے کہ وہاں سے موضع
تنگی کوئی پاؤ کوس ہوگا دو یا تین آدمی تنگی والے جو ہمارے ہمراہ

تھے اُنہوں نے ہم لوگوں کو تو وہیں کھڑا کیا اور آپ آگے بڑھے وہاں
سے کوئی تیس چالیس قدم پر چار سو زرہ پوش نیزے باندھے ہوئے ہم لوگوں
کا انتظار کر رہے تھے ان کے پاس گئے اور اُن سے کچھ باتیں کر کے ان کو
بلایا اور ہم لوگوں سے کچھ دُور ان کو کھڑا کیا اور یہاں سے مولانا محمد اسماعیل
صاحب اور ارباب بہرام خاں اور مولوی امیر الدین صاحب وغیرہ کو اُن کے
پاس لے گئے اور بہت دیر تک اُن سے اور اُن سے آپس میں باتیں ہوا کیں اور
ہم سب وہیں اپنی جگہ پر کھڑے رہے ہم لوگوں کو تردد ہوا کہ وہاں کیا باتیں ہو رہی
ہیں اس میں میاں دین محمد صاحب چند غازیوں کو لے کر وہاں گئے کہ چل کر
سنیں تو کیا گفتگو ہو رہی ہے اور قریب جا کر کھڑے ہوئے وہ لوگ مولانا
صاحب سے یہ کلام کر رہے تھے کہ جن لوگوں کی صلاح اور مشورت سے
ہم نے آپ کو بلایا تھا اُن سب نے ہم کو صاف صاف جواب دیا اور سب جا کر
درانیوں سے مل گئے اگر ہم آپ کو وہاں لے چلیں تو سوائے بربادی اور
خرابی ہم لوگوں کے اور کچھ نہیں حاصل ہوگا اب یہی ہم لوگوں کی صلاح ہے
کہ آپ اپنے لوگوں کو لے کر پلٹ جاویں اُنہوں نے تو ہم سے فریب کیا مگر
ہم آپ کے قصور مند ہیں آپ ہم کو جو چاہیں سو کریں صبح کو ہم بھی یہیں آ کر
حاضر ہوں گے یہ تقریر پُر تزویر سُن کر مولانا صاحب نے اُن سے غصہ
ہو کر فرمایا کہ تم جھوٹے ہو یہ تمام شرارت اور دغابازی تم ہی لوگوں کی ہے
کہ ہم لوگوں کو اتنی دور سے بلا کر حیران اور سرگرداں کیا اور اپنا مطلب نکال

کر ہم کو صاف جواب دیا بیشک تم لائق تعزیر اور ملامت کے ہو اس میں
میاں دین محمد صاحب کو تاب نہ آئی غصہ ہو کر کہنے لگے کہ مولانا صاحب کیسی
تعزیر اور کہاں کی ملامت میں ان نامعقولوں کو مشکیں باندھ کر سُدم میں سید صاحب
کے پاس لیجاؤنگا اور محمد عرب سے پکار کر کہا کہ جلد میرے گھوڑے کی پچھاڑی لا
اور اُن کی مشکیں باندھ یہ سُن کر دس بیدرہ غازی تیار ہو کر میاں دین محمد صاحب
کے پاس آئے اس عرصے میں ارباب بہرام خاں اور مولوی امیرالدین وغیرہ
نے آکر کہا کہ بھائی دین محمد یہ کیا حرکت کرتے ہو یہ بات تم کو مناسب نہیں امیر کی
صلاح کے موافق کام کرو اُنھوں نے کہا کہ اُس میں کچھ الزام اور بدنامی ہو وہ
میرے ذمے اور جو حضرت کے سامنے نیکنامی اور خیرخواہی ہو وہ تمہارے لئے مگر
امیر کی اطاعت کے سبب میں ناچار ہوں والّا اس کی جواب دہی تو میں حضرت سے کر
لیتا پھر مولانا صاحب اپنے لوگوں کو ساتھ لے کر وہاں سے طرف سُدم کے
روانہ ہوئے جس نالے میں آتے ہوئے ٹھہرے تھے وہیں آکر پھر ٹھہرے موسم
برسات کا تھا کچھ لوگ تو نالے کے پار اُتر گئے تھے اور کچھ باقی اسی پار تھے اس
عرصے میں ہر طرف سے سیل آیا نالہ بھر گیا جو لوگ اُتر گئے تھے وہ اُس پار
رہے اور جو نہیں اُترے تھے وہ اس پار رہے ایک دن اور ایک رات
وہاں سب لوگ رُکے رہے جب پانی نالے کا پایاب ہوا تب باقی
لوگ وہ بھی اُترے اور وہاں سے روانہ ہوئے آتے آتے مع الخیر
سُدم میں حضرت علیہ الرحمۃ کی خدمت فیض درجت میں حاضر ہوئے آپ

نے وہاں کا حال پوچھا مولانا صاحب نے اول سے آخر تک جو کچھ معاملہ گذرا
تھا حضرت بہت ناخوش ہوئے کہ اتنے مہینوں سے وہ نامعقول آتے جاتے تھے
بڑے فریبی اور دغاباز نکلے حافظ امام الدین مصطفیٰ آبادی عرف رامپوری اور
محمد عرب وغیرہ نے آپ سے عرض کی کہ وہاں دین محمد نے تو غصہ ہو کر
کہا کہ میں ان چاروں یا پانچوں دغابازوں کو مشکیں باندھ کر سدم میں
سید صاحب کے پاس لیجاؤنگا اگر آپ خفا ہونگے تو مجھ پر ہونگے کوئی
اس میں تو بولے مگر دو چار شخص ارباب بہرام خاں وغیرہ مانع ہوئے کہ ایسا
نہ چاہئے پھر وہ خاموش ہو رہے آپ نے فرمایا کہ دین محمد نے خوب تدبیر
کی تھی اُن فریبیوں کی یہی سزا تھی مگر خیر جو کچھ ہوا سو ہوا پھر اس کے کئی
دن کے بعد مبین خاں نے آپ سے عرض کی کہ یہاں سے کوس سوا کوس پہاڑ کا درہ
ہے وہاں تشریف لے چلئے پھر دو پہر میں سیر کر کے چلے آئیے آپ نے کہا
بہت خوب چلیں گے پھر اگلے روز بعد نماز فجر کے آپ دو ڈھائی سو غازیوں
سے مبین خاں کے ساتھ تشریف لے چلے جب جا کر اس درہ کے نزدیک پہنچے
وہاں پہاڑ پر بہت مکان پُرانے خدا جانے کس مدت کے بنے ہوئے تھے
نظر آئے آپ نے پوچھا کہ یہ مکان ویران کس کے ہیں مبین خاں نے
عرض کی کہ ہم لوگ اپنے بزرگوں سے سنتے آتے ہیں کہ اگلے زمانہ میں یہاں
کفار لوگ رہتے تھے یہ ان کے بنائے ہوئے مکان ہیں اور یہ بھی سنتے
آتے ہیں کہ یہاں جو ایک غار ہے اُس میں انھیں اگلے کفار کا بہت سا

خزانہ ہے اگر آپ چاہئے تو وہاں بھی تشریف لے چلئے آپ نے فرمایا خان
بھائی اس بات کا کچھ تعجب نہیں اللہ تعالیٰ کے زمین ہے بیشمار ہر جگہ اس
میں خزانے اور دفینے ہیں وہاں جانے کی اور دیکھنے کی کچھ حاجت نہیں
اللہ تعالیٰ کی عنایت سے بہت خزانے میں بھی جانتا ہوں کہ فلانی فلانی جگہ
مدفون ہیں میرا تو کارخانہ صرف توکل پر ہے میں طالب اللہ تعالیٰ کی رضامندی
کے خزانے کا ہوں اس کے روبرو سارے خزانے ہیچ اور بے اصل ہیں پھر کچھ
دیر ادہر اُدہر کی سیر کر کے اپنی جائے امامت پر تشریف لائے **بیان شبخون**
ہنڈ کا جس میں خادے خاں مارا گیا جب چھاپا موضع تنگئی
سے ملیٹ کر موضع منڈم میں آیا اس کے کئی روز کے بعد وہیں سدم
میں حضرت علیہ الرحمۃ بستی کے کنارے بین خاں سے کہہ کر کسی کی ایک
حویلی خالی کرائی اور یہ مشورہ کیا کہ چاروں جماعت کے واسطے ایک
ایک سیڑھی بنائی جاوے تو خادے خاں پر چھاپا بھیجیں پھر اسی حویلی کے
گرد کئی پہرے مقرر کر دئیے اور گہاتیوں کو بلا کر چیڑ کی لکڑی کی سیڑھیاں
چار چار ہاتھ کی لمبی اور دو دو ہاتھ کی چوڑی قلابے دار بنانے کا حکم دیا اور
یہ خفیہ معاملہ سوا دو چار امانت دار شخصوں کے کوئی نہیں جانتا تھا کہ وہاں اس
حویلی میں کیا ہوتا ہے پھر کئی روز میں وہ چاروں سیڑھیاں بن کر درست
ہوئیں تب آپ نے اپنی چاروں جماعتوں سے کچھ اوپر پانسو غازی چست و
چالاک بہادر و جرار آزمودہ کار انتخاب کئے اور سب لوگ کوئی سوا چند آدمیوں
کے واقف نہ تھے کہ یہ کیا معاملہ ہے پھر آپ نے مولانا محمد اسمٰعیل صاحب اور

ارباب بہرام خاں کو اُن کا نائب اور مولانا صاحب سے سب کو سنا کر فرمایا کہ تم
امان زئی کی گڑہی میں ہو کر جانا پیچھے سے ہم بھی انشاء اللہ تعالیٰ پنجتار کو آتے
ہیں اور اپنے باورچی خانے کا اسباب اور سامان بھی خچروں پر لدوا کر اُن کے
ساتھ کر دیا اور سلیتوں میں لپیٹ کر وہ چاروں سیڑھیاں دو اونٹوں
پر لدوائیں اور اُن اونٹوں کو ارباب بہرام خاں کے ساتھ کیا پھر اس کے
اگلے روز بعد نماز فجر کے دعا کر کے سب صاحبوں کو رخصت فرمایا پھر وہاں
سے کوس سوا کوس چل کر آٹھ دس آدمیوں سے دونوں اونٹوں کے ساتھ
ارباب بہرام خاں نے مولانا صاحب سے مشورہ کر کے شیوے کا رستہ لیا اور
مولانا صاحب طرف امان زئی کی گڑہی کے روانہ ہوئے اور اُس روز
جا کر وہیں رہے اور ارباب بہرام خاں جا کر شیوے میں اُترے اُس کے
اگلے روز مولانا صاحب وہاں سے کوچ کر کے چھ سات گھڑی دن چڑھے
موضع ترکئی میں جا داخل ہوئے اور اُدھر سے ارباب بہرام خاں بھی سیڑھیوں
کے اونٹ لے کر وہیں آ کر ملے اور اُسی روز حضرت علیہ الرحمۃ سدم
سے منصور خاں کے ہمراہ گھڑیالی میں تشریف لائے پھر وہاں ترکئی میں
مولانا صاحب نے سب لوگوں میں دو دو وقت کا آٹا تقسیم کرایا اور
سب سے تاکید فرمایا کہ سویرے دو دو وقت کی روٹیاں پکا کر تیار
ہو رہو آج بعد نماز مغرب کے کوچ ہو گا پھر موافق فرمانے آپ
کے سب نے روٹیاں پکا کر فراغت کی پھر بعد نماز مغرب کے سب نے
وہاں سے کوچ کیا اور ہنڈ وہاں سے گیارہ بارہ کوس تھا کوئی دو

کوس پنجتار کی جانب چل کر ایک جگہ ٹھہرے اور وہیں نماز عشا کی سب
نے پڑھی پھر دونوں اونٹ جن پر سیڑھیاں تھیں اور جن جن کے پاس
گھوڑے ٹٹو تھے چند آدمیوں کے ساتھ پنجتار کو روانہ کر دئیے سب لوگ پیدل
پنجتار کا رستہ چھوڑ کر جماعت والوں نے لی رستہ جنگل کا تھا اور اندھیری
رات، لوگوں نے بہت تکلیف پائی آخر شب چلتے چلتے پچھلے پہر موضع لاہور
اور ہنڈ ی کے درمیان میں پہنچے اور سب اکٹھا ہو کر آگے ایک نالے پر گئے یہاں
سے ہنڈ کو کوس یا سوا کوس تھا تھوڑی دیر مولانا صاحب وہاں ٹھہرے لوگ
نالے میں پانی پینے لگے کوئی جائے ضرور گئے پھر مولانا صاحب پچاس ساٹھ
غازیوں سے آگے بڑھے اور سب لوگوں سے کہا کہ تم بھی جلد ہمارے پیچھے
چلے آؤ محمد بیگ جو خادے خاں کے رشتہ داروں میں تھا وہی ہم لوگوں
کا راہبر تھا اور خادے خاں پر کسی خون کی بابت اس کا دعویٰ تھا اور
حضرت علیہ الرحمۃ کا بڑا معتقد اور بڑا رفیق تھا سو اس کو ہمراہ لے کر مولانا
صاحب تو آگے گئے اور شیخ ولی محمد صاحب بھی آپ ہی کے ساتھ تھے ایک
گولے کی زد پر ہنڈ کے ورے جو تالاب ہے وہاں جا کر ٹھہرے اور پچھلے لوگوں
کی انتظار کرنے لگے کہ سب آلیویں تو آگے چلیں اور یہاں یہ لوگ نالے سے
نکلتے ہی رستہ بھول گئے نہ تو کوئی مارے تاریکی کے ایک دوسرے کو دیکھتا
تھا اور نہ کوئی کسی کو پکار سکتا اسی سبب سے جو جس طرف چلا اسی
جانب گیا نہ میری تم کو خبر نہ تمہاری مجھکو اور صبح کاذب ہونی شروع

ہوئی مولانا صاحب کو تشویش ہوئی کہ اب رات قدرے باقی ہے اور پچھلے لوگوں کا پتہ نہیں کہ اُسی نالے میں ہیں یا کسی اور طرف رستہ بھول کر چلے گئے اور چاروں سیڑھیاں انھیں کے پاس ہیں اب نہ تو پیچھے ہٹا جاتا ہے اور نہ یہاں رہا جاتا ہے آخر الامر آپ نے لوگوں کے پانچ غول کئے اُن میں سے ایک غول تو اپنے پاس تالاب پر رکھا اور چار غول شیخ ولی محمد صاحب کے ساتھ کئے کہ تم تو خدا پر توکل کرکے ان کو لے کر چلو اور رستہ میں جہاں جہاں مناسب جاننا وہاں ایک ایک غول بٹھا دینا اور ایک غول لے کر تم قلعہ کے دروازے کی بغل میں چھپ کر بیٹھنا اور محمد بیگ کو بھی اپنے ساتھ رکھنا اور جو تدبیر مناسب جانی شیخ صاحب کو بتائی اور کہہ دیا کہ جس وقت تمہاری کسی کی بندوق یا قرابین چلے ہم کو فوراً وہیں اپنے پاس ہی جاننا اور اس عرصہ میں اگر پچھلے لوگ آ گئے تو اُن کو بھی لیتے آوینگے پھر شیخ صاحب مولانا صاحب سے رخصت ہو کر چلے اور وہاں قلعہ کے دروازے پر دو کھیت گیہوں کے تھے اور رستہ ان دونوں کے بیچ میں ہو کر تھا پھر شیخ صاحب نے جا کر ایک غول کو اول کونے پر بائیں طرف کھیت مذکور کے بٹھایا اور کہہ دیا کہ جب قلعہ میں بندوق یا قرابین چلے آواز کے سنتے ہی باآواز بلند تکبیر کہتے ہوئے چلے آنا کسی کا رستہ نہ دیکھنا پھر آگے چل کر پچیس تیس قدم پر دوسرا غول اُسی جانب اُسی کھیت میں بٹھایا اور اسی طرح ان کو بھی سمجھا دیا اور محمد بیگ

اور آپ ایک غول لے کر قلعہ کے دروازے کی نیل میں اُسی کھیت کے
کونے پر گوں میں چھپ کر بیٹھے اس عرصہ میں صبح صادق ہونے لگی اور ایک
گدھا قلعہ کے اندر بولا اور قلعہ کی مسجد میں اذان ہوئی اس عرصہ میں ایک
طالب العلم اندر سے دروازے پر آیا اور چوکیدار سے کہا کیواڑ کھول میں
حاضر ہو جاؤنگا اُس نے کہا کہ آج یہاں چھاپا آنے کی خبر شام سے تھی
سو میں بے حکم خادے خاں کے کیواڑ نہ کھولونگا اُس نے کہا اب تو فجر
کی اذان ہو گئی چھاپا آتا تو رات کو آتا اب کیا رات ہے اُس نے ایک اور آدمی
سے کہا کہ کوٹھے پر چڑھ کر ادہر ادہر میدان میں دیکھ تو کہیں کوئی لوگ تو
نظر نہیں آتے اُس نے کوٹھے پر چڑھ کر ادہر ادہر خوب نگاہ کی اور کہا کوئی
کسی طرف نہیں معلوم ہوتا اور اب تو فجر ہو گئی اور یہ سب باتیں شیخ ولی محمد
صاحب اور اُن کے لوگ وہیں کھیت کے کونے پر بیٹھے سن رہے تھے اس
میں چوکیدار نے زنجیر کھولی اور تھوڑا سا کواڑ ہٹایا وہ طالب العلم دروازے
سے نکل کر بائیں طرف چلا گیا اگر کھیت کے کونے کی طرف جاتا تو لوگوں کو
دیکھ لیتا اس کے بعد ایک ہلواہا ہل کندھے پر دھرے دو بیل لئے اندر سے
دروازے پر آیا اور کواڑ کا ایک پٹ کھول کر باہر نکلا اور سیدھا
رستے رستے دونوں کھیتوں کے بیچ میں ہو کر چلا گیا یہاں تک کہ تین
غول گذر گیا اور کسی کو نہ دیکھا جب چوتھے غول کے قریب گیا تب اُس
نے لوگوں کو دیکھا اور چاہا کہ شور کرے اس عرصہ میں عبد اللہ خاں ادیوری

نے لپک کر ایک تلوار ماری وہ وہیں گرا اور اس طرف شیخ ولی محمد صاحب
بھٹ لوگوں کو لے کر دروازے میں گھس گئے اور قطب الدین قندھاری
نے ایک قرابین فیر کی اور دروازے پر اپنا بندوبست کر لیا قرابین کے
چلتے ہی مانند برق کے مولانا صاحب چاروں غولوں کو لے کر بآواز بلند
تکبیر کہتے ہوئے شیخ صاحب کے پاس قلعہ میں داخل ہوئے اور وہاں تمام میدان
میں جہاں پچھلے لوگ تھے اللہ اکبر اللہ اکبر کا سارے میدان میں شور مچ گیا اور وہ
بھی سب لوگ آ پہنچے پھر یہاں قلعہ میں مولانا صاحب نے بآواز بلند پکار کر کہہ دیا
کہ خبردار کوئی دروازے کے باہر نہ نکلے نہیں تو مارا جاویگا اور سب کو امن ہے ہم
فقط خادے خاں کے لئے آئے ہیں اور کسی سے کچھ سروکار نہیں یہ سن کر سب قوم
اپنے اپنے گھروں میں رہ گئے کچھ لوگ دروازے کے بندوبست کو چھوڑ کر
محمد بیگ لوگوں کو لے کر سیدھے خادے خاں کے مکان پر گئے اور ہر طرف سے
محاصرہ کر لیا یہ شور و غل سن کر خادے خاں تلوار اور جوڑی تمنچے کی لئے ہوئے
اپنے کوٹھے پر چڑھا اور پکار کر کہا کہ جلد نقارہ کرو اور کمریں باندھو اس عرصہ
میں غازیوں نے چار بندوقیں جوڑ کر ماریں خدا جانے گولی کس کی لگی خادے خاں
اچھل کر دھم سے باہر گرا اوپر سے محمد بیگ نے کئی تلواریں ماریں کہ وہ مردار ہوا
اس وقت بعضے بعضے آپس میں کہنے لگے کہ بھائیو یاد ہے کہ اس روز پنجتار میں سب کے
سامنے سید صاحب نے خادے خاں کو کس طور سے سمجھایا جب کسی طرح نہ مانا
تب آپ نے فرمایا کہ خادے خاں اللہ تعالیٰ بڑا قدرت والا ہے یاد رکھنا کہ کسی وقت سوچے

سوتے اٹھوگے اور دیکھوگے کہ تمہارے قلعہ میں بندوبست اور انتظار ہو رہا ہے اور کسی جگہ کتے کی طرح مرے ہوئے پڑے ہوگے سو وہی فرمانا آپ کا آج اس وقت ظہور میں آیا پھر لاش تو خادے خاں کی وہیں پڑی رہی وہاں سے مولانا محمد اسمٰعیل صاحب اُس کے دروازے پر آئے اور ایک پہرہ جماعت خاص کا واسطے محافظت اہل و عیال اور اسباب مال خادے خاں کے مقرر کر دیا کہ کوئی اندر زنانے میں نہ گھسنے پا وے اور اس پہرے لگنے کے قبل خادے خاں کے بڑے بیٹے نے جب دیکھا کہ باپ مارا گیا اُسی شور و غل میں گھر سے نکل کر کسی طرف بھاگ گیا بعد اس کے تمام قلعہ میں رعایا کو حکم پہنچا دیا کہ خبردار کوئی ہتھیار باندھ کر نہ نکلے اور نہ کہیں بھاگ کر جاوے سب کو امن ہے کوئی کسی سے مزاحم اور متعرض نہ ہوگا جب بندوبست ا باخوبی کر لیا بعد اس کے مولانا صاحب نے ایک معتبر آدمی کی زبانی کھڑیا ولی میں حضرت امیر المومنین علیہ الرحمۃ کو کہلا بھیجا کہ فضل الٰہی سے قلعہ ہنڈ میں ہم نے بندوبست اپنا کر لیا اور خادے خاں مارا گیا اور ایک بلوا ہوا اور عنایت الٰہی سے ہماری طرف کا کوئی زخمی بھی نہیں ہوا سب لوگ سلامت ہیں اور باقی کیفیت پیچھے سے لکھ کر روانہ کرینگے فقط بعد اس کے چار چھ گھڑی دن چڑھے طالب علموں سے ایک چارپائی پر وہاں سے خادے خاں کی لاش اٹھوا کر اس کے مکان کے پچھواڑے حجرے میں رکھوا دی اور شیخ ولی محمد اور ارباب بہرام خاں اور جنید غازی اور وہاں کے چار پانچ ملا

تامی نامی لے کر خادے خاں کے دروازے پر گئے دروازے کے پہرے
والوں نے مولانا صاحب سے عرض کیا کہ خادے خاں کا ایک بیٹا پانچ چھ
برس کا یہاں حبس میں اندر چھپا تھا سو ہم نے اس کو اندر عورتوں میں
پہنچا دیا اور عورتیں خدا کے واسطے دلانے لگیں کہ یہ بچہ معصوم ہے اس کو
کوئی نہ مارے ہم نے اُن سے کہا کہ تم جمع خاطر رکھو اب نہ کوئی تم سے
مزاحم ہوگا نہ تمہارے لڑکوں بالوں سے مگر ان کی دلجمعی اب تک نہیں ہوئی
آپ نے فرمایا کہ خیر تم نے بہت خوب کام کیا پھر ان عورتوں کی تسلی کے واسطے
ان چار پانچ ملاؤں کو اندر بھیجا کہ عورتوں سے جا کر کہو کہ جو کچھ ہونا تھا وہ
ہوگیا اب تم کوئی کسی بات کا اندیشہ نہ کرو ہم کو تم سے کچھ غرض نہیں تم اپنے
گھر میں بیٹھی رہو اور تمہاری طبیعت گھبرائی ہو اپنے پڑوس کسی ملا کے گھر جا بیٹھو پھر
یہی پیام مولانا صاحب کا ملاؤں نے عورتوں کو جا کر پہنچایا وہ سب کی سب
اور اُداس ہو رہی تھیں یہ سن کر جو اسباب اور نقد اور کپڑا زیور اُن سے لیا گیا اس
کو لے کر اپنے پڑوس ایک ملا کے یہاں جا بیٹھیں اور مولانا صاحب نے اُن سے
کسی امر میں تعرض نہیں کیا پھر باقی جو اثاث البیت خادے خاں کا تھا اس کو جا
بجا سے جمع کرا کے اور ایک کوٹھی میں بند کر کے دروازے میں قفل ڈلوا دیا
اور دو گھوڑے اور پانچ بچھیرے اور تین خچر تھے ان کو غازیوں کی تحویل
میں رکھا کہ ان کے چارے دانے کے خبرگیراں رہیں پھر دوپہر کے ورے
ورے خادے خاں کے بھائی امیر خاں اور غلام خاں نے موضع ہریان

سے چند ملاؤں کو خادے خاں کی لاش اور اہل وعیال لینے کو بھیجا انھوں
نے آکر ان دونوں باتوں کی مولانا صاحب سے عرض کی آپ نے فرمایا
کہ لاش تو اُٹھا لیجاؤ جہاں چاہو وہاں دفن کرو مگر خادے خاں کے
اہل وعیال بے اجازت حضرت امیرالمومنین کے ہم نہیں بھیجیں گے وہاں سے
کچھ حکم ہوگا ویسا کرینگے یہ جواب سن کر انھوں نے عرض کی ہم کو تو دونوں
کام کے لئے اُنھوں نے بھیجا تھا اور آپ یوں فرماتے ہیں اب ہم جاکر ان کو
اس بات کی اطلاع کرینگے اگر وہ پھر ہم کو فقط لاش ہی لینے کو بھیجیں تو
ہم آکر لیجاوینگے یہ کہہ کر وہ چلے گئے وقت ظہر کے پھر آکر مولانا صاحب سے
عرض کی کہ امیر خاں اور غلام خاں نے کہا ہے کہ خیر ہمارے بھائی کے اہل و
عیال نہیں بھیجتے ہیں تو نہیں سہی ان کی لاش ہی اٹھا لاؤ اور یہ بھی عرض کی
ہے کہ اگر اجازت ہو تو وہیں سنڈ میں جہاں خان کے گھرانے کا گورستان ہے ا
وہاں اُن کو بھی دفن کر جاویں آپ نے فرمایا کہ ان کو اجازت ہے جہاں
چاہیں دفن کریں پھیر وہ لوگ لاش اُسی چارپائی پر جس پر تھی اُٹھالے
گئے مولانا صاحب نے اپنے لوگوں سے کہہ دیا کہ ہشیار رہنا وہ لوگ خادے
خان کو کسی وقت دفن کرنے آوینگے کوئی اُن سے مزاحم نہ ہو اور وہ
گورستان قلعہ سنڈ سے آٹھ نو سو قدم کے فاصلہ پر تھا پھیر وہ لوگ رات کو
مشعلیں جلا کر خادے خاں کا جنازہ لائے اور اُسی گورستان میں دفن
کر کے چلے گئے اور ہم سب لوگ قلعہ سے دیکھتے تھے اور اُسی دن شام کو جو

خادے خاں کا مودی تھا اُس نے اپنا مال و اسباب ادہر اُدہر لینے پڑوسیوں
کے یہاں رکھ دیا اور اپنے بھائی اور بیٹے کو لے کر بھاگا کچھ دور قلعہ
سے نکل کر گیا تھا مولانا صاحب کو خبر ہوئی تینوں کو پکڑوا منگایا اور اُن
سے پوچھا کہ سب رعایا کو ہم نے امن دی تھی تم کیوں بھاگے جاتے تھے
اُنھوں نے عرض کی کہ ہم کو اس بات کا خوف ہوا کہ خادے خاں کے مودی
ہیں ایسا نہ ہو کہ ہم کو کسی الزام سے آپ کے لوگ گرفتار کرلیں کہ خان کی
سرکار کے محاسبے دار ہیں آپ نے کہا کہ ایسے تو ہم کو تم سے کچھ غرض نہ تھی
مگر اب تم بھاگنے کے سبب سے مجرم ہو اب ضرور تم کو قید کرینگے پھر ان تینوں
کے پیروں میں بیڑیاں ڈلوادیں پھر مولانا صاحب نے تمام حال جو کچھ اس
وقت گذرا تھا اور خادے خاں کے اہل و عیال کو امیر خاں اور غلام خاں کا
مانگنا لکھ کر حضرت امیر المومنین علیہ الرحمۃ کی خدمت بابرکت میں قاصد کے
ہاتھ روانہ کیا اور یہ بھی اُس میں لکھ دیا کہ اب آگے جو کچھ کہ ارشاد ہو عمل
میں لایا جاوے جبکہ وہ قاصد مولانا صاحب کی عرضی لے کر گڑیالی میں حضرت
علیہ الرحمۃ کے پاس گیا اور آپ نے اس کو پڑھایا سب نے سُنا اور جو کچھ
حال تھا معلوم ہوا پھر حضرت علیہ الرحمۃ نے عرضی کا جواب بعد القاب
اور سلام و دعا کے لکھا کہ عرضی آپ کی ہمارے پاس آئی اور مندرجہ
کیفیت اُس کی معلوم ہوئی اور جو آپ نے لکھا تھا کہ خادے خاں کے
اہل و عیال امیر خاں اور غلام خاں طلب کرتے ہیں سو اب کی بار وہ طلب

کریں تو اُن کے حوالے کرنا وہاں مقید رکھنا کچھ ضرورت نہیں اور دوسری
بات یہ ہے کہ قلعہ میں جو رعایا لوگ ہیں اُن سے ہتیار لے کر اپنے قبضہ میں
کرلو اور ہر وقت قلعہ میں اپنی خوب انتظام اور بندوبست اور ہوشیاری رکھا
کرو اب کل یا پرسوں ہم بھی یہاں سے کوچ کرکے پنجتار کو جاوینگے اب جو
کوئی قاصد بھیجنا تو وہیں بھیجنا فقط پھر وہ قاصد ہنڈ کو روانہ ہوا اور اُس
کے دوسرے روز آپ نے گھر یالی سے کوچ کرکے پنجتار کو تشریف لے
گئے بعد ایک ہفتہ کے ہنڈ سے مولانا صاحب کی عرضی ایک قاصد لے کر حضرت
علیہ الرحمۃ کے پاس آیا مضمون اُس کا بعد القاب آداب کے یہ تھا کہ ہم نے
موافق ارشاد ہدایت بنا بر آپکے اہل و عیال خادے خاں کے امیر خاں کے
لوگوں کے کہ طلب کرتے تھے بلا کر سپرد کر دیئے وہ یہاں سے لے گئے اور بعد
لیجانے کے مخبروں سے سنا کہ امیر خاں اور غلام خاں دونوں بھائی جا بجا
سمہ کے خانوں کے یہاں جاکر پگڑیاں پیروں پر دہرتے ہیں اور خوشامد
کرتے ہیں کہ ہمارا بھائی مارا گیا اور ہماری ریاست چھین گئی تم ہماری شراکت
کرو کہ ہم اپنا عیوض لیویں آج کو سید بادشاہ نے ہم سے یہ معاملہ کیا ہے
کل کو تمہارے ساتھ کرینگے اور عجب نہیں کہ وہ مفسد رئیسوں کو توڑ پھوڑ
کر ملاویں اور کچھ فساد لاویں اس کا جس طرح آپ مناسب جانیں بندوبست
کریں اور اُن کے سوار ہر روز گرد ہنڈ کے کوس کوس دو دو کوس کے
فاصلے سے گشت کرتے پھرتے ہیں جو وہاں آپکے پاس شاہین ہیں جلد

مع گولی بارود کے لنگی کے محافظت کے ساتھ اس طرف روانہ فرمادیں زیادہ
حد ادب، یہ عرضی پڑھ کر اگلے روز آپ نے دو ضرب شاہین مع ساز و
سامان دو خچروں پر لدوا کر دس آدمیوں کے ہمراہ ہنڈ کو روانہ کیا ان
دس شخصوں میں ایک کالے خاں شاہنچی اور سید شاہ جیری نبگ والے
تھے اور باقی صاحبوں کے نام یاد نہیں کیونکہ وہ ملکی تھے اور تھوڑے آدمی
شاہینوں کے ساتھ آپ نے اس لئے بھیجے کہ پنجتار سے ہنڈ تک سب بستیوں
کے لوگ اپنے موافق تھے بظاہر کسی امر کا اندیشہ نہ تھا پھر وہ اُس روز
پنجتار سے جاکر شاہ منصور میں رہے اور یہ خبر وہاں کے کسی جاسوس نے
جاکر امیر خاں اور علام خاں کو پہنچائی کہ دس غازی دو ضرب شاہین
لئے ہوئے ہماری بستی میں آج اُترتے ہیں اور کل صبح کو ہنڈ کو جاوینگے یہ
خبر سنتے ہی اُنھوں نے پچیس تیس سواروں سے تیاری کی شاہ منصور سے جہاں
وہ تھے کوئی چار کوس کا فاصلہ تھا پھر صبح کو بعد نماز فجر کے ادھر سے یہ
دسوں غازی ہنڈ کو روانہ ہوئے اور اُدھر سے امیر خاں سوار ہو کر چلا
جب کوئی آدہ کوس ہنڈ رہا وہاں آکر اُنھوں نے مقابلہ کیا اور جانبین سے
بندوقیں چلنے لگیں اس عرصہ میں ہمارے دس غازیوں میں دس بارہ برس
کا ایک لڑکا تھا وہ وہاں سے بھاگ کر ہنڈ کو پہنچا اور لوگوں سے کہا کہ ہم
دس آدمی فلانے فلانے دو شاہین خچروں پر لے کر پنجتار سے چلے تھے
رات کو شاہ منصور میں رہے آج وہاں سے چلے سو یہاں سے آدہ کوس

پر خلافی جگہ پچیس تیس سواروں سے امیر خاں نے آکر مقابلہ کیا جب دونوں
طرف سے بندوقیں چلنے میں میں وہاں سے دوڑ کر یہاں آیا جلد جا کر ان
لوگوں کی خبر لو یہ خبر سنتے ہی دفعتہً کئی سو غازی دوڑ پڑے جبتک یہ لوگ
وہاں پہنچیں تب تک وہ مار کوٹ کر چلدئے دو یا تین شخصوں میں تو قدرے
دم باقی تھا اور باقی جا بجا لاشیں پڑی تھیں وہ جو جان بلب تھے اُن سے
لوگوں نے اس واقعہ کا حال پوچھا اُنھوں نے کہا کہ پچیس تیس سواروں سے
خادے خاں کا بھائی امیر خاں آکر ہم لوگوں پر حملہ آور ہوا کچھ دو جانبین
سے بندوقیں چلیں پھر تلوار کی نوبت آئی کالے خاں نے خچروں سے دونوں
شاہین کو مع ساز و سامان اتار کر کوئیں میں ڈال دیا اور سید شاہ پر
جب تلواریں لے کر اُنھوں نے حملہ کیا کئی سواروں کو اُنھوں نے مارا اور
زخمی کیا اس کوئیں کی ان کو یاد نہ رہی دیکھے دیتے دیتے کوئیں میں جا
رہے ان موذیوں نے دو تین بڑے بڑے پتھر اوپر سے اور ڈال دیئے
خدا جانے وہ اس میں جیتے ہیں یا مر گئے غرض کہ ہم لوگوں نے بھی اُن
کے یہاں چھ سوار بندوق اور تلوار سے مارے کوئی دس بارہ زخمی کئے پھر
ادھر تم لوگوں کا شور و غل ہوا وہ اپنے مردے اور زخمی لے کر چل دئے
بس اتنا حال کہہ کر کوئی لحظہ میں اُن کی بھی جان فنا ہوئی پھر اُس
کوئیں سے سید شاہ کی لاش کو اور مع سامان دونوں شاہینوں
کے لوگوں نے نکالا اور منڈ سے اپنے لوگ چار پائیاں لائے اور اُن

نوؤں لاشوں کو سب مل کر منڈ میں لے گئے ان لاشوں میں دو حقیقی بھائی سید تھے اور دونوں کو مولانا صاحب نے ایک قبر میں دفن کیا اور سات لاشوں کو ایک قبر میں دفن کرایا بعد اس کے اُسی وقت اپنے عرضی میں یہ تمام حال تحریر کر کے قاصد کے ہاتھ حضرت علیہ الرحمۃ کے پاس پنجتار میں روانہ کیا کہ جو آپ نے دو ضرب شاہین کے ہمراہ دس غازی روانہ فرمائے تھے جب آدہ کوس منڈ باقی رہا وہاں امیر خاں برادر خادے خاں پچیس چھبیس سوار لے کر آیا ایک لڑکا اُن میں سے بھاگ کر بچا اور سب کو انھوں نے شہید کیا انا للہ وانا الیہ راجعون اور یہ ان مفسدوں نے شروع فساد کیا ہے ابھی روز بروز اگر قابو پاوینگے تو زیادہ کرینگے اس کا تدارک آپ جلد کریں فقط جب یہ عرضی حضرت علیہ الرحمۃ کے پاس قاصد لے گیا اور آپ نے پڑہی اُسی وقت فتح خاں کو بُلایا اور یہ تمام واقعہ پڑہ کر سنایا کہ وہاں یہ حال گذرا اور وہ مفسد جابجا خانوں رئیسوں کو بہکاتے پھرتے ہیں ایسا نہ ہو کہ توڑ پھوڑ کر لوگوں کو ملالیویں اور آمادۂ فساد ہوں جلد اس کی تدبیر معقول کرو پھر فتح خاں نے اُسی روز جابجا وہاں کے خانوں اور رئیسوں کے پاس جو عہد و پیمان میں شریک تھے اس مضمون کے خط روانہ کئے امیر خاں اور غلام خاں خادے خاں کے بھائی مفسد اور باغی ہیں جو کوئی ان کی جماعت اور شراکت کریگا اس کا بھی وہی انجام ہوگا جو کچھ کہ خادے خاں کا ہوا اور ہم کو خبر ملی ہے کہ وہ دونوں مفسد تمہارے پاس آکر درخواست کرتے ہیں کہ ہماری شرکت کرو خبردار کوئی اُن

کا شریک نہ ہو والا واسطے اُس کے بھی قباحت ہو گی فقط اس کے
جواب میں اُن سب نے لکھا کہ بلا شک وہ ہمارے پاس آئے تھے خادے
خاں کی نالش لے کر کہ ہمارے شریک ہو ہم نے ان کو صاف جواب دیا
کہ تمہارے بھائی خادے خاں نے سید بادشاہ سے عہد کرکے اور اپنا امام
بنا کے بد عہدی اور بغاوت کی آخر کو اس کا یہ انجام ہوا ویسا ہی بد عہد اور
باغی ہم کو بنانا چاہتے ہو اور تمہارے بھائی خادے خاں نے کون سا احسان
اور سلوک ہمارے ساتھ سوائے بدخواہی اور خانہ خرابی کے کیا جس پر
ہم تمہارے شریک ہوں اس بات کی اُمید ہم سے نہ رکھو یہ مقدمہ دین کا
ہے آپ کی تیغہ داری کا نہیں یہ کام ہم سے ہرگز نہ ہوگا جب اس بات سے
مایوس ہوئے تب ہم کو دھمکا کر چلے گئے کہ خیر کیا مضائقہ اب ہم پیشورے
درانیوں کو جا کر چڑھا لاوینگے اور تم سب کو تباہ کرینگے پھر وہ ہمارے
پاس سے چلے گئے اور بعد کئی دن کے ہم نے سنا کہ امیر خاں پیشور کو گیا ہے
اور ہم نے تو عہد کیا ہے اُسی پر ہیں ہم سے آپ خاطر جمع رکھیں فقط پھر جب
یہ جواب خطوں کے جا بجا سے آئے اس کے کئی روز کے بعد پیشور سے گل بادشاہ
نے جس نے ایک بار چپاتی آپ کو بھیجا تھا لکھا کہ یہاں دس بارہ روز
سے امیر خاں بھائی خادے خاں کا آیا ہے اور سردار یار محمد خاں سے
کہتا ہے سید بادشاہ نے میرے بھائی خادے خاں کو مار کر ہنڈ چھین
لیا ہے اس کا تمہارے پاس نالشی ہوں کہ میرے ساتھ لشکر لے کر چلو

اور میرا قلعہ خالی کرادو آخر بعد قیل و قال بہت کے بارہ ہزار روپے پر سردار
موصوف کو راضی کیا سوات کا پیش خیمہ نکلا ہے اور یہاں ایک جوڑی توپ
کی ڈھالی جاتی ہے جب تیار ہو گی تب سردار یار محمد خاں یہاں سے آپ کی
طرف کوچ کریگا آپ بھی ہوشیار رہیں اطلاعاً آپ کو لکھا ہے اس لئے
کہ یہ درانی لوگ بڑے دغاباز اور منافق ہیں کسی طور آپ اُن کے قریب
میں نہ آنا فقط جب یہ خط آپ کے پاس آیا اور پڑھا گیا اس وقت سید
احمد علی صاحب نے آپ کے روبرو عرض کی کہ میں ایک مدت سے بار ہا کہتا رہا
کہ آپ ایک جوڑی توپ ڈھلوالیں یا بقیمت روپے دے کر کہیں سے منگالیویں
اور آپ ٹلتے ہی رہے اگر اس وقت توپیں ہوتیں تو قلعہ ہنڈ پر چڑھادی
جاتیں اور ان درانیوں سے برابر کی لڑائی ہوتی اس لئے توپ کا جواب توپ
اور بندوق کا جواب بندوق' آپ نے یہ گفتگو سُن کر فرمایا کہ میاں احمد علی حق بات
تو یہ ہے کہ ہمارا اعتماد صرف اللہ تعالیٰ پر ہے نہ توپوں پر ہے اور نہ بندوقوں
پر امداد اللہ تعالیٰ کی جناب سے ہم کو قوی اُمید قوی ہے کہ وہ ہم کو توپیں بنی بنائی
ساز و سامان سے درست عنایت کریگا اور ہم کہیں گے کہ میاں احمد علی یہ
توپیں لو اور تم ہنسنے لگو اور ہمارے نزدیک وہ توپیں ایسی نکمی اور بے
مصرف ہونگی جیسے ساکھو کے لٹھے یہ جواب باصواب سُن کر سید احمد علی صاحب
چپ ہو رہے پھر اس کے تیسرے یا چوتھے روز آپ پنجتار سے کوچ کر کے
زیدہ میں تشریف لائے پھر بعد سولہ سترہ روز کے مخبروں سے خبر معلوم
ہوئی کہ سردار یار محمد خاں نے دو ہزار پیادے و سوار سے حاجی کاکڑ کو
افسر کر کے اس طرف روانہ کیا ہے پھر اس کے تیسرے یا چوتھے روز خبر

معلوم ہوئی کہ حاجی کاکڑ مع لشکر موضع ہریان میں داخل ہوا آپ نے
مولانا محمد اسمٰعیل صاحب کو کہلا بھیجا کہ حاجی کاکر مع لشکر ہریان میں آیا ہے
ہوشیار رہنا مولانا صاحب ممدوح نے آپ کو کہلا بھیجا کہ ہاں حاجی کاکر
لشکر لے کر آیا ہے کچھ اندیشہ ہیں آپ دعا کریں اللہ تعالیٰ فضل کریگا اور
ہم یہاں ہوشیار ہیں اور زیدی سے جہاں حضرت علیہ الرحمۃ تھے سنڈ دو
کوس ہے پھر اس کے دوسرے یا تیسرے روز حاجی کاکڑ اور امیر خان برادر
خادے خان چھ سات سو سواروں سے ہریان سے سنڈ کو چلے اور ادھر مولانا
صاحب نے سو سوا سو غازیوں کو قلعہ جنوبی دروازے کی جانب جدھر
ایا سین ہے ڈیڑھ دو سو قدم پر قلعہ سے باہر ٹیلوں کی آڑ میں بٹھا دئے
اور اُن سے کہہ دیا کہ جب سوار قلعہ کے قریب آویں اور ہم لوگ ان کو شاہین
یا بندوق ماریں تب تم اُن کے پہلو مارنا اور اُن ٹیلوں کی آڑ کے مورچوں
کی خبر ان سواروں کو نہ تھی جب وہ سوار آتے آتے قلعہ کے سامنے شاہین
کی زد پر آئے اور ادھر سے شاہینیں چلنے لگیں مگر وہ چلے ہی آتے تھے یہاں تک
کہ بندوق کی زد پر آئے اور قلعہ سے بندوقیں چلنے لگیں اس عرصہ میں
ان ٹیلوں کے آڑ والے غازیوں نے اٹھ کر ایک باڑہ ماری تمام سوار
منتشر ہو کر سیدھے ہریان کو بھاگ گئے مگر نہ کوئی ان کا مارا گیا نہ ہمارا
بعد اس کے دو دو تین تین روز درمیان دے کر تین بار اور اسی طور آئے
اور ہزیمت کھا کر چلے گئے پانچویں بار اپنے عقب پیادہ سوار اور اپنے جیتے دار

لے کر کوئی ڈھائی تین ہزار کی جمعیت سے آئے اور ادہر مولانا صاحب نے
جو ٹیلوں پر مورچے تھے ان کو تو وہیں قائم رکھا اور جو قلعہ کا شمالی دروازہ
تھا اُس جانب وتنے ہی فاصلے سے شیخ بلند بخت کو افسر کر کے ڈیڑہ سو
غازیوں سے بھیجا اور اُن سے کہہ دیا کہ جس وقت تم سے لڑائی شروع
ہو گی تب ہم بھی قلعہ سے باہر آجاوینگے کیونکہ وہ نامعقول ہر روز چھیڑ چھاڑ
کرتے رہتے ہیں سو آج جس کو اللہ تعالیٰ فتح دے وہ لے کون ہر روز کا
بکھیڑا رکھے باہر کے سب مجاہدین اپنے اپنے مورچوں پر ہوشیار اور تیار تھے
جب قلعہ والوں نے فصیل پر دیکھا کہ درانیوں کے سوار نمودار ہوئے تب پکار
کر آواز دی کہ باہر والے غازیو ہوشیار اور خبردار رہنا لشکر درانیوں کا
آتا ہے یہاں تک کہ بڑی سواروں کی جب بندوق کی زد پر آئی اور
جانبین سے بندوقیں چلنے لگیں اس عرصہ میں مولانا صاحب قلعہ کے
غازیوں کو لے کر باہر آئے اور باآواز بلند تکبیر کہتے ہوئے سب نے طرف
سے سواروں کا تعاقب کیا اور بندوقوں پر دہر لیا اور وہ تاب مقابلہ
کی نہ لا سکے اور پسپا ہو کر طرف ہریان کے بھاگے پاؤ کوس تک غازیوں
نے ان کا پیچھا کیا آخر الامر وہ ہریان کو چلے گئے پھر مولانا صاحب سب
مجاہدین بنصرت قرین کو ساتھ لے کر قلعہ میں آئے فضل الٰہی سے اپنی
طرف کا نہ کوئی مارا گیا اور نہ زخمی ہوا اور اُن کی طرف کا حال نہیں
معلوم مگر اُس روز سے اُنھوں نے ہنڈ پر آنے کا ارادہ نہیں کیا

لیکن بعد کئی روز کے مخبروں نے آکر خبر دی کہ اُنھوں نے ہریان سے سردار یار محمد خاں کو لکھا ہے کہ ہم پانچ بار ہنڈ پر لشکر لے کر گئے اور کسی بار قابو نہ پایا کہ ان پر غالب ہوں بغیر آنے آپ کے کوئی صورت درستی کی نظر نہیں آتی یہ خبر سُن کر سردار موصوف نے مع لشکر بدستور سے اس طرف کوچ کیا فقط اس عرصہ میں اس پچھلی لڑائی کی خبر حضرت امیر المومنین علیہ الرحمۃ کے پاس پہنچی کہ اب کی بار مولانا صاحب نے خود قلعہ سے نکل کر درانیوں کا سامنا کیا اور بندوقیں مار کر اُن کو بھگا دیا آپ نے مولانا صاحب کو لکھ بھیجا کہ ہم نے ایسی ایسی خبر سُنی ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے فتحیاب کیا مگر آپ کو قلعہ سے باہر نکل کر لڑنا مناسب نہیں اب ایسا کام نہ کرنا اگر ایسا ہی موقع ہو تو اور غازیوں کو بھیج دینا اس کا مضائقہ نہیں پھر بعد ایک ہفتہ کے حضرت علیہ الرحمۃ کے پاس زیدی میں خبر آئی کہ سردار یار محمد خاں نو دس ہزار کی جمعیت سے دریائے لنڈھی اُتر کر نو شہرے میں داخل ہوا اور اُس کے لشکر میں چھ ضرب توپ ہیں ایک بھاری بیڑی اور ایک ہلکا گردہ اور چار ضرب اوسط یہ خبر سُن کر آپ نے مولانا صاحب کو لکھا کہ ہم کو خبر ملی ہے کہ یار محمد خاں اس قدر جمعیت اور توپوں مذکور سے نو شہرے تک آپہنچا سو تم اپنے وہاں کے انتظام کے لئے کوئی دو سو بندوقچی جن کو مناسب جانو رکھ کر باقی سب کو یہاں لے آؤ مولانا صاحب نے آپ کا یہ فرمان واجب الاذعان

بڑھ کر مولوی مظہر علی عظیم آبادی کو مع جماعت اور میر خاں صاحب مولائیں
والے کو مع جماعت اور مرزا احمد بیگ پنجابی کو وہاں رکھا اور مولوی صاحب
موصوف کو سب پر امیر کیا اور باقی مجاہدین بفرحت قرین کو ہمراہ لے کر آپ
کی خدمت سراپا برکت میں حاضر ہوئے اس کے بعد چوتھے یا پانچویں روز
سردار یار محمد خاں مع لشکر موضع ہریان میں آکر داخل ہوا اور وہیں ڈیرہ
کیا اور تین چار روز وہاں رہ کر اس نواح کے خوانین کو دھمکا کر اپنی طرف
کر لیا سوائے فتح خاں پنجتار والے اور فتح خاں اور ارسلان زیدی والے کے کوئی
تو اس کے ڈر سے ملے کہ ہماری ریاست کو تباہ نہ کر دے اور کوئی خاد خانی
کی جانب داری سے جب سب کو متفق کر لیا تب وہاں سے کوچ کیا اور پہلے
وہاں سے طرف ہنڈ کے آیا اور پاؤ کوس کے فاصلے پر ہنڈ سے اپنا لشکر جمایا
اور دو گھڑی تک وہاں کھڑے ہو کر ہر طرف قلعہ ہنڈ کو دیکھا مگر نہ ہماری
طرف سے کوئی بندوق چلی نہ اُس کی طرف سے پھر وہاں سے مع لشکر طرف
زیدی کے آیا اور زیدی سے کوئی پون کوس کے فاصلے پر بدری نام ایک ندی
ہے وہاں اپنے لشکر کو موقع موقع پر جمایا اور وہیں آپ بھی کھڑا ہوا اور
ادہر زیدی میں حضرت امیر المومنین سید المجاہدین رحمۃ اللہ علیہ کی اجازت
سے مولانا محمد اسمٰعیل صاحب غازیوں کو لے کر نکلے اور باہر بستی کے درانیوں
کے مقابلے پر کھڑے ہوئے کچھ کم پانسو تو غازی تھے اور باقی جس قدر ہولیا

زیدی اور تیجپار والے ملکی لوگ تھے مگر تخمیناً وہ ملکی قریب ہزار کے ہونگے
وہاں سے موضع شاہ منصور کے قریب تک مولانا صاحب نے اپنی صف
قائم کی اس میں کوئی چار گھڑی تک ہمارے لوگ منتظر رہے کہ اگر وہ آگے
بڑھیں تو ہم بھی آگے بڑھیں جب اُنھوں نے اپنی جگہ سے جنبش نہ کی تب
امام خاں خیرآبادی ابراہیم خاں کے بھائی نے مولانا صاحب سے عرض کی
کہ وہ لوگ سب وہیں جمع ہوئے کھڑے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ شاید وہ اپنے
دیرے کرنے کی تدبیریں ہیں اگر اجازت ہو تو ہم لوگ آگے بڑھیں اور
ان کو وہاں دیرہ نہ کرنے دیں، آپ نے فرمایا ابھی توقف کرو جلدی کرنی
نہ چاہئے پھر اس کے دو گھڑی کے بعد ادہر ایک خیمہ کھڑا ہوا پھر دوسرا خیمہ کھڑا
ہوا پھر تیسرا کھڑا ہوا امام خاں نے مولانا صاحب سے عرض کی کہ میں نے
آپ سے نہ کہا تھا کہ وہ دیرے کرنے کی تدبیریں ہیں دیکھئے وہ تین خیمے
کھڑے ہوگئے آپ نے فرمایا کیا مضائقہ خیمے کھڑے کرنے دو پھر جب وہ لوگ
سب خیمے کھڑے کر چکے تب کئی فیر توپوں کے سر کئے اور ہمارے لوگ اسی
طرح اپنی جگہ پر کھڑے رہے اس عرصہ میں پندرہ سولہ سو سوار اُن کے
لشکر سے نکل کر ہمارے داہنے تیجپار کی جانب چلے ہمارے لوگوں نے جانا
کہ ہماری پشت پر آتے ہیں اور وہ گھاس لکڑی وغیرہ کے لئے نکلے تھے
مولانا صاحب نے دو سو غازی اُن کے مقابلے کو طرف موضع شاہ منصور

کے روانہ کئے پھر تین چار گھڑی کے بعد چند لوگوں نے آکر حضرت امیر المومنین
علیہ الرحمۃ کو خبر دی کہ درانیوں کے سوار موضع سوائی اور ما پنڑی کے گائے
بیل جو ر دلڑکے لوگوں کے بکرے لئے جاتے ہیں آپ نے کچھ دیر سکوت کرکے
فتح خاں پنجتاری سے بلا کر فرمایا کہ تم جلد پچیس تیس سوار اپنے اور ان فتح خاں
کے بھیجو کہ جو کچھ اسباب اور ڈھور ڈنگر وہ لوٹے لئے جاتے ہیں چھوڑا لاویں
خان ممدوح نے عرض کی کہ حضرت وہ پندرہ سولہ سو سوار ہیں اُن کے مقابلہ
پر پچیس تیس سوار جا کر کیا کام نباونیگے آپ نے فرمایا انشاءاللہ تعالیٰ یہی
سوار اُن سے چھوڑا لاوینگے تم اس امر میں کچھ چون وچرا نہ کرو اور اپنے سواروں
سے کہہ دینا کہ بے گولی کے بندوقیں ماریں یہ کلام سُن کر خان ممدوح کو اور
بھی تعجب معلوم ہوا مگر کچھ نہ تکرار کی موافق فرمانے آپ کے پچیس تیس سواروں
کو فہمائش کر کے روانہ کیا جب سوار زیدی سے نکل کر ان سواروں کے مقابلے
میں گئے اور خالی بندوقیں مار مار کر اُن پر حملہ کیا جو کچھ جانور اور اسباب
وہ لئے جاتے تھے ہیبت الٰہی سے سب چھوڑ کر اپنے لشکر کی طرف بھاگ گئے
ہمارے سوار وہ سب اسباب اور جانور زیدی میں حضرت کے پاس لائے
آپ نے فتح خاں سے فرمایا کہ جن کا یہ مال واسباب ہو ان کو بلا کر حوالہ کرو پھر
وہ دونوں بستیوں کے لوگ اپنے اپنے جانور اور اسباب پہچان پہچان کر لے گئے
اس عرصہ میں چار ملّا گھوڑوں پر سوار بطور وکالت کے سردار یار محمد خاں

کے بھیجے ہوئے حضرت امیر المومنین علیہ الرحمۃ کے پاس آئے اور پیام خان
موصوف کا لائے کہ سردار یار محمد خاں نے آپ کو سلام عرض کیا ہے
اور کہا ہے کہ آپ کے واسطے یہی مناسب اور بہتر ہے کہ آپ زیدی سے
پنجتار کو چلے جاویں اور قلعہ ہنڈ کو خالی کر دیویں اور وہاں سے اپنے لوگوں
کو بلا لیویں اس میں ہمارے اور آپ کے درمیان میں صلح ہے والا ہم صبح کو
مارے توپوں کے زیدی کو مسمار کر کے تمہارے لوگوں کو گھوڑوں کی ٹاپوں
سے روند ڈالیں گے کہ ہر ایک کی کھوپڑی کا بھیجا نکل جاویگا آپ نے یہ سخت
جواب سن کر بہت نرمی اور عاجزی کے ساتھ فرمایا کہ تم سردار یار محمد خاں
کو ہماری طرف سے بعد سلام کے کہنا کہ ہم مسلمان ہیں اور ہندوستان سے
ہجرت کر کے اس مسلمانوں کے ملک میں آگئے ہیں صرف اس لئے کہ سب مسلمانوں
کو متفق کر کے کافروں سے جہاد کریں دین اسلام کی ترقی اور قوت ہو اور
تم بھی مسلمان اور رئیس والی ملک نامور ہو تم کو لازم ہے کہ ہم مسلمانوں کے
شریک ہو کر کافروں اور باغیوں کو زیر کرو نہ کہ کافروں اور باغیوں کے
حامی اور دعویدار بن کر ہم مسلمانوں سے لڑو ہم نے جو خادے خاں کو قتل
کیا اور اس کا قلعہ چھین لیا وہ ہمارے ہاتھ پر بیعت امامت کی کر کے باغی
ہو گیا تھا اور کئی بار سکھوں کو ہم مسلمانوں پر چڑھا لایا اور اپنی زیست
میں اس نے ہماری خونریزی اور بدخواہی میں درگذر اور کوتاہی نہیں کی

مگر اللہ تعالیٰ ہمارا حافظ و ناصر تھا اُس نے ہم لوگوں کو اُس کے شر سے
محفوظ رکھا اب تم اس باغی مفسد دین کے خون کے دعویدار بن کر ہم سے
لڑنے کو آئے ہو یہ حرکت لایعنی تمہاری شان سے بعید ہے تم کو واجب ہے
کہ اس بات سے توبہ کرو اور خدا سے ڈرو اور اپنے ملک کو چلے جاؤ اور
دائرہ اسلام سے باہر قدم نہ دھرو اور حد شریعت سے تجاوز نہ کرو اور
جو نہ مانو گے تو دنیا میں بھی رُسوا اور شرمسار ہو گے اور قیامت کو بھی عذاب
الٰہی سے گرفتار ہو گے اور تم جانتے ہو یہ لوگ تھوڑے ہیں اور ہم لوگ
بہت یہ تمہاری خام خیالی اور متکبری ہے ہمارا اعتماد صرف اللہ تعالیٰ پر ہے
لوگوں کی کثرت پر نہیں ہے اور تمہاری دھمکی سے ڈرنے والے نہیں ہیں اللہ تعالیٰ
ہمارا حافظ اور مددگار ہے فقط اور اُن چاروں شخصوں سے فرمایا کہ اپنے
سردار کے پاس جاؤ اور ہمارا پیام پہنچاؤ اور پہر چھ گھڑی میں اس کا جواب
ہمارے پاس لاؤ اس کے بعد وہ رخصت ہو کر اپنے لشکر کو گئے اور پہر
سے زیادہ عرصہ ہو گیا وہ نہ آئے اُس وقت قریب پہر کے دن باقی ہو گا
حضرت امیر المومنین علیہ الرحمۃ نے واسطے اتمام حجت اپنی کے چار آدمی یار محمد
خاں کے پاس بھیجنے کو تجویز کر کے بلائے ایک تو کابل آخوند زادے
منگل تہانے والے کو اور دوسرے مولوی عبدالرحمٰن تورو والے کو اور
تیسرے مولوی ڈاگئی والے کو اور چوتھے ملا محتشم کہبائی والے کو
اور وہی تمام تقریر جو ان کے وکیلوں سے کی تھی ان کو سمجھا دی کہ اسی طرح

جا کر کہنا اور یہ چار شخص اس ملک میں بڑے نامی اور صاحب اعتماد تھے اور پانچ آدمی اُن کے ساتھ گئے ایک منشی خواجہ محمد حسین پوری کو اور چار قرابتی اور انسے کہہ دیا کہ تم ان کے لشکر کے ورے کچھ دور بیٹھنا اُن کے ساتھ نہ جانا پھر ان سب کو رخصت کیا وہ طرف لشکر درانیوں کے روانہ ہوئے جب بندوق کی زد پر لشکر رہا تب اُن پانچوں صاحبوں کو وہاں میدان میں بٹھا دیا اور آپ وہ چاروں سردار یار محمد خاں کے پاس گئے اور اُس سے گفتگو کر کے اپنے پانچوں شخصوں کو لیتے ہوئے حضرت علیہ الرحمۃ کی خدمت میں آئے آپ نے حال پوچھا اُنہوں نے عرض کی کہ وہ تو مرد ک صاف کافر ہو گیا آپ نے پوچھا کیونکر اُنہوں نے عرض کی کہ جو کچھ آپ نے تقریر ہم کو تعلیم فرمائی تھی سب ہم نے اُس کے آگے بیان کی جب ہم نے یہ کہا کہ تم دائرہ اسلام سے باہر قدم نہ دہرو اور حد شریعت سے تجاوز نہ کرو تب اُس نامعقول نے غصہ ہو کر کہا کہ اس ہاتھ سے شریعت کو مارونگا اور اس ہاتھ سے سید کو مارونگا اور تم یہاں سے چلے جاؤ خبردار پھر آنا پھر آگے ہم نے کچھ کلام نہ کیا وہی آپ بیہودہ باتیں بکتا رہا ہم اٹھکر اس طرف چلے آئے یہ تقریر سُن کر اُس وقت کچھ تھوڑا سا دن قریب دو گھڑی کے تھا آپ نے مولانا محمد اسمٰعیل صاحب کو کہلا بھیجا کہ سب مورچوں سے غازیوں کو یہاں بستی کے اندر لے آؤ پھر مولانا صاحب موافق ارشاد ہدایت بنیاد آپ کے وہاں سے مجاہدین نصرت

قرین کو اٹھا کر بستی میں آئے اس عرصے میں ایک قلندر فقیر جو ہماری
قندہاریوں کی جماعت میں رہا کرتا تھا درانیوں کے لشکر کی طرف سے آیا
اور اس کے پیچھے خون جاری تھا ہمارے لوگوں نے کہ ان میں میاں خدا بخش
رامپوری میاں الٰہی بخش کے بڑے بھائی بھی تھے پوچھا میاں قلندر کہاں سے
آتے ہو اور یہ تمہارا کیا حال ہے کہا بھائیو خیر ہے میرا خون بہا اب تمہارا
خون نہ بہیگا یہ کہتے ہوئے حضرت امیرالمومنین کے پاس چلا گیا آپ نے
حال پوچھا کہا میں یہاں سے جاکر درانیوں کے لشکر میں ادہر اُدہر توپخانے
وغیرہ کی سیر کرتا پھرتا تھا کچھ لوگ مجکو پکڑ کر سردار محمد خاں کے پاس لے
گئے اُس نے مجھ سے پوچھا کہ قلندر تم کہاں رہتے ہو اور ہمارے لشکر میں
کیا دیکھتے پھرتے ہو میں نے کہا مسلمانوں کے لشکر میں رہتا ہوں اُسنے
پوچھا یہ لشکر کس کا ہے یہ بھی مسلمانوں کا ہے میں نے کہا کہ نہیں یہ لشکر
باغیوں کا ہے اُس نے خفا ہو کر کہا اِدہر اُدہر کیا دیکھتا پھرتا تھا میں
نے کہا کہ مسلمانوں کا مال و اسباب دیکھتا پھرتا تھا اُس نے کہا کہ تو تو یہ
لشکر باغیوں کا بتاتا ہے اسباب کن مسلمانوں کا کہتا ہے میں نے کہا کہ یہ
سب اسباب اُنھیں مسلمانوں کا ہے جہاں میں رہتا ہوں اُس نے کہا
ایسا کلام منہ سے نہ نکال ہمارے لئے دعا کر نہیں تو قتل کیا جاویگا میں
نے کہا کہ قتل سے میں نہیں ڈرتا ہوں مگر دعا انھیں مسلمانوں کے لئے
کرونگا تیرے واسطے نہ کرونگا تو باغی ہے اور باغیوں کا شریک اس

پیر اُس نے غصہ ہو کر اپنے لوگوں سے کہا کہ اس کو یہاں سے لیجاؤ اور مار
ڈالو یہ حکم سُن کر اُس کے کئی مصاحبوں نے عرض کی کہ سردار اس کے کہنے کا
آپ کچھ خیال نہ کریں یہ قلندر دیوانہ یوں ہی جو جی میں آتا ہے بکتا پھرتا ہے
اس کو مارنا مناسب نہیں تب اُس نے کہا خیر اگر جان سے نہ مارو تو اس کے
ہاتھ اور ناک کاٹ ڈالو انھوں نے یہ حکم سُن کر پھر بخوشامد اس سے عرض
کی کہ دیوانہ فقیر ہے یہ بھی بات کرنی آپ کو نہ چاہیے تیسرا کر اُس نے غصہ ہو کر
ان لوگوں سے کہا کہ خبردار اب جو کچھ میں کہوں اُس میں چوں وچرا نہ کرنا اس
کو لیجاؤ اور دونوں کان کاٹ کر ہمارے لشکر سے اس کو نکال دو یہ
حکم سُن کر وہ چپ رہے پھر ایک نے میرے دونوں کان کاٹ ڈالے اور
مجھکو لشکر کے باہر کر دیا میں وہاں سے اس طرف آپ کے پاس چلا آیا یہ
حال ہے، حضرت علیہ الرحمۃ یہ تمام واقعہ سُن کر دیر تک سکوت میں رہ گئے
بعد اس کے فرمایا کہ وہ بڑا ظالم بیدرد ہے خیر کچھ مضائقہ نہیں منظور الٰہی،
یوں ہی ہے تمہارا انتقام وہ منتقم حقیقی اس سے آپ ہی لیگا اور آپ نے اُسی وقت)
نور بخش جراح کو بلاکر فرمایا کہ جلد ان کو لیجاؤ اور ان کا مرہم پٹی کرو پھر
نور بخش اپنے ساتھ ان کو لے گئے پھر کچھ دیر کے بعد اذان مغرب کی ہوئی
آپ نے نماز پڑھائی اور بعد نماز کے ساتھ کمال عجز اور انکساری اور
الحاح وزاری کے جناب باری میں دعا کی کہ الٰہی تو بڑا قادر کارساز عاجز
نواز ہے ہم تیرے بندے عاجز و ناچار تیرے کرم و فضل کے اُمیدوار

میں تو ہے ہم عاجزوں کا حامی و مددگار ہے دشمنوں کے شر و فساد سے
ہم لوگوں کو محفوظ اور مامون رکھ اور اپنی مدد سے ناتوان کو ان پر منصور و مظفر
کر پھر بعد فراغ دعا کے اپنے خاص خاص چند لوگوں کو بلا کر مشورت کی
کہ درانیوں کے مقابلے کی کیا تدبیر کرنی چاہیئے ہر کسی نے جو جس کے خیال
میں تدبیر پڑی عرض کی سب کے بعد آپ نے فرمایا کہ بھائیو اب سب
تدبیریں اللہ تعالیٰ پر چھوڑ دو اور اسی کے مدد کے امیدوار رہو صبح کو یہی
بستی کے کنارے پر قبرستان کا میدان ہے اسی میں ہمارا ان کا مقابلہ ہے
یا تو اللہ تعالیٰ اپنے کرم و فضل سے ہم کو ان پر فتحیاب کرتا ہے یا اسی جگہ ہم
سب کی شہادت ہے اور وہ مہینہ بھادوں کا تھا اور چودویں تاریخ
کی رات مگر چاند نہیں یاد ہے کہ کون تھا اور مولانا محمد اسمٰعیل صاحب سے
فرمایا کہ بستی کے شہر پناہ کے گرد جابجا پہرہ بندی کردو کہ خوب ہوشیاری
سے رہیں اور باقی لوگ کمر باندھے اور ہتھیار لگائے ہوئے آرام کریں مولانا
صاحب موافق ارشاد ہدایت بنیاد آپ کے سب جگہ پہرہ بندی کر کے آپ
کے پاس آئے اور آپ کو اطلاع کی اس عرصے میں اذان عشا کی ہوئی،
حضرت نے اور سب نے نماز پڑھی بعد فراغ نماز کے آپ نے کھانا منگایا
اور سید احمد علی صاحب اور مولانا صاحب کے ساتھ تناول فرمایا پھر مولانا
صاحب سے کہا کہ اب آپ بھی اپنے مکان پر جا کر آرام کریں مولانا صاحب
اپنے ڈیرے میں گئے اور ادہر حضرت آپ بھی آرام کرنے لگے اس کے

تھوڑے ہی عرصہ کے بعد آپ یکبارگی اٹھ بیٹھے اور فرمایا کوئی ہے اُس
وقت آپ کے پلنگ کے پہرے پہر میں تھا اور حافظ صاحب تھانوی حافظ
صاحب نے کہا کہ میں حاضر ہوں آپ نے فرمایا میاں صاحب کو بلا لاؤ
وہ جاکر مولانا صاحب کو بلا لائے آپ نے فرمایا کہ اس وقت مجکو جناب
الٰہی سے الہام ہوا کہ تو کیوں اپنی تدبیر سے غافل ہے تیرے دشمن تیری
تدبیر کر رہے ہیں فتح اور شکست تو ہمارے ہاتھ میں ہے تو بھی کچھ تدبیر
ہو سکے کر یہی وقت ہے فقط' مولانا صاحب نے عرض کی کہ تو جناب
باری سے ہم لوگوں کے لئے بشارت فتح کی ہے جو کچھ آپ ارشاد کریں ہم
بجا لاویں' آپ نے فرمایا کہ اسی وقت چھاپے کی تیاری کرو اور جاکر بستی
کے باہر جو گڑہی ہے وہاں ٹھہرو پیچھے سے ہم وہیں لوگوں کو روانہ کرینگے
یہ بات سُن کر مولانا صاحب اُسی گڑہی میں تشریف لے گئے اس عرصے
میں سردار یار محمد خاں کے کئی افسروں نے جو حضرت علیہ الرحمۃ سے اخلاص
اور اعتقاد رکھتے تھے آپس میں صلاح کر کے اور ایک خط لکھ کر اپنے
آدمی کے ہاتھ کہ نام اُس کا عبدالحلیم ہے آپ کے پاس بھیجا اُن افسروں
میں ایک تو ارباب جمعہ خاں بھائی ارباب بہرام خاں کے تھے اور ایک
فیض اللہ خاں اور ایک حاجی کاکڑ اور باقی صاحبوں کے نام نہیں معلوم
اب اللہ تعالیٰ ان سب پر رحمت کرے آپ نے اس کو پڑھا خلاصہ

مضمون اُس کے کا یہ تھا کہ یہاں ہمارے لشکر میں تیاری ہو چکی ہے
کہ صبح کو مارے توپوں کے زیدی کا نشان باقی نہ رکھیں گے اور سید کے
لوگوں کو گھوڑوں کی ٹاپوں سے روند کر مار ڈالیں گے سو اب بیر میں جو
کچھ آپ سے ہو سکے تساہل نہ کریں اور ہمارے ڈیرے بنڈ کی جانب میں
اطلاعاً آپ کو لکھا ہے فقط آپ نے اس کے جواب میں ان کو لکھا کہ جزاک
اللہ تعالیٰ خوب خیر خواہی تم نے کی جناب الٰہی میں دعا کرو اللہ تعالیٰ اپنا
فضل کرے اور آگے جو کچھ منظور الٰہی ہوگا وہی ظہور میں آویگا فقط پھر اس
آدمی کو رخصت کیا اور وہ مولانا صاحب کو بھیجدیا اور ادہر لوگوں کو مولانا
صاحب کے پاس تیار کرکے بھیجنے لگے اور سب سے کہہ دیا کہ ہر کوئی گیارہ گیارہ
بار سورۂ لایلاف پڑھ کر دم کرالے اور یہ بھی فرما دیا کہ جن بھائیوں کے
پاس توڑے دار بندوقیں ہیں وہ توڑے اپنے چھپائے رہیں جب تک بندوق
چلانے کی نوبت نہ آوے اور قریب تین سو کے اپنے لشکر کے غازی بھیجے اور
باقی قریب چار سو کے ملکی لوگ اور اُس رات کو خوب ہی صاف چاندنی تھی
پھر مولانا صاحب نے اس گڑہی سے سب کو نکال کر ایک میدان میں کھڑا کیا
اور ننگے سر ہو کر دیر تک ساتھ کمال گریہ وزاری اور الحاح وانکساری کے
جناب باری میں دعا کی پھر بعد فراغ انھیں ملکیوں میں سے ایک کو راہبر کیا
اور اُسی کے پیچھے پیچھے سب وہاں سے روانہ ہوئے جب چلتے چلتے دیر ہوئی
درانیوں کے لشکر کا پتہ نہ ملا بعضوں کو احتمال ہوا کہ اتنی دور ہم آئے اور

اُن کا ڈیرہ خیمہ کہیں نظر نہیں آتا شاید وہ آج کوچ کر گئے اور بعضوں کو
یہ خیال ہوا کہ شاید راہبر راہ بھول کر اور طرف ہم لوگوں کو لایا اور اُس سے
کہنے لگے کہ تو ہم لوگوں کو کدھر لئے جاتا ہے اُس نے کہا تم کیوں گھبراتے ہو لشکر
درانیوں کا ابھی دُور ہے اور میں تم کو سیدھے رستے پر لایا ہوں تم سب پیچھے
میرے چلے آؤ میں تم کو لشکر کے متصل کھڑا کر دونگا پھر سب اُسی کے پیچھے
روانہ ہوئے آخر الامر چلتے چلتے کیا دیکھتے ہیں کہ چار پانسو طلائے کے سواروں
کا پیرہ کچھ فاصلے سے ہند کی جانب نظر آیا مولانا صاحب سب لوگوں کو لے کر
وہیں کھڑے ہو گئے کہ جب یہ چلے جاوینگے تب ہم آگے بڑھینگے اس عرصے میں وہ
ہماری بائیں جانب سے آتے آتے سامنے آئے اُنھوں نے بھی ہم لوگوں کو
دیکھا اور کھڑے ہو گئے اور پشتو میں کہا کہ سوک یعنی کون ہو ہماری طرف
سے شیخ علی محمد دینی نے کہا اَخیل یعنی اپنے ہی لوگ ہیں پھر اُنھوں نے کہا "کُم
جانی راغلئی" یعنی کہاں سے آتے ہو اُنھوں نے کہا لکہ اُتمان زئی یہ جواب
سُن کر ایک سواروں میں کا گھوڑا بڑھا کر ہمارے لوگوں کے قریب آیا اور
پہچانتا اور شور کرتے ہوئے گھوڑے کو بھگایا وا غازیان دی وا غازیان دی
یعنی غازی ہیں اُس کی آواز سُن کر وہ تمام سوار اپنے لشکر کی طرف بھاگے
ہمارے لوگوں نے یہ خیال کرکے کہ لشکر اُن کا یہاں سے قریب ہے ایک
بارہ بندوقوں کی ماری اور با آواز بلند تکبیر کہتے ہوئے ان کا پیچھا کیا ایک

دم بھر خوب دوڑے اور لشکر کا پتہ نہ ملا پھر لوگ اس عرصے میں اُن
کے گولہ اندازوں نے دو گولے مارے ہم لوگوں کو معلوم ہوا کہ وہ اُن کا
لشکر ہے اس میں کچھ ملکی ہماری طرف کے زیدی کی طرف بھاگے انہیں
کے ساتھ مولوی امیر الدین بھی چلے گئے ہمارے لوگوں کے تین غول ہو کر دوڑے
ایک غول توپوں کے داہنے اور ایک بائیں اور ایک سامنے جس میں مولانا صاحب
تھے اس عرصے میں تین توپیں پھرے کی چلیں جو بھی توپ نہ چلنے پائی کہ مدد اللہ تعالیٰ
شانہ کی سے مولانا صاحب نے جا لیا اور وہ پانچ ضرب توپ تھیں اور دونوں
طرف سے دو غول وہ بھی وہیں آ گئے اور گولہ اندازوں کی کسی نے نرشتی اور
کارتوس چھین لئے اور کسی نے پہتا ہیں چھین کر اُن سب کو پکڑ لیا اور پانچوں توپوں
پر اپنا بند و بست کیا اس عرصے میں جو چھٹی توپ تھی وہاں سے تھوڑی دور جانب
شمال موضع کنڈی کی طرف وہ چلنے لگے اور وہ بہت جلد جلد چلتے تھے مولانا صاحب
نے چالیس پچاس بندوقچی اور قرابین والے اس طرف بھیجے کہ جا کر ان کی پشت
مارو وہ لوگ وہیں سے بے ماریاں کرتے ہوئے اُس طرف کو بڑھے اور جا کر
اس پر بھی اپنا قبضہ کیا اور ایک مجاہد یار محمد خاں کا کہ اُس کی پشت پر تلوار لگی
تھی اس کو بھی پکڑ لیا اور دو گولہ اندازوں کو پکڑ لیا اور تیسرا بھاگ گیا
ان دونوں سے پوچھا کہ سردار یار محمد خاں کہاں ہے اُن دونوں میں ایک
زخمی تھا وہ نہ بولا دوسرے نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کر کے کہا سردار تو اسی
توپ پر تھے اُن کے گولی لگی سو وہ لوگ اُٹھائے لئے جاتے ہیں یہ بات

سن کر ہمارے مجاہدین اس توپ کو ادہر پھیر کر مارنے لگے بعد اس کے
غازی لوگ اُن کے لشکر میں گھسے تمام ڈیرے خیمے داروں سے خالی پڑے
تھے مگر کسی کسی خیمے سے دو دو چار چار درانی بھاگتے ہوئے نظر آتے تھے اور
باقی لوگ خدا جانے غازیوں کی پہلی تکبیر سن کر فرار ہو گئے یا بعد زخمی ہونے
سردار یار محمد خاں کے بھاگ گئے اور صدہا ملکی لوگ جو درانیوں کی کمک کو آئے
تھے وہی اُن کا مال و اسباب سلاح وغیرہ لوٹ لوٹ کر اپنے اپنے گھروں
کو چلنے لگے اس بات کی اطلاع غازیوں نے مولانا صاحب کو کی کہ تمام
ملکی اسباب لشکر کا لوٹے لئے جاتے ہیں آپ نے فرمایا بلا سے لیجانے دو اور اپنے
غازیوں سے کہا کہ تم کوئی توپوں کے پاس سے کہیں نہ جاؤ سواروں کا
لشکر ہی کیا عجب ہے کہیں پھیر نہ آجاوے جب کچھ دیر میں ہنڈ کی طرف بندوقیں
چلیں اور تواتر لوگوں کی زبانی معلوم ہوا کہ سب درانی فرار ہو گئے اور ہنڈ
سے مولوی مظہر علی عظیم آبادی اور پیر خاں مواتی والے ستر اسی مجاہدین لے
کر آ پہنچے اور اُن کے بھاگنے کا حال بیان کیا کہ ہماری طرف ہو کر بھاگ
گئے اور ہم نے بھی بندوقیں اُن پر ماریں تب آپ نے اپنے غازیوں سے فرمایا
کہ لشکر کا اسباب جلد جمع کر کے اپنے قبضہ میں کرو لوگ تو اسباب جمع کرنے
میں مشغول ہوئے اور آپ نے مولوی مظہر علی اور پیر خاں کو کہا کہ اس وقت
قلعہ چھوڑ کر آنا موقع نہ تھا خیر آ گئے تو بہتر کیا اللہ تعالیٰ نے ہم کو فتحیاب
کیا مخالف منہزم بھاگ گئے اب تم بھی اسی وقت اپنے قلعہ کو چلے جاؤ

اور ہوشیاری سے رہو پھر وہ تو ہنڈ کو روانہ ہوئے اور ادہر اسباب لشکر کا
جمع ہونے لگا ایک تو ہاتھی آیا اُس کی سونڈ پر تلوار لگی تھی اور ساٹھ ستر
اونٹ اور کچھ کم تین سو گھوڑے آئے اور چھ ضرب توپ اور پندرہ یا سولہ
ضرب شاہین اور تلواروں بندوقوں وغیرہ ہتیاروں کا شمار یاد نہیں اور
اُن کی طرف مُردوں اور زخمیوں کا حال معلوم نہیں مگر اپنی طرف ایک تو
محمد حسن بارود سے جل کر شہید ہوئے اُنکے لشکر میں آگ لگ گئی تھی اور
ایک غازی اور شہید ہوا نام اُس کا نور محمد تھا اور چار غازی زخمی ہوئے
ایک تو دیندار کہ اُن کے ہاتھ میں تلوار لگی چار انگلیاں جدی ہو گئیں اور
پانچواں انگوٹھا بھی کچھ کٹ گیا اور کچھ لگا رہا اور دوسرے دیندار خاں
اُن کی پشت پر یعنی داہنے مونڈھے پر تلوار لگی اور تیسرے مرزا وزیر بیگ
اور چوتھے شیخ علی محمد دینی اُن کے سر میں تلوار لگی اور سردار یا محمد خاں کے
باورچی خانے میں پلاؤ کی دیگیں پکی ہوئی تیار دہری تھیں اور اکثر درانیوں
کے دیروں میں بھی پلاؤ تیار تھا وہ پلاؤ غازیوں نے خوب کھایا اور
منوں ہر قسم کا میوہ تھا وہ بھی باخوبی لوگوں نے کھایا اور وہاں لشکر
میں چند عورتیں بھی تھیں اُن سے غازیوں نے پوچھا کہ تم کہاں کی ہو اُنہوں
نے اپنی اپنی بستیوں کے نام بتائے اور کہا کہ درانی لوگ ہم کو پکڑ لائے
تھے یہ خبر مولانا صاحب کو ہوئی آپ نے فرمایا کہ اُن سے کہو کہ تم اپنے گھروں

کو چلی جاؤ پھر لوگوں نے اُن سے کہا وہ اُسی وقت بیچاریاں اپنی اپنی بستیوں کو دعا دیتی ہوئی روانہ ہوئیں اس عرصہ میں کئی آدمی زیدی کے جو مال واسباب لشکر کا لوٹ کر اپنے گھروں میں لے گئے تھے اور رکھ کر پھیر آئے اُنھوں نے مولانا صاحب سے کہا کہ سید بادشاہ کو تو تمہارے غازی لوگ پنجتار کو لے گئے مولانا صاحب نے پوچھا کس واسطے اُنہوں نے کہا کہ یہ حال ہم کو نہیں معلوم شاید کسی نے وہاں یہ خبر اُڑائی کہ جو مجاہدین چھپالے کو گئے تھے وہ سب شہید ہو گئے یہ خبر سنتے ہی مولانا صاحب نے سید عبدالرؤف بابری والے کو اور مومن خان خیبری کو کہا کہ تم جلد جاکر سید صاحب کو فتح کی خبر دو اور جہاں ملیں وہیں سے زیدی میں لوٹا کر لاؤ وہ تو دونوں صاحب اُدہر روانہ ہوئے اور ادہر مولانا صاحب نے حکم دیا کہ اسباب لادو اس میں لوگوں نے کہا کہ جابجا ڈیروں میں صدہا جوڑے جوتے جو لشکر والے چھوڑ گئے تھے پڑے ہیں اُن کے لئے کیا حکم ہے مولانا صاحب نے فرمایا کہ ان کو بھی جمع کر کے لاؤ پھر کوئی تین سو جوڑے جوتے لوگوں نے لاکر حاضر کئے ، آپ نے اونٹوں کے شلیتوں میں بھرواکر وہ بھی لدوائے جہاں اور سب اسباب لاد اگیا اور ہمارے غازیوں میں ایک شخص نواب کر کے مشہور تھے اس ہاتھی پر سوار ہو کر مولانا صاحب کے ہمراہ زیدی کو چلے اور اُن کے نواب کہلانے کا سبب یہ ہوا کہ جب حضرت علیہ الرحمۃ

ملک سوات کے خار میں تشریف رکھتے تھے ان دونوں ہندوستان سے جاکر
وہاں لشکر میں وہ شامل ہوئے تھے اصلی نام ان کا خدا جانے ایک دن حضرت
کے پاس وہ آئے حضرت نے فرمایا کہ آؤ نواب بھائی وہ ہنس کر کہنے لگے
کہ آپ نے مجکو نوابی کا خطاب دیا اور نواب تو ہاتھی پر چڑھتے ہیں یہ خطاب
مجکو جو آپ نے دیا ہے تو ایک ہاتھی بھی حضور سے مجکو عنایت ہو آپ نے فرمایا
کہ خدا تعالیٰ کے نزدیک یہ بات کیا دور ہے کہ وہ تم کو ہاتھی پر چڑھاوے
پھر اس دن سے ان کا لشکر میں نواب مشہور ہوا پھر آپ نے وہاں سے چلنے
کی تیاری کی چار توپیں تو آپ نے آگے کیں اور پچاس غازیوں اور سب
ملکیوں کو ان کے ساتھ کیا اور سو نمازیوں کے ساتھ وہ توپیں سب کے
پیچھے رکھیں اور سترا سی غازیوں کو داہنی طرف کیا اور اسی قدر غازیوں کو
بائیں جانب کیا اور تمام مال و اسباب کے اونٹ خچروں اور قیدیوں کو بیچ میں
کیا اور وہاں سے روانہ ہوئے جب زیدی کے آدہی دور پہنچے اُس وقت تا
صبح صادق بہت روشن ہو گئی تھی مولانا صاحب نے سب کو واسطے نماز کے
وہاں ٹھہرایا سب نے وضو کیا اذان ہوئی ہر ایک غول نے اپنے اپنے وار سے
نماز پڑھی بعد فراغ نماز کے سب کو لے کر مولانا صاحب وہاں سے روانہ ہوئے
دو گھڑی دن چڑہے ساتھ خیر و عافیت کے زیدی میں داخل ہوئے اور مال
و اسباب غنیمت کا انھوں نے خچروں سے اُتروایا اس عرصے میں مومن
خاں بھی آیا اور مولانا صاحب سے کہنے لگا کہ ہم نے اور عبدالرؤف خاں نے

حضرت کو موضع مانیرئی میں جا کر لیا اور حال فتح کا عرض کیا حضرت آپ نے
سید عبدالرؤف خاں کو اپنے پاس رکھ لیا اور مجھ سے فرمایا کہ اب جو کچھ دیر
میں ہم بھی آتے ہیں تم میاں صاحب کو جا کر خبر دو یہ خبر فرحت اثر سن کر
مولانا صاحب نے واسطے استقبال حضرت امیرالمومنین کے دو سو سوار مع،
نقارہ و نشان روانہ کئے اور ادہر مرزا حسین بیگ اور کئی غازیوں کو
فرمایا کہ جب حضرت کی سواری نزدیک آوے تب اکیس فیر خوشی کے
چلانا اور توپوں کے پیچھے غازیوں کی صف آراستہ کر کے کھڑی کی جب موضع
شاہ منصور میں حضرت کی سواری نمودار ہوئی تب مولانا صاحب چند غازیوں
کو ہمراہ لے کر آپ کے ملنے کو آگے بڑھے اور جا کر نزدیک حضرت کے پہنچے آپ
مولانا صاحب کو دیکھ کر اپنے ٹٹو یابو سے اترے اور آ کر مولانا صاحب کو اپنے
سینہ سے لگا لیا اور ہاتھی پر سوار وہ نواب بھی حاضر ہوئے اور آپ کو سلام
کیا اور عرض کی کہ نواب تو ہاتھی پر سوار ہوتے ہیں مجکو بھی آپ ہاتھی،
عنایت کریں اور آپ نے فرمایا تھا کہ خدائے تعالیٰ کے نزدیک کیا دشوار
جو تم کو ہاتھی دیوے سو اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا سے آج ہاتھی پر سوار کیا آپ
نے فرمایا کہ نواب بھائی یہ ہاتھی تم ہی اپنے پاس رکھو اور خدمت کیا کرو اور
سوار ہوا کرو اور ادہر توپیں چلنی شروع ہوئیں جب اکیس فیر ہو چکے تب
غازی لوگ بندوق اور قرابین کی بھرماری کرنے لگے یہاں تک کہ حضرت

قریب توپوں کے تشریف لائے اور فرمایا کہ بھائی اب بھرباری موقوف کرو
پھر بھرباری موقوف ہوئی حضرت ننگے سر ہو کر جناب باری میں ساتھ عجز و
زاری والحاح و انکساری کے دعا کرنے لگے اور طرح طرح سے اللہ تعالیٰ و تقدس
کی ثنا وصف اور قدرت و عظمت اور اپنی مسکینی اور خاکساری اور محتاجی اور انکساری
بیان کرتے تھے اور سب لوگ آمین آمین کہتے تھے پھر بعد فراغ دعا کے آپ
تو بستی میں جہاں رہتے تھے وہاں آکر اُترے اور مولانا صاحب سب غازیوں
کے ساتھ توپوں کے پاس اُترے اور وہیں سب مال و اسباب غنیمت کا جمع
تھا اس عرصہ میں ہم لوگوں نے حضرت کے ہمراہیوں سے پوچھا کہ بھائیو
ہم لوگ تو مولانا صاحب کے ساتھ شبخون مارنے گئے تھے وہاں اللہ تعالیٰ نے
اپنے کرم و فضل سے ہم کو فتحیاب کیا اور تم مورچہ ماینری میں کیوں چلے گئے اس
کا تو مفصل حال بتاؤ ان میں سے میاں دین محمد اور میاں پیر محمد صاحب کہنے
لگے کہ یہاں سے ہم لوگوں کے چلے جانے کا یہ سبب ہوا کہ تم لوگوں کو تو سید صاحب
نے مولانا صاحب کے ساتھ اُدھر رخصت فرمایا اور آپ اِدھر مسجد میں گئے
اور ننگے سر ہو کر بہت دیر تک ساتھ کمال گریہ و زاری اور عجز و انکساری کے
جناب باری میں دعا کرتے رہے پھر بعد فراغ دعا کے وہاں سے آکر گڑھی
کے برج پر بیٹھے اور فرمانے لگے کہ شاید ابھی ہمارے مجاہدین بھائی
درانیوں کے لشکر تک نہیں پہنچے بعد اس کے کچھ دیر میں ایک باڑہ بندوقوں
کی چلی پھر کچھ عرصے میں پانچ آوازیں توپوں کی ہوئیں اور پھر توپیں

چلنی کچھ دیر میں موقوف ہوگئیں اُس وقت آپ پھر دعا کرنے لگے اس میں
کچھ عرصے کے بعد کسی ملکی نے آکر کہا کہ اللہ تعالیٰ نے سید بادشاہ کو فتح دی
یہ بات سُن کر اور یہاں کے ملکی لوگ مارے خوشی کے شور مچانے لگے اور پھر اُدہر
سے توپ کی آواز آنے لگی بعد اس کے مولوی امیر الدین صاحب ولایتی نے آکر
حضرت علیہ الرحمۃ سے عرض کی کہ وہاں تو جتنے مجاہدین آپ نے بھیجے تھے اُن
میں سے ایک بھی نہ بچا سب شہید ہوگئے یہ خبر وحشت اثر سُن کر سب کے یکبارگی
ہوش جاتے رہے کہ یہ کیا ہوا اور یہاں کے سردار فتح خاں نے آپ کے سامنے
ہاتھ جوڑ کر کہا کہ اب آپ یہاں سے پنجتار کو تشریف لیجاویں اگر آپ باقی رہے
تو اللہ تعالیٰ پھر سامان جہاد کا درست کر دیگا اور میں بھی اپنے اہل و عیال یہاں
سے نکالتا ہوں اس وقت یہاں ٹھہرنا مناسب نہیں آپ نے فرمایا کہ خان
بھائی ابھی آپ توقف کریں تعجیل کرنی خوب نہیں اور یہ خبر غلط ہے اللہ
تعالیٰ نے ہماری فتح کی ہے سید احمد علی صاحب جو آپ کے بھانجے تھے
وہ کہنے لگے کہ آپ کس دلیل سے فرماتے ہیں کہ ہماری فتح ہوئی مولوی
امیر الدین صاحب جو خود وہاں سے دیکھ کر آئے ہیں وہ تو خبر دیتے ہیں
کہ وہاں آپ کا ایک غازی بھی نہ بچا آپ نے فرمایا کہ اول تو اللہ تعالیٰ کی
طرف سے ہم کو اُمید قوی ہے کہ فتح ہماری ہوگی اور دوسری عقلی
دلیل یہ ہے کہ پہلے جو بعد بارہ بندوقوں کے توپیں چلتی تھیں شعلہ

رنجک کا اُس طرف نظر آتا تھا اور شعلہ کا رتوس اس طرف جب توپیں کچھ دیر بند ہو کر پھر چلنے لگیں تب اس کے برعکس معاملہ نظر آنے لگا یعنی اس طرف شعلہ کا رتوس، اس دلیل سے ہم کہتے ہیں کہ فتح اللہ تعالیٰ نے ہم کو دی جبکہ توپیں اُن کے قبضے میں تھیں اور وہ چلاتے تھے تب اس طرح معلوم ہوا یعنی شعلہ رنجک اس طرف اور شعلہ کارتوس اس طرف اور جب ان توپوں پر ہمارے نمازیوں کا تسلط ہوا اور یہ چلانے لگے تو حال اس کے برعکس ہو گیا یہ گفتگو سُن کر سید احمد علی صاحب اور فتح خاں کہنے لگے کہ اللہ تعالیٰ نے ایسا ہی کیا ہو ہم بھی تو یہی چاہتے ہیں کہ آپ کی فتح ہوئی ہو مگر اب آپ کی قیاسی دلیل پر عمل کریں یا اس پر جو مولوی امیرالدین صاحب بچشم خود دیکھ کر آئے ہیں اگر اللہ تعالیٰ نے آپ کو فتح نصیب کی ہوگی تو بھی یہاں سے چلنے میں قباحت نہیں پھر چلے آنا اور اگر خدا نا خواستہ اس کے عکس معاملہ ہو تو بھی چلنا بہتر ہے اور سید احمد علی صاحب آپ کا ہاتھ پکڑ کے اُس برج سے نیچے اُتار لائے، آپ نے فرمایا کہ میاں احمد علی ہم کو تو اللہ تعالیٰ کی ذات پاک سے یقین کامل ہے کہ ہماری فتح ہوئی اور اگر خدا نا خواستہ ایسا ہی ہوا جیسا کہ مولوی امیرالدین کہتے ہیں تو ہم ان تھوڑے غازیوں کو لے کر کہاں جاویں اس سے تو یہی خوب ہے کہ خدا پر توکل کر کے یہیں رہیں جو کچھ منظور الٰہی ہوگا وہ ہو رہیگا، سید احمد علی صاحب نے عرض کی کہ اب تو جو کچھ ہو سو ہو مگر یہاں سے

آپ کو چلنا مناسب ہے اور جلد یابو لاکر آپ کو بزور سوار کیا اور
طرف موضع مایار ئی کے روانہ ہوئے زیدی سے نکل کر کچھ دور گئے ہونگے
کہ پیچھے کچھ فاصلے سے دس بارہ برس کے لڑکے کی سی آواز آنے لگی کہ
حضرت پلٹ آئیے آپ ہی کی فتح ہوئی ہے اور یہ آواز پے درپے بار
بار آتی رہی بلکہ آپ نے سید احمد علی صاحب سے فرمایا کہ سنو تو یہ کیسی
آواز آتی ہے اُنھوں نے عرض کیا کہ ہاں میں بھی سنتا ہوں کوئی لڑکا سا
پکار رہا ہے خدا جانے کون ہے اُس کے کہنے کی کیا سند پھر جب کالی دریا
تک پہنچے تب وہ آواز موقوف ہوگئی اور ہم لوگوں میں کسی کو ثابت
نہ ہوا کہ وہ پکارنے والا کون تھا اور نہ کچھ حضرت علیہ الرحمۃ نے اس امر میں
فرمایا پھر جب موضع مایار ئی میں ہم لوگ آپ کو لے کر مع الخیر داخل ہوئے تو
اس کے کچھ دیر کے بعد دو سوار مولانا صاحب کے پاس سے آئے ایک
سید عبد الرؤف اور دوسرے مومن خاں اور کہا کہ حضرت آپ کو فتح
مبارک ہو یہ خبر فرحت اثر سُن کر جلد وہاں سے حضرت ادہر تشریف
لائے فقط پھر اسی روز نماز ظہر کے وقت آخوند ظہور اللہ جہانگیری والے اور
امیر خاں خٹک دو ڈیر والے واسطے مبارکبادی کے آئے اور یہ خبر لائے
کہ ہم نے اکثر معتبر لوگوں سے سنا کہ سردار یار محمد خاں موضع ہریان

اور موضع دوڈہیر کے درمیان میں فوت ہوگیا اور یہ بھی لوگوں سے سُنا
کہ درانی سردار موصوف کے لشکر کے کہتے تھے کہ جس وقت ہم اپنے ڈیرے
خیمے چھوڑ کر بھاگے وہاں سے موضع دوڈہیر تک ہم کو معلوم ہوا کہ سید
بادشاہ کے غازی اللہ اکبر اللہ اکبر کہتے ہوئے ہمارے پیچھے آتے ہیں اور
اسی ہیبت سے افتاں وخیزاں ہم بھاگے تھے اور حضرت امیرالمومنین علیہ الرحمۃ
نے موضع مانیری سے آکر زیدی میں تین روز رہے اس عرصے میں
ملک سمی کے تمام رؤسا وخوانین جن کو سردار یار محمد خاں نے دہمکا دہمکا
کر اپنی طرف کر لیا تھا واسطے مبارکبادی فتح کے حضرت کے حضور فیض گنجور
میں آئے اور لوگ دف بجاتے تھے اور پشتو میں چار بیت گاتے تھے
اور ننگی تلواریں لئے اُچھلتے کودتے تھے اور یہ بر وقت خوشی کے وہاں کا
دستور ہے اور ہر ایک خان اور ملک کے ساتھ ایک ایک نشان تھا
اور سب اپنا اپنا عذر حضرت سے بیان کرتے تھے کہ سردار یار محمد خاں
کے خوف ظلم سے برائے نام ہم مل گئے تھے مگر دل وجان سے ہم آپ
ہی کی خیر اور فتح جناب الٰہی سے چاہتے تھے آپ ان کی تسلی اور دلجمعی
کرتے تھے کہ تم ہمارے بھائی ہو کچھ مضائقہ نہیں اگر مصلحتاً تم اس
کی طرف ہو گئے جب سب رخصت ہو کر اپنی بستیوں کو گئے تب
چوتھے روز حضرت علیہ الرحمۃ مع لشکر فیروزی اثر زیدی سے کوچ
کر کے پنجتار کو چلے آپ کی سواری کے آگے زیدی کی تمام عورتیں

غول باندھ کر دف بجاتی اور جاربیت گاتی خوشی کرتی ہوئی آئیں آپ نے بطور انعام کے سید اسمٰعیل بریلوی سے پانچ پانچ روپے دلوائے پھر وہاں سے جب موضع شاہ منصور اور کالی دری اور موضع سنگ بئی اور موضع گنتی غرغشتی میں آئے وہاں کی عورتوں کا بھی یہی حال تھا مگر ان بستیوں کی عورتوں کو آپ نے دو دو روپے دلوائے اور جب سالجیر پنجتار میں داخل ہوئے سب کہیں سے زیادہ یہاں کی عورتوں نے اسی طور دف بجاتی اور جاربیت گاتی ہوئی ہجوم کیا ان کو بھی آپ نے پانچ پانچ روپے دلوائے پھر آپ اول سواری سے اُتر کر مسجد میں گئے اور دو رکعت نفل پڑھی پھر آپ کے بعد بعضے اور صاحبوں نے بھی پڑھی پھر وہاں سے آپ بُرج میں تشریف لے گئے جہاں رہا کرتے تھے اور ہر ایک جماعت کے مجاہدین اپنے اپنے قدیمی ٹھکانوں پر اُترے اور پنجتار کے غربی دروازے کی طرف جو ایک ٹیلہ تھا اس کے پاس توپیں اور شاہینیں رکھیں اور توپ خانے کا منتظم مولوی خیرالدین صاحب کو کیا اور مولوی صاحب کا نائب مولوی احمد اللہ صاحب کو کیا اور جتنے ہندوستانی اور قندہاری وغیرہ سوار تھے وہ سب توپ خانے کے کچھ دور آگے جو شیشموں اور توتوں کا ایک باغ تھا اس میں اُترے اور سردار یار محمد خاں کا ایک مصاحب زخمی مقید تھا اس کو پنجتار کے شمالی فصیل کے اندر ایک خیمے میں اپنے نزدیک اُتارا اور نور بخش جراح اس کی مرہم پٹی کرتا تھا اور وہی ہر روز حلوا پکا کر کھلاتا تھا پاؤ سیر گھی اور پاؤ سیر گڑ اور آدھ سیر آٹا حضرت کے باورچی خانے

سے ہر روز اُس کے لئے مقرر تھا جب چند روز میں اس کا زخم اچھا ہوا
تب حضرت نے اُس سے فرمایا کہ اب اگر تمہارا دل چاہے تو ہمارے لشکر میں
رہو جو سب بھائیوں کو کھانا کپڑا ملتا ہے وہ تم کو ملیگا اور اگر کہیں جانے
کا ارادہ ہو تو وہاں تم کو بھجوا دیں اُس نے کہا میں پیشور کو جاؤنگا پھر
آپ نے کئی جوڑے عمدہ کپڑے بنوادئے اور سواری کو ایک گھوڑا عنایت کیا
اور کچھ راہ خرچ دیا اور کئی ملکیوں سے کہا کہ ان کو نوشہرے تک پہنچا آؤ
وہاں سے یہ آپ پیشور کو چلے جاوینگے پھر موافق فرمانے آپ کے وہ ملکی نوشہرے
تک پہنچا آئے اور جو ہمارے چار غازی زخمی تھے فضل الٰہی سے وہ بھی
اچھے ہو گئے اور جس روز حضرت علیہ الرحمۃ زیدی سے پنجتار میں داخل ہوئے
اُس کے اگلے روز مولانا صاحب سے فرمایا کہ جو کچھ مال و اسباب غنیمت
توپوں کے وہاں جمع ہے اُس کو وہاں سے منگا کر یہاں اپنے پاس حجرے
میں دھر وا دو اور ہر ایک جماعت میں خبر کر دو کہ جن صاحبوں کے پاس جو جو
مال و اسباب غنیمت ہو وہ بھی لاکر آپ کے پاس جمع کر دیں پھر لوگوں
میں حساب کرکے تقسیم کیا جاوے پھر مولانا صاحب نے توپ خانے سے
سب مال و اسباب غنیمت کا منگا کر اپنے پاس حجرے میں رکھا پھر اسی بلیہ
میں غازیوں کو جمع کرکے وعظ فرمایا اور کہا بھائیو جس کے پاس
اسباب غنیمت سے جو کچھ ہو وہ لاکر حاضر کرے یہاں تک کہ اگر چمڑے

کا تسمہ بلکہ سوئی کا دہاگہ ہو اُس کو بہی لاوے اس میں سے کچھ نہ چھپاوے
اس لئے کہ یہ مال خدا کا ہے جو نہ لاویگا روز قیامت کے پکڑا جاویگا اور
سخت عذاب پاویگا یہ وعید شدید سُن کر جن جن صاحبوں کے پاس
تھوڑا بہت جو کچھ مال واسباب تھا ان سب نے لاکر حجرے میں داخل کیا
یہانتک کہ کسی کے پاس سیر آدہ سیر کشمش تھی کسی کے پاس ستو یا چاول
تھے یا ناس تھا سب لاکر حاضر کیا اور جو کچھ مال واسباب خادے خاں کا ہنڈ
سے لوگ مولانا صاحب کے ہمراہ مجاہدین لائے تھے وہ بہی جدا ہی حجرے
میں رکھا گیا اور باقی جو اسباب خادے خاں کا ہنڈ میں تھا اُس کے لانے کو
حضرت کی اجازت سے مولانا صاحب نے مولوی مظہر علی صاحب عظیم آبادی
اور پیر خاں مواشی والے کو لکہا کہ واسطے بندوبست قلعہ کے پچاس ساٹھ
آدمی مرزا احمد بیگ پنجابی کے پاس چھوڑ کر باقی سب کو ہمراہ اسباب خادے خاں
کے یہاں لے آؤ اور مولوی مظہر علی صاحب بعد شکست یار محمد خاں موضع
ہریان اور موضع لاہور میں امیر خاں اور غلام خاں کے مکان سے تاخت
کر کے اُن کا بہی مال واسباب لائے تھے وہ بہی قلعہ ہنڈ میں جمع تھا پھر بعد
کئی روز کے مولوی مظہر علی صاحب مع اسباب مذکورہ لوگوں کو لے کر
پنجتار میں حاضر ہوئے اور خادے خاں کے اسباب میں وہ بہی اسباب داخل
کیا پھر خادے خاں کا مال واسباب ایک فرد میں جدا لکھا گیا اور

سردار یار محمد خاں کا جدا ایک فرد میں لکھا گیا پھر جن کے ہتھیار توپ شاہین
بندوق تلوار پستول تمنچے وغیرہ اور ڈیرے خیمے اور اونٹ خچر دونوں
فردوں سے جدے کر کے بیت المال میں داخل کئے گئے اور باقی جو کچھ رہا ہر ایک
کی قیمت کا تخمینہ کیا گیا اور ہر ایک گھوڑے کی قیمت جدا جدا تخمینہ کیا گیا پھر
سب مال واسباب کے پانچ حصے لگائے گئے ان میں سے ایک حصہ بیت المال
میں داخل کیا گیا اور چار حصے غازیوں میں تقسیم ہوئے ایک ایک حصہ پیادوں
کو ملا اور دو دو سواروں کو جو مال واسباب گراں قیمت تھا وہ اکثر ملکی لوگ لوٹ
لے گئے تھے باقی کچھ اُس وقت سر دست ملا وہ مولانا صاحب جمع کرا کر لدوا لائے
تھے اور اُس کا تخمینہ کل بائیس ہزار یا تیئیس ہزار روپے کا کیا گیا تھا حضرت
علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ خیر پچیس ہزار کا رکھو پھر جب تمام غنیمت تقسیم ہو چکی
ملکی لوگ جو شریک چھاپے میں تھے وہ تو اپنے اپنے حصے لے گئے ہندوستانی
غازیوں نے کہا کہ ہم تو بیت المال سے کھاتے پیتے ہیں حصے لے کر کیا کریں
یہ بھی بیت المال میں داخل کرنا چاہئے یہ خبر حضرت امیر المومنین علیہ الرحمۃ
کو ہوئی آپ نے سب کے سامنے فرمایا کہ بھائیو یہ حصہ حق تمہارا ہے تم جو چاہو
سو کرو اس میں جو کوئی اپنی خوشی سے بیت المال میں داخل کر دے ہم اُس
کو روکتے بھی نہیں اس کا ثواب اُس کو جدا ہوگا اس امر میں کسی پر جبر نہیں
ہے اور نہ فرض و واجب ہے یہ بات سُن کر اکثروں نے تو داخل کر دیا
اور کمتر لوگوں نے جن کو حاجت تھی اُنھوں نے رکھ لیا اور اپنے خرچ

میں لائے پھر اس کے بعد ایک روز تجار اور زیدی کے دونوں فتح خاں
آپس میں مشورت کر کے حضرت علیہ الرحمۃ کے پاس آئے اور عرض کرنے لگے،
کہ حضرت اب اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے آپ کو اس ہمارے ملک کا بادشاہ
کیا اب ہم برضا و رغبت یہ چاہتے ہیں کہ ایک اپنا قاضی ہمارے یہاں مقرر
کریں وہ ہم لوگوں کو احکام شرعی جاری کرے اور ہماری بستیوں سے
آپ کے واسطے عشر بھی مقرر ہو اور ہم تمام خوانین ملک سمی کے سے کہیں گے
انشاء اللہ تعالیٰ وہ بھی اس باب میں چون و چرا نہ کرینگے آپ نے کہا جزاکم
اللہ تعالیٰ فی الدارین مسلمانوں کو ایسا ہی چاہئیے مگر ہم بھی یہ بار گراں کسی بھائی
پر نہیں ڈالتے ہیں اگر کوئی برضا و رغبت تمہارے کہنے سے قبول کرے بہتر
ہے اللہ تعالیٰ تم کو اجر دیگا پھر دونوں فتح خاں آپ سے رخصت ہو کر
اپنے اپنے مکانوں کو گئے اور ملک سمی کے تمام خوانین کو جو حضرت سے
اقرار کر آئے تھے اُسی مضمون کے خط لکھ کر روانہ کئے پھر بعد کئی روز کے
اپنی اپنی بستیوں سے دو دو چار چار ملک اور خان حضرت علیہ الرحمۃ کے
پاس آنے لگے اور کہنے لگے کہ ہم نے احکام شریعت کے قبول کئے بخوشی
اور ہمارے یہاں آپ قاضی مقرر کر دیں کہ ہم لوگوں میں موافق شرع
شریف کے احکام جاری کرے اور ہم آپ کو عشر بھی موافق شریعت

کے دیوینگے اور آپ اُن سے فرمانے لگے تم اپنی اپنی بستیوں کے علماکو
یہاں ہمارے پاس بھیجو انہیں تمہاری بستیوں کا قاضی کردیں پھروہ
خوانین اپنی بستیوں میں جاکر اپنے علماء کو بھیجنے لگے اور آپ اُن کو قاضی کرکے
روانہ کرنے لگے پھر بعد چند روز کے فصل بڑی جوار اور ماش موٹھ کپاس
وغیرہ کی آئی اس میں ہر ایک ملک اور خان نے اپنی اپنی بستیوں سے
خچروں گدہوں پر عشر کا غلہ وغیرہ لاد لاد بھیجنا شروع کیا مگر اپنی ہی مرضی کے
موافق اور حضرت بہی کسی سے کچھ کمی بیشی کے امر میں تعرض نہیں کرتے تھے جو وہ بھیجاتے
تھے وہ آپ لے لیتے تھے اور جو بعضے ہندوستانی مخالفین متبدعین کہتے ہیں کہ سید
صاحب نے واسطے تحصیل عشر کے اپنے مجاہدین ہر بستی میں مقرر فرمائے تھے اور وہ اس
طرح کی تعدی اور زیادتی کھیت والوں پر کرتے تھے یہ محض افترا اور بہتان
مخالفین کا تراشا ہوا ہے اس کی کچھ بھی اصل نہیں ہے سچی بات یہ ہے کہ اس فصل
میں آپ نے ایک بہی تحصیلدار عشر کا اپنے غازیوں سے مقرر نہیں کیا تھا وہی لوگ
اپنی رضا و رغبت بھیجدیتے تھے بلا تعرض آپ لے لیتے تھے فقط اور جب ہر
بستیوں سے آنا شروع ہو گیا تب انہیں روزوں ایک دن حضرت علیہ الرحمۃ
سوار ہوکر چند غازیوں سے موضع چنڈئی کی طرف جو پنجتار سے قریب آدہ
کوس کے درہ ہے وہاں تشریف لے گئے اور وہاں ایک چھوٹا سا پہاڑ کا
ٹیکرا ہے اور اوپر اُس کے میدان برابر ہموار ہے واسطے توپخانہ کے آپنے

اس کو پسند کیا اور فرمایا کہ وہاں سے توپیں لاکر اسی پر لگائی جاویں اور بقدر
حاجت گرد بارود وغیرہ رکھنے کو اور گولندازوں کے رہنے کو مکان بنائے جاویں
پھر آپ وہاں سے مکان پر تشریف لائے اور کئی روز کے بعد غازیوں نے موافق
فرمانے آپ کے وہاں مکان بنانے شروع کئے جب چند روز میں بن کر درست
ہوئے آپ کو اطلاع کی تب آپ نے اجازت دی غازیوں نے پنجتار سے توپوں
کو لیجا کر اسی ٹیکرے پر چڑھادیں اور توپوں کے علاقے کے لوگ وہیں جا کر
رہنے لگے اور ہر ایک توپ کی پیٹی میں کچھ کچھ جنگی کارتوس تھے پھر حضرت نے
مولوی خیرالدین اور مولوی احمد اللہ صاحب نے فرمایا کہ توپوں کے گولے کم ہیں ہر توپ
کے پان پانسو گولے پورے کرلئے جاویں پھر بعد چند روز کے دونوں صاحبوں
نے موضع قاسم خیل میں کارخانہ گولے بنوانے کا جاری کر دیا جو سب
میں بڑی توپ تھی اس کا پان سیر کا تیر تھا اور چار جو اوسط تھیں
ان میں دو کا سوا تین سیر کا تیر تھا اور دو کا تین سیر کا اور جو چھوٹا گردہ
تھا اس کا تیر ڈیڑھ سیر کا تھا ایک روز حضرت بھی چند غازیوں
سے وہاں تشریف لے گئے اور جا کر بیٹھے گولے تاؤ دے کر
کوٹے جاتے تھے اس کی چنگاری اچھل کر ملک داد خاں)
خورجے والے کے قرابین کی پیالی میں جا پڑی قرابین

چل گئی منجملہ اس کا اوپر تھا خدا نے خیر کی سب گولیاں اوپر ہی نکل
گئیں سب لوگ محفوظ رہے فقط اور عشر جاری ہونے کے پہلے لشکر میں
غلہ مع دال تین تین یا دوسرا سم تقسیم ہوا کرتا تھا اور آپ ہی غازی لوگ
پیس لیتے تھے اور بعضے کچھ غلہ دے کر پسوا لیتے تھے پھر جب عشر جاری
ہوا اور غلہ کی افراط ہوئی تب لوگوں نے صلاحاً حضرت علیہ الرحمۃ سے
عرض کی کہ یہاں اپنے غازیوں کو غلے کے پیسنے پسانے میں تکلیف ہوتی
ہے اور یہاں سے سات کوس پر موضع مینئی میں پنچکیاں ہیں اگر چند لوگ
مقرر کئے جاویں کہ وہ اونٹوں یا خچروں پر غلہ لیجایا کریں اور وہاں سے
مزدوری دے کر پسوا لایا کریں تو خوب ہو حضرت علیہ الرحمۃ کو یہ صلاح
بہت پسند آئی اور آپ نے شیخ ولی محمد صاحب کو بلا کر فرمایا کہ اونٹ اور
خچر تمہارے حوالات میں ہیں اب غلے پسوانے کا بھی تمہیں انتظام کرو اور وہ
لوگوں کی تقریر سب اُن سے بیان کی شیخ صاحب نے عرض کی کہ بہتر
بات ہے جیسا ارشاد ہو میں حاضر ہوں مگر یہ محنت و مشقت کا کام ہے
اور اس کے اہتمام کو بہت آدمی چاہئیں ان کے لئے موافق ان کی محنت
کے کچھ کھانے پینے کی اجازت ہو جاوے تو یہ کام بنے آپ نے فرمایا
کہ بہتر بات ہے جن بھائیوں کو اس خدمت پر مقرر کرو ڈیوڑھا حصہ

تو غلّے میں اور سراسیم چھٹانک بھر اُن کو گھی دیا کرنا اور باقی
اور خرچ ضروری دینے میں تم کو اجازت ہے پھر شیخ صاحب نے
اس کا منتظم سید حامد علی جھنجھانوی کو کیا اور پچیس تیس غازی اُن
کے ہمراہ کئے اور اونٹوں اور خچروں پر غلہ لدوا کر اور تین چھوٹے
چھوٹے خیمے دے کر موضع مینئی کو روانہ کیا اُنھوں نے موضع مذکور
میں جا کر وہاں کے خان معز اللہ خان سے تین کوٹھی خالی کرا کر
ایک غلہ رکھنے کو اور ایک آٹا جمع کرنے کو اور ایک لوگوں کے جمع کو
اور وہاں کی پانچ چکیاں اپنے تحت میں کیں اور وہیں تینوں پال
کھڑے کئے اور چکیوں کا کرایہ چوبیسواں حصہ گیہوں میں اور سولہواں
حصہ بڑی جوار میں مقرر کیا اور یہاں پنجتار میں حضرت کے باورچی خانے
کے متصل ایک کوٹھا تھا جب وہ لوگ آٹا لاتے تھے اس میں انبار
کرتے تھے اور یہاں سے غلہ لیجاتے تھے جب وہاں سے آٹا آنا شروع
ہوا تب حضرت نے فرمایا کہ اب ہمارے لشکر میں سراسیم آٹا دال ملاکر
سیر سیر جنس تقسیم ہوا کرے اور عبدالقیوم کو جو آپ کے باورچی خانے
کے داروغہ تھے بلا کر فرمایا کہ یہاں پنجتار میں جو مسکین و محتاج
اور معذور لوگ ہیں ان کو ہر روز ہمارے باورچی خانے سے کھانا ملا کرے اور جو

مہمان ومسافر ہمارے لشکر میں آویں وہ بھی ہمارے یہاں کھاویں
عبدالقیوم نے عرض کی کہ آپ کے مطبخ میں تو دس آدمی ہیں اور اُس
کے اہتمام کو بہت آدمی ہوں تب یہ کام ہو آپ نے فرمایا کیا مضائقہ ہے
جتنے درکار ہوں گے ہم مقرر کر دینگے تم بسم اللہ کر کے اس کام کو شروع
کرو عبدالقیوم تو باورچی خانہ کو گئے پھر اسی روز آپ نے بعد نماز ظہر کے بطور
ترغیب کے لوگوں کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ آج ہم نے عبدالقیوم کو
واسطے کھانے مسکینوں محتاجوں مہمانوں مسافروں کے حکم کیا اور وہاں
باورچی خانے میں کاروبار کو لوگ کم ہیں اور یہ کار ثواب ہے جو بھائی
للہ فی اللہ اس کار میں شریک ہوگا اللہ تعالیٰ اس کو ثواب دیگا یہ بات
سن کر ہر پہلے سے ایک ایک دو دو کر کے کوئی بیس آدمی حاضر ہوئے
کہ ہم یہ کام کرینگے آپ نے عبدالقیوم کو اُن کے سپرد کیا کہ ان کو باورچی خانہ
میں داخل کرو اور آج سے انکے واسطے میاں عبدالوہاب سے ڈیوڑھا حصہ
آٹے کا لیا کرنا پھر اُس دن سے وہ کارخانہ جاری ہوا

حکایت

سردار یار محمد خاں کے مارے جانے کے تین روز بیشتر میاں جی چشتی صاحب
ملک بخارا سے مع الخیر تشریف لائے تھے اور قصہ سردار یار محمد خاں کی لڑائی
کا رہا جاتا تھا اس لئے اس کو تمام کر کے یہاں بخارا کے حالات میں
تحریر ہوتا ہے اور بہیں یہ بخارا میں آ کر تسکین خاطر سے مفصل حضرت

کے روبرو میاں جی صاحب نے بیان کیا تھا اور ہم لوگوں نے بھی سنا،
تھا اور شیخ محب اللہ صاحب سے بھی جدا پوچھا میں نے کہ اس سفر
کا حال بیان کرو اُنھوں نے کہا کہ حال یہ ہے کہ حضرت علیہ الرحمۃ
نے ملک سوات میں خار سے ہم دس آدمیوں کو میاں جی چشتی کے ہمراہ
کرکے طرف ملک بخارا کے روانہ فرمایا تب خار والوں میں سے بعض
بعض دوستوں نے کہا کہ اگر تم خرچ راہ روپیہ اشرفی لئے جاتے ہو تو ملک
قاشقار میں بہت تکلیف پاؤگے اس لئے کہ وہاں اس کا چلن نہیں ہم نے
کہا کہ پھر اس کی کیا تدبیر کریں اُنھوں نے کہا کہ ہلدی سونٹھ نمک
نیلری سوئی کپڑا ان چیزوں کی وہاں بڑی قدر ہے پھر ہم نے نمک
تو موافق حاجت اپنے لوگوں کے لیا اور باقی تھوڑی تھوڑی سب چیزیں
لے کر روانہ ہوئے اور ملک باجوڑ میں پہنچے پھر وہاں سے چلتے چلتے ملک
قاشقار میں داخل ہوئے شاہ کشور نام وہاں کا بادشاہ تھا حضرت
علیہ الرحمۃ نے اپنا خط دیا تھا میاں جی چشتی اور ہم سب اُن کی ملاقات
کو گئے اُس روز وہ اپنے باغ میں تشریف رکھتے تھے جب ہم لوگوں
کی خبر ان کو کی گئی پھر وہیں ہم سب کو بلایا اور واسطے تعظیم کے اٹھ
کھڑے ہوئے اور ہر ایک سے مصافحہ کیا اور اپنے پاس بٹھالیا اور ہر
ایک سے عافیت مزاج کی پوچھی مگر ہم ان کی زبان نہیں سمجھتے

تھے مگر جو فارسی وہ کلام کرتے تھے وہ ہم کچھ کچھ سمجھتے تھے پھر
میاں جی صاحب نے حضرت امیرالمومنین علیہ الرحمۃ کا خط ان کو دیا اُس
کو پڑھ کر بہت خوش ہوئے اور جو کچھ میاں جی صاحب سے زبانی حال
پوچھا اُنھوں نے بیان کیا پھر ایک مکان میں ہم سب کو اُتارا چار
مقام وہاں ہم سب نے کئے اور کھانا انھیں کے مطبخ سے ہم لوگوں کے
واسطے آتا تھا اور وہاں کا حال ہم نے عجب رنگ کا دیکھا ایک تو اُن کا
کارخانہ ہم نے نہایت سادہ اور بے تکلف دیکھا جیسے یہاں کے
ادنی رئیسوں کا مگر حکم اس قدر نافذ جیسے بڑے جلیل القدر بادشاہوں
کا کیا مجال کہ ذرہ فرق پڑے اور دوسرے اس ملک میں زمین ہموار
زراعت کی کہیں نہیں دیکھنے میں آئی زمین بہت ہی کم اور اسی سبب سے غلہ
بھی وہاں قلیل نظر آیا کہیں کچھ جو یا مونگ یا چاول اور کچھ نہیں وہاں کے
لوگوں کی اوقات بسری صرف میوے پر ہے اور غلہ وہاں ایسا جیسے
یہاں ولایتی میوہ اور سب بادشاہی اصطبل میں گدھے دیکھے جیسے دو ڈکلے
گھوڑے اور جو تھے نمک نہیں دیکھا یہاں تک بادشاہی مطبخ میں بھی ، پانچویں
کسی کو اُمرا اور فقرا میں سے سوتی کپڑا پہنے نہیں دیکھا سوائے پشمینے
کے اور چھوٹے روپلے پیسے اشرفی کا وہاں مطلق رواج نہ تھا اور سوے
اور بکری دُنبے کے گوشت کی بڑی افراط ، اور ہم نے جو اپنے پاس

کا سوداگری اسباب بیچنے کو نکلا تو ہم لوگوں کے گرد وہاں کے آدمیوں
کا ہجوم ہو گیا نہ وہ ہماری بولی سمجھتے تھے اور نہ ہم ان کی ہاتھوں کے
اشارے سے خرید و فروخت کرتے تھے ایک ایک سوئی پچیس تیس
سیب یا ناسپاتی یا بہی دے کر لیجاتے اسی طور سونٹھ ہلدی ایک ایک
گرہ چار چار یا پانچ پانچ خوشے انگور کے دے کر خوشی خوشی لیجاتے
اور جو یہاں سے تھان بارہ آنے تیرہ آنے کی خرید کا لے گئے تھے جو
ایک تھان لیجاتا ایک عمدہ پشمینہ کا چوغا دے جاتا اسی طور سب مال
ہم نے بیچا اور جس کی فجر کو ہم وہاں سے رخصت ہونگے اس رات کو
شاہ کوڑ جہاں ہم اُترے تھے اپنے چند نوکروں چاکروں سے وہاں تشریف
لائے اور اُن کے ہمراہ بجائے مشعلوں کے مشعلچی چیڑ کی لکڑیاں جلاتے
تھے شاید کہ تیل بھی اس ملک میں نہ ہوتا ہوگا پھر وہ فارسی میں میاں جی
صاحب سے باتیں کرنے لگے کہ کالے کافروں کا ملک ہمارے کافرستان سے
ملا ہوا ہے ہم بھی اُن پر ہمیشہ جہاد کیا کرتے ہیں اور اُن کو پکڑ بھی لایا
کرتے ہیں بہت لوگ اُن کے اب بھی ہمارے یہاں قید ہیں جو اُن
میں مسلمان ہو جاتے ہیں ان کو ہم چھوڑ دیتے ہیں اور اپنے یہاں
ان کو کھانا کپڑا مقرر کر دیتے ہیں اور یہ اس وقت ہمارے ساتھ
اکثر لوگ اُنھیں میں کے ہیں جو ان کو دیکھا تو کمال حسین اور شکیل اور

سرخ و سفید تھے پھر میاں جی صاحب نے اُن سے رخصت چاہی اُنھوں
نے اُسی وقت رات ہی کو اپنا راہبر ہمارے ساتھ کر دیا اور اس سے
کہہ دیا کہ ان کو بدخشاں کی سرحد تک پہنچا دینا اور میاں جی صاحب سے
کہا کہ جب آپ مع الخیر اس سفر سے مراجعت کرنا تو اسی طرف آنا پھر
وہ اپنے مکان کو تشریف لے گئے اور ہم سب سو رہے پھر بعد نماز فجر کے
اُس راہبر کے ساتھ ہم سب روانہ ہوئے اُس روز شام کو کلے کافر دول
کے ملک کے پہاڑ پر پہنچے اور رات بھر وہیں رہے صبح کو وہاں سے چلے شام
کو بدخشاں کے ملک کے ایک شہر میں کہ نام اس کا فیض آباد ہے پہنچے
اور وہاں کے قلعہ کے دروازے پر گئے اور وہاں کے حاکم کو اطلاع کرائی
اُس نے دو آدمیوں کو بلایا پھر میاں جی چشتی اور عبدالحکیم دہلوی اندر
قلعہ کے گئے اور ہم سب آدمی دروازے پر رہے پھر بعد کچھ عرصے کے
دونوں صاحب آئے اور ایک آدمی اُس حاکم کا ہمراہ تھا اُس نے
اُترنے کو ایک مکان بتا دیا وہاں ہم سب اُترے پھر میاں جی صاحب
نے وہاں کے حاکم کی خوبی اور خوش اخلاقی کا بیان کیا کہ ہم دونوں
آدمی اندر گئے حاکم بہاں کا بڑی تعظیم و تکریم سے پیش آیا اور اپنے پاس
ہم کو بٹھایا اور بہت خاطرداری کی ہم نے اعلامنامہ حضرت امیرالمومنین
علیہ الرحمۃ کا دیا اس کو سر آنکھوں سے لگایا اور پڑھا اور خوش

ہوا کہ حضرت نے ہم کو سرفراز فرمایا اور کہا کہ اللہ تعالیٰ ہم کو بھی توفیق
عنایت کرے کہ اس کارِ خیر میں شریک کرے فقط پھر ہم لوگوں نے
وہاں بھی چار ہی مقام کئے اور دونوں وقت کھانا اُسی حاکم کے مطبخ سے
ہم سب کے لئے آتا تھا خمیری روٹیاں اور بے نمک کا گوشت، اور چار
روز میاں جی صاحب کو بلا کر دو ملاقاتیں اور بھی اُس حاکم نے کیں پھر
جب پانچویں دن ہم نے وہاں سے چلنے کی تیاری کی تب اُس حاکم نے اپنا
ایک راہبر ہمارے ساتھ کر دیا کہ ہماری سرحد تک ان کو پہنچا آؤ اور
وہاں کی بھی زبان فارسی تھی پھر اس راہبر کے ساتھ ہم وہاں سے چلے
تیسرے روز سرحد ترکستان میں داخل ہوئے وہ راہبر فیض آباد کو پلٹ
گیا اور ہم سب آگے روانہ ہوئے چوتھے روز جا کر شہر قندز میں پہنچے
لوگوں سے وہاں کے حاکم کا نام پوچھا اُنہوں نے کہا محمد مراد بیگ ،
دیہات کی زبان ترکی تھی اور شہر والے ترکی بھی بولتے تھے اور فارسی
بھی پھر ہم سب لوگ وہاں کے قلعہ کے دروازے پر گئے اور حاکم کو اطلاع
کرائی اُنہوں نے دو آدمی طلب کئے پھر میاں جی چشتی صاحب اور عبد الحکیم
اندر قلعہ کے ان کے آدمی کے ہمراہ گئے اور نو آدمی ہم دروازے پر رہے
بعد پہر سوا پہر کے ایک شخص ذی عزت روادار ان کو اپنے ساتھ لے کر باہر
آیا اور ہم کو بھی لیکر مکان پر گیا اور ایک بڑے عمدہ وسیع مکان میں اُتارا ہم میاں جی صاحب

سے امیر کی ملاقات کا حال پوچھا کہ بہت ہماری تعظیم و توقیر کے ساتھ
مزاج پوچھے ہم نے حضرت امیر المومنین علیہ الرحمۃ کا اعلامنامہ دیا
اس کو بڑی تعظیم سے لیا اور اپنے سر پر رکھا اور اُس کو پڑھا اور
خوش ہوا اور کہا کہ اللہ تعالیٰ ہم کو بھی اُن کی اطاعت اور شراکت ،
نصیب کرے اور اس اپنے رسالدار سے فرمایا کہ ان سب صاحبوں کو
لیجاکر اپنے یہاں اُتارو اور اُن کی بہت خاطرداری کرنا کسی طرح کی
تکلیف نہ ہونے پاوے ہم نے پوچھا رسالدار صاحب کا نام کیا ہے کہا
اُستاقُل منباشی ان کو کہتے ہیں شاید استاقل ان کا نام ہوا ور
منگباشی رسالدار کو کہتے ہیں ہزار سوار کے یہ رسالدار ہیں فقط پھر
ہم سب اس مکان میں رہنے لگے اُس کے صحن میں ایک نہر جاری تھی اور
وہی نہر ان کے زنانے محل میں گئی تھی اور ہر روز وہ رسالدار صاحب ہمارے
مکان میں تشریف لاتے تھے اور اُن کے غلام نمکین چائے کا دیگچہ لاتے
تھے سو وہ آپ بھی پیتے تھے اور ہم کو اور اپنے لوگوں کو بھی پلاتے تھے اور
کھانا ایک وقت خمیری روٹی اور دُنبے کا گوشت اور دوسرے وقت
فقط پلاؤ آتا تھا اور قسم قسم کا خشک و تر میوہ بھی دونوں وقت
کھانے کے ساتھ آتا تھا پستہ بادام اخروٹ چلغوزہ کشمش انار انجیر
انگور خوبانی سیب بہی ناشپاتی وغیرہ اور بتیس[۳۲] یا تینتیس[۳۳] اُن

آفتابچے نکلتے ہیں

کے یہاں لونڈیاں تھیں اور اسی قدر غلام، اُن میں سے اٹھائیس
لونڈیاں تو ریشمی کپڑے بُنا کرتی تھیں انھیں کے مکان میں اور باقی چار
پانچ اور خدمت میں رہتی تھیں اور غلام باہر کی خدمت میں رہتے
تھے قریب ایک مہینے کے ہم وہاں رہے اس عرصے میں امیر محمد بیگ
نے اپنے قلعہ میں بلا کر میاں جی چشتی صاحب سے کئی بار ملاقات کی پھر
میاں جی صاحب نے رخصت چاہی کہ اب ہم بخارا کو جاوینگے اُنھوں
نے کچھ خرچ راہ دیا اور موسم برف پڑنے کا قریب آیا تھا اور خرچ
بھی نہ تھا جو سب کے لئے اونٹ کرایہ کر لیتے اس لئے دو اونٹ کرایہ
کئے اور چار آدمی رسالدار کے مکان پر چھوڑے اُنھیں میں میں بھی
تھا چار آدمی اپنے ساتھ لے کر ایک قافلے کے ہمراہ بخارا کو روانہ
ہوئے اور ہمارے لئے اُسی دستور رسالدار کے یہاں سے کھانا دونوں
وقت آتا تھا اور وہاں کے کئی دستور ہم نے عجیب و غریب دیکھے ایک
تو یہ کیا شرفا اور کیا غربا سب کی عورتیں پردہ کرتی ہیں اگر کہیں
برادری میں شادی غمی ہوتی تو گھوڑے یا خچر پر برقع اوڑھ کر سوار
ہولیتیں اور چلی جاتیں ڈولی پینس وغیرہ سواری کا وہاں رواج
نہ تھا اور دوسرے یہ کہ وہاں کسی فقیر امیر کے یہاں چارپائی
پلنگ پر سونے کا دستور نہیں اور نہ کہیں کوئی چارپائی دیکھنے،

میں آئی سب لوگ زمین پر نمدے قالین وغیرہ بچھاکر سوتے ہیں بیٹھتے
اور تیسرے یہ کہ جو کوئی کسی کی ضیافت مہمانی کرتاہے اور کھانا اُس
کے آگے دھرتاہے کھانے کے بعد جو کچھ میوہ کھانا باقی رہا مہمان کو اختیار
ہے چاہے اپنے گھر لیجاوے چاہے وہیں کسی اور کو کھلاوے اس میں
کچھ شرم وحقارت نہیں نخلاف ہمارے ہندوستان کے اگر کوئی ایسی حرکت
کرے تو اس کو حقیر اور لے شرم جانیں اور چوتھے یہ کہ سوائے مسلمانوں
کے وہاں ہندو نہیں اگر کہیں سیٹھ ساہوکار مہاجن کھتری لوگ ہیں
حاکم کی طرف سے ان کو حکم ہے کہ جو پوشاک چاہیں پہنیں مگر مسلمانوں
کی طرح سپید پگڑی نہ باندہیں اور نہ ڈھیلے پائچوں کا پائجامہ
پہنیں اور نہ مسلمانوں کے سامنے گھوڑے خچر پر سوار ہو کر نکلیں اور اگر
کہیں شہر کے باہر سوار ہو کر جاتے ہوں اور راہ میں مسلمان مل جاوے تو اُتر
کھڑے ہوں مگر ایک مہاجن آتمارام نامی وہاں تھا اس کو تو البتہ شہر میں
سوار ہوتے دیکھا تھا پھر میں نے ایک آدمی سے پوچھا کہ یہاں تو کوئی
ہندو شہر میں سوار ہوتے نہیں پاتا اور یہ سوار ہو کر کوچہ و بازار میں
پھرتاہے اس کی کیا وجہ اُس نے کہا امیر محمد بیگ ایک بار لڑائی پر
گئے تھے وہاں اپنی طرف سے پہلے کہے سُنے اُس نے رسد پہنچائی تھی اور

کھانے پینے کی وہاں بہت قلت تھی پھر جب وہ لڑائی فتح کرکے یہاں
آئے اور آتمارام سے بلاکر فرمایا کہ تم نے ہماری بڑی خیر خواہی کی ہم تم سے
بہت راضی ہیں تم نے یہ کام لائق انعام کے کیا کہو تم کو کیا چیز انعام دیں
اُس نے عرض کی کہ بدولت سرکار کے میرے گھر میں سب کچھ ہے مگر میرے
واسطے یہ پروانگی ہوجاوے کہ شہر میں سوار ہوکر میں نکلا کروں یہی میرے
لئے بڑا انعام اور سرفرازی ہے پھر امیر نے پروانگی سواری کی دی تب
سے اس کو اختیار ہے جہاں چاہے سوار ہوکر جاوے کوئی مزاحم نہیں ہوتا
اور ایک بات یہ بھی وہاں دیکھی کہ ہفتے میں دو بازاریں باہر شہر کے
میدان میں ہوتی ہیں اور شہر کے تمام دکاندار اپنا اپنا سودا لیجا کر
وہاں بیچتے ہیں شام کو جو چیز لائق لانے کے ہلکی اس کو تو اُٹھالاتے
ہیں باقی بھاری چیز وہیں میدان میں چھوڑ آتے ہیں دوسرے دن
وہاں سے اُٹھوا لاتے ہیں میں نے رسالدار کے غلاموں سے پوچھا
کہ یہاں بازار میں راتوں کو نہ چوکی پہرے مال و اسباب پڑا رہتا ہے
کوئی چور ٹھگ نہیں لیجاتا اُنھوں نے کہا یہاں چور ٹھگ کا منزلوں
تک پتہ نہیں کیا مجال کوئی لے سکے اور اگر شاید کسی نے ایسی حرکت
کی محمد مراد بیگ اس کو جیتا نہیں چھوڑتا مار ہی ڈالتا ہے اس خوف
سے کوئی کسی کی چیز نہیں چوراتا سونا اُچھالتے منزلوں چلے جاؤ

کوئی نہ پوچھیگا کیا تمہارے پاس ہے اور وہاں کئی بار ہم نے محمد مراد بیگ
کی سواری کا تماشا بھی دیکھا کہ کبھی کبھی آٹھویں دسویں روز اپنے قلعہ
سے چار پانسو سواروں کے ساتھ شہر میں اور شہر کے باہر کوس دو کوس
گشت کر کے اپنے قلعہ کو چلا آتا اور سوا سواروں کے پیادوں کی فوج
وہاں ہم نے نہیں دیکھی پھر بعد پانچ مہینے کے بخارا سے مع الخیر میاں جی
چشتی صاحب آئے اور ایک ترکی دو سالہ گھوڑا اور تین پاپو اور تین
تھان کتان اور سات سات روپے کے تین پاپو اور تین اور دو
طالب العلم قریب فضیلت کے بخارا سے اپنے ساتھ لائے پھر ہم نے
وہاں کا ماجرا پوچھا کہ کیا حال گذرا اُنھوں نے بیان کرنا شروع
کیا کہ ہم نے یہاں سے جا کر شاہ بخارا سے ملاقات کی بہت اخلاق اور
خوبیوں کے ساتھ پیش آیا اور ہماری بڑی عزت و توقیر کی حضرت
امیر المومنین علیہ الرحمۃ نے جو کلام اللہ شریف بھیجا تھا وہ ہم نے دیا
اور حضرت کا اعلا نامہ پیش کیا اُس نے پڑھا اور اُس کو اپنی ،
آنکھوں سے لگایا اور جو کچھ زبانی حال حضرت کا اور حضرت کے لشکر
کا پوچھا ہم نے بیان کیا سن کر بہت خوش ہوا اور ہم پانچوں آدمیوں
کو اپنے ایک مکان میں اُتارا اور دونوں وقت اپنے باورچی خانے
سے ہمارے لئے کھانا بھیجتا تھا اکثر کھانا پلاؤ آتا تھا اور کبھی کبھی زردہ

اور نان وگوشت یا قورمہ بھی آتا تھا اور کھانے کے ساتھ ہر روز ،
خشک وتر میوہ بھی ہوتا تھا مغز پستہ مغز بادام مغز اخروٹ کشمش
انجیر خوبانی انگور انار سیب بہی ناسپاتی وغیرہ اور ساتویں آٹھویں روز
ہم کو بلوا لیتا تھا اور حضرت کے حالات پوچھتا تھا پھر بعد چند روز کے
کچھ رک سا گیا اگر کبھی بلاتا تو اول کی تپاک ہم نے نہ پائی ہم کو تردد ہوا
کہ یہ کیا سبب ہے آخر الامر بعض بعض شخص وہاں کے جو آشنا ہو گئے تھے
اُن سے معلوم ہوا کہ بادشاہ نے اپنے مشیروں سے پوچھا کہ یہ لوگ
سید صاحب کے بھیجے ہوئے اتنی منزلوں سے اعلان نامہ جہاد کا ہمارے
پاس لائے ہیں اس کا کیا جواب لکھنا چاہئے اُنھوں نے عرض کی کہ
جہاں پناہ اس زمانے میں جہاد کرنے کا کس کو حوصلہ ہے اور خصوصاً ہندوستان
میں جہاں جابجا حکومت اور عملداری نصاریٰ کی ہے یہ سب مکر و
فریب انگریزوں کا معلوم ہوتا ہے انھیں نے اپنی طرف سے یہ بھی
ایک دام فریب پھیلایا ہے جواب لکھنا کیا ضرور کچھ خرچ راہ دے
کے اُن کو رخصت فرمادیں یہ وسوسہ اُن مشیروں کا بادشاہ
کے دل میں اثر کر گیا یہ سبب اُن کے رک جانے کا ہے یہ حال سن کر ہماری
طبیعت گھبرائی کہ اب یہاں رہنا بے فائدہ ہے کسی طرح یہاں سے چلا
چاہئے مگر ان روزوں بارش برف کی طغیانی تھی والا اُسی

دنوں ہم چلے آتے پھر بناچاری اتنی مدت اور رہنا پڑا اس عرصہ
میں چند شرفا غربا نے ہمارے ہاتھ پر چھپے چھپے بادشاہ کے خوف
سے بیعت کی ہم نے چندبار ان کو توجہ دی عنایت الٰہی سے کئی شخصوں
کو فائدہ ہوا یہ بیتن یابو اور تین تھان کتاں کے انھیں لوگوں نے دئے
تھے پھر جب موسم برف کا جاتا رہا اور رستے آمدرفت کے صاف
ہوئے تب ایک روز ہم نے بادشاہ سے رخصت طلب کی تب اُس نے
یہ ترکی گھوڑا واسطے سید صاحب کے دیا اور ہمارے خرچ راہ کو پچاس
اشرفیاں سات سات روپئے کی ان کو طلا کہتے ہیں پھر ہم وہاں سے
ہمراہ ایک قافلے کے روانہ ہوئے یہاں آئے وہاں کا یہ حال تھا پھر وہاں
کئی روز کے بعد اس زور و شور سے وبا شروع ہوئی کہ صدہا آدمی شہر کے
ہر روز مرنے لگے کہ تمام اہل شہر گھبرا گئے میاں جی چشتی صاحب نے استاد نقل
رسالدار سے کہا کہ واسطے محفوظ رہنے آسیب وبا کے ہمارے پاس
سید صاحب کا بتایا ہوا ایک عمل ہے اگر اجازت ہو تو ہم کریں وہ بہت
خوش ہوئے اور کہا کہ آپ ضرور کریں پھر میاں جی صاحب نے اُن
سے ایک سیاہ بکری بے داغ منگائی اور اس کو وہیں نہر میں نہلایا اور
کچھ سورتیں کان میں دم کیں پھر اس کو ذبح کیا پھر اس کا گوشت
پکوا کر تھوڑا تھوڑا ان کے سب لوگوں کو کھلوایا اور اپنے ہمراہیوں کو

بھی کھلایا اور آپ نے بھی کھایا اور رسالدار کو بھی کھلایا اُن کے
یہاں لونڈی غلام اور گھر کے عورت و مرد لڑکے بالے ملاکر قریب اسّی
آدمیوں کے ہوں گے پھر عنایت الٰہی سے سب کے سب سلامت اور
محفوظ رہے کوئی اس بلا میں مبتلا نہ ہوا **فائدہ** کاتب الحروف بندہ
خاکسار محمد علی کہتا ہے کہ عجب نہیں کہ وہ میاں جی چشتی صاحب مرحوم
ومغفور کا بھی ہو کہ فرماتے تھے کہ حضرت مولانا حیدر علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ
کہ عنایت اللہ نام ایک شخص کلکتہ کا رہنے والا مجھ سے نقل کرتا تھا کہ حضرت
خاتم المفسرین والمحدثین مولانا ومرشدنا شاہ عبدالعزیز قدس سرہ العزیز
فرماتے تھے کہ واسطے دفع وبا اور طاعون کے یکرنگ سیاہ بیداغ ایک
بکری لیوے اور سہ شنبہ کے دن پاک پانی سے نہلا کر اس کو کسی جگہ
باندھ دیوے اور مال حلال سے اس کو چارہ دانہ کھلاوے پھر چوتھے دن
جمعہ کے روز اول درود پڑھے پھر سورہ فاتحہ پھر سورہ کافرون
اور سورۂ اخلاص اور سورۂ فلق اور سورۂ ناس ایک ایک بار پڑھے اور
تین بار یہ آیت پڑھے ربنا اکشف عنا العذاب انا مؤمنون اور
داہنے کان میں اس کے دم کرے اور روئی سے کان اُس کا بند کردے
بعد اس کے ایک آدمی یا چند آدمی مگر طاق آدمی ہوں ایک ہزار بار
یہ دعا پڑھ کر اس کے کان میں دم کریں اعنی توحید اللہ الکریم

و بکلمات اللّٰہ التامات التی لا یجاوزھن برّ و فاجرٌ من
شر ما خلق و ذرء و برء و من شر ما ینزل من السماء
و من شر ما یعرج فیھا و مما ذرء فی الارض و من شر ما
یخرج منھا و من شر فتن اللیل والنھار و من شر کل طارقٍ
الا طارقاً یطرق بخیرٍ یا رحمٰنُ پھر یہی سب کچھ بطور مذکور کے
پڑھ کر اُس کے کان میں دم کرے پھر اس کو ذبح کرے اور جو چیز
اس میں قابل کھانے کے نہ ہو اس کو زمین میں دفن کر دے پھر اس کو پکا کر
جتنے لوگوں کو تھوڑا تھوڑا گوشت کھلاوے ساتھ فضل اللہ تعالیٰ کے وہ
صدمۂ وبا سے محفوظ رہیگا اور یہ دعائے مذکور کھڑے ہو کر پڑھیں بیٹھ کر
نہ پڑھیں اور اگر پنجشنبہ کے روز بکری کو غسل دے کر یکشنبہ کو روز یہی
سب پڑھ کر اور کانوں میں دم کر کے ذبح کریں تو بھی درست ہے
انتہیٰ؛ بخارا سے میاں جی صاحب پندرہ یا سولہ روز رہے تھے پھر وہاں
سے چلنے کی تیاری کی امیر محمد مراد بیگ سے ملنے کو گئے اُس نے حضرت
امیر المومنین علیہ الرحمۃ کے واسطے ایک خط دیا اور دس عدد طلے واسطے خرچ
راہ کے دے کر میاں جی صاحب کو رخصت کیا پھر وہاں سے گیارہ آدمی ہم
اور دو طالب العلم بخارا سے کوچ کر کے کئی روز میں بدخشاں کے فیض آباد میں
آئے اور وہاں کے امیر سے ملے اُس نے حال سفر کا پوچھا اُنھوں نے بیان کیا پھر وہاں

ایک ہفتہ رہے اس عرصہ میں عبدالحکیم دہلوی کئی دن بیمار رہ کر فوت
ہوئے اُن کو دفن کیا پھر جب وہاں سے چلنے لگے امیر نے بھی ایک
خط اور کچھ خرچ دے کر رخصت کیا پھر وہاں سے قاشقار میں شاہ
کٹور کے مکان پر آئے اور وہاں بھی کوئی آٹھ یا نو دن رہے وقت
رخصت کے بادشاہ ممدوح نے بھی ایک خط دیا پھر وہاں سے ملک سوات
اور ملک بنیر اور ملک چملے میں ہوتے ہوئے یہاں پنجتار میں آئے
میاں جی چشتی صاحب جو بخارا سے ایک گھوڑا اور تین اس یابو لائے تھے
یابو تو حضرت علیہ الرحمۃ نے اپنے خاصوں میں بندھوا دئے اور وہ گھوڑا
بہت بلند و در کابہ اور زرد و بہار جب خاں ٹیپے بار ہری والے کو
دیا کہ تم اس پر سوار ہو کرو اور جو گھوڑے سردار یار محمد خاں کے لشکر سے
غنیمت میں آئے تھے وہ اور غازیوں کو واسطے سواری کے دئے اور فرمایا
کہ ہر روز ان کو پھیرا کرو اور اُن کی خدمت کیا کرو ہر کوئی اپنا اپنا
گھوڑا آپ ہی ملتا تھا اور آپ ہی اُس کی گھاس لاتا تھا اور ہر روز
سوار ہو کر پھیرتا بھی تھا انہیں روزوں عبدالمجید خاں جو حضور پر نور
نواب معلی القاب امیر الدولہ محمد امیر خاں بہادر مرحوم و مغفور کے ملازموں
سے تھے بلدۂ اسلام ٹونک سے پانچ گھوڑے اور دو ٹٹو اور ایک جوڑی
پستول انگریزی اور ایک تھیلا خشک پانوں کا اور دس آدمی ہمراہ لے کر

پنجاب میں حضرت علیہ الرحمۃ کی خدمت بابرکت میں جاکر حاضر ہوئے
ایک تو ان کے ہمراہ مستقیم خاں اور سلطان خاں رامپوری تھے اور
شیر محمد خاں اور رستم خاں اور رمضانی اور شیخ لکھو اور شیخ کلو اور
عبدالرحیم سرونجی اور ایک لڑکا کہ کالیا کہتے تھے اور ایک اور شخص اُس کو
سائیں کہتے تھے نام اس کا نہیں معلوم اور ایک عبدالحمید خاں صاحب کا
قرابتی برادر زادۂ مبارک شاہ خاں مگر یہ خوب مجکو یاد نہیں کہ مبارک شاہ
خاں ان کے ساتھ ہی گیا تھا یا اُن کے پیچھے سے اور یہ سب آدمی سلاح
پوشاک سے خوب آراستہ تھے اور اُن پانچوں گھوڑوں میں ایک گھوڑا
سمند میانہ اور خوبصورت ساز و یراق سے درست تھا اُس کی دُمچی اور
پوزی میں سنہری پھلیاں جڑی ہوئی تھیں اور باناتی چارجامہ اور
باناتی ہی اس کا زین پوش تھا خان موصوف اس کو حضرت کے پاس
آراستہ کر کے لے گئے اور عرض کی کہ صاحبزادۂ بلند مکان محمد وزیر خاں بہادر
نے یہ گھوڑا نذر بھیجا ہے اور وہ جوڑی ولایتی لسبور کی وہ مگر مجکو
یاد نہیں کہ وہ جوڑی صاحبزادہ ممدوح کی طرف سے نذر کی یا اپنی طرف
سے اور وہ خشک پانوں کا تھیلا بھی آپ کو دیا ہدایت اللہ انس بریلی کے
اُس وقت وہیں حاضر تھے آپ نے وہ تھیلا ان کو حوالہ کیا کہ ہمارے لشکر
میں جو غازی بھائی پان کھاتے ہوں ان کو تھوڑے تھوڑے بانٹ دو،

ہدایت اللہ تو وہ تھیلا لے کر اپنے ڈیرے میں گئے اور سب کو وہ بانٹ
تقسیم کئے اور جوڑی پستور کی آپ نے سید اسمٰعیل کو آپ کے ہم وطن
تھے پابند ہنے کو بطور امانت کے دی پھر حضرت علیہ الرحمۃ اُٹھ کر اس گھوڑے
کے سر پر ہاتھ پھیرنے لگے اور بہت بشاش ہو کر فرمانے لگے کہ خان بھائی
یہ گھوڑا تو صاحبزادہ محمد وزیر خاں نے بہت اچھا بھیجا ہے اس کا راتب کیا ہے
اُنہوں نے عرض کی کہ صاحبزادہ کی سرکار کا راتب تو مجکو نہیں معلوم وہ
امیر کبیر ہیں جو کچھ دیتے ہوں وہ تھوڑا ہے مگر میں ٹونک سے یہاں تک
چار سیر دانہ اور سیر بھر آٹا اور آدھ سیر گڑ اور پاؤ سیر گڑ گھی ہر روز
کھلاتا آیا ہوں اب یہاں آپ کو اختیار ہے جو چاہیں سو راتب مقرر
کریں مولوی احمد اللہ صاحب ناگپوری مولانا عبدالحیٔ صاحب کے بھائی
بھی وہیں حاضر تھے اور گھوڑے کی سواری کے وہ بڑے اُستاد تھے اُن
سے آپ نے فرمایا کہ اس کو تم لیجاؤ اور اس کی خدمت اور پرورش
کرو اس پر ہم سوار ہوا کرینگے اور حضرت نے اُس کا دانہ تو چار ہی
سیر رہنے دیا مگر آٹا اور گڑ اور گھی دو چند کر دیا پھر آپ نے اُسی
محفل ہدایت منزل میں دیر تک دعا کی کہ الٰہی جس نے یہ گھوڑا اپنی
نیت خالص سے محض تیری رضاجوئی اور خوشنودی کے واسطے مجکو بھیجا
ہے تو اس سے راضی ہو اور ہمیشہ اپنی رضامندی کے کاموں پر ثابت

و چالاک رکھ اور خیر ائے خیر عطا کر اور ہر ایک بلائے آسمانی حادثہ
ناگہانی سے اس کو محفوظ اور مامون رکھو اور بہت الفاظ اسی طرح
کے اُس دعا میں حضرت نے فرمائے تھے مگر وہ بعینہ مجکو کہاں یاد ہیں
پھر اس گھوڑے کو مولوی احمد اللہ صاحب اپنے ڈیرے پر لے گئے اور اُس
کی خدمت کرنے لگے پھر ایک روز دس بارہ دن کے بعد حضرت علیہ الرحمۃ
برچھا لے کر اس پر سوار ہوئے اور مولوی احمد اللہ صاحب بھی اپنے گھوڑے
پر سوار ہو کر آئے اور نالے پر میدان میں شیشموں کے درختوں کے وہاں
تشریف لے گئے اور اُس کو پھیرنا شروع کیا اور کاوے اور ایڑیں پر
پھیرنے لگے اور اُس کی طبیعت اور چال آپ کو بہت پسند آئی اُس کو
ٹھہرا کر مولوی احمد اللہ صاحب سے فرمانے لگے کہ ماشاء اللہ یہ گھوڑا بہت
تیز ہے اور مجکو عنایت الٰہی سے کئی چیزوں کی ایسی پہچان ہے کہ ان میں
بہت کم خطا واقع ہوتی ہے ایک تو میں گھوڑے کو خوب پہچانتا ہوں اور
دوسرے تلوار کو اور تیسرے آدمی کو ان تینوں کی شناخت با خوبی
اللہ تعالیٰ نے مجکو عطا کی ہے اور حضرت علیہ الرحمۃ کی عادت شریف تھی
کہ جس فن اور ہنر میں آپ مہارت کامل رکھتے تھے اور اُسی فن کا اور
بھی کوئی ماہر ہوتا تو اُس پر اپنی اُستادی نہیں جتاتے تھے چنانچہ گھوڑے
پر سوار ہو کر برچھا ہلانا اور مولوی احمد اللہ صاحب بھی اس ہنر کی مہارت
رکھتے تھے اس روز آپ فرمانے لگے کہ مولانا صاحب آپ برچھا خوب

ہلاتے ہیں ہم کو بھی دو چار ہاتھ سکہلائیے' مولوی صاحب عذر کرنے لگے
کہ سبحان اللہ آپ اس فن میں خود اُستاد کامل ہیں آپ مجکو تعلیم فرماویں
میں کیا آپ کو سکھلاؤنگا' آپ نے فرمایا کہ مولانا صاحب اللہ تعالیٰ
نے ایک سے ایک زیادہ کیا ہے اور فضل و ہنر دیا ہے اور خصوصاً اس ہنر
کے اُستاد تمہارے ہی ملک میں اکثر ہوتے ہیں پھر آپ اور مولوی صاحب اُس
میدان میں نیزہ بازی کرنے لگے اور بیشمار لوگ ہندوستانی اور ولایتی وہاں
تماشا دیکھتے تھے اور اس چستی و چالاکی سے دونوں صاحب اپنے اپنے گھوڑے
پر نیزہ بازی کے پیچ کرتے تھے کہ لوگ دیکھنے والے حیرت میں تھے نہ وہ
اُن کی چوٹ کھاتے نہ یہ ان کی پھر حضرت علیہ الرحمۃ نے اپنا گھوڑا
ٹھہرا کر لٹو دار بوٹیٹی ہاتھ میں لی اور ایک مولوی صاحب کو دی اور
فرمایا کہ مولانا صاحب خوب ہوشیار رہنا اب ہم تم پر چوٹ کرینگے
اور تم بھی اپنا دار کرنے میں درگذر نہ کرنا پھر دونوں صاحبوں نے
کسرت برچھی کی کرنی شروع کی اور پیچ کرتے کرتے کبھی مولوی صاحب
کی کمر میں بوٹیٹی لگا دیتے اور کبھی پہلو میں اور کبھی شانے میں اور کبھی
گردن میں اور مولوی صاحب بہتیری ہوشیاری کرتے تھے مگر نہیں بچ
سکتے تھے پھر قریب شام کے آپ نے کسرت موقوف کی مولوی صاحب
نے عرض کی کہ حضرت نیزہ بازی میں نے کئی اُستادوں سے سیکھی مگر جو

پیچ آپ نے اس وقت جو پیر کئے ان کنھوں کو آج تک مجکو کسی نے
نہ بتایا یہ پیچ تو آپ ضرور مجکو تعلیم فرماویں آپ نے فرمایا ماشاءاللہ
مولانا صاحب اس فن میں آپ کو بھی خوب مہارت ہے اور آپ کے ہاتھ
بھی خوب صاف منجے ہوئے ہیں اور جو نکات اس کے مجکو معلوم ہیں اگر
آپ سیکھیں گے تو میں ضرور آپ کو سکھلاؤنگا پھر وہیں مسجد میں اذان
ہوئی سب نے نماز پڑہی بعد اس کے حضرت اپنے مکان پر آئے اور
مولوی احمد اللہ صاحب اپنے دیرے میں گئے مگر اُسی روز سے کسرت نیزہ
بازی کی شروع ہوئی تیسرے چوتھے روز حضرت اُسی گھوڑے پر سوار
ہو کر تشریف لیجاتے اور درمیان عصر اور مغرب کے مولوی احمد اللہ صاحب
کے ساتھ بوشٹی لے کر نیزہ بازی کی کسرت کرتے اور مولوی صاحب
کو تعلیم فرماتے کچھ کم یا زیادہ دو مہینے تک اُسی گھوڑے پر آپنے برچھا
ہلایا اور مولوی صاحب کو سکھایا فقط اور چار گھوڑے جو عبد الحمید خان صاحب
کے پاس تھے ان میں سے ایک تو خان ممدوح نے واسطے سواری کے
مستقیم خان کو دیا اور ایک رستم خان کو اور ایک سلطان خان کو اس لئے
کہ یہ تینوں صاحب جوان چست و چالاک اور مرد لڑنے تھے اور جو چوتھا گھوڑا
تھا اُس پر خان ممدوح خود سوار ہوتے تھے اور دو ٹٹو پیر تل رہتے تھے
اسباب لادنے کو مگر وہ گھوڑا ہی خان صاحب موصوف کا سیکڑوں

میں ایک تھا سبزہ رنگ کا ہتیا وار کا تھا نہایت خوبصورت اور تیزگام
اور خوشخرام تعلیم کیا ہوا اگر چاہتے تو اس پر سوار ہو کر اپنے مخالف کے ساتھ
چھری کٹار سے لڑ لیتے اس کرتب کا ہمارے لشکر میں کوئی گھوڑا نہ تھا
اور خاں صاحب ممدوح کہتے تھے کہ چوبیس ۲۴ برس کا ہے اور وہ خاں صاحب
موصوف خود فن سپہ گری میں اور جراءت و دلاوری میں یکتائے روزگار
تھے اور طبیعت کے نہایت تند اور تیز تھے ذرا سخت کلام کی اُن کو
برداشت نہ تھی جب احمد اللہ صاحب حضرت کے ساتھ کسرت نیزہ بازی
کی کرتے تھے اُنھیں دنوں ایک روز خاں صاحب نے بھی حضرت سے
عرض کی کہ اگر ارشاد ہو تو میں بھی آپ کے ہمراہ گھوڑا پھیرا کروں
اور کسرت بہت روزوں سے چھوٹی ہے تازی ہو جاوے آپ نے فرمایا
بہتر ہے آپ بھی آیا کیجئے پھر وہ بھی حضرت کے ساتھ کسرت کرنے
لگے حضرت نے فرمایا کہ خاں بھائی تم خود اس فن میں اُستاد ہو ہمارے
ساتھ کسرت کرنے کی تم کو کچھ ضرورت نہیں اب تم ہمارے غازی
بھائیوں کو سواری اور ہنر سپہ گری کی تعلیم کیا کرو اُنہوں نے عرض کی
کہ حضرت اُستاد تو آپ ہی ہیں مجکو کیا سلیقہ مگر فرمانبرداری آپ کی
مجکو منظور ہے جو کچھ مجکو آتا ہے میں بھائیوں کو سکھاؤنگا پھر جہاں
حضرت کسرت کرتے تھے وہاں سے ساٹھ ستر قدم کے فاصلے سے

طرف جنوب کے دوسرے روز سے غازیوں کو لے کر وہ جانے لگے
اور سواری اور نیزہ بازی اور بندوق چلانی اور تلوار لگانی سکھانے
لگے اور اُن کا یہ کرتب دیکھ کر فتح خاں اور اُن کے سوار بھی جا کر
سب غازیوں کے ساتھ اس کسرت میں شریک ہوئے اور سیکھنے لگے
اور اُسی میدان میں ایک جگہ شیخ عبدالوہاب اور خدابخش پنجاو نی
چھری گدکے کا اکھاڑا مقرر کیا اور رستم خانی پھینک لوگوں کو
سکھانے لگے اور مرزا احمدی بیگ شاہجہان آبادی نے بھی وہیں ایک اپنا
اکھاڑا جدا بنایا اور وہ امر دیج پھینکتے تھے اور سید لطف علی اور
امام الدین رامپوری نے ایک اکھاڑا غفور خانی پھینک کا ٹھہرایا اور
وہیں اُستاد رجب خاں بنوٹی والے نے ایک اکھاڑا اپنے کا جمایا اور
سب کے شاگرد جدے جدے تھے اور یہ کسرت ہر روز عصر کی نماز
کے بعد سے شام تک لوگ کرتے تھے اور وہیں نالے میں وضو کر کے نماز
مغرب پڑھ کر اپنے اپنے ڈیرے پر جاتے تھے پھر اس کے چند روز کے
بعد دو سکھ رنجیت سنگھ والی لاہور کے سے حضرت علیہ الرحمۃ کے
پاس آئے اور ملے آپ نے اُن سے آنے کا سبب پوچھا انھوں نے
عرض کی کہ صرف آپ کی ملاقات کو آئے ہیں آپ نے فرمایا کہ خیر
تم ہمارے مہمان ہو جب تک چاہو رہو اور اُن کے واسطے لنگر یہاں

سے دو سیر آٹا اور پاؤ سیر دال اور آٹھ پیسے کھیر گھی مقرر کر دیا وہ دونوں ہر روز بعد نماز فجر کے اور عصر کے آکر آپ کے پاس دو چار گھڑی بیٹھتے تھے اور آپ کی باتیں سن کر اپنے بستر پر چلے جاتے تھے، آپ نے فرمایا کہ جو کچھ تمہاری حاجت ضروری ہوا کرے ہم سے کہہ دیا کرو کسی بات کا اندیشہ نہ کرنا مگر وہ کچھ نہیں کہتے تھے پھر دس بارہ روز کے بعد ایک دن انہوں نے عرض کی کہ حضرت اتنے روز دن ہم نے آپ کی خدمت میں آکر خوب آپ کی باتیں سنیں اور جو کچھ لوگوں سے آپ کے اوصاف حمیدہ اور اخلاق پسندیدہ سنے تھے اُس سے بڑھ کر پایا اور آپ کا طریقہ اور دین ہم کو بہت پسند آیا اب ہم چاہتے ہیں کہ ہم کو بھی یہی دین اور طریق آپ تعلیم کریں حضرت یہ بات سن کر بہت خوش ہوئے اور اُسی وقت ان کو کلمہ شہادت پڑھا کر مسلمان کیا اور آپ نے جو ان میں بڑا تھا اس کا نام عبدالرحمٰن رکھا اور چھوٹے کا عبدالرحیم، اور میاں جی چشتی صاحب سے فرمایا کہ ان کو اپنے ڈیرے میں لے جا کر نماز سکھلاؤ اور شیخ ولی محمد صاحب سے فرمایا کہ ان کو دو دو جوڑے کپڑے بنوا دو پھر میاں جی چشتی صاحب نے ان کو لیجا کر ان کے سر کے بال منڈوائے اور ان کی لبیں کترائیں اور اُن کو نہلایا

اُس وقت کسی غازی بھائی نے اپنا پاجامہ دیا اور کسی نے انگرکھا
اور کسی نے دوپٹا اور کسی نے عمامہ کوئی تین تین چار چار جوڑے کپڑے
ان کے پہننے کو ہو گئے اور تیسرے روز چار جوڑے کپڑے نئے شیخ
ولی محمد صاحب نے جدے بنوا دئے اور اُسی روز حضرت علیہ الرحمۃ نے
نور بخش جراح کو بلا کر ان کا ختنہ کرا دیا اور ہر ایک کے کھانے کو
پاؤ سیر گڑ اور پاؤ سیر گھی اور آدہ سیر آٹے کا حلوا مقرر کر دیا میاں
جی چشتی ہی صاحب حلوا پکا کر ان کو کھلانے لگے جب چند روز میں زخم
ختنے کا اچھا ہو گیا تب میاں جی چشتی صاحب نے حضرت کی اجازت
سے پانچ یا چھ روز ایک ایک مرغ کا شوربہ ان کو پلایا پھر ایک
روز نہلا کر اور نئی پوشاک پہنا کر حضرت کے پاس لائے آپ نے اُن
سے عافیت مزاج کی پوچھی اور اُن سے باتیں کیں اُس وقت اُن
دونوں نے اپنا صاف صاف حال حضرت کے سامنے عرض کیا کہ ہم کو
خیرآباد سے ہمارے افسر لہنا سنگھ نے آپ کے پاس بھیجا تھا کہ ہم لوگوں
سے خلیفہ صاحب کی خوبیاں اور بزرگیاں بہت سنتے ہیں سو تم خود جا کر
اپنی آنکھ سے دیکھ آؤ اور ہم سے بیان کرو اسی واسطے ہم آپ کو
دیکھنے آئے تھے یہاں اللہ تعالیٰ نے آپ کے طفیل سے ہم کو بہ نعمت اسلام
کی عنایت فرمائی حضرت یہ تقریر ان کی سن کر بہت خوش ہوئے اور

دو گھوڑے اُن کو دئے اور فرمایا کہ اگر تمہاری خوشی ہو یہاں
ہمارے لشکر میں رہو اور چاہو خیرآباد میں لہنا سنگھ کے پاس جاؤ
تم کو اختیار ہے پھر وہ قریب دو مہینے کے لشکر میں رہے اور
نماز سیکھی پھر حضرت سے رخصت ہوکر وہ خیرآباد کو یا اور کہیں
اپنے گھوڑوں پر سوار ہوکر چلے گئے پھر مجکو ان کا پتہ نہ معلوم ہوا کہ
کہاں گئے اور جن دنوں وہ دونوں ہمارے لشکر میں تھے تب ایک
شخص نوجوان خوبصورت سولہ سترہ برس کی عمر کا حضرت امیرالمومنین
علیہ الرحمۃ کے پاس آکر سائل ہوا کہ آپ مجکو مسلمان کریں آپ نے
پوچھا کہ تم کون ہو اور کہاں سے آئے ہو اور تمہارا اور بھی کوئی ہے یا
نہیں اُس نے عرض کی کہ میں قوم کا کھتری اور رہنے والا ملک ہزارے
کے شہر سکندرپور کا ہوں میرا باپ بڑا سیٹھ مالدار ہے اور میری ماں
بھی زندہ ہے میرا بہت روزوں سے خیال تھا کہ میں مسلمان ہوں بعضے
بعضے مسلمانوں سے میں نے اس کی صلاح پوچھی اُنھوں نے کہا کہ تو بڑے
آدمی کا بیٹا ہے اور یہاں رنجیت سنگھ کا عمل ہے اس خوف سے
کوئی تجکو مسلمان نہ کر سکیگا اگر مصمم تیرا یہی ارادہ ہے تو یہاں
سے تو خلیفہ صاحب کے پاس چلا جاوہ تجکو مسلمان کرینگے اور
انھیں کے پاس تیرا مسلمان ہونا بہتر ہے یہ صلاح ان کی مجکو بہت پسند

آئی پھر کئی روز کے بعد میں اپنے گھر سے اس طرف روانہ ہوا اللہ
تعالیٰ نے آپ تک مجکو پہنچادیا یہ گفتگو اس کی سُن کر حضرت بہت
خوش ہوئے اور اُسی وقت اُس کو کلمہ شہادت پڑھاکر آپ نے
اس کو مسلمان کیا اور ہدایت اللہ اس کا نام رکھا اور جو جماعت
خاص کے حویلہ دار شیخ عبدالحکیم صاحب حویلی تھے اُن سے فرمایا
کہ تم میاں ہدایت اللہ کو اپنے حویلے میں لیجاؤ اور اُن کو نہلا کر نماز
تعلیم کرو اور اُن کا ختنہ بھی کرا دینا اور شیخ ولی محمد صاحب سے فرمایا
کہ ان کو دو جوڑے کپڑے بنادو پھر شیخ عبدالحکیم صاحب ان کو اپنے حویلے
میں لے گئے اور اُس کے سر کے بال منڈوائے اور نہلایا اُس وقت غازیوں
میں سے کسی نے اپنا پائجامہ دیا کسی نے انگرکھا کسی نے دوپٹا کسی نے
عمامہ کئی جوڑے کپڑے میاں ہدایت اللہ کے واسطے ہوگئے پھر شیخ صاحب
ممدوح نے میر امان علی جالسی سے کہا کہ تم شیخ تبتر کے پاس ان کا بھی
بستر لگاؤ اور اُن کو نماز سکھلاؤ پھر میر صاحب موصوف ان
کو اپنے پاس لے گئے اور کئی روز کے بعد نور بخش جراح کو بلا کر ان
کا ختنہ کرایا اور پاؤ سیر گڑ اور پاؤ سیر گھی اور آدھ سیر آٹے کا
حلوا ہر روز میر امان علی اپنے ہاتھ پکا کر ہدایت اللہ کو کھلانے
لگے پھر جب زخم ختنے کا اچھا ہوگیا ان کو بھی چھ سات روز ایک
ایک مرغ کا شوربہ پلایا اور ایک روز ان کو نہلا کر اور

نئی پوشاک پہنا کر حضرت علیہ الرحمۃ کی خدمت فیضدرجت میں لائے
حضرت میاں ہدایت اللہ کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور خیر و عافیت
پوچھی اور شیخ عبدالحکیم سے فرمایا کہ میاں ہدایت اللہ کو شیخ ولی محمد صاحب
سے ایک تلوار اور ایک بندوق دلوادو اور اپنے ہی ہاں ڈیرے میں ان کو رکھو اور
مسائل ضروری نماز روزے وغیرہ کی تعلیم کیا کرو پھر شیخ صاحب نے
میاں ہدایت اللہ کو اپنے ڈیرے پر لائے اور شیخ ولی محمد صاحب تلوار
اور بندوق دلوادی پھر وہ اُنہیں کے پاس رہنے لگے اور وہ میاں ہدایت اللہ
بہت ہی صالح اور نیکبخت اور حلیم الطبع اور بے شر شخص تھے اور نہایت
کم سخن اور باحیا اور بامروت تھے اور کار خدمت میں بہت چست و چالاک
تھے اور اپنی باری سے حضرت علیہ الرحمۃ کے پلنگ کا پہرا بھی دیتے تھے اور
یہاں تک میاں ہدایت اللہ نے حضرت کی رفاقت کی کہ جب سے آئے تھے
تا واقعہ جنگ بالاکوٹ ایک دستور پر رہے پھر بعد لڑائی بالاکوٹ کے
سب غازیوں کے ساتھ درۂ ندہیار میں آئے اور موضع بیٹ گرام
میں چند روز رہے پھر جب اکثر لوگ بے سر و سامان ہو کر اپنے اپنے وطن
چلنے لگے اُنھیں دنوں وہ بھی سکندرپور کو جہاں گھر تھا چلے گئے اور اپنے
والدین سے جا کر ملے وہ ان کو دیکھ کر نہایت خوش ہوئے اور چاہتے تھے
کہ ہمارے ہی پاس رہے اگرچہ مسلمان ہو گیا ہے مگر میاں ہدایت اللہ

کو یہ بات پسند نہ آئی وہاں سے تھوڑی دیر ایک موضع تھا نام اُس کا دہنڈہ تھا وہاں مولوی سید حسین شاہ رہتے تھے اُنھیں کی مسجد میں یہ بھی جا کر اُترے اور وہیں رہنے لگے اور خرچ ضروری ان کو اُنھیں کا باپ دیا کرتا تھا اور یہ اپنے طریقے پر قائم رہے یہاں تک بیان ہدایت اللہ کا ہو چکا اب باقی احوال بنجتار کے سے یہ ہے کہ ایک روز حضرت امیر المومنین علیہ الرحمۃ برج کے کوٹھے پر بیٹھے تھے اور آپ کے حضور پر نور میں سید احمد علی صاحب آپ کے خواہر زادے اور مولانا محمد اسمٰعیل صاحب اور ارباب بہرام خاں صاحب اور سردار فتح خاں بنجتاری حاضر تھے آپ نے سب کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ کسی صاحب کو تجویز کرو تو اپنے سواروں میں رسالدار کریں سید احمد علی صاحب نے عرض کی کہ میری رائے میں اس عہدہ کے واسطے حمزہ علی خاں تہاری والے مناسب معلوم ہوتے ہیں کیونکہ رودار اور مرد ہوشیار اور بردبار ہیں مولانا صاحب نے عرض کی کہ میرے خیال میں تو اس کے لائق عبد الحمید خاں معلوم ہوتے ہیں اور ارباب بہرام خاں نے بھی اہنیں کو پسند کیا اس لئے کہ وہ بڑے ہوشیار فن سپہ گری میں تجربہ کار اور بہادر شخص ہیں سید احمد علی صاحب نے کہا کہ مولانا صاحب آپ بجا فرماتے ہیں مگر عبد الحمید خاں مزاج کے تیز اور تند ہیں بات ہی بات میں ناخوش اور درہم برہم ہو جاتے ہیں یہ اُن میں بڑا نقصان ہے اور حضرت کو بھی یہی بات ،

پسند آئی آپ نے فرمایا کہ سید احمد علی صاحب میاں صاحب اور
بہرام خاں کی تجویز مجکو بھی بہتر معلوم ہوتی ہے اور جو تم کہتے ہو کہ مزاج
کے تند ہیں کیا عجب ہے کہ اللہ تعالی یہ نقصان ان کا دور کر دے اور وہ
سلیم الطبع اور متحمل ہو جاویں اور تو کوئی برائی ان میں نہیں ہے انہوں
نے کہا ہاں اور کچھ نقصان نہیں معلوم ہوتا آخر شش یہی بات ٹہری پھر
اگلے روز آپ نے سید احمد علی صاحب اور مولانا محمد اسمٰعیل صاحب اور
ارباب بہرام خاں اور شیخ عبد الحکیم اور شیخ ولی محمد اور سب خاصوں کو
جمع کیا اور عبد الحمید خاں کو بلایا اور فرمایا کہ خان بھائی چند روز سے ہمارے
خیال میں تھا کہ لشکر کے سواروں میں کسی کو رسالدار کر دیں سو تم ان
بھائیوں کو سواری اور سپہ گری تعلیم کرتے ہو آج سے ہم نے ان کا
رسالدار بھی تمہیں کو کیا خاں صاحب ممدوح یہ بات سن کر عذر کرنے
لگے کہ حضرت میں آپ کے فرمانے سے باہر نہیں ہوں مگر بات یہ ہے کہ
میری طبیعت تند ہے اور یہ امر اختیاری نہیں کہ چھوڑ دوں کہ شاید
بھائیوں کو اس سبب سے میری افسری گراں معلوم ہو اور یہاں یہ کام
خدا کے واسطے ہے اور رئیسوں کی فوج کا سا نہیں ہے' آپ نے فرمایا
کہ خان بھائی اس کا تم اندیشہ نہ کرو ہم تمہارے لئے دعا کرینگے امید
ہے کہ اللہ تعالی یہ نقصان دور کر دے اور تابعداری تو خدا ہی والے
کرتے ہیں رئیسوں حاکموں کی تابعداری تو کیا کرینگے خاں صاحب موصوف

نے عرض کی کہ اگر یہی بات ہے تو میں حاضر ہوں پھر آپ نے میاں
دین محمد صاحب سے فرمایا کہ ہمارے یہاں سے جاکر ایک دوشالہ اور
ایک رومال لے آؤ اُنھوں نے لاکر حاضر کیا، آپ نے اپنا خاص عمامہ
اپنے دست مبارک سے عبدالحمید خاں کے سر پر باندھا اور فرمایا کہ خان
بھائی یہ دوشالہ اور رومال ہے اس میں سے ایک جو تم کو پسند ہو
وہ لو اُنھوں نے عرض کی کہ مجھکو تو رومال خوش معلوم ہوتا ہے آگے
جو آپ کے پسند ہو آپ نے فرمایا کہ مجھکو بھی یہی اچھا معلوم ہوتا ہے
اور وہی خاں صاحب کو اُڑھا دیا اور ایک سبز سنہرے قبضہ کی جو آپ
ان دنوں باندھتے تھے اور سابری اُس کا پرتلہ تھا آپ کے آگے
دھری تھی اُس کو پرتلے میں کرکے رسالدار کے گلے میں ڈال دی اور
وہی گھوڑا سمند صاحبزادہ ممدوح دام اقبالہ کا بھیجا ہوا ان کو عنایت
کیا اور فرمایا کہ یہ تم کو مبارک ہو اور اللہ تعالیٰ تم کو کفار پر فتحیاب
کرے پھر آپ نے ہاتھ اُٹھاکر جناب الٰہی میں برہنہ سر ہوکر کمال
خلوص اور تضرع و الحاح کے دیر تک دعا کی پھر بعد فراغ دعا کے
رسالدار نے پانچ روپے اور ایک اشرفی نذر کی پھر تمام حاضرین
مجلس نے رسالدار صاحب کو مبارکی دی پھر وہ رخصت ہوکر مسجد
میں گئے وہاں دو رکعت نفل شکرانے کی پڑھ کر اپنے ڈیرے میں آئے
اور اُسی روز سے اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے ان کو ایسا حلیم الطبع

اور سلیم المزاج اور خوش اخلاق کر دیا کہ گویا ہمیشہ کے یوں ہی تھے
وہ تندی اور تیزی مطلقاً ان کی طبیعت سے جاتی رہی اور وہ رسالدار
صاحب کا عمامہ جو حضرت نے عنایت کیا سپید تھا اور رومال سرخ زمین
کا بوٹی دار اور حواشی اُس کے آبی تھے اور وہ سروہی وہ تھی جو حضور
پر نور نواب مستطاب معلی القاب نواب امیر الدولہ محمد امیر خاں بہادر والی
ٹونک مرحوم و مغفور نے حضرت امیر المومنین سید المجاہدین کو نذر دی
تھی اور میاں دین محمد صاحب سے میں نے سنا کہتے تھے کہ وہ سروہی نواب
صاحب بہادر ممدوح کو راجہ مان سنگھ والی جودہ پور نے دی تھی انتہیٰ
پھر ایک روز حضرت علیہ الرحمۃ نے نماز جمعہ کی پڑھ کر مولوی محمد حسن صاحب
جماعت دار سے فرمایا کہ ہمارے لشکر میں اکثر بھائیوں کو بغیر مکان کے
تکلیف ہوتی ہے اور ان روزوں بھائیوں کو فرصت بھی ہے اگر موافق
حاجت ضروری کے اپنے اپنے رہنے کے لیے کوٹھے بنا لیویں تو بہتر ہے اور ہمارا
بھی ارادہ ہے کہ ایک کوٹھا ہم بھی بنا لیں اُنھوں نے عرض کی کہ بات
تو مناسب ہے پھر جب حضرت وہاں سے مکان پر آنے لگے تو نالے
سے دو پتھر اٹھا کر اپنے کندھے پر رکھ لئے آپ کو دیکھ کر ہر کسی نے
موافق طاقت اپنی کے ایک ایک دو دو اٹھائے اور سینے لا کر
حضرت ہی کے مکان پر جمع کئے اور سب کی نیت ہوئی کہ پہلے حضرت

کہ پہلے حضرت کا کوٹھا بنایا جاوے بعد اس کے اور ہیں پھر اس کے
اگلے روز سے گارے اور پتھروں کی دیوار اٹھانی شروع کر دی،
کوئی تو پتھر لاتے تھے اور کوئی گارا کرتے تھے اور کوئی اُٹھاتے تھے
اور وہ دالان کوئی دس گز کا لمبا تھا اور قبلہ رخ اس میں تین در رکھے
گئے جب چند روز میں وہ دالان بن کر درست ہوا تب چیڑ کی کڑیوں سے
اس کو پاٹا اور آگے اس کے چھپر کا ایک سائبان ڈالا بعد اس کے لئے اپنے
پہلے میں اور صاحبوں نے بھی بنانے شروع کئے چنانچہ ایک کوٹھا
شیخ عبد الحکیم پھلتی نے بنایا اور ایک سید اسمٰعیل رائے بریلوی نے اور ایک مولوی
امام الدین صاحب بنگالوی نے اور ایک مولوی وارث علی صاحب پوربی نے
اور ایک نور بخش جراح نے اور یہ سب کوٹھے پاس ہی پاس خاص جماعت
والوں کے تھے اور ایک کوٹھا شیخ ولی محمد صاحب نے بنایا اور ایک
سید احمد علی صاحب کا بنایا گیا قریب مسجد کے اور ایک مولوی مظہر علی
عظیم آبادی نے بنایا اور ایک کوٹھا بستی کے باہر جانب مشرق کو واسطے
بارود رکھنے کے بنایا گیا اور یہ تمام مکانات مذکورہ غازیوں نے
اپنے ہی ہاتھوں سے اُٹھائے اور اُن سب کے پاٹنے کی کڑیاں۔
سردار فتح خاں کی معرفت منگائی گئیں ایک ایک روپے بتیس ۳۲،
بتیس ۳۲ چیڑ کی بہت عمدہ کڑیاں پھر بعد تعمیر مکانات کے حافظ

ملہو خاں رامپوری اٹنورا فرانسیس کے لشکر سے کہ حضرو میں پڑا تھا
پنجتار میں ایک ٹٹو پر سوار دو یا تین آدمیوں کے ساتھ آئے اور اُن
کے لشکر میں جو مولوی اسمعیل کپتان خورجوی اور محمد خاں اجیٹن خورجوی
روشن خاں کپتان اور شاہ میر خاں رسالدار لہاری کے اور محمد خاں رسالدار
مئو خیل تھے ان افسروں کا ایک خط لائے اور حضرت علیہ الرحمۃ کو دیا اور
وہ پڑھا گیا خلاصہ اس کا یہ تھا کہ ہم سب حضرت کے فرمانبردار اور مخلص
جاں نثار ہیں اگر ارشاد ہو تو ہم چند افسر حضور عالی میں آکر حاضر ہوں
والا جس وقت آپ دریائے اباسین کے اُس طرف ساتھ فوج کے
رونق افزا ہونگے اس وقت ہم سب اپنے پیادہ و سوار سے آپ کے
ہمراہ رکاب ہو جاوینگے کوئی آپ کی رفاقت سے انحراف نہیں کرنے کا
مخفی بعد جب نو دس روز کے حافظ ملہو خاں نے رخصت چاہی تب
آپ نے اُن کے خط کے جواب میں لکھا حاصل اس کا یہ تھا کہ الحمدللہ
خط مسرت نمط تم سب بھائیوں کا معرفت ملہو خاں کے ہم کو پہنچا کیفیت
اس کی معلوم ہوئی اور جو تم نے لکھا تھا کہ حکم ہو تو یہاں چلا آویں
سو ابھی آنے کی کچھ ضرورت نہیں تمہارا وہیں رہنا مناسب اور
مصلحت ہے جب اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے ہم کو اس پار دریا

کے لے چلے گا تب جو کچھ مناسب ہو سو دیکھ لینا فقط اور ایک گھوڑا
آختہ سمند بڑا تیز گام اور خوش خرام چہار گوشتی شیخ غلام علی
صاحب نے آپ کو دیا تھا آپ اکثر اُس پر سوار ہوا کرتے تھے جو
سید ابو محمد صاحب آپ کے قریبوں سے تھے جب سفر ہجرت میں اُن
کا گھوڑا اسقط ہو گیا ہو گیا تب آپ نے وہ چہار گوشتی آختہ ،
واسطے سواری کے سید ابو محمد صاحب کو دیا سو وہی گھوڑا سید ابو محمد صاحب
سے لے کر حافظ ملہو خاں کو عنایت فرمایا اور رخصت کیا اور دو گھوڑے
کابل میں سردار سلطان محمد خاں نے آپ کی نذر کئے تھے ان میں ایک
گھوڑا کمیت دوند نام بہت تیز گام سید ابو محمد صاحب کو دیا اُس
چہار گوشتی کے عوض میں اور ملہو خاں کے آنے کے چند روز پہلے سے پاینده
خاں تنولی حاکم ام کے دو شخص معزز ایک سید حسن شاہ مصاحب خان
ممدوح کے رہنے والے موضع یتر کے جو واقع ملک ہزارے میں
ہے اور دوسرا شاہ نام جمعدار خاں موصوف کا یہ دونوں کبھی
کبھی بطور وکالت کے حضرت علیہ الرحمۃ کے پاس آتے تھے اور پاینده
خاں کی خوبی اور اخلاص مندی بیان کرتے تھے کہ آپ کا خیر خواہ
اور فرماں بردار مخلص جاں نثار ہے اور چھ سات روز ہمارے لشکر
میں رہ کر چلے جایا کرتے تھے اس عرصہ میں محمد زماں خاں گنگر والے

نے کہ حضرت امیرالمومنین علیہ الرحمۃ کے بڑے مخلصوں اور معتقدوں
سے تھا اپنے عزیزوں میں سے ایک شخص کو خط دے کر حضرت کی
خدمت سراپا برکت میں بھیجا اور حاصل مضمون اس خط کا یہ تھا کہ
یہاں ہماری تمام بستیوں کی قوم مشوانی سب اس بات پر متفق
اور یکدل ہیں کہ ہربیلہ ان روزوں سکھوں کی فوج سے خالی ہے اگر
آپ کچھ مجاہدین نصرت قرین سے کھبل پر تشریف لاویں تو ہم اُسی روز
حملہ کر کے اُس پر قبضہ کرلیں اور وہاں کے سب مسلمان بھی ہمارے
شریک ہیں فقط اس کے جواب میں آپ نے محمد زمان خاں کو لکھا کہ تم
اپنے اس مکان کی تیاری میں ہوشیار رہو انشاء اللہ تعالیٰ اسی ہفتہ میں
ہم کھبل پر آویںگے پھر وہ آدمی جواب لے کر گنگر کو روانہ ہوا اس
کے چوتھے یا پانچویں روز آپ نے چلنے کی تیاری کی اور عبدالحمید خاں
رسالدار سے فرمایا کہ ڈیڑھ سو سواروں سے تم کو ہمارے ہمراہ
چلنا ہوگا اور چاروں جماعتوں سے تین سو پیادوں کو فرمایا خاص
جماعت تمام اور کچھ لوگ شیخ ولی محمد صاحب کی جماعت سے اور کچھ
لوگ مولانا محمد اسمٰعیل صاحب کی جماعت سے اور کچھ قندھاریوں
کی جماعت سے اور آٹھ ضرب شاہیں اپنے ساتھ لیں اور باقی لوگ